جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

تربیتِ اولاد کے
۳۳۰ تین سو تیس رہنما اُصول

ازدواجی زندگی کے آغاز سے اولاد کے نکاح تک عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سے متعلق تین سو تیس ۳۳۰ اصولوں پر مشتمل تربیتِ اولاد سے متعلق ایک مستند رہنما کتاب

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

اُستاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

اِدارۃُ المعارف کراچی

تربیت اولاد کے اصول کے

تین سو تیس (330) رہنما اصول

ازدواجی زندگی کے آغاز سے اولاد کے نکاح تک عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سے متعلق تین سو تیس (330) اصولوں پر مشتمل تربیت اولاد سے متعلق ایک مستند رہنما کتاب

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

ناشر

مکتبۃ المتین کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	تربیت اصول کے تین سو تیس رہنما اصول
مؤلف	مولانا محمد نعمان صاحب زید مجدہ
ضخامت	صفحات 607
طبع اول	محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ 13 اگست 2024ء
ناشر	مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
اوقات رابطہ	ظہر تا مغرب (0332-2557675)

اسٹاکسٹ

مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0311-2645500

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)

021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)

0334-8414660,0313-1991422

آن لائن حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر

0309-2216519   0316-2554257

فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ مؤلف

اولاد اللہ رب العزت کی طرف سے ایک انمول نعمت ہے، اولاد کی قدر اُن لوگوں سے پوچھیں جو اس نعمت سے محروم ہیں، اولاد میں چاہے بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں ہی گھر کی رونق اور دل و دماغ کی تازگی اور راحت کا ذریعہ ہے، اگر اولاد کی حسنِ تربیت ہو تو یہ دنیا میں والدین کی نیک نامی اور عزت کا ذریعہ ہے اور اُخروی اعتبار سے بہترین صدقہ جاریہ ہے، نیک اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سکون واطمینان کا ذریعہ ہے، اور ہر مجلس میں باعث صد افتخار ہے۔ معاشرے میں ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کی اولاد فرمابردار، پرہیزگار، باوقار، ملک وملت کی پاسبان، دین کی ترجمان، رزقِ حلال میں معاون، بڑھاپے کا سہارا اور قبر وحشر میں راحت اور سرخ روئی کا ذریعہ بنے۔ اب ایسے کون سے اعمال وافعال، اَخلاق وکردار، عادات واَطوار اور صفاتِ محمودہ ہیں جن کو اختیار کرنے سے بچہ ہماری اُمیدوں پر پورا اترے گا، تو زیرِ نظر کتاب میں بالترتیب نکاح سے لیکر جوانی تک اُن تمام اوصافِ حمیدہ اور اعمال وافعال کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر ان کی رعایت کر کے والدین اولاد کی تربیت کریں تو ان شاء اللہ اولاد دوسروں کے لیے مشعلِ راہ ہوگی، لوگ آپ کی اولاد کا نیک نامی کے ساتھ تذکرہ کریں گے، اور اسے بطور آئیڈیل اور نمونہ کے پیش کریں گے۔ آج ہمیں اولاد کی دنیا کی بڑی فکر ہے، آخرت کی نہیں، حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو اولاد کی روحانی فکر ہوتی تھی، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اولاد کے لیے نماز قائم کرنے اور شرک سے بچنے

کی دعا فرمائی، حضرت یعقوب علیہ السلام دنیا سے جاتے ہوئے اپنی اولاد کی اِصلاح عقائد واعمال کی فکر کر کے جا رہے ہیں، حضرت لقمان کے تربیت اولاد کے سلسلے کے نصائح اللہ رب العزت کو ایسے پسند آئے کہ اسے قرآنِ کریم میں بیان فرمایا۔احادیث مبارکہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں ہماری بڑی رہنمائی فرمائی، حضراتِ سلف کے اقوال و واقعات میں بھی تربیت کے کئی رہنما پہلو ہیں، لیکن یہ اصول، ارشادات، اقوالِ زریں، واقعات اور تجربات بکھرے ہوئے تھے، تو راقم نے درس حدیث میں تربیت اولاد کے (۱۷۰) رہنما اُصول ترتیب وار بیان فرمائے۔ جب یہ بیانات واٹس ایپ پر چلے تو بعض اَحباب نے مشورہ دیا کہ اگر اِسے کتابی شکل دی جائے تو بہت فائدہ ہوگا، راقم نے اَز سرِ نو اس پر کام کا آغاز کیا اور حتی الامکان تقریر کو تحریر کا جامہ پہنایا اور نصف سے زائد مضامین ومواد کا اضافہ کیا، اب زیر نظر کتاب ایک منضبط انداز میں ازواجی زندگی کے آغاز سے لیکر اولاد کے نکاح تک جملہ ہدایات کا بالترتیب ذکر کیا ہے، اس میں جا بجا قرآنی آیات، احادیث مبارکہ حضراتِ صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے اقوال و واقعات، تجربات و مشاہدات کا عام فہم انداز میں تذکرہ کیا ہے تا کہ ہر طبقہ کا قاری اس سے مستفید ہو سکے، ایسی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری جس میں ترتیب وار تمام رہنما پہلوؤں کا تذکرہ اس قدر جامعیت اور حسن ترتیب سے ہو، اگر ان ہدایات کو سامنے رکھ کر اولاد کی تربیت کی جائے تو ان شاء اللہ ہماری اولاد ہماری نیک نامی، دینی، دنیاوی اور اُخروی عزت اور کامرانی کا ذریعہ بنے گی۔

اس کاوش میں راقم کے ساتھ شاگردِ رشید مولانا محمد خالد صاحب حفظہ اللہ کا کافی تعاون رہا، اللہ رب العزت اِن کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے۔آمین

اللہ رب العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور راقم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔آمین۔

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوارالعلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۲۷/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ 3 اگست 2024ء

0332-2557675

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

دنیا میں ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک صالح اور متقی ہو، اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، ملک اور ملت کی پاسبان اور دین کی ترجمان بنے، تو انسان اپنی اولاد کے بارے میں بہت فکر مند رہتا ہے اور اولاد کو نیک صالح بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش بھی کرتا ہے، اگر بچوں کی تربیت اچھے طریقے سے کر دی جائے تو جہاں یہ بچہ ایک انسانِ کامل اور ایک فردِ کامل بنے گا، وہیں یہ بچہ ایک صالح معاشرے کے لیے ایک مضبوط بنیاد بھی ثابت ہوگا۔ یہ بچہ خود بامقصد زندگی گذارنے کے ساتھ ساتھ بہت سارے دیگر انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی والے کاموں کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر اس کی صحیح اور اچھی تربیت نہ کی گئی تو سب سے پہلے اس کا وجود معاشرے کے لیے بوجھ اور وبال بنے گا اور خود اس کی زندگی جانوروں والی زندگی ہوگی، ایسے فرد سے خیر کی توقع ایک عبث کام ہوگا۔

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے بھی جہاں اپنے نیک بندوں کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا تو اس میں ایک دعا بیان فرمائی کہ ایمان والوں! اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہو:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (الفرقان: ۷۴)

ترجمہ: اور جو (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیز گاروں کا سربراہ بنا دے۔

تو ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے، اب اس خواہش کی تکمیل کیسے ہوگی تو ایسے رہنما اصولوں کا تذکرہ ہوگا اگر کوئی اِن اصولوں کی رعایت رکھ کر آغاز ہی سے اپنی

اولاد کی تربیت کرے گا تو ان شاء اللہ اِس کی اولاد اس کی امیدوں اور تمناؤں پر پوری اترے گی۔ اور وہ دنیا میں اِس کے لئے نیک نامی کا اور دنیا سے جانے کے بعد بہترین ذخیرہ آخرت ہوگی۔

1......نیک سیرت باحیا عورت کا انتخاب کریں

سب سے پہلا اصول یہ ہے نیک سیرت باحیا عورت کا انتخاب کریں، یعنی جب انسان ازدواجی زندگی کا آغاز کررہا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ جس عورت کا انتخاب کرے اور جسے اپنا رفیق سفر بنائے اور جس سے ازدواجی تعلق قائم کرے تو وہ عورت نیک صالح اور باحیا ہو، عموماً دیکھنے میں آتا ہے بعض لوگ صرف حسن کو دیکھتے ہیں، بعض صرف دولت اور پیسے کو اور بعض خاندان کو دیکھتے ہیں، حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. [1]

ترجمہ: عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، حسب ونسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے، اس کی دینداری کی وجہ سے، تو دیندار عورت کو ترجیح دے کر کامیاب ہو جا، تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (یہ جملہ عرب میں کسی کام پر ابھارنے اور برانگیختہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، اِس سے اِس کا لغوی معنی اور بددعا مراد نہیں ہوتی ہے۔)

یعنی عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے شرافت کی وجہ سے، حسب ونسب اور

[1] صحيح مسلم: كتاب الرضاع، باب إستحباب نكاح ذات الدين، رقم الحديث: ١٤٦٦

خاندان کی وجہ سے، مال کی وجہ سے، خوبصورتی کی وجہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مخاطب! تو دین دار عورت سے نکاح کر تو اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

یعنی اس حدیث پاک میں مال و جمال پر نظر نہ کرنے اور دین پر نظر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو والدین اور لڑکے کو چاہیے کہ سب سے پہلے دینداری اور اچھے اخلاق کو دیکھیں، بقیہ چیزیں بعد میں۔ ایسا نہ ہو کہ فقط ظاہری خوبصورتی کو دیکھیں اور سیرت کو نہ دیکھیں، ایک بات ذہن میں رکھنا خوبصورت عورت جتنی مرضی ہو اگر کردار کی بری ہے تو اس کی خوبصورتی کس کام کی اور اگر عورت کی شکل اچھی نہیں مگر وفادار ہے، خدمت گزار ہے، جان نثار کرنی والی ہے، سنجیدہ اور باخلاق ہے تو اس سے بہتر زندگی کا ساتھی کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے عورت جو زندگی کی شریک حیات ہے، حسن کی کسوٹی پر تولنے کی بجائے نوجوان کو چاہیے کہ وہ سیرت کی کسوٹی پر تولیں۔ اچھے اخلاق کی کسوٹی پر تولیں، اِن کو دینداری کی کسوٹی پر پرکھیں، دنیا کی بہترین متاع نیک صالح عورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ. [1]

ترجمہ: دنیا ایک پونجی ہے، یعنی نفع اٹھانے (اور استعمال کرنے) کی چیز ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر فضیلت والی کوئی چیز متاع دنیا میں نہیں ہے۔

دیکھنے میں سب انسان ایک جیسے ہیں، ایک جیسے گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں، سب کے اعضاء و جوارح یکساں ہیں، البتہ ایمان اور اخلاقِ حسنہ و اعمالِ صالحہ

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ، رقم الحدیث: ۱۴۶۷

کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ کالا گورا ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں، اگر آدمی حسن و جمال میں بڑھ کر ہو، رنگ وروپ کے اعتبار سے بہتر ہو، لیکن اس میں کسی کی ہمدردی نہ ہو تو اس کی خوبصورتی اُسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کرسکتی، اسی طرح اگر کسی کے پاس دولت بہت ہے مگر بداخلاق ہے، حریص ہے اور کنجوس ہے، تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی تفوق اور امتیازی شان حاصل نہیں، ہاں اگر کوئی شخص (مرد ہو یا عورت) دین دار ہے، اس کا نفس مہذب ہے، وہ دوسرں کی خاطر تکلیف برداشت کرسکتا ہے، لوگوں سے نباہ کرنے کا خوگر ہے۔ اس سے جو قریب ہوگا خوش رہے گا، اگر ایسے شخص سے کسی عورت کا نکاح ہوگیا تو وہ عورت اس کے اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گی۔

اسی لیے تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کے اخلاق اور دین داری سے تم خوش ہو تو اس کا پیغام رَد نہ کرو، بلکہ جس عورت سے نکاح کرنے کا پیغام دیا ہے اس سے نکاح کردو، اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین پر بڑا فتنہ وفساد ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ. ❶

ترجمہ: جب تمہیں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین سے اور اس کے اچھے اخلاق سے تم راضی ہو، تو تم اپنی بچی کا اس سے نکاح کردو، اگر تم نہیں کروگے

❶ سنن الترمذی: أبواب النکاح: باب ما جاء إذا جاء کم من ترضون دینه فزوجوه، رقم الحدیث: ۱۰۸۴

تو زمین میں فتنہ پھیل جائیگا، اور زمین میں فساد پھیلے گا۔

اور آج کل پڑھی لکھی لڑکیاں بھی معاشرہ میں مصیبت بن گئی ہیں، لڑکیوں کو صرف میٹرک ہی نہیں، بلکہ بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک تعلیم دلاتے ہیں، اب ان کی شادی کے لیے لڑکا تلاش کرتے ہیں اور ایسا شخص تلاش کیا جاتا ہے جو تعلیم میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہو، ایسا شخص ملتا نہیں، اگر ملتا بھی ہے تو پھر لڑکی والے ان کی شرائط پوری نہیں کر پاتے، اب لامحالہ تیس تیس سال، بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر تک کی لڑکیاں یوں گھر بیٹھی رہتی ہیں۔

آج کے والدین دین کو نہیں دیکھتے، دوسری چیزیں دیکھ کر لڑکی بیاہ دیتے ہیں، کوئی دنیوی تعلیم دیکھ کر اور کوئی مال دیکھ کر رشتہ کر دیتا ہے اور کوئی دنیوی عہدہ و ملازمت دیکھ کر اپنی لڑکی دے دیتا ہے۔ پھر اس کے نتیجے بھگتتے رہتے ہیں، یہ لوگ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تین طلاق دے کر بھی عورت کو رکھے رہتے ہیں، اور ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سال دو سال تعلقات ٹھیک رکھ کر عورت کو گھر میں چھوڑ دیتے ہیں، نہ اسے طلاق دیتے ہیں، نہ خرچہ پانی دیتے ہیں، اور بعض بداخلاق لوگ بے جا مار پیٹ کر کے عورت کو ڈھیر کر دیتے ہیں۔

جس طرح سے شوہر دین دار تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ بھی ضرورت ہے کہ عورت دین دار ہو، بہت سے والدین اپنے بیٹے کے لیے خوبصورت عورت کو ترجیح دیتے ہیں، اور بیٹے بھی خوبصورت عورت کے دیوانے ہوتے ہیں، اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں مگر سیاہ قلب کو نہیں دیکھتے۔ وہ ہے تو دیکھنے میں خوبصورت لیکن نہ روزہ رکھتی ہے، نہ نماز پڑھتی ہے، نہ تلاوت کی پابند ہے، نہ اخلاق درست ہیں، غرض دین سے لاتعلق ہے، آئے روز جھگڑا ہے، پھر اس کا نتیجہ طلاق ہی ہوتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ (التوبة: ۳۴) جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (یہ آیت سن کر) بعض صحابہ نے کہا کہ سونے اور چاندی کے بارے تو یہ آیت نازل ہوگئی اور ہمیں ان چیزوں کا حکم اور ان کی مذمت معلوم ہوگئی۔ کاش ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ سونے اور چاندی کے علاوہ اور کون سا مال بہتر ہے تا کہ ہم اُسے جمع کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ.[1]

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، شکر ادا کرنے والا دل اور مسلمان بیوی جو اپنے شوہر کے ایمان کی مددگار ہو (یعنی نیکی کے کاموں میں شوہر کا ہاتھ بٹھانے والی ہو۔)

یعنی جو اپنے شوہر کے ایمان کی مددگار ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شوہر کے دینی اُمور اور دینی فرائض کی ادائیگی میں معاون مددگار رہو، مثلاً نماز کا وقت آئے تو اُسے نماز کی یاد دلائے۔ روزے کا زمانہ آئے تو اُسے روزہ رکھنے کے سلسلہ میں اس کی ضروریات پوری کرے، اور اِن کے علاوہ دیگر عبادتوں کے وقت اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے۔ نیز شوہر کے لئے وہ ایسے حالات پیدا کرے کہ وہ نیک کاموں میں مشغول رہ سکے، اس کو بدکاری اور تمام حرام چیزوں سے روکے، حرام کی کمائی اور ناجائز پیشہ سے اُسے باز رکھے، اسی طرح اگر وہ کسی برائی کی راہ پر لگے تو اُسے اس راہ سے ہٹائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کے ایمان کی مددگار ہو، آج کی بیویاں دنیاوی امور میں تو اپنے شوہر کی بڑی مددگار رہیں، کہیں کام کی چھٹی نہ ہو جائے، رات کی

[1] سنن الترمذی: أبواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة التوبة، رقم الحدیث: ۳۰۹۴

اندھیرے میں ناشتہ تیار کیا جاتا ہے، جیسا کہ آج کل گیس کی لوڈ شیڈنگ ہے، صبح کا کھانا رات کو اور رات کا کھانا دوپہر کو بنایا جاتا ہے، لیکن دینی اُمور میں نماز کا وقت قضاء ہو رہا ہوگا اس کو نہیں اٹھایا جاتا کہ اِس کی نیند اور آرام میں خلل نہ آئے، لیکن اگر نوکری کا وقت ہو جائے دس پندرہ منٹ پہلے اٹھاتے ہیں کہ تیاری میں وقت لگے گا تاکہ وقت مقرر پر ڈیوٹی پہنچے، اور تاخیر کی وجہ سے دیاڑی نہ کٹے۔

اس لئے پہلی بات میں نے عرض کی از دواجی زندگی کا آغاز ایسی عورت کے ساتھ کیا جائے جس کے اندر پہلا وصف یہ ہو کہ اس کی سیرت اچھی ہو، اور دوسرا وصف یہ ہو کہ وہ باحیا ہو، حسن و جمال عارضی چیز ہے، آج ہے کل ختم ہو جائے گا، لیکن سیرت ہمیشہ باقی رہتی ہے، جتنا وقت گزرتا جاتا ہے حسن رفتہ رفتہ ختم ہوتا جاتا ہے، لیکن جتنا وقت گزرتا جاتا ہے سیرت دن بدن بڑھتی جاتی ہے، کردار میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور زندگی حسن کے ساتھ نہیں گزرتی اخلاق و کردار کے ساتھ گزرتی ہے، صرف حسن کو دیکھ کر جو سودے کیے جاتے ہیں وہ پائیدار بھی نہیں ہوتے، اُمیدوں پر پورا بھی نہیں اترتے اور انسان کو اپنی گھریلو زندگی کا سکون بھی نہیں ملتا، اس لیے پہلی اور اہم بات یہ ہے سیرت کو دیکھا جائے، اور ساتھ عورت باحیاء ہو، جتنی باحیا ہوگی، پاکدامن ہوگی، متقی پرہیز گار ہوگی، اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی ہوگی، اتنی اولاد کی وہ اچھی تربیت کرے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کے لیے رشتے کا انتخاب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں رات کی تاریکی میں گشت فر رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا، آپ جب گشت کرتے کرتے تھک گئے تو ایک دیوار کے کنارے بیٹھ گئے۔ اچانک

گھر سے آواز آئی کوئی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے بیٹی اٹھ دودھ میں پانی ملا دے، بیٹی کہتی ہے اماں آپ کو امیر المؤمنین کا حکم معلوم نہیں؟ ماں بولی امیر المؤمنین نے کیا حکم دیا ہے؟ بیٹی نے کہا کہ امیر المؤمنین نے حکم دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں بولی تو پانی ملا دے تجھے کونسا امیر المؤمنین اِس وقت دیکھ رہا ہے؟ بیٹی بولی نہیں اماں ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں لوگوں کے سامنے تو امیر المؤمنین کی اطاعت کروں اور خلوت میں ان کی نافرمانی کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ماں بیٹی کی باتیں سن رہے تھے، غلام سے فرمایا: اسلم اس دروازے پر نشان لگا دو اور اس جگہ کو یاد رکھو، صبح ہوئی تو آپ نے اسلم سے کہا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ یہ باتیں کرنے والی عورتیں کون تھیں اور آیا ان کے شوہر ہیں یا نہیں؟ حضرت اسلم فرماتے ہیں میں نے اس جگہ آ کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ دودھ میں پانی ملانے کا مشورہ دینے والی عورت ماں ہے، اور منع کرنے والی بیٹی ہے جو غیر شادی شدہ ہے، اور گھر میں مرد کوئی نہیں ہے، یہ معلومات حاصل کر کے میں نے امیر المؤمنین کو اطلاع دی، آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کیا اور فرمایا: تم میں سے کسی کو شادی کی ضرورت ہو تو بتلائے میں اس کی شادی اس لڑکی سے کر دیتا ہوں، اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو میں خود اس لڑکی سے نکاح کرتا، حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن دونوں نے عرض کیا کہ ہماری تو پہلے ہی بیویاں موجود ہیں مزید کی ضرورت نہیں، حضرت عاصم بولے ابا جان میری شادی نہیں ہوئی، اس لیے اس سے میری شادی کر دیں، چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کی شادی اس لڑکی سے کر دی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی اس بیٹی سے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے وہ لڑکی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نانی ہوئی، حضرت عاصم نانا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑنانا

ہوئے۔❶

تو دیکھیں ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیس لاکھ مربع میل کے بادشاہ تھے، اگر چاہتے تو کسی دولت والی، پیسے والی، حسن و جمال والی لڑکی کا انتخاب کر لیتے، لیکن انہوں نے رشتے کے انتخاب میں نہ حسن کو دیکھا، نہ حسب ونسب کو دیکھا، بلکہ سیرت کو دیکھا، اور سیرت میں بھی تقویٰ کو دیکھا، اس بچی کا ایک جملہ سنا ہے صرف اس جملے نے اتنا اثر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا ان کے ساتھ نکاح کرا دیا اور پھر اس سے ایک بچی پیدا ہوئی اور اس سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے نیک صالح حکمران پیدا ہوئے، معلوم ہوا نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رشتے کے انتخاب میں حیاء اور سیرت کو دیکھا جاتا ہے، اس لیے تربیت اولاد میں پہلا اصول یہ ہے کہ ایسی عورت کا انتخاب کیا جائے جو حسن سیرت والی ہو۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا اپنی بیٹی کے لئے رشتے کا انتخاب

عبداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی بیٹی کو بادشاہِ وقت عبدالملک اپنی بہو بنانا چاہتا تھا، اس نے اپنے ولی عہد بیٹے ولید بن عبدالملک کے ساتھ اس کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کر دیا۔ عبدالملک نے ان پر بہت دباؤ ڈالا اور مختلف قسم کی سختیاں کیں مگر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ برابر انکار پر قائم رہے۔ حتی کہ عبدالملک نے ناامید ہو کر انھیں سو کوڑے لگوائے، سخت سردی کے دن ان پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا بہایا اور اہانت کی غرض سے اون کا بنا ہوا جبہ انہیں پہنوایا۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ج ۷۰ ص ۲۵۳ /صفة الصفوة: ج ۱ ص ۴۰۹، رقم الترجمة: ۲۵۲ /مسندالفاروق لابن کثیر: ج ۱ ص ۳۹۲

ابن ابی وداعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس پابندی سے جا کر بیٹھتا تھا، اور آپ سے قرآن وسنت کا علم سیکھتا تھا، ایک مرتبہ چند دن غیر حاضری کے بعد جانے کا اتفاق ہوا، سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے پوچھا: اتنے دن تک کہاں غائب رہے؟ میں نے کہا: میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے حاضر نہ ہو سکا، فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی! میں بھی تجہیز و تکفین میں شریک ہوتا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اٹھنے لگا تو انھوں نے کہا: کیا تم نے دوسری بیوی کا کوئی انتظام کیا؟ میں نے جواب دیا: میں غریب نادار اور دو چار پیسے کی حیثیت کا آدمی ہوں، میرے ساتھ کون شادی کرے گا؟ فرمایا میں کرواؤں گا، تم تیار رہو، میں نے کہا بہت خوب۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اسی وقت حمد وصلوٰۃ اور مختصر سا خطبہ نکاح پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے چند دراہم مہر کے عوض کر دیا۔ میں وہاں سے اٹھا تو فرطِ مسرت میں میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں گھر پہنچ کر رخصتی کے لیے قرض کی فکر میں پڑ گیا۔

شام کے وقت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پہلے دو رکعت خود پڑھیں اور دو رکعت بیٹی سے پڑھوائیں، اس کے بعد بیٹی کو لے کر خود ہی میرے گھر تشریف لائے۔ میں مغرب کے بعد روزہ افطار کرنے کے لیے جا رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعید! میں نے سعید نام کے جتنے حضرات بھی مدینہ میں موجود تھے سوچے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کون سعید ہیں؟ جب کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا، چوں کہ وہ اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی آتے جاتے نہیں تھے۔ اسی تذبذب میں اٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو سامنے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کھڑے تھے۔ انھیں دیکھ کر میں نے کہا: آپ نے کیوں زحمت گوارا کی؟ مجھے بلا لیا ہوتا، فرمایا: نہیں مجھے تمہارے پاس

آنا چاہیے تھا، میں نے عرض کیا فرمائیے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: تم تنہا آدمی تھے اور تمہاری بیوی موجود تھی، میں نے خیال کیا کہ تنہا تم کیوں رات بسر کرو، اس لیے تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں، وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، انھوں نے اس کو دروازے کے اندر کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا، میری بیوی شرم سے گر پڑیں، میں نے اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ اس کے بعد چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں میں اعلان کیا کہ آج سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیا ہے اور اسے میرے گھر پہنچا گئے ہیں، میری والدہ نے تین دن تک دستور کے مطابق اس کو خوب سنوارا، جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ نہایت حسین وجمیل، کتاب اللہ کی حافظہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمہ اور حقوق شوہر سے باخوبی واقف عورت تھی۔

ابن ابی وداعہ فرماتے ہیں: اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس نہ گیا اور نہ ہی وہ میرے پاس تشریف لائے۔ بالآخر میں نے ہی ان کے پاس جانے کی جسارت کی، جب ان کے پاس گیا تو وہ اپنے شاگردوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کے جواب سے مجھے ممنون فرمایا اور اس سے زیادہ مجھ سے کوئی بات نہ کی حتی کہ اہل مجلس منتشر ہو گئے اور جب میرے علاوہ ان کے پاس کوئی نہ رہا، فرمایا: اہلیہ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اے ابو محمد! خیریت ہے، بایں حال کہ دوست خوش ہوں اور دشمن رنجیدہ۔ فرمایا: اگر تمھیں کسی قسم کی تکلیف کا شبہ ہو تو یہ عصاء ساتھ لیتے جاؤ۔ (یعنی اگر میری بیٹی تمہاری فرماں برداری میں کوئی کمی کرے تو اس عصاء سے خبر لینا) اس کے بعد میں اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا اور دوسرے دن سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیس ہزار درہم میری طرف بھجوا دیئے۔ [1]

[1] حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: سعید بن المسیب، ج ۲ ص ۱۶۷/ سیر أعلام النبلاء: ترجمۃ: سعیدبن المسیب بن حزن القرشی، ج ۴ ص ۲۳۳، ۲۳۴

ایک وہ دور تھا باپ بیٹی کی اصلاح کیلئے داماد کو لاٹھی دیتا تھا اور آج کے دور میں ماں باپ، بیٹی کو ساتھ موبائل دیتے ہیں کہ بیٹی! ذرا سی بات ہو تو ہمیں کال کرنا، اب جب ذرا سی بات گھر میں ہو جائے تو بیٹی تین، چار باتیں اور لگا کر اپنے گھر رپورٹ پہنچا دیتی ہے، پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مہینے کے بعد گھر اجڑ جاتے ہیں، طلاقیں ہو جاتی ہے، زندگی بھر پچھتاوا ہوتا ہے۔

واقعہ سنانے کا مقصد کہ کتنی سادگی سے نکاح کیا اور خود داماد کو پیسے بھی دیئے کہ اس سے کاروبار شروع کرو، ہم تو بیٹیوں کو چار چار لاکھ کا جہیز دیدیتے ہیں، وہاں اس لڑکے کے پاس جہیز رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی، اگر یہی رقم داماد کو ہدیہ نہ سہی قرض کے طور پر دیدے وہ اس سے کاروبار شروع کرتا، پاؤں پر کھڑا ہو جاتا آپ کی بیٹی کو بھی خوش حال رکھتا اور آپ کی رقم بھی آپ کو واپس لوٹا دیتا۔ یا اِسی رقم سے بیٹی کو مکان خرید کر دیتے تو ساری زندگی اُس کے پاس سر چھپانے کی جگہ ہوتی، لیکن ہم ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے ہماری ناک نہ کٹے، چاہیے اُس سے شریعت کے کتنے ہی احکامات کی خلاف ورزی ہو، اِن دونوں واقعات میں رشتے کے انتخاب میں دین داری کو دیکھا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی لڑکی کے انتخاب میں اُس کی سیرت اور تقوی کو دیکھا، اور حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بھی لڑکے کے انتخاب میں دین داری کو دیکھا، بادشاہ وقت کے ولی عہد کے بیٹے کو رشتہ نہیں دیا اور ایک طالب علم کو دے دیا جس کے پاس مہر کی ادائیگی کے لئے رقم بھی نہیں تھی۔

سلف صالحین اپنی بیٹیوں کی کس طرح تربیت کرتے تھے

اللہ تعالی نے قرآن پاک کی ایک پوری سورت جسے سورہ نساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے ہیں، سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی

بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورہ نساء اور سورہ نور ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کرتے تھے، ہمیں بھی چاہیے کہ جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو اگر پورا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورہ نساء اور سورہ نور کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں تاکہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔

بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ کر جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا (اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو یہ بیٹی کے ذمہ لگا دیتے کہ بیٹی اپنے لئے ایک قرآن پاک لکھ لو، تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔

یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا، گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیوی نے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔(موبائل میں لایعنی پروگرامات کے دیکھنے میں نہیں۔) ❶

2......عورت کے انتخاب میں استشارہ اور استخارے سے کام لیا جائے

عورت کے انتخاب میں عجلت اور جلد بازی بہت ہی نقصان دہ ہے، استخارہ اور مشورے سے کام کیا جائے، اگر تاخیر ہو جائے تو مایوسی اور کم ہمتی نہ ہو، اگر دو چار جگہ رشتہ گیا اور وہاں سے جواب نہیں ملا تو اکثر گھروں کے لوگ مایوس ہو جاتے ہیں کہ اب کون دے گا، سارے خاندان میں چھان بین کر لی، اب تو کوئی نہیں دیتا۔ پھر پڑھے لکھے نوجوان کا نکاح ایسی لڑکی سے کروایا جاتا ہے جو کسی بھی طرح اس کے مناسب نہیں ہوتی۔ پھر ساری زندگی آپس میں اَن بن، لڑائی جھگڑے، آخر طلاق تک نوبت

❶ انمول واقعات: ص ۱۴۱

پہنچ جاتی ہے۔

لہذا لڑکے کو چاہیے کہ خود بھی ہمت سے کام لے اور گھر والوں کو بھی مایوس نہ ہونے دے، اللہ تعالیٰ سے اچھے رشتے کی امید رکھتے ہوئے خوب دعائیں مانگے اور گھر والوں کو بھی چاہیے کہ ہمت سے کام لیتے ہوئے ٹھنڈے دل سے خوب غور وخوض کر کے اچھی طرح چھان بین کر کے رشتہ طے کریں۔ اس سلسلے میں درج ذیل گزارشات کو ضرور مدنظر رکھیں۔

اس میں سب سے پہلا کام صلوۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ اسی طرح فرض نمازوں کے بعد اور نوافل کے بعد یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنْ زَوْجَةٍ تُشَیِّبُنِی قَبْلَ الْمَشِیبِ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی بوڑھا کر دے۔

یہ بہت ہی اہم دعا ہے اس کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت سے اللہ پاک کی پناہ چاہی ہے جو بڑھاپے کی عمر سے پہلے ہی بوڑھا کر دے، ایسی بیوی گلے کا طوق بن جاتی ہے۔ اور ساتھ مشورے کرنے کا اہتمام کریں۔ شریعت میں مشورہ کی اہمیت اور تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مؤمنین کی صفات بیان فرماتے ہیں:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ، فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِینَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

❶ الدعاء للطبرانی: باب ماستعاذ منه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ص ۳۹۹، رقم الحدیث: ۱۳۳۹/سلسلة الأحادیث الصحیحة: ج۷ص۳۷۷، رقم الحدیث: ۳۱۳۷

ترجمہ: اور آپ ان صحابہ سے اہم کام میں مشورہ لیا کریں سو جب فیصلہ کر لیں تو اللہ پر توکل کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہدایات لیتے ہیں اور فہم وفراست میں بھی رسول سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے؟ اس کے باوجود مشورہ کی اہمیت بتانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا۔ جب آپ کے پاس کئی رائیں جمع ہو جائیں اور گھر کے سمجھدار افراد خصوصاً والدین کی رائے آجائے تو اللہ تعالی سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالی اس فیصلے میں اپنی مدد شامل فرما دیں۔ اور مشورے کی دعا مانگ کر استخارہ کرنے کے بعد اپنے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی ایک رائے پر عمل کریں۔

دوسرا کام استخارہ کریں، جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ استخارہ کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کا کوئی خاص طریقہ اور خاص عمل ہوتا ہے، اس کے بعد کوئی خواب نظر آتا ہے اور اس خواب کے اندر ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کرو یا نہ کرو۔ خوب سمجھ لیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استخارہ کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں۔

استخارہ کا مسنون طریقہ اور دعا

استخارہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نیت یہ کرے کہ میرے سامنے دو راستے ہیں، ان میں سے جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیں۔ پھر دو رکعت پڑھے اور نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا پڑھے جو حضور نے تلقین فرمائی، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَاالْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ ارْضِنِيْ بِهِ.(1)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں، میں علم نہیں رکھتا۔ (یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے مجھے نہیں۔) اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور میرے اندر قوت نہیں۔ یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لئے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دیجیے اور اس کو میرے لئے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لئے برکت پیدا فرما دیجیے۔ اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیئے، اور میرے لئے خیر مقدر فرما دیں جہاں بھی ہو۔ (یعنی اگر یہ معاملہ میرے لئے بہتر نہیں

---

(1) سنن الترمذی: أبواب الوتر، باب ماجاء فی صلاة الاستخارة، رقم الحدیث: ۴۸۰

ہے تو اس کو تو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لئے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجیے) پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیئے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لی تو بس استخارہ ہو گیا۔ استخارہ کا کوئی وقت مقرر نہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہیے، یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہیے۔ ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت یہ استخارہ کر لیں۔ نہ رات کی کوئی قید ہے، اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آئے گا اور خواب کے ذریعہ ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو۔ یاد رکھیے! خواب آنا کوئی ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بات ضرور بتائی جائے یا خواب میں کوئی اشارہ ضرور دیا جائے، بعض مرتبہ خواب میں آ جاتا ہے اور بعض مرتبہ خواب میں نہیں آتا۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خود انسان کے دل کا رجحان ایک طرف ہو جاتا ہے، بس جس طرف رجحان ہو جائے وہ کام کر لے، اور بکثرت ایسا رجحان ہو جاتا ہے۔ لیکن بالفرض اگر کسی ایک طرف دل میں رجحان نہ بھی ہو بلکہ دل میں کشمکش موجود ہو تو بھی استخارہ کا مقصد پھر بھی حاصل ہو جائے گا، اس لئے کہ بندہ کے استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ وہی کرتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لئے خیر ہوتی ہے اور اس کو پہلے سے پتا بھی نہیں ہوتا۔

بعض اوقات انسان ایک راستے کو بہت اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس بندے سے پھیر دیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ استخارہ

کے بعد اسباب ایسے پیدا فرما دیتے نہیں کہ پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لئے خیر ہوتی ہے۔ اب خیر کس میں ہے؟ انسان کو پتہ نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالی فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اب جب وہ کام ہوگیا تو اب ظاہری اعتبار سے بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نظر نہیں آ رہا ہے، دل کے مطابق نہیں ہے، تو اب بندہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے آپ سے مشورہ اور استخارہ کیا تھا مگر کام وہ ہوگیا جو میری مرضی اور طبیعت کے خلاف ہے اور بظاہر یہ کام اچھا معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ انسان تو اپنی محدود عقل سے سوچ رہا ہے کہ یہ کام تیرے حق میں بہتر نہیں ہوا، لیکن جس کے علم میں ساری کائنات کا نظام ہے، وہ جانتا ہے کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور کیا بہتر نہیں تھا، اس نے جو کیا وہی تیرے حق میں بہتر تھا۔ بعض اوقات دنیا میں تجھے پتہ چل جائے گا کہ تیرے حق میں یہی بہتر تھا اور بعض اوقات پوری زندگی میں کبھی پتہ نہیں چلے گا، جب آخرت میں پہنچے گا تب وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ واقعہ یہی میرے لئے بہتر تھا۔

رشتے کے لئے مجرب عمل

اسی طرح آج کل ہمارے معاشرے میں بہت سے ماں باپ بچوں کے رشتوں کے سلسلے میں پریشانی کا شکار ہیں۔ اس کے بارے میں بھی بزرگوں سے ایک مجرب عمل منقول ہے وہ یہ کہ جس لڑکے یا لڑکی کا رشتہ نہ ہوتا وہ روزانہ ایک مرتبہ سورۂ مریم پڑھ لیا کرے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیا کرے کہ یا اللہ! اپنے فضل سے مجھے نیک رشتہ عطا فرما۔ چالیس دن تک یہ عمل کرلے تو ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کیلئے رشتہ عطا فرما دیتے ہیں اور اگر چالیس دن تک یہ عمل کرنے کے بعد بھی رشتہ نہ ہوتو پھر دوسرا چلہ شروع کر دے۔ اگر اس میں بھی کام نہ ہوتو تیسرا چلہ

شروع کردے۔تین چار چلوں کے بعدان شاء اللہ ضرور رشتہ طے ہو جائے گا۔تاہم جب تک مقصد پورا نہ ہو یہ عمل جاری رکھے۔ بہت سے حضرات نے اس کا بھی تجربہ کر کے بتایا کہ انہوں نے اس عمل کو مجرب پایا ہے۔

سب سے بڑا اور اصل وظیفہ تو دعا ہے۔بس جس کے بچے اور بچیوں کے رشتہ نہ آتے ہوں تو وہ تنہائی میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر گڑگڑا کر اللہ سے دعا کریں اور اس اہم کام کے لئے اس کا معمول بنالیں ،ان شاء اللہ ضرور رشتے ہو جائیں گے۔تاہم یہ سب کام تقدیر کے مطاق ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جو کام جس وقت کے لئے اور جہاں مقرر کر دیا ہے اس کے مطابق وہ کام ہوتا ہے۔ (1)

3......ازدواجی تعلق کے وقت فطرتی حیاء کا لحاظ رکھا جائے

جب میاں بیوی اپنا ازدواجی تعلق قائم کر رہے ہوں تو وہاں پر جو اللہ تعالی نے ہر انسان میں ایک طبعی اور فطرتی طور پر حیا رکھی ہے اُس حیا کا لحاظ رکھنا چاہیے، اُس موقع پر جو حیا کا لحاظ نہیں رکھتا بے حیائی کا ارتکاب کرتا ہے تو عموماً اولاد بھی بے حیا پیدا ہوتی ہے، اور جو حیا کا لحاظ رکھتے ہیں اولادیں بھی باحیا پیدا ہوتی ہیں۔

شریعت نے ہر ایسی مذموم حرکات سے روکا جن سے فریقین کو طرح طرح کی بیماریاں اور امراض خبیثہ وغیرہ لاحق ہو جاتی ہیں جن کا خمیازہ تمام عمر بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ اولاد پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔اولاد مجزوم یعنی کوڑھی ہو جاتی ہے۔بعض فقہا نے اس حکم کی خلاف ورزی پر حدیث کے مطابق کفارہ بھی رکھا ہے کہ جس شخص سے غلبہ شہوت کی بناء پر حالت حیض میں جماع کا گناہ سرزد ہو جائے تو اسے ایک دینار یا نصف دینار

(1) اصلاحی بیانات: بیٹی اللہ کی رحمت ہے، ج۲ص ۴۷، ۴۸

بطورِ کفارہ صدقہ کرنا چاہیے۔❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ. ❷

ترجمہ: جو شخص بیوی کے پاس آیا حالتِ حیض میں یا بیوی کے پاس پچھلے راستے سے آیا، تو وہ اس دین سے بری ہو گیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

4......ازدواجی تعلق سے مقصود حیا و پاک دامنی اور نیک صالح اولاد کا حصول ہو

میاں بیوی کو چاہیے کہ ازدواجی تعلق کے وقت حیا و پاک دامنی، عفت و عصمت اور نیک صالح اولاد کے حصول کی نیت رکھیں، نظر کی حفاظت اور گناہ سے بچنا مقصود ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دعا فرمائی:

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا. (مریم: ۵، ٦)

ترجمہ: لہذا آپ خاص اپنے پاس سے مجھے ایک ایسا وارث عطا کر دیجیے جو میرا بھی وارث ہو، اور یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد سے بھی میراث پائے، اور یا رب! اسے ایسا بنایے جو (خود آپ کا) پسندیدہ ہو۔

یعنی ایسا لڑکا عطا کیا جائے جو علوم اور تبلیغِ دین میں میرا وارث قرار پائے، اور ساتھ ہی

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الطهارة، باب فی إتیان الحائض، رقم الحدیث: ۲٦۴

❷ سنن أبی داود: کتاب الطب: باب فی الکاهن، رقم الحدیث: ۳۹۰۴

وہ میرے جدّ امجد حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے علوم متوارثہ میں ان کا وارث اور صحیح جانشین بن سکے اور اپنے پاکیزہ اعمال واخلاق کی وجہ سے پسندیدہ اور مقبولِ بارگاہ ہو، یعنی عالم بھی ہواور عامل بھی۔

اللہ رب العزت نے حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کے گھر حضرت یحیی علیہ السلام کو پیدا کیا، اور ان تمام صفات اور خوبیوں کا جامع بنایا جن کی دعا کی گئی تھی۔

حضرت یحیی علیہ السلام کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِیًّا وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا. (مریم: ۱۲، ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی اور وہ اپنے والدین کے خدمت گزار تھے، سرکشی اور نافرمانی کرنے والے نہ تھے۔

قرآن کا یہ واقعہ بھی ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کے لئے نیک تمنائیں رکھیں، اور جب اللہ تعالی اس دولت سے نوازیں تو ان کی تعلیم وتربیت کا فریضہ پیغمبری اسوہ کے مطابق انجام دیں، ان کی دنیا کے فکر کے ساتھ دین کی فکر سے بھی غافل نہ ہوں، بلکہ اوّلین مقصد ان کی پیدائش کا اطاعتِ خداوندی اور اشاعتِ دین قرار دیں، اگر ایک طرف وہ زمین پر عزت وعظمت کے مینار ثابت ہوں تو دوسری طرف آسمانِ خدمتِ دینِ مبین پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکیں۔

تو بہر حال نیت یہ ہو کہ اللہ رب العزت مجھے نیک صالح اولاد عطا فرمائے جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور بہترین صدقہ جاریہ بنے۔

5......خلوت میں ہونے والی گفتگو کا تذکرہ دوسروں سے نہ کیا جائے

خلوت کی باتیں بیان کرنے کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، عام طور پر میاں بیوی کی پہلی ملاقات یعنی پہلی رات کی باتیں دلہن اپنی سہیلیوں اور دولہا اپنے دوستوں کو بتاتے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کی خلوت کی باتیں دوست احباب اور سہیلیوں سے بیان کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ ایسا کرنا بے شرمی کی بات ہے اور یہ جاہلانہ طریقہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام حضرات اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جو اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر دروازہ بند کر لیتا ہے اور وہاں پردہ ڈال لیتا ہے پھر باہر نکل کر لوگوں کے سامنے خلوت کی باتیں بیان کرتا ہے؟ لوگ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی جانب مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسی خاتون ہے جو دوسری خاتون سے ایسی ایسی باتیں نقل کرتی ہو، یہ سن کر خواتین خاموش رہیں اتنے میں ایک خاتون نے گھٹنے زمین پر رکھ کر خود کو اونچا کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سن لیں اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد بھی اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں اور خواتین بھی اس بات کا تذکرہ کرتی ہیں (یعنی مرد بھی ایسے ہیں کہ جو بیوی سے جماع کے احوال دوسروں سے بیان کرتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ إِنَّ مَثَلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانٍ وَشَيْطَانَةٍ لَقِيَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِالسِّكَّةِ قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ. (1)

---

(1) مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج١٦ ص ٥٧٣، ٥٧٤، رقم الحديث: ١٠٩٧٧

ترجمہ: کیا تم لوگ واقف ہو کہ اس بات کی کیا مثال ہے؟ اس کی مثال یہ ہے کہ شیطان کسی شیطانہ سے راستہ میں ملاقات کرے اور اس سے اپنی خواہش نفسانی پوری کرے اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

6......ملاپ کے وقت مسنون دعا کا اہتمام کریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب زوجین آپس میں ملیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ کر اور جو تو ہمیں اولاد عطا فرما اُسے بھی شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔

تو جب زوجین کے تعلق میں بھی حیا ہوتی ہے اور پھر مسنون دعا کا اہتمام ہوتا ہے تو اللہ تعالی جو اولاد دیتا ہے پھر وہ بھی نیک صالح ہوتی ہے اور وہ شیطان کے شر سے محفوظ ہوتی ہے۔ جو یہ دُعا پڑھ لیتا ہے تو اگر اولاد اُس کے حق میں مقدر ہو تو وہ شیطان کے ضرر سے محفوظ ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ. ❷

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو ''اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا'' کہہ دے، پھر ان دونوں کے درمیان کوئی لڑکا مقدر کیا جائے، تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر کوئی عمل نہیں کرتا ہے تو وہ خود اپنا نقصان

❶ صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب مايستحب أن يقوله عند الجماع، رقم الحديث: ۱۴۳۴

❷ صحيح البخارى: كتاب الوضوء، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع، رقم الحديث: ۱۴۱

کرتا ہے، اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہمبستری کے وقت بسم اللہ اور دعائے حفاظت بے حد ضروری ہے تا کہ شیطانی تصرفات کی زد سے محفوظ رہ سکے، اور آنے والی نسل ان اثرات سے بچ سکے جو شیطان ڈالنا چاہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جماع سے فارغ ہونے کے بعد مزید یہ دعا پڑھ لیں:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيمَا رَزَقْتَنَا نَصِيبًا. [1]

ترجمہ: اے اللہ! جو کچھ تو نے ہمارے حصے میں اولاد رکھی ہے اس میں شیطان کو دخل نہ دینے دے۔

آپ غور و فکر سے کام لیں گے تو یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ اسلام اسی وقت سے انسان کی حفاظت شروع کر دیتا ہے جس وقت نطفہ پیٹھ سے جدا ہونے لگتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ نطفہ انسانی صورت وشکل اختیار کرنے سے پہلے ہی شیطانی تصرفات ووساوس سے محفوظ ہو جائے گا۔

آج کل عموماً دیکھنے اور سننے میں آتا ہے کہ جب تعلق قائم کیا جائے بے حیائی کا ماحول ہوتا ہے، گانا چل رہا ہوتا ہے، فحاشی وعریانی ہوتی ہے، معاذ اللہ! اپنی خواہش کی تکمیل کے دوران کئی لوگ طرح طرح کے گانوں، فلموں کے دیکھنے میں لگے ہوتے ہیں جانوروں کی طرح نازیبا حرکتوں میں لگے ہوتے ہیں، اس لیے جو اولادیں پیدا ہوتی ہیں، پھر وہ بھی اسی طرح کی حیاء دار نہیں ہوتیں، بے حیا، دین بیزار اور غیرت سے خالی ہوتیں ہیں۔

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة: كتاب النكاح، باب مايؤمر به الرجل إذا دخل على أهله، ج٣ ص ٥٦٥، رقم الحديث: ١٧١٥٤

7......دوران حمل اچھے اعمال اور افعال کو اختیار کیا جائے

جب حمل ٹھہر جائے تو عورت اِس دوران اچھے اعمال، وافعال کو اپنائے اور اس دوران نیک افعال کو اختیار کرے، تو چونکہ حمل کے دوران ماں جو بھی عمل اختیار کرتی ہے اس کا بچے کے اوپر اثر ہوتا ہے، ماں اگر نیک اعمال اختیار کرے گی تو بچے پر بھی ان نیک اعمال کا اثر ہوگا، اگر خدانہ کرے برے کاموں میں، گناہوں میں مبتلا ہوگی تو بچہ پر بھی ان برے کاموں کا اور گناہوں کا اثر ہوگا، اس لیے ایک اصول یہ ہے کہ اگر ہم یہ چاہیں کہ ہماری اولاد نیک بنے، اُس میں نیک اعمال کا جذبہ ہو، نیکی کے کاموں کی طرف رغبت ہوتو دورانِ حمل عورت مسنون اعمال تلاوت کا اہتمام کرے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے۔

8......دورانِ حمل رزق حلال کا اہتمام کریں اور مشتبہ چیزوں سے بچیں

دورانِ حمل میاں بیوی رزقِ حلال کا اہتمام کریں اور مشتبہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچائیں، ورنہ بسا اوقات اولاد پر اس کے منفی اثرات سامنے آتے ہیں۔

ایک میاں بیوی نے دل میں یہ سوچا کہ ہماری ہونے والی اولاد نیک ہو لہٰذا اس کے لئے ہم حلال کھائیں گے، ہر نیک کام کریں گے تاکہ بچے پر نیکی کے اثرات ہوں۔ جب سے حمل ٹھہرا تو میاں بیوی دونوں نے نیک اعمال کرنے شروع کر دیئے، باقاعدگی کے ساتھ نیکی کرتے رہے لیکن بچے کی جب ولادت ہوئی تو انہوں نے بچے کے اندر نافرمانی کے اثرات دیکھے۔ وہ ضدی نکلا، ہٹ دھرم نکلا، بات نہیں مانتا تھا، تو ایک مرتبہ دونوں میاں بیوی سوچ رہے تھے کہ ہم نے اتنی محنت کی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر کیا بات ہے سوچتے سوچتے بیوی کے دل میں خیال آیا اس نے کہا کہ واقعی ہم سے غلطی ہوگئی، خاوند نے پوچھا کہ کیا غلطی؟ بیوی کہنے لگی کہ پڑوس کا ایک بیری کا درخت

ہے جس کی شاخیں ہمارے صحن میں بھی آتی ہیں، تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ دوران حمل بیر گرتے تھے مجھے اچھے لگتے میں کھا لیتی تھی، تو میں نے پڑوسی سے اجازت ہی نہیں لی ہوتی تھی۔ میں نے بغیر اجازت کے چیز جو کھائی اس کے اثرات میرے بچے پر آپڑے۔اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ ❶

مشتبہ کھانے کے سبب بیٹا نافرمان نکلا

ایک بزرگ تھے ان کی ساری اولاد بڑی نیکو کار تھی، لیکن ان میں سے ایک بچہ بہت ہی نافرمان اور بے ادب قسم کا تھا، اللہ والے ان کے ہاں مہمان آئے۔انہوں نے یہ فرق دیکھا تو اس بزرگ سے پوچھا کہ آخر یہ کیا وجہ ہے یہ بچہ کیوں ایسا نافرمان نکلا۔تو وہ بزرگ بڑے آزردہ ہوئے، آنکھوں سے آنسو آ گئے فرمانے لگے کہ یہ اس کا قصور نہیں یہ میرا قصور ہے، ایک مرتبہ گھر میں فاقہ تھا اور ہمارے گھر میں شاہی دعوت کا بچا ہوا کھانا آ گیا کسی نے ہدیہ تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔ عام طور پر تو میں ایسے کھانے سے پرہیز کرتا تھا، لیکن بھوک کی وجہ سے اس دن میں نے وہی کھانا کھا لیا پھر وہی رات تھی کہ ہم میاں بیوی نے ملاقات کی، اور اللہ نے اسی رات بچے کی بنیاد رکھی یہ اس مشتبہ کھانے کا اثر ہے کہ ہمارا یہ بچہ نافرمان نکلا۔تو اس لئے اس حالت میں عورت کو چاہیے کہ وہ حلال لقمے کا بہت زیادہ خیال کرے۔ یہ بازاروں کی بنی ہوئی چیزیں جن کی پاکی ناپاکی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا اس سے بھی پرہیز کریں۔ ❷

9......غیبت، چغل خوری اور ناچ گانے سے گریز کیا جائے

جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں ہے اس دوران عورت اپنے آپ

❶ اولاد کی تربیت کے سنہری اصول: ص۱۱۲

❷ اولاد کی تربیت کے سنہری اصول: ص۱۱۳

کو غیبت سے بچائے، اپنے آپ کو بہتان طرازی سے، کسی کے اوپر لعن طعن سے، گانے سننے سے، ڈرامے دیکھنے سے، ہر بری چیزوں کو دیکھنے سے اپنے آپ کو بچائے، تو جتنا یہ وقت پاکدامنی میں گزرے گا اور نیکی میں گزرے گا اس کے اچھے اثرات بچے میں منتقل ہوں گے، بچہ ماں کی غذا سے بنتا ہے، ماں جو غذا کھا رہی ہے اسی سے بچے کی نشو ونما ہو رہی ہے، بچے کے جسم کی نشو ونما ماں کے خون کے ساتھ ہوتی ہے اور ماں کے خون میں جہاں غذا کا اثر ہوتا ہے وہی ماں کے کردار کا، ماں کے اخلاق کا اثر ہوتا ہے اور وہی کردار، وہی اخلاق، وہی عادات بچے میں منتقل ہوتی ہیں، اس لئے جو دورانِ حمل عورت نیک اعمال کو اپنائے، گناہوں سے بچے تو بچے کی زندگی پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کے علاوہ عام زندگی میں بھی اپنے آپ کو غیبت چغل خوری جیسے گناہوں سے بچائیں، اسلاف کی زندگیاں ایسی تھی کہ وہ کہتے تھے: آج تک میں نے کسی کی غیبت نہیں کی، ان لوگوں نے ایسی زندگی گزاری، ہم تو پوری زندگی نہیں کوئی ایک دن ایسا اپنا نہیں بتا سکتے جس میں ہم نے کسی کی غیبت نہ کی ہو، ہماری زندگی کا کوئی ایک دن ایسا نہیں ہے اور اِن لوگوں کی پوری پوری زندگیاں ایسے گزر گئیں۔

میرے نامہ اعمال میں غیبت کا گناہ نہیں

جتنے بڑے محدثین تھے وہ غیبت سے بڑے بچتے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی میرے نامہ اعمال کو کھولے گا تو اس میں غیبت کا گناہ نہیں ہوگا:

إِنِّی أَرْجُوْ أَنْ أَلْقَی اللّٰهُ وَلَا يُحَاسِبُنِیْ أَنِّیْ اِغْتَبْتُ أَحَداً. ❶

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ٢ ص ١٣

ترجمہ: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا اِس بارے میں محاسبہ نہیں کرے گا کہ میں نے آج تک کسی کی غیبت نہیں کی۔

دیکھیے کتنے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے ہاں میرے نامہ اعمال میں غیبت کا گناہ نہ ہوگا، اللہ نے تب ہی ان کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' بنایا، اوران کی کتاب ''صحیح بخاری'' ''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' کہلائی، اور اللہ نے انہیں علم شریعت کا ایک آفتاب بنایا۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے حالات میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، اور نہ کسی کو مارا، اور نہ کسی کو گالی دی۔ [1]

10 ...... دورانِ حمل تلاوت اور ذکر کثرت سے کریں

جب بچہ حمل کی صورت میں ہو تو عورت اہتمام کرے کہ تلاوت زیادہ سے زیادہ کرے، باوضو رہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، جتنا وقت اس کا تلاوت اور ذکر میں گزرے گا اس کے اچھے اثرات بچے پر منتقل ہوں گے، عموماً سلف کی عورتوں میں یہی رہا کہ وہ دورانِ حمل تلاوت کا، ذکر کا اور اعمال کا بہت اہتمام کرتی تھیں، اسی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ انہیں اولاد دیتا وہ ان کی امیدوں پر پوری اترتی تھی، جب مائیں نیک ہوتی ہیں پھر اللہ بیٹے بھی مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ جیسے عطا کرتا ہے، تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی والدہ کے بارے میں آتا ہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ بی صفیہ بڑی جید حافظہ تھیں، انہوں نے قرآن مجید

---

[1] بستان المحدثین مترجم: ص ۲۸۰

شادی کے بعد مولانا یحییٰ صاحب کی شیر خوارگی کے زمانے میں حفظ کیا تھا، اور ایسا اچھا یاد تھا کہ معمولی حافظ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا تھا، معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور دس پارے مزید پڑھ لیا کرتی تھیں، اس طرح ہر رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ ❶

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے گھرانے میں کثرت سے قرآن کی تلاوت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہمارے گھر کی مستورات میں میری بچیاں اللہ ان کو مزید قوت و ہمت عطا فرمائے، کھانے پینے کے مشاغل اور بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ کہ ماشاء اللہ ایک ایک کے کئی کئی بچے ہیں، ماہِ مبارک کی راتوں کا اکثر حصہ مختلف حافظوں سے سننے میں گزارتی ہیں اور دن میں ۱۴، ۱۵ پارے روزانہ پڑھنا تو اقل درجہ ہے، اس پر تنافس اور مقابلہ ہوتا ہے کہ کس کے پارے زیادہ ہوئے، میری دادی صاحبہ نور اللہ مرقدہا حافظہ تھیں، اس لیے ایک منزل روزانہ کا تو ان کا مستقل معمول تھا اور ماہِ مبارک میں ۴۰ پارے یعنی ایک قرآن پورا کر کے دس پارے مزید روزانہ پڑھنا تو ہمیشہ کا معمول تھا اور اس کے علاوہ بیسیوں تسبیحیں مختلف کئی کئی سو کی دائمی مشغلہ تھا، جن کی تعداد (۱۷) ہزار کے قریب ہوتی ہے۔ ❷

11......اولاد کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں

اولاد اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے، جب تک اولاد نہ ہو تب بھی انسان

❶ حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت: ص ۵۱

❷ اکابر کا رمضان: ص ۶۳

بہت فکرمند رہتا ہے اور ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالی اُسے اولاد کی نعمت سے مالا مال فرمائے، شادی کے چند سال گزر جائیں اور اولاد نہ ہو تو انسان کبھی ایک حکیم کے پاس کبھی دوسرے کے پاس، کبھی ایک ڈاکٹر کے پاس کبھی دوسرے طبیب کے پاس جاتا ہے، کبھی ایک عامل کے پاس کبھی دوسرے شیخ کے پاس جاتا ہے، اس لیے کہ ان کے توسط اور تجربات سے کوئی ایسی دوا مل جائے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی مجھے اولاد کی نعمت عطا فرمادے، اللہ تعالی جب اولاد کی نعمت عطا فرمادے چاہے وہ اولاد میں بیٹا ہو، چاہے وہ بیٹی ہو، دونوں پر اللہ کا شکر ادا کریں، عموماً دیکھنے میں آتا ہے اگر یہ معلوم ہو کہ بیٹا ہے تو انسان زیادہ خوشی کا اہتمام کرتا ہے اور اگر بیٹی کا پتہ چل جائے تو بسا اوقات بعض گھروں میں ناچاکی شروع ہو جاتی ہے، جھگڑا بھی ہو جاتا ہے، بیوی کو بھی لعن طعن کیا جاتا ہے، طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اِس سے گریز کیا جائے۔

پیدائش اولاد پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اہل خانہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ”لَا تَسْأَلُ غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً“ تو آپ یہ معلوم نہیں کرتی تھیں کہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا لڑکی، بلکہ یہ معلوم کیا کرتی تھیں ”خُلِقَ سَوِيًّا؟“ کہ ٹھیک طریقے سے اور بعافیت پیدا ہو گیا ہے؟ جب آپ کو یہ جواب ملتا کہ جی ہاں! بخیر و عافیت پیدا ہو گیا، تو آپ یہ سن کر فرماتی تھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. ❶

بچے کا تندرست پیدا ہونا بڑی نعمت ہے

ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اوپر سے نیچے تک بالکل چسپاں

❶ الأدب المفرد: باب من حمد الله عند الولادة إذا كان سويا ولم يُبال ذكرا أو أنثى، رقم الحديث: ١٢٥٦

تھی، ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور جڑے ہوئے ہیں، ان کو آپریشن کر کے الگ کر دو، ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر آپریشن کیا گیا تو دونوں مر جائیں گے، اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں۔ دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا الٹا پڑا ہوتا اور جب دوسرے کو پلاتی تو وہ الٹا پڑا ہوا ہے، غرض وہ اس طرح سے پالتی رہیں یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہو گئے، ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا، خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا، دونوں کے لئے اساتذہ متعین کئے گئے، ایک اچھا عالم بن گیا، اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا، دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے، جو بھائی دنیا طلب تھا، وہ کہتا کہ ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے، ہر وقت کی مصیبت میرا جی کھیلنے کو چاہتا ہے، اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبوراً تجھ کو جانا پڑتا ہے۔

اور اگر میں استنجاء کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہے، تو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کرسکتا ہے، لہذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے، یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آنی ممکن ہے، اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی، وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں، خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا۔

تو پھر ڈاکٹروں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا، اب لاش دنیادار بھائی کے کمر پر ہے، سوتا ہے تو مردہ کمر کے اوپر، کھانا کھاتا ہے تو مردہ کمر پر، استنجاء کو جاتا ہے تو مردہ کمر پر۔ اس وقت اس نے کہا کہ میرا

بھائی صحیح کہتا تھا تو وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا، تو معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت بھی موجود ہے۔ ❶

اسلئے میں عرض کررہا تھا کہ اولاد کا صحیح سالم، تندرست پیدا ہوجانا بڑی نعمت ہے، اللہ کا شکرادا کریں۔

12...... بیٹیاں اللہ کی رحمت اور نجات کا ذریعہ ہیں

خدانخواستہ بچہ پیدا ہوتا لیکن معذور ہوتا، اپاہج ہوتا، گونگا بہرہ یا نابینا ہوتا تو بھلا انسان کیا کرسکتا تھا، اسلئے اللہ کا شکرادا کریں کہ رب العالمین صحیح سالم تندرست عافیت کے ساتھ عطا فرمایا۔

والدین بیٹی کی پیدائش پر ناراضگی کا اظہار نہ کریں، بیٹی اللہ کی رحمت ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جہاں اولاد کا تذکرہ فرمایا وہاں بیٹی کا ذکر پہلے فرمایا اور بیٹے کا ذکر بعد میں کیا:

﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ﴾ (الشوری: ۴۹)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

اس میں اشارہ تھا بیٹیاں اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس لئے بیٹیوں کا ذکر پہلے فرمایا بیٹوں کا ذکر بعد میں کیا، علماء کرام نے ایک بات لکھی ہے جس گھر میں پہلی پیدائش بیٹی کی ہو تو یہ اشارہ ہوتا ہے کہ وہ عورت نیک بخت ہے، نیک صالح ہے کہ اللہ تعالی نے اس پر اپنی خصوصی رحمت کرتے ہوئے اُسے رحمت کے ساتھ نوازا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بیٹیاں چار عطا فرمائیں بیٹے تین عطا فرمائے، بیٹیاں زیادہ تھیں، بیٹے کم تھے اور آپ کا کوئی بیٹا بلوغت کو نہیں پہنچا، سب کا انتقال بچپن میں ہوا اور آپ کی

❶ انمول واقعات: ص: ۱۶۰

چاروں بیٹیاں بلوغت کو پہنچیں، چاروں کی شادیں بھی ہوئیں اوراللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ موقع بھی فراہم فرمایا کہ آپ نے اپنی زندگی میں چاروں کا نکاح بھی فرمایا، تو دیکھیں یہاں بتانے کا مقصد بیٹی اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے آپ نے فرمایا فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے، سفر میں جاتے حضرت فاطمہ کے گھر سے ہوتے ہوئے جاتے، سفر سے لوٹتے تب بھی ان کے گھر سے ہوتے ہوئے لوٹتے، اس قدر محبت تھی، تو بچیوں کی پیدائش سے انسان کو خوش ہونا چاہیے۔

اللہ تعالی نے بیٹے کی طرح بیٹی کو بھی والدین کے لئے راحت وسکون اور نعمت خداوندی قرار دیا ہے۔ حضرت مریم کی پیدائش ایک عظیم تاریخ ساز حقیقت ہے، اگر چہ ان کی والدہ نے بھی یہ کہہ دیا تھا:

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی﴾ (آل عمران: ۳۶)

ترجمہ: پھر جب اسے جنا، کہا: اے میرے رب! میں نے تو وہ لڑکی جنی ہے اور جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے، اور بیٹا بیٹی کی طرح نہیں ہوتا۔

مگر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ لڑکی کا پیدا ہونا اس قدر نیک فال اور تاریخ ساز واقعہ ہوگا ایک پیغمبر کی تاریخ اس کے اردگرد گھومے گی، کسی کو نہیں معلوم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف پھر سیدہ مریم کو حاصل ہوا اور یہ بچی دنیا کی ان عظیم خواتین میں شمار ہوئی جو عرش اور فرش پر اپنا ایک انفرادی مقام رکھتی ہیں، اس لئے لڑکی کی پیدائش سے دلبرداشتہ ہونا اور اسے اپنے لئے مصیبت یا بدشگون سمجھنا، انتہائی پست ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ مسلمان کو اس میں قطعاً کوئی پریشانی نہیں ہونا چاہیے، بلکہ جس طرح لڑکے کی پیدائش پر ایک مسرت پیدا ہوتی ہے، اسی طرح بچی کی پیدائش پر بھی

مسرت بھرے جذبات کا اظہار ہونا چاہیے اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ایک بچی کی ولادت سے سرخرو فرمایا ہے جو اس گھر میں خیر و برکت کا باعث ہوگی، لیکن آج بھی اس طرح کے درندے انسان موجود ہیں، کچھ روز پہلے پنجاب میں ایک نوجوان نے اپنی معصوم بچی کو پانچ گولیاں ماریں اور کہا: پہلی بچی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ بچہ پیدا ہونا چاہیے تھا۔ اس درندے کو کیا معلوم کہ یہ تیرے گھر میں خیر و برکت کا باعث ہے، اولاد اور بیٹیوں کی قدر اور عزت کی قدر ان لوگوں سے پوچھی جائے جن کے پاس یہ نعمت نہیں ہے۔

جن کے گھروں میں یہ پھول نہیں کھلا، کشادہ اور وسیع گھر، نوکر وخدام موجود، دنیا کی ہر آسائش میسر ہے مگر پھر بھی گھر ویران ویران سا لگتا ہے کیوں کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ گھر کے گلشن میں بچے کی صورت میں کھلنے والا پھول جو سارے گھر اور گھر والوں کو معطر کردے وہ نہیں ہے۔ اور اس کے حصول کے لیے ہزار ہا کوشش کی جاتی ہیں، نذریں مانی جارہی ہیں روزے بھی رکھے جارہے ہیں، حرمین شریفین میں حاضری دی جاتی ہے، اولاد کے لیے دعاوں پر دعائیں مانگی جاتی ہیں، اس نعمت کے بغیر زندگی خالی خالی اور بے مزہ سی لگتی ہے اور جب اللہ کسی کی سن لیتا ہے تو وہ خوشیاں مناتا ہے، دوست احباب کو مٹھائیاں کھلاتا اور مبارک بادیں وصول کرتا ہے، یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے۔

بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش دخولِ جنت کا ذریعہ ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے پر جتنے فضائل بیان فرمائے ہیں بیٹے کی پرورش پر اس قدر بیان نہیں فرمائے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. ❶

ترجمہ: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرے ان کے ساتھ اچھا برتاو اور اچھا معاملہ کرے (ان کے وجود کو اپنے لئے ذلت وخواری کا باعث نہ سمجھے) تو اس کی بدولت وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: وَابْنَتَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَإِنِ ابْنَتَانِ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَوَاحِدَةٌ؟ قَالَ: وَوَاحِدَةٌ. ❷

ترجمہ: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور اس کو ان بیٹیوں کی پرورش کا سابقہ پیش آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کو پالے اور ان کو تہذیب اور ادب سکھائے اور ان کے کھلانے پلانے اور دیگر ضروریات کے انتظام کی تکلیف پر صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کردیں گے۔ کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: دو بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی ایک بیٹی ہو (تو کیا وہ اس ثواب عظیم سے محروم رہے گا؟) آپ

---

❶سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والأخوات، رقم الحديث: ۱۹۱۲

❷المستدرک علی الصحيحين : كتاب البر والصلة، ج۴ص ۱۹۵، رقم الحديث: ۷۳۴۶. قال الحاكم: هذاالحديث صحيح الإسنادو وافقه الذهبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بیٹی کی اس طرح پرورش کرے گا اس کے لئے بھی جنت ہے۔

بیٹیوں کی پرورش حضور کی رفاقت کا ذریعہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ. ❶

ترجمہ: جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھے انداز سے پرورش کرے (اور جب شادی کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادی کر دے) تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہونگے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

بیٹیوں پر ماں کی شفقت اور لسانِ نبوت سے بشارت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں، اس خاتون نے مجھ سے سوال کیا اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا، وہ کھجور میں نے اس کو دیدی، اس اللہ کی بندی نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا خود کچھ نہیں کھایا حالانکہ خود اسے بھی ضرورت تھی، اس کے بعد وہ خاتون بچیوں کو لے کر چلی گئی۔ تھوڑے دیر کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو میں نے اس خاتون کے آنے اور ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو دینے کا پورا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتراً مِنَ النَّارِ. ❷

---

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والأخوات، رقم الحدیث: ۱۹۱۴

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والأخوات، رقم الحدیث: ۱۹۱۵

ترجمہ: جس کو دو بچیوں کی پرورش کرنے کی نوبت آئے اور وہ ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو وہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے پردہ بن جائیں گی۔

دیکھئے! یہ فضیلت اور ثواب بیٹوں کی پرورش پر بیان نہیں فرمائی بلکہ بیٹیوں کی پرورش پر بیان فرمائی ہے۔ اس لئے ہمیں بیٹیوں کی پرورش خوش دلی سے کرنی چاہیے، ایک تو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بھی بچیوں کی پرورش ہے، دوسرا جہنم سے بچنے کا ذریعہ بھی بچیوں کی صحیح پرورش ہے۔ تیسری یہ ہے کہ جنت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمراہی نصیب ہوگی جو ساری کامیابیوں کا منتہا ہے۔

13......اولاد کی نیک بختی کے لیے دعائیں کرتے رہیں

اپنی اولاد کی نیک بختی کے لیے مستقل دعائیں کریں، جب سے حمل ٹھہر جائے تو اِس وقت سے اچھے اور نیک اعمال کے ساتھ ساتھ اولاد کی نیک بختی کے لیے دعائیں کریں، اولاد کا ہونا ایک نعمت ہے اور اس کا نیک وفرمانبردار ہونا بڑی نعمت اور دوگنی خوشی ہے، کیونکہ وہ دنیا میں نیک نامی، مرنے کے بعد صدقہ جاریہ اور قیامت کے دن باعثِ نجات وشفاعت ہوگی، جبکہ بری اولاد تو انسان کے لیے دنیا میں بھی تکلیف کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں بھی شرمساری کا باعث بنے گی، جو اولاد دین سے بے خبر ہوتی ہے وہ ماں باپ کے حقوق سے بھی ناواقف ہوتی ہے، نہ دنیا میں ادب واحترام کرتی ہے اور نہ ہی موت کے بعد ان کے لیے استغفار کرتی ہے، نہ ان کے نام کا صدقہ دیتی ہے نہ ان کے لیے دعا کرتی ہے، اس لیے اپنی اولاد کی نیک بختی کے لیے ہر نیک عمل کریں، دعاؤں کی صورت میں ہو، نماز، روزہ، صدقہ کی صورت میں ہو، جب اولاد نیک بخت ہوگی پھر یہ اولاد آپ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی، اہل قبیلہ، بستی، محلّہ، شہر اور ملک کا نام روشن کرنے کا ذریعہ ہوگی، ورنہ یہی اولاد رحمت کے بجائے زحمت بن جاتی

ہے، دل کے سکون کی بجائے پریشانی کا ذریعہ بن جاتی ہے، پھر والدین بجائے دعاؤں کے بددعائیں دیتے ہیں، اس میں بنیادی وجہ ہماری غلط تربیت ہے، تو بہر حال اپنی اولاد کی نیک بختی کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں۔

بری اولاد کے نتائج

ایک شخص کی اولاد نہیں تھی وہ مکہ مکرمہ میں رہتا تھا بڑی دعائیں مانگتا تھا، کسی نے اسے کہا کہ مقام ابراہیم پر جا کر دعائیں مانگو، اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد عطا فرمادیں گے، لیکن اس بیچارے کو یہ سمجھ نہیں تھی کہ میں نے نیک اولاد مانگنی ہے۔ چنانچہ وہ مقام ابراہیم پر گیا اور وہاں جا کر اس نے دو رکعت نفل پڑھ کر کھڑے ہو کر دعا مانگی اے اللہ! مجھے بیٹا دے دے، اب چونکہ بیٹے کی دعا مانگی اللہ نے دعا تو قبول کر لی لیکن بیٹا نافرمان نکلا، جیسے ہی اس نے جوانی میں قدم رکھا اس نے عیاشی والے کام کرنے شروع کر دیئے، لوگوں کی عزتیں خراب کرنے لگا۔ ماحول کے اندر معاشرے کے اندر اس کی وجہ سے بہت پریشانی آ گئی، لوگ اُسے برا سمجھتے اور اس کی وجہ سے ماں باپ کو بھی برا کہتے۔ حتیٰ کہ اس نوجوان نے ایسے بدمعاشی کے کام کیے کہ ماں باپ کانوں کو ہاتھ لگاتے۔ باپ بڑا پریشان ہوا بچے کو سمجھاتا، لیکن اس کے کان پر جوں بھی نہ رینگتی۔ اس کو جوانی کا نشہ چڑھا ہوا تھا۔ وہ بات کو ایک کان سے سنتا اور دوسرے کان سے نکال دیتا، بری صحبت میں پڑ چکا تھا، برے کاموں کی لت اس کو پڑ چکی تھی۔ اس لئے وہ اپنی مستیوں میں لگا رہتا، باپ جتنا بھی سمجھاتا بچہ بات ہی نہ سنتا۔ حتیٰ کہ باپ نے ایک دن اس کو بلا کر اچھی طرح ڈانٹا تاکہ اس کو کچھ تو سمجھ آئے، اب سوچئے باپ نے ڈانٹ پلائی سمجھانے کی خاطر اصلاح کی خاطر لیکن نوجوان آگے سے غصے میں آ گیا۔ تم نے مجھے کیوں ایسی ایسی باتیں کیں اور وہاں سے نکلا اس نوجوان نے بھی سنا ہوا تھا کہ فلاں

جگہ جا کرا گر دعائیں کریں تو وہ قبول ہوتی ہیں غصے میں آ کر وہ نوجوان بیت اللہ شریف کی طرف آیا اور مقام ابراہیم پر جہاں پہلے باپ نے بیٹے کے پیدا ہونے کی دعا کی تھی اسی جگہ پر کھڑے ہو کر نوجوان نے باپ کے مرنے کی دعا کی۔ بری اولاد کا یہ حال ہوتا ہے۔ ❶

14......نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہیں

جب اللہ تعالی اولاد کی نعمت عطا فرمائے تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو شیطان بچے کو چھوتا ہے، حدیث میں آتا ہے اس چھونے کی وجہ سے وہ بچہ رونے لگتا ہے اور ہر بچہ چونکہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کا ماحول اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ. ❷

ترجمہ: کہ ہر نومولود بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

بچے کے کان میں اذان دینے کی حکمت

اس وقت اذان دینے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دشمنِ انسان شیطانِ لعین کے شر سے بچہ بچ جاتا ہے، جو اس وقت خصوصی طور پر چھیڑنے کی تاک میں ہوتا ہے،

❶ اولاد کی تربیت کے سنہری اصول: ص ۹۴، ۹۵

❷ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب ماقیل فی أولاد المشرکین، رقم الحدیث: ۱۳۸۵

اور دنیا میں آنے کے ساتھ وہ سب سے پہلے اللہ تعالی کی بڑائی، توحید اور رسالت سے آشنا ہوجاتا ہے۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ اذان دینے کی حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَالْأَظْهَرُ أَنَّ حِكْمَةَ الْأَذَانِ فِي الْأُذُنِ أَنَّهُ يَطْرُقُ سَمْعَهُ أَوَّلَ وَهْلَةٍ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ الدُّعَاءِ إِلَى الْإِيمَانِ وَالصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ أُمُّ الْأَرْكَانِ.❶

ترجمہ: اذان کی حکمت یہ ہے کہ بچہ کے کان اول وھلہ میں ذکر اللہ سے اس طرح آشنا ہوتا ہے کہ اس میں ایمان ونماز کی طرف دعوت ہوتی ہے جو اُم الارکان ہے۔

جب اس کے دائیں کان میں اذان ہوتی ہے تو بچے کو ایک سکون ملتا ہے اور سب سے پہلی آواز اس کے کان میں اللہ تعالی کی بڑائی کی پہنچتی ہے کہ کائنات میں سب سے بڑی ذات اللہ کی ذات ہے ''اللہ اکبر'' اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، کامیابی صرف نماز میں ہے، نماز پڑھنے والا انسان کامیاب ہے جو نماز سے دور ہے وہ ناکام ہے اور پھر آخر میں پھر اللہ کی توحید کا تذکرہ ہے، تو بچے کے کان میں یہ پہلی صدا توحید کی لگتی ہے، دوسرے میں اقامت ہوتی ہے، اب اشارہ یہ ہے آذان بھی ہوگئی اقامت بھی ہوگئی، اذان اور اقامت کے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ ہے، تو ہماری اور آپ کی اذان اور اقامت ہوگئی صرف نماز پڑھنے کا وقت باقی ہے وہ نماز، نماز جنازہ ہے، اسی لیے نماز جنازہ میں اذان بھی نہیں ہوتی اقامت بھی نہیں ہوتی، اس لیے کہ اذان اور اقامت ہوچکی ہے،

❶مرقاة المفاتيح: كتاب الصيد والذباح، باب العقيقة، ج٧ ص ٢٦٩١، رقم الحديث: ٤١٥٧

صرف اِتنے تھوڑے وقت کے لئے ہم دنیا میں آئے ہیں، جس طرح اذان اور اقامت کے درمیان مختصر سا وقت ہوتا ہے، لیکن انسان اس دھوکے میں ہے کہ میری عمر پچاس، ساٹھ سال ہوگی، ابھی تو جوانی ہے، حالانکہ آخرت کے مقابلے میں یہ زندگی ایک لمحہ ہے۔ یہاں دنیا میں آیا اور تھوڑی دیر بعد رخصت ہوگیا، بس آنکھیں بند ہوتے ہی پوری زندگی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

تنبیہ: بچے کی پیدائش کے بعد اذان کے لیے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ اس کو غسل دے دیا گیا ہو، البتہ جسم پر لگی ہوئی نجاست وغلاظت کو صاف کر لینا چاہیے۔

15......تحنیک کریں

جب اللہ تعالیٰ اولاد کی نعمت دے تو تحنیک کریں، تحنیک کہتے ہیں سب سے پہلی جو غذا ہے جو بچے کو دی جائے وہ کسی نیک صالح متقی انسان کے ہاتھوں سے دی جائے، کسی نیک صالح آدمی کا جو لعاب ہے وہ اس غذا کے ساتھ لگ کر وہ بچے کو دیا جائے، تاکہ اس کے اچھے اثرات اس بچے کی زندگی میں منتقل ہوں، اگر کوئی نیک صالح متقی انسان موجود نہ ہو گھر کی نیک خاتون سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر میرے شکم میں تھے، جب ان کی پیدائش کا دن قریب آیا تو میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آگئی، قباء میں قیام رہا، چنانچہ یہ یہیں پیدا ہوئے، ان کو لے کر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور بچہ کو آپ کی پاک گود میں ڈال دیا، پھر آپ نے کھجور مانگی اُسے چبایا پھر اپنا لعاب دہن بچہ کے منہ میں ڈالا، اور سب سے پہلی چیز یہی اس کے پیٹ میں پہنچی، پھر تالوں میں اِسے لگا دیا اور دُعائے برکت

فرمائی۔ ❶

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وُلِدَ لِی غُلَامٌ، فَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِیمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَیَّ. ❷

ترجمہ: میرے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا میں اسے لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم تجویز فرمایا، برکت کی دعا کی اور چھوارا چبا کر تالو میں لگایا، اور اس کو میرے سپرد کردیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

كَانَ یُؤْتَى بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّكُ عَلَیْهِمْ وَیُحَنِّكُهُمْ. ❸

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کی تحنیک کرتے تھے۔

حضراتِ صحابہ کرام کے ہاں جب کسی کی اولاد ہوتی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آتے، رسول اللہ صلی وسلم کھجور کو چبا لیتے، چبانے کے بعد جو کھجور کا لعاب ہوتا وہ بچے کے تالو کے ساتھ لگا لیتے، تو مسنون عمل یہی ہے کہ تحنیک کا عمل کریں، کھجور ہو، یا شہد ہو یا اس کے علاوہ جو مناسب ہو، کوئی نیک صالح آدمی اپنے ہاتھ سے اس کو کھلا

❶ صحیح البخاری: كتاب المناقب، باب هجرة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وأصحابه إلى المدينة، رقم الحديث: ۳۹۰۹

❷ صحیح البخاری: كتاب العقيقة، باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه وتحنيكه، رقم الحديث: ۵۴۶۷

❸ صحیح مسلم: كتاب الآداب، باب إستحباب تحنيک المولود عند ولادته و حمله إلى صالح يحنكه......الخ، رقم الحديث: ۲۱۴۷

دے، تا کہ بچے کے پیٹ میں جو پہلی غذا جائے وہ ایک نیک صالح انسان کے ہاتھ سے جائے اوراس کے لعاب کا اثرات بچے کی زندگی میں منتقل ہوں۔

تحنیک کون کرے؟

جس طرح اذان اورا قامت کے کلمات سے اس کے دل کے اندراللہ تعالیٰ کی عظمت، ایمان کی مضبوطی اور آخرت کی فکر پیوست کی گئی ہے، اسی طریقے سے اگر کسی بزرگ سے تحنیک کرائی جائے تو اس بزرگ کے اثرات اوران کی برکات تحنیک کے ذریعے بچے کے پیٹ میں منتقل ہوجاتی ہیں۔

تحنیک کا دنیاوی فائدہ

اس میں دنیاوی فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب میٹھی چیز اس کے منہ میں جائے گی تو وہ منہ چلائے گا اس سے اس کے دماغ اور جسم کے تمام اعصاب میں حرکت ہوگی، بیدار ہو جائیں گے، ذہن بھی کام کرنے لگے گا، کان بھی اور آنکھیں بھی کام کرنے لگیں گی، بچے کے اندر چوسنے کی صلاحیت پیدا ہوگی، یہ تمام فوائد ہیں، یہ ظاہری فوائد ہیں نہ جانے اور کتنے فوائد ہوں گے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، اِس سنت میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں ہیں اوران کو نہ کرنے میں دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے۔

16 ...... بچے کا اچھا نام رکھا جائے

بچے کا اچھا نام رکھا جائے، تا کہ اس کے اچھے اثرات زندگی میں منتقل ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ.❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب نام عبداللہ ہے اور عبدالرحمٰن ہے۔

❶سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی تغییر الأسماء، رقم الحدیث: ۴۹۴۹

عبداللہ کا معنی اللہ کا بندہ، عبدالرحمٰن کا معنی رحمٰن کا بندہ، بہتر یہ ہے کہ انسان ان ناموں کو رکھے، پیدائش کے بعد ایک مشکل کام نام رکھنا ہوتا ہے، بھائی الگ نام بتاتے ہیں، والدین الگ نام بتاتے ہیں، ماموں کی خواہش الگ نام کی ہوتی ہے، چاچوں کی الگ خواہش ہوتی ہے، دادا کی الگ پسند ہوتی ہے، ہر ایک سے پوچھا جاتا ہے جی کونسا نام رکھیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہر گھر میں قرآن کریم موجود ہے، قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالی کے (۹۹) نام شروع میں موجود ہیں، یہ اللہ رب العزت کے اسمائے حسنی ہیں، قرآن کریم کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً سو نام ہیں، تو گویا دوسو نام ہر آدمی کے گھر میں موجود ہیں، تو جب اتنے نام موجود ہیں پھر کسی اور سے پوچھنے کی، یا غیروں کے نام رکھنے کی کیا ضرورت ہے، اللہ تعالی کے اسمائے حسنی میں سے کسی کے ساتھ بھی لفظِ ''عبد'' لگائیں، مثلاً عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالقیوم، عبدالسمیع، عبدالغفار، عبدالمتین، عبدالرزاق، عبدالقہار، عبدالجبار، کوئی بھی انسان نام رکھے تو اس کے اچھے اثرات بچے میں منتقل ہوں گے، یا نبی اکرم صلی وسلم کے نامِ نامی اور اسم گرامی پر محمد رکھا جائے، محمد، احمد، محمد حامد، محمد محمود تا کہ یہ ممنویت بچے کی زندگی میں رہے، اگر بچی ہے تو پچھلی امتوں میں جتنی نیک عورتیں گزری ہیں ان کے ناموں میں سے نام رکھا جائے، یا ازواج مطہرات کے ناموں میں سے، یا صحابیات کے ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے۔

کبر وغرور والے ناموں کی ممانعت

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں سے بھی منع کیا ہے جن سے کبر وغرور کی بُو آتی ہو، آپ نے ایک دفعہ فرمایا: بدترین نام یہ ہے کہ کوئی بچہ کا نام ''مَلِکُ الْأَمْلَاکُ'' رکھے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن بدترین نام اللہ تعالی کے یہاں اس شخص کا نام ہوگا جس کا نام شہنشاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھا جائے۔

مسلم شریف میں اِن الفاظ کے ساتھ روایت مروی ہے:

أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ، رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی کے یہاں مبغوض اور خبیث ترین شخص وہ ہوگا جس کا نام شہنشاہ ہے، کیوں کہ بادشاہت صرف اللہ تعالی کے لئے ہے۔

معلوم ہوا کہ ایسے نام جو ذاتِ باری تعالی یا صفاتِ الٰہیہ کے لئے مخصوص ہیں ان کے ساتھ کسی انسان کا نام رکھنا درست نہیں ہے، شہنشاہ انسان نہیں ہوسکتا اس لئے اس طرح کا نام ہرگز نہ رکھا جائے۔ شہنشاہ اور حقیقی بادشاہ صرف اللہ کی ذات ہے، باقی سب کی بادشاہت جزوی اور عارضی ہے۔

اچھے نام کی ترغیب اور اہمیت

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَ كُمْ. ❸

ترجمہ: بے شک قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا

❶ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله، رقم الحديث: ٦٢٠٥

❷ صحيح مسلم: كتاب الآداب، باب تحريم التسمية بملك الأملاك، رقم الحديث: ٢١٤٣

❸ سنن أبي داود: كتاب الآدب، باب في تغيير الأسماء، رقم الحديث: ٤٩٤٨

جائے گا، اس لیے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ قیامت کے دن مخلوقاتِ عالم کے سامنے بندوں کو ان کے ناموں سے پکارا جائے گا، اور اُن کے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکار جائے گا، اسلئے اچھے نام رکھے جائیں، تاکہ روزِ محشر برے نام کے ساتھ رسوائی نہ ہو۔

ہمارے ہاں عموماً نام کے سلسلے میں پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں جی ایسا نام بتاؤ کہ جو کسی کا نہ ہو، حالانکہ یہ بات شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے، شریعت کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ ایسا نام ہو کہ جو کسی کا نہ ہو، شریعت کی تعلیم ہے ایسا نام ہو جس کے معنی اچھے ہوں تاکہ اس کے اچھے اثرات بچے میں منتقل ہو جائیں، بھلے وہ بیسیوں آدمیوں کا نام ہو، ہمیں یہ نہیں دیکھنا ہے کہ وہ کسی کا نام نہ ہو، بلکہ یہ دیکھنا ہے اس کا معنیٰ کتنا اچھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے بعض ساتھی ان سے ہٹ کر نام رکھتے ہیں جن کا کوئی معنیٰ نہیں ہوتا، اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا، یا ان میں نام ہونے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی یا پھر فلمی اداکاروں اور ٹی وی اداکاروں کے نام رکھے جاتے ہیں، یا قبیلے میں، خاندان میں جو چلا آ رہا ہے تو دیکھا دیکھی رکھ لیتے ہیں اِس سے گریز کیا جائے، ایسا نام رکھا جائے جس کا معنیٰ بھی اچھا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مناسب نام تبدیل کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا ''عاصیہ'' آپ نے فرمایا نہیں تیرا نام ہے ''جمیلہ'' ہے، ''عاصیہ'' کا معنی ہے نافرمان عورت، تو آپ نے فرمایا نہیں تیرا نام ''جمیلہ'' ہے، جس کا معنی خوبصورت

عورت ہے۔ اسی طرح آپ کے پاس کوئی بات پوچھنی کے لئے ایک خاتون آئی، تو آپ نے پوچھا نام کیا ہے؟ اس نے کہا "بـرَّة" اس کا معنی نیکوکار، آپ نے فرمایا: "لا تـزكُّوا أَنـفُسَـكُـمْ"، تم اپنا تزکیہ خود نہ کرو، خود اپنے آپ کو نہ کہو کہ میں نیک ہوں، متقی ہوں، بلکہ تم اپنا نام "زینب" رکھو، تو آپ نے اُس کا نام زینب رکھا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا آپ نے پوچھا نام کیا ہے اس نے کہا "أَصْرَمْ" آپ نے کہا نہیں تمہارا نام ہے "زُرْعَة" آپ نے نام تبدیل کر کے اس کا نام "زُرْعَة" رکھا۔ ❶

برے نام کے اثرات نسلوں میں منتقل ہوئے

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا نام "حُـزْنٌ" (غم اور سختی والا) ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نہیں! بلکہ) تمہارا نام "سھل" (آسانی والا) ہے، تو انہوں نے کہا کہ میں اس نام کو نہیں بدلوں گا جو میرے والد نے رکھا ہے۔ حضرت ابن مسیّب فرماتے ہیں کہ "فَـمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِينَا بَعْدُ" اس واقعہ کے سے بعد ہمارے گھر میں غم کے حالات اور پریشانیاں رہی ہیں۔ ❷

اپنے گھر والوں کی خبر لو وہ جل گئے ہیں

حضرت یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ "جَـمْـرَةٌ" (اس کا مطلب

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، رقم الحديث: ۴۹۵۲، ۴۹۵۳، ۴۹۵۴

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب إسمِ الحزن، رقم الحديث: ٦١٩٠

ہے، چنگاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ''شِهَابٌ'' (یعنی شعلے) کا بیٹا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد معلوم کیا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ''حُرُقَةٌ'' (یعنی آگ جلانے والے) قبیلہ سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ ''حَرَّةُ النَّارِ'' (آگ کی گرمی) میں رہتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ یہ ''حَرَّةُ النَّارِ'' کہاں واقع ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ '' ذَاتِ لَظَى'' (یعنی بھڑکتی ہوئی آگ کے علاقے) میں ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ: ''أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا'' اپنے گھر والوں کی خبر لو، وہ جل گئے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ ''فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ'' اس نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی ہوا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ ❶

جسم پر نام کے اچھے اور برے اثرات

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ میں ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں آتا تھا وہ اپنے کسی بچے کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ وہ بیمار بہت رہتا ہے علاج کروا کر تھک گیا ہوں مگر ٹھیک ہی نہیں ہوتا۔ ایک دن حضرت نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ کہا کہ اس کا نام ''کلیم'' ہے اور کلیم کے ایک معنی زخمی کے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نام ہی ایسا ہے تو ٹھیک کیسے ہوگا؟ پھر حضرت نے کلیم کی جگہ ''سلیم'' نام رکھ دیا اور سلیم کے معنی تندرست کے ہیں، چنانچہ نام بدلتے ہی بچہ تندرست ہو گیا اور بیماری ختم ہو گئی۔ تو جس نام کے معنی اچھے ہوں گے اس کے اثرات بھی بچے میں ہوں

❶ موطأ مالک: كتاب الاستئذان، باب ما يكره من الأسماء، رقم الحديث: ۳۵۷۰

گے اور جس نام کے معنی برے ہوں گے تو اِس کے اثرات بھی بچے میں ہوں گے۔

تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ نام کا بھی اثر بچے کی زندگی میں ہوتا ہے، اس لئے عموماً دیکھنے میں آیا جن بچوں کے نام خلفائے راشدین کے نام پر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن میں خلفائے راشدین کے امتیازی اوصاف پیدا کر دیتا ہے، صحابہ کے نام پر ہوتے ہیں، صحابہ کے اوصاف آتے ہیں، صحابیات کے نام پر ہوتے ہیں اللہ ان کے اوصاف پیدا کر دیتا ہے، اسلاف کے ناموں کی برکتیں ہوتی ہیں، اس لئے علماء سے مشورے کے بعد بچوں کے نام رکھیں، نیٹ اور گوگل پر خود دیکھنے اور سمجھنے سے بہتر ہے کسی صاحب علم سے پوچھیں، پھر نام رکھیں۔ ❶

17......عقیقہ کریں

بچے کا عقیقہ کریں، عقیقہ کہا جاتا ہے کہ اگر اللہ نے کسی کو اولاد کی نعمت دی، بیٹا ہے تو صحیح سالم بے عیب دو بکرے یا دو بکریاں اور اگر لڑکی ہے تو بے عیب ایک بکرا یا ایک بکری ذبح کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ. ❷

ترجمہ: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اَور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں دینی چاہیے۔

اِس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکوں کا نفع زیادہ ہے، لہٰذا (لڑکے کے لیے) دو کا ذبح کرنا زیادتی اور اُس کی عظمت کے مناسب ہے۔

---

❶ اصلاحی بیانات: اولاد کے حقوق، ج ۳ ص ۱۷۲

❷ سنن أبی داود: کتاب الضحایا، باب فی العقیقة، رقم الحدیث: ۲۸۳۵

یہ عقیقہ اس وجہ سے کہ یہ ایک گویا بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار بھی ہے اور یہ ایک صدقہ بھی ہے کہ یا اللہ! تو نے مجھے اولاد کی نعمت دی تو میں اُس اولاد کی نعمت پر تیرے نام پر صدقہ کر رہا ہوں تو وہ اللہ کے نام پر صدقہ دیتا ہے، اِس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پورے علاقے میں بچے کی پیدائش کا پتہ چل جاتا ہے، خاندان والوں کو پتہ چل جاتا ہے، اس لیے شریعت نے کہا عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی کھا سکتا ہے اپنے دوست احباب کو، رشتہ داروں کو بھی کھلا سکتا ہے، مالداروں کو بھی دے سکتا ہے، غریبوں کو بھی دے سکتا ہے، جیسے قربانی کا گوشت ہے، بہتر تو یہ ہے انسان غریبوں میں دیدے لیکن اگر خود استعمال کرے، اپنے عزیز و اقارب کو دے، مالداروں کو بھی دے تو دے سکتا ہے، عقیقہ اسلئے ہے کہ تا کہ بچے کی نعمت کا سب کو پتہ چل جائے، اللہ نے اس کو ایک بڑی نعمت سے نوازا ہے، اب اگر یہاں اس کے علاوہ کوئی طریقہ ہوتا کہ جا کر گلیوں میں اعلان کرو کہ اس کے ہاں بیٹا ہوا ہے، اس کے ہاں بیٹی ہوئی ہے، اس کے بالمقابل شریعت نے ایک بہترین طریقہ بتایا کہ عقیقہ کرو، عقیقہ میں دعوت ہوگی، دعوت میں عوام و خواص شریک ہوں گے، محبت بڑھے گی اور دعوت کے بعد ہر آدمی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے گا، یا اللہ! اس بچے کو نیک بنا، اس کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، پھر اللہ ٹھنڈک بنا دیتا ہے، تو عقیقے کے ذریعہ سے بہت سی دعاؤں کا بچہ مستحق بن جاتا ہے اور ایک نیک نامی بھی ہو جاتی ہے اور گویا بچے کی آمد سے انسان اللہ کے نام پر صدقہ کر کے بچے کی زندگی میں صدقے کے اور سخاوت کے وصف کو بھی لاتا ہے، اگر استطاعت نہ ہو تو عقیقہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

عقیقہ کی اہمیت

عقیقہ کی اہمیت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى. ❶

ترجمہ: لڑکا عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ میں جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں۔

عقیقہ کے فوائد

عقیقہ کے ساتھ گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سلامتی اور آفات وحوادث سے اس کی حفاظت کا بڑی حد تک عقیقہ پر دار و مدار ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کئی معنی بیان کئے ہیں، لکھتے ہیں:

يَعْنِي أَنَّهُ مَحْبُوسٌ سَلَامَتِهِ عَنِ الْآفَاتِ بِهَا أَوْ إِنَّهُ كَالشَّيْءِ الْمَرْهُونِ لَا يَتِمُّ الِاسْتِمْتَاعُ بِهِ دُونَ أَنْ يُقَابِلَ بِهَا لِأَنَّهُ نِعْمَةٌ مِنَ اللَّهِ عَلَى وَالِدَيْهِ، فَلَا بُدَّ لَهُمَا مِنَ الشُّكْرِ عَلَيْهِ. ❷

ترجمہ: یعنی اس کی سلامتی آفات وحوادث سے عقیقہ پر موقوف ہے، یا وہ مثل ایسی گروی رکھی ہوئی چیز کے ہے جس سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کی والدین پر ایک نعمت ہے جس کا شکریہ ان پر ضروری ہے۔

یعنی عقیقہ کرنے سے بچے سے تمام آفات اور مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، بچہ مکمل محفوظ و مامون ہوجاتا ہے۔

عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت مسنون دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الضحایا، باب فی العقیقة، رقم الحدیث: ۲۸۳۷

❷ مرقاة المفاتیح: کتاب الصید والذبائح، باب العقیقة، ج۸ ص۷۶

اذْبَحُوا عَلَى اسْمِهِ وَقُولُوا: بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ هَذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو، اور کہو "بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ هَذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ." یعنی یہ فلاں کا عقیقہ ہے۔ ❶

مسنون دعا کے بعد اگر یہ کلمات بھی دعائیہ پڑھ لیے جائیں تو بہتر ہے:

اَللَّهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهِ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهِ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهِ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهِ اَللَّهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي مِنَ النَّارِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! یہ عقیقہ فلاں کا ہے (فلاں کی جگہ نام لے) اس (جانور) کا خون اس (فلاں) کے خون کے بدلے، اس کا گوشت اس کے گوشت کے بدلے، اس کی ہڈی اس کی ہڈی کے بدلے، اس کی کھال اس کی کھال کے بدلے، اور اس کے بال اس کے بال کے بدلے قبول کر لے، اور اس جانور کو فلاں کے بیٹے کا فدیہ بنا دے جہنم کی آگ سے (محفوظ رکھنے کے لئے۔)

عقیقہ کے گوشت کا حکم

عقیقہ کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا، یعنی تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کر دے، اور ایک حصہ عزیز و اقارب کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے، اور اگر اس گوشت سے کوئی دعوت وغیرہ کی جائے تو وہ درست ہے۔

البتہ اس موقع پر لمبی چوڑی ضیافتیں کرنا، ہدیہ دینے میں مبالغہ کرنا اور اسے ضروری

❶ مسند أبي يعلى: ج٨ ص١٧، رقم الحديث: ٤٥٢١/قال المحقق: إسناده صحيح

❷ العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية: كتاب الذبائح، ج٢ ص٢١٣

سمجھنا، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کے ہدیے دینے کے لیے قرض لینا وغیرہ، سب غیر شرعی امور ہیں، جن سے گریز کرنا چاہیے۔

18...... بچے کے سر کے بال منڈوائیں اور اس کے ہم وزن چاندی کی قیمت صدقہ کریں

مستحب یہ ہے کہ ساتویں دن بچہ ہو یا بچی استرے سے اس کے سر کے بال منڈوا دیئے جائیں۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَعَ الغُلامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذى. ❶

ترجمہ: لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ کرنا ہے، لہٰذا اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے ایذاء (یعنی اس کے سر کے بال اور میل کچیل) دور کرو۔

اس کا دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ اس کے سر کے سارے مسامات کھل جائیں گے اور اس کا دماغ صحیح کام کرنے لگے گا۔ اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی یا چاندی کی قیمت خیرات کر دینا بھی مستحب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

يَافَاطِمَةُ اِحْلِقِي رَأْسَهُ وَ تَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعَرِهِ فِضَّةٌ. ❷

ترجمہ: اے فاطمہ! اِس کے سر کے بالوں کو منڈوادو اور ہم وزن اِس کے بالوں کے (یعنی بالوں کے وزن کے مطابق) چاندی خیرات کردو۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الأضاحی، باب الأذان فی أُذن المولود، رقم الحديث: ۱۵۱۵

❷ سنن الترمذی: أبواب الأضاحی، باب العقيقة بشاة، رقم الحديث: ۱۵۱۹

ان احادیث پر ہمارے اکثر گھروں میں عمل نہیں ہوتا، زیادہ لوگوں کو تو ان مسائل کا علم ہی نہیں ہے۔ اگر معلوم بھی ہو تو معمولی سمجھ کر کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ ہم کو بھی اسلامی ناطے سے چاہیے کہ ایسے مواقع پر ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی مسلمانی کا ثبوت مہیا کریں۔

چاندی خیرات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا حالتِ جنین سے منتقل ہو کر طفولیت کی طرف آنا (یعنی ماں کے پیٹ سے باہر آ کر دُودھ پینے والا بچہ ہو جانا) اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے تو اِس پر شکر کرنا واجب ہے۔ اَور بہترین شکر یہ ہے کہ اِس کے بدلہ میں کچھ دیا جائے اَور جنین (وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے) کے بال جنین کا بقیہ نشان تھے، اِن (بالوں) کا دُور ہونا دُودھ پیتے بچہ کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے، اِس لیے واجب ہوا کہ اِن کے بدلہ میں چاندی دی جائے اور چاندی کی خصوصیت اِس وجہ سے ہے کہ سونا بہت گراں ہوتا ہے مالداروں کے سوا اور کسی کو بھی دستیاب نہیں ہوتا اَور دُوسری چیزیں بہت کم قیمت کی ہیں، چاندی درمیانی ہے اِس لیے چاندی صدقہ کرنے کا حکم ہوا۔

19......ختنہ کریں

جب اللہ تعالیٰ بیٹے کی نعمت دے تو اس کا ختنہ کیا جائے، اور یہ ختنے کا حکم تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں رہا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلْاِخْتِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ. [1]

[1] صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، رقم الحدیث: ۲۵۷

ترجمہ: پانچ چیزیں فطرت میں (داخل) ہیں ایک تو ختنہ کرانا، دوسرے زیرناف بالوں کو صاف کرنا، تیسرے مونچھوں کے بال ترشوانا، چوتھے ناخن کٹوانا اور پانچویں بغل کے بال صاف کرانا۔

''فطرت'' کا مطلب یہ ہے کہ پانچ چیزیں تمام انبیاء کرام کی شریعت میں مسنون رہی ہیں، یعنی اِن پانچ چیزوں کا حکم سابقہ شریعتوں میں بھی رہا ہے۔

آج کی سائنسی تحقیق بھی ہے کہ جس کا ختنہ ہوتا ہے وہ کینسر جیسے موذی مرض سے محفوظ ہوتا ہے، وہ سرطان کی بیماری سے بچا ہوا ہوتا ہے اور جو جسمانی امراض ہوتے ہیں اُن سے محفوظ ہوتا ہے، اس کے ذریعہ سے جہاں خواہش کی تکمیل ہوتی ہے وہیں یہ اولاد کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے، شریعت پر عمل کی وجہ سے انسان اجر ثواب کا بھی مستحق ہونا ہے، اس لئے بہتر ہے اس میں تاخیر نہ کی جائے، بچہ صحت مند ہے تو ابتداء ہی میں ختنہ کروادیا جائے، جتنا جلد ہواُتنا زخم جلدی ٹھیک ہوتا ہے، تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔

20...... ماں بچے کو دو سال تک دودھ پلائے

نومولود کے لیے ماں کا پہلا تحفہ وہ ماں کا اپنا دودھ ہوتا ہے، اسی سے بچے کے اندر ماں کی محبت آتی ہے۔قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ماؤں کو حکم دیا کہ تم اپنی اولاد کو دو سال تک دودھ پلاؤ اور اگر تم دودھ نہیں پلاسکتی تو والد کی ذمہ داری لگائی کہ وہ کسی ایسی عورت کو رکھے جو دودھ پلانے والی ہو اور وہ دو سال بچے کو دودھ پلائے اور اس کا نان نفقہ اور خرچہ والد کے ذمہ ہوگا۔قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

بِالۡمَعۡرُوفِ﴾(البقرۃ:۲۳۳)

ترجمہ:اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، یہ مدت ان کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں، اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔ جس کی طرف بچہ منسوب ہوگا اسی کے ذمہ ہوگا ان کا رزق بھی اور اِن کا کپڑا بھی دستور کے مطابق، (یعنی ماں کے اخراجات اور اگر دائیہ ہے تو دائیہ کے اخراجات، دودھ پلانے والی ہے تو اس کے اخراجات والد کے ذمہ ہوں گے، اس لئے کہ بچے کی نسبت والد کی طرف ہوتی ہے، تو دیکھیں شریعت نے کہا کہ ماں دو سال دودھ پلائے۔)

بچوں کی صحت مند زندگی والدین کے لیے ایک عظیم نعمت ہے، بچے خوش رہیں، صحت مند رہیں، اسی میں والدین کی خوشی ہے، بچوں کی صحت کے معاملات، غذائیت، نشو ونما کے معاملات مکمل طور پر ان کے والدین پر منحصر ہوتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو غذائیت کے ساتھ بنیادی صحت کے اصولوں پر بھی مکمل اور درست راہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اس ذمہ داری کو بہترین طریقے سے ادا کرکے مستقبل کیلئے ایک جسمانی، ذہنی اور جذباتی طور پر صحت مند معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ پیدائش سے لے کر چھ ماہ کی عمر تک ماں کا دودھ بچے کی مکمل جسمانی اور ذہنی نشو ونما کیلئے اشد ضروری ہے، اس دوران کسی بھی قسم کی دیگر خوراک، حتی کہ پانی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

تحقیقات اور تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ بچے جن کو ماں کا دودھ ملتا ہے وہ ایک صحت مند زندگی گزارتے ہیں، ماں کا دودھ غذا کی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں بیشتر اقسام کے جراثیم، انفیکشن اور بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب کہ

وہ بچے جو باہر کے کھلے دودھ یا فارمولا فیڈ پر پلتے ہیں ان میں الرجی، کان کے انفیکشن، موشن، سینے کے انفیکشن زیادہ ہوتے ہیں۔

چھ ماہ کی عمر کے بعد اب دودھ کے ساتھ نرم غذائیں شروع کرنا ضروری ہوتا ہے، شروع کرنے سے پہلے یہ نشانیاں دیکھ لیں کہ بچہ نرم غذا لینے کیلئے تیار ہے یا نہیں۔اس میں بچے کا پیٹ نہ بھرنا اور بار بار بھوک کی وجہ سے رونا، آس پاس موجود لوگوں کو کھانا کھاتے دیکھ کر منہ کھولنا اور ہاتھ بڑھانا شامل ہوتا ہے۔

بچوں کو ٹھوس غذا دینے کے لیے چاول کی کھیر، ساگودانہ، ابلے ہوئے آلو کھلانے سے آغاز کرنا چاہیے۔جب تک بچے کا ذائقہ اس حساب سے بن جائے اور ٹھیک سے ہضم کرنے کے قابل ہو تو پھر دوسری چیزیں شامل کرنی چاہئیں۔

اس حساب سے ایک اندازے کے مطابق بچے کی غذائی ضرورت چھ سے نو ماہ کے عرصے میں 70 فیصد ماں کے دودھ سے اور 30 فیصد نرم غذا سے اور نو سے بارہ ماہ میں 50 فیصد ماں کے دودھ اور 50 فیصد نرم غذا سے اور ایک سے دو سال کی عمر میں 75 فیصد گھر میں پکے ہوئے ہر قسم کے کھانے اور 25 فیصد ماں کے دودھ سے غذائی ضرورت پوری کرنا ضروری ہے۔

ہر قسم کے بازاری کھانوں سے اجتناب کرائیں کیونکہ اس میں مضر چکنائیاں، مصنوعی مٹھاس اور دیگر مضر صحت اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ان کے استعمال سے نہ صرف بچوں میں وزن ان کی عمر سے زیادہ بڑھ جاتا ہے، بلکہ انکے اندر سستی، دماغی کمزوری اور دیگر بیماریاں بھی ہو سکتی ہیں۔اس لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ بڑھتی عمر میں ان چیزوں سے بچوں کو دور رکھا جائے۔

دودھ پلانے کے دوران حسن نیت رکھیں

دودھ پلانے کے دوران عورت کو اچھی نیت رکھنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو طلب کرنا چاہیے، کیونکہ اس سے نفع ہوگا۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے اپنی اہلیہ سے کہا جو اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی، یہ کہا کہ تم اپنے بچہ کو اس طرح دودھ نہ پلاؤ جس طرح کوئی جانور اپنے بچہ کو پلاتا ہے جو اس پر اپنی شفقت کا اظہار کرتا ہے، بلکہ تم اس کو اس طرح دودھ پلاؤ کہ اللہ تعالی سے اس کے اجر وثواب کی طالب ہو اور یہ خواہش رکھو کہ تمہارے دودھ پلانے سے ایک ایسا انسان پرورش پائے گا جو بڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے گا اور اس کی عبادت و بندگی بجالائے گا۔

دودھ پلانے میں حکمت

اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ نے ماں کے سینے میں جو دودھ رکھا ہے یہ پہلی مکمل غذا ہے، اور یہ ایسا دودھ ہے جو جراثیم سے بالکل پاک ہے، باقی جو انسانوں کے بنائے ہوئے پاؤڈر اور خشک دودھ ہیں نہ اُن میں اتنی غذائیت ہے نہ جسم و اعضاء کے لئے ماں کے دودھ کے مثل تقویت ہے اور جو دودھ اللہ تعالی نے ماں کے سینے میں رکھا یہ نہ بہت گرم ہوتا ہے نہ بہت ٹھنڈا، اللہ تعالی نے اس کو نارمل رکھا ہے جو بچے کے لیے نہایت مفید ہے۔ جتنی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالی اتنا ہی ماں کے سینے میں اتار دیتا ہے، جو بچے کی بھوک اور ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ بچے کے پینے میں نہ ماں کو کوئی خاطر خواہ تکلیف ہوتی ہے نہ بچے کا ماں باپ پر معاشی اعتبار سے کوئی بوجھ ہوتا ہے، اللہ نے رزق کا غیبی انتظام کیا ہے، سب سے بڑھ کر ماں اور بچے میں محبت پیدا ہوتی ہے، اخلاقِ حمیدہ جنم لیتے ہیں، ماں کے اخلاق، عادات وصفات بھی اِس کے ذریعے سے بچے میں منتقل ہوتی ہیں۔

آج ماؤں نے دودھ پلانا ہی چھوڑ دیا، آج دودھ پلاتے ہیں ڈبے کا، اس لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

طفل سے کیا بو آئے ماں باپ کے اطوار کی دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

نہ والدین نے اچھی تربیت ونشونما کی اور نہ دین کی تعلیم دی، تو بچہ میں عالی اخلاق اور کردار کی بلندی کیسے آئے گی؟

ایک ماں اپنے بیٹے سے ناراض ہوئی، کہنے لگی بیٹے تم نے میری بات نہ مانی تو کبھی بھی میں تمہیں اپنا دودھ معاف نہیں کروں گی۔ اس نے مسکرا کر کہا امی میں تو نیڈو کے ڈبے کا دودھ پی کر بڑا ہوا ہوں آپ نے تو مجھے اپنا دودھ پلایا ہی نہیں، مجھے معاف کیا کریں گی۔ تو ایسا واقعی یہ دیکھا گیا کہ ڈبوں کے دودھ کے اثرات اور ہوتے ہیں اور ماں کے دودھ کے ثمرات اور ہوتے ہیں۔

آج اکثر عورتیں جو ڈبوں کے دودھ پلاتی ہیں تو ان کے بچے بیمار رہتے ہیں، اِس بیماری کا ایک سبب یہ فیڈر ہیں، ان میں جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی وہ جراثیم سے محفوظ نہیں رہتے، مستقل استعمال کرنے والے بچے عموماً بیمار رہتے ہیں، عمر بھر اس کمزوری کے اثرات رہتے ہیں، اس سے بہتر ہے کہ بچے کو کسی برتن اور چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں، یہ بہ نسبت فیڈر سے بہتر ہے۔

21...... ماں ذکر کرتے ہوئے باوضو دودھ پلائے

ماں کو چاہیے کہ بچے کو دودھ خود پلائے، خود بسم اللہ پڑھ لے اور جتنی دیر بچہ دودھ پیتا رہے ماں اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ماں اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول رہے۔ ماں دعائیں کرتی رہے، اللہ تعالی میرے دودھ کے ایک ایک قطرے میں میرے بیٹے کو علم کا سمندر عطا فرما، تو ماں کی اس وقت کی دعائیں اللہ کے ہاں قبول

ہوتی ہیں۔آج کی مائیں کہتی ہیں میرا بچہ نیک ہو، اوردودھ پلاتیں ہیں انٹرنیٹ اور کیبل کے سامنے بیٹھ کر، ماں کے سر پر دوپٹہ نہیں ہوتا، ہاتھ میں موبائل ہوتا ہے اور فیڈر بچے کے منہ میں دے دیتی ہیں، پھر کیا امید رکھیں گے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا، تو جب شروع ہی سے ماں نے اپنا دودھ نہیں پلایا، تو پھر کیا امید ہے کہ یہ بچہ نیک ہوگا، آج گھر میں دائیہ رکھ دی جاتی ہے کہ یہ بچے کو سنبھالے، عموماً وہ بے دین ہوتی ہے، اُس میں نماز، روزہ عبادت کا اہتمام نہیں ہوتا، جب وہ بچے کی تربیت کرتی ہے تو بچے میں وہی باتیں اور عادات آجاتی ہیں کہ جو تربیت کرنے والی ماں کی زندگی میں موجود تھیں، اور پھر وہ بچہ ماں سے بھی دور رہتا ہے کیونکہ محبت نہیں ہوتی، آج کی مائیں کہتی ہیں جی جراثیم ہیں، اگر بچے کو دھلایا اور اس کا بول و براز صاف کیا تو کپڑے گندے ہوں گے جراثیم لگیں گے پھر وہی ہوتا ہے کہ جب یہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں پھر بیٹا بھی کہتا ہے جراثیم ہیں، وہ اولڈ ہوم میں جا کر ماں باپ کو وہاں داخل کر دیتا ہے، جب والدین نے بچپن میں ایسا کیا یہ تو مکافاتِ عمل ہے، پھر اس کی اولاد نے بھی اس کے ساتھ ویسا ہی کرنا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلائے، ماں کے دودھ سے بچے کی اچھی نشونما ہوگی۔

ہمارے مشائخ جو پہلے گزرے ان کی ماؤں نے تو تربیت ایسی کی کہ باوضو اپنے بچوں کو دودھ پلایا۔ اگر آج کوئی باوضو دودھ پلائے تو وہ بڑی خوش نصیب ہے، اور اگر نہیں پلاسکتی تو کم از کم دودھ پلاتے وقت دل میں اللہ کا ذکر تو کر سکتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی بارہا سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمہ اللہ کا جب دودھ چھڑایا گیا تو پاؤ سپارہ حفظ ہو چکا تھا،

اور ساتویں برس کی عمر میں قرآنِ شریف پورا حفظ ہو چکا تھا، اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے فارسی کا معتد بہ حصہ بوستان، سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد یہ ارشاد فرما دیا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ پڑھ لیا کرو باقی تمام دن چھٹی، میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد مکان کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا اور چھ سات گھنٹے میں قرآن شریف پورا کر کے دو پہر روٹی کھاتا تھا اور شام کو اپنی خوشی سے فارسی پڑھا کرتا تھا، چھ ماہ تک مسلسل یہی معمول رہا۔ ❶

بادشاہِ کابل کی اہلیہ کا لقمہ حرام سے اجتناب اور شہزادے کو باوضو دودھ پلانا اور اس کے ثمرات

کابل کے بادشاہوں میں امیر دوست محمود خاں بہت دیندار بادشاہ گزرے ہیں، امیر امام اللہ خاں مرحوم کے باپ امیر حبیب اللہ خان تھے، اور حبیب اللہ خان کے باپ امیر عبدالرحمٰن تھے، ان کے باپ دوست محمد خان ہیں، ان کا زمانہ تھا ان کے زمانے میں کسی دوسرے بادشاہ نے افغانستان کے اوپر حملہ کیا اور فوج لے کر چڑھ دوڑا، امیر صاحب کو اس سے صدمہ بھی ہوا اور دکھ بھی کہ ایک بادشاہ نے میری سلطنت پر حملہ کر دیا، ممکن ہے کہ بادشاہت بھی ختم ہو اور آنے والا ملک کو برباد کر دے، اسی فکر میں شاہی محل میں اندر تشریف لائے، ان کی بیگم کھڑی ہوئی تھیں، بیگم سے کہا کہ آج ایسی خبر آئی ہے کہ کسی بادشاہ نے حملہ کیا ہے، میں نے اپنے شہزادے کو فوج دے کر بھیج دیا ہے تاکہ وہ جا کر دشمن کا مقابلہ کرے، بیگم نے کہا ٹھیک کیا اور گھبرائیے مت اللہ آپ کی مدد کرے گا، غرض اپنے شہزادے کو فوج دے کر بھیج دیا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور اس

❶ فضائل اعمال: حکایاتِ صحابہ: ص ۱۸۰

کوملک میں نہ آنے دے اور اسے دور دھکیل دے، شہزادہ فوج لے کر چلا گیا۔

دوسرے دن امیر صاحب گھر میں آئے چہرے پر غم کا اثر تھا، بیگم سے کہا کہ آج ایک بڑے صدمے کی خبر آئی ہے اور وہ یہ کہ میرا شہزادہ ہار گیا، اس نے شکست کھائی اور دشمن ملک کے اندر چڑھا ہوا آرہا ہے، اور میرا بیٹا شکست کھا کر واپس بھاگا ہوا آرہا ہے، مجھے اس کا بڑا صدمہ ہے، ملک بھی جارہا ہے اور یہ بات بھی پیش آگئی، بیگم نے کہا یہ بالکل جھوٹی خبر ہے اور آپ اس کا بالکل یقین نہ کریں، اس نے کہا جھوٹی خبر نہیں ہے یہ تو سرکاری پرچہ نویس نے اطلاع دی ہے، محکمہ سی آئی ڈی کی اطلاع ہے، اس نے کہا: آپ کا محکمہ بھی جھوٹا ہے اور سی آئی ڈی بھی آپ کی جھوٹی ہے یہ غلط خبر ہے ایسا نہیں ہو سکتا، اب امیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ سلطنت کی باضابطہ اطلاع، یہ گھر میں بیٹھ کر کہہ رہی ہیں کہ جھوٹی خبر ہے، اس نے کہا کہ نہیں یہ باضابطہ بھی بالکل جھوٹ ہے، امیر نے کہا اس عورت سے بیٹھ کر کون جھک جھک کرے، وہی مرغے کی ایک ٹانگ، نہ کوئی حجت، میں دلائل بیان کر رہا ہوں کہ محکمہ کی اطلاع اور ضابطہ کی خبر، اس نے کہا سب جھوٹے، اب اس سے کون بحث کرے، جیسے قرآن کریم فرمایا گیا ہے:

﴿أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ﴾ (الزخرف: ۱۸)

ترجمہ:۔ اور کیا (اللہ نے ایسی اولاد پسند کی ہے) جو زیوروں میں پالی پوسی جاتی ہے اور جو بحث مباحثے میں اپنی بات کھل کر بھی نہیں کہہ سکتی؟

فرمایا کہ عورت میں کچھ عقل کی کمی ہوتی ہے، جب بحث ہوتی ہے تو وہی مرغ کی ٹانگ ہانکتی رہتی ہے، اس کی وجہ یہ بچپن سے زیوروں کی جھنکار میں پرورش پاتی ہے، جب ابتداء ہی سے رات دن سونا چاندی دل میں گھس گیا تو علم اور کمال کہاں سے گھسے گا، ایک چیز گھس سکتی ہے یا سونا گھس جائے یا علم، ذرا دودھ پینا چھوٹا تو اس کے کان میں

سوراخ کر دیا تاکہ اس میں سونے کی بالی پڑ جائے، اور ذرا بڑی ہوئی تو ناک میں سوراخ کر دیا اس میں بھی سونا ڈال دیا، اور اگر زیادہ ہو تو گلے میں سونے کا طوق ڈال دیا، ہاتھوں میں سونے کی ہتھکڑیاں ڈال دیں اور پیروں میں سونے کی بیڑیاں ڈال دیں، غرض سونا چاندی کی قیدی اور واقعی اگر عورتوں سے یوں کہا جائے کہ تمہارے سارے بدن میں کیلیں ٹھونکی جائیں گی مگر وہ سونے کی ہوں گی، فوراً راضی ہو جائیں گی، جلدی کرو ٹھونک دو، مگر کیل سونے چاندی کی ہونی چاہیے، اس درجہ سونے اور چاندی کی محبت میں گرفتار ہیں کہ بدن چھدوانے کو تیار ہیں، مگر سونا اور چاندی ہو، جب اس درجہ پر بات ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے جو قرآن نے فرمایا: ''اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ'' وہ جو سونے اور چاندی میں نشونما پاتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ علمی قوت نہیں پیدا ہوتی۔ جب خاوند سے بحث ہوتی ہے تو وہ تو حجتیں پیش کرتا ہے اور یہ وہی مرغ کی ایک ٹانگ ہانکتی ہے کہ نہیں یوں ہوگا، تو امیر صاحب نے دیکھ کر کہا میں حجت بیان کر رہا ہوں اور سرکاری خبریں دے رہا ہوں، یہ کہتی ہیں سب غلط ہیں، اب اس عورت سے کون بحث کرے، محل سرائے سے واپس چلے آئے، دوسرے دن بڑے خوش خوش آئے اور کہا مبارک ہو، جو تم نے کہا وہ بات سچ نکلی، خبر یہ آئی ہے کہ میرا شہزادہ فتح پا گیا اس نے دشمن کو بھگا دیا اور وہ کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا ہے۔

بیگم نے کہا الحمدللہ! اللہ تعالی کا شکر ہے اس نے میری بات اونچی کی اور میری بات سچی کر دکھائی، امیر نے کہا آخر تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا جو تم نے کل یہ حکم لگا دیا کہ میرا محکمہ بھی جھوٹا، سی آئی ڈی اور پولیس بھی جھوٹی، تو تمہیں کوئی الہام ہوا تھا؟

اس نے کہا کہ مجھے الہام سے کیا تعلق؟ اول تو میں عورت ذات، پھر ایک بادشاہ کے

تخت پر بیٹھنے والی، یہ بزرگوں کا کام ہے کہ انہیں الہام ہو، بھلا مجھے الہام سے کیا تعلق؟ میں ایک معمولی عورت، انہوں نے کہا کہ آخر تم نے اس قوت سے کس طرح کہہ دیا کہ سب بات غلط ہے اور واقعہ بھی وہی ہوا کہ وہ غلط ہی ثابت ہوئی، اس نے کہا کہ اس کا ایک راز ہے جس کو میں نے اب تک کسی کے سامنے نہیں کھولا اور نہ ہی اسے کھولنا چاہتی ہوں، امیر نے کہا وہ کیسا راز ہے؟ اب امیر صاحب سر ہو گئے کہ آخر ایسا کون سا راز ہے جو خاوند سے بھی چھپا رہ جائے، اس نے کہا صاحب ایسی بات ہے کہ میں کہنا نہیں چاہتی، مثل مشہور ہے کہ جس چیز سے روکا جائے اس کی حرص اور زیادہ بڑھتی ہے کہ آخر اس میں کیا ہوگا؟ تو امیر صاحب نے کہا کہ اب تو بتانا پڑے گا، جب بہت زیادہ سر ہو گئے تو اس نے کہا کہ آج تک میں نے یہ راز چھپایا اب کھولے دیتی ہوں، وہ راز یہ ہے کہ مجھے اس کا کیوں یقین تھا کہ شہزادہ فتح پا کے آئے گا یا قتل ہوگا، مگر شکست نہیں کھا سکتا، دشمن کو پیٹھ دکھا کے نہیں آ سکتا، یہ میرا یقین کس بناء پر تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ میرے پیٹ میں تھا تو میں نے اپنے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اس نو مہینے میں ایک مشتبہ لقمہ بھی اپنے پیٹ میں نہیں ڈالوں گی، رزقِ حلال کی کمائی میرے پیٹ میں جائے گی، اس لئے کہ ناپاک کمائی سے خون بھی ناپاک پیدا ہوتا ہے، اور ناپاک خون سے اخلاق بھی گندے اور ناپاک پیدا ہوتے ہیں، تو میں نے عہد کیا اور نو مہینے اسے پورا کیا، لقمہ حرام تو دور کی بات میں نے کوئی مشتبہ لقمہ بھی پیٹ میں جانے نہیں دیا، خالص حلال کمائی سے پیٹ کو بھرا، ایک تو میں نے یہ عہد رکھا، اس کو لازم رکھا اور اس پر عمل کیا۔

دوسری بات میں نے یہ کی کہ جب یہ پیدا ہو گیا تو ہزاروں دودھ پلانے والی ملازمائیں تھیں، میں نے اس کو انہیں نہیں دیا، اپنا دودھ پلایا، دودھ پلانے کا طریقہ یہ تھا کہ

جب یہ روتا میں پہلے وضو کرتی، دو رکعت نفل پڑھتی، اس کے بعد دودھ پلاتی، دعائیں بھی مانگتی، تو ادھر تو اندر پاک غذا پھر اللہ کی طرف توجہ، غرض دودھ بھی پاک، اس سے پیدا ہونے والا خون بھی پاک اور پاک غذا پھر اللہ کی طرف توجہ، غرض دودھ بھی پاک، اس سے پیدا ہونے والا خون بھی پاک اور پاک خون سے پیدا ہونے والے اخلاق بھی پاک، اس لئے اس کے اندر بد اخلاقی نہیں پیدا ہوسکتی، پشت دکھلا کر آنا اور بزدلی کرنا یہ کمینے اخلاق میں سے ہے، شجاعت اور بہادری یہ پاکیزہ اخلاق میں سے ہے، جب اس کا خون پاک تھا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ بزدل بنتا، یہ ممکن تھا کہ یہ قتل ہو جاتا، شہید ہو جاتا، مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ یہ پشت کے اوپر زخم کھا کر واپس آتا اور بزدلی دکھلاتا، جب اس خون میں ناپاکی نہیں تھی تو اس کے افعال میں ناپاکی کہاں سے آئے گی، یہ وجہ تھی جس کی بناء پر میں نے یہ دعویٰ کر دیا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ شکست کھا کر آئے، ہاں آپ اگر یہ کہتے کہ شہید ہو گیا، میں یقین کر لیتی کہ وہ قتل ہو گیا، اس بناء پر میں نے یہ دعویٰ کیا تھا، آج میں نے راز کھولا۔

آپ اندازہ کریں کہ امیر دوست محمود خان کی بیوی ایک اقلیم کی ملکہ ہیں، ہزاروں فوجیں اور سپاہ، حشم وخدم اس کے سامنے ہیں اور وہ جب تختِ سلطنت پر بیٹھ کر اتنی متقی بن سکتی ہے تو ہماری بہو بیٹیاں معمولی گھرانوں میں رہ کر کیوں نہیں متقی بن سکتیں۔ [1]

22...... بچے کو سب سے پہلے کلمہ سکھائیں

جب بچہ بولنے لگ جائے تو اس کو سب سے پہلے جو چیز سکھائی جائے وہ کلمہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] خطبات حکیم الاسلام: فضیلت النساء، ج ۲ ص ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ❶

ترجمہ: بچہ جب بولنا شروع کرے تو اسے لا الہ الا اللہ کی تعلیم دو۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح پیدا ہوتے ہی توحید، رسالت اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی آواز اس کے کانوں میں پہنچائی گئی تھی، اب جبکہ اس نے زبان کھولی ہے تو خود اس کی زبان سے بھی پہلے پہلی یہی کلمہ توحید ادا کرایا جائے اور اسی کی اسے تلقین کی جائے۔

جیسے اس کے کان میں پہلی آواز اللہ کی توحید اور ربوبیت کی پڑی اس کی زبان پر بھی سب سے پہلا کلمہ آئے، اللہ کا نام آئے، اور جب اللہ کا نام اس کی زبان پر آئے گا تو اللہ کے نام کے اثرات اس کے دل میں آئیں گے، اللہ کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوگی، اگر ماں باپ محنت کریں تو کوئی مشکل بات نہیں ہے، اللہ رب العزت اُن کی زبان پر اس کو جاری کر دیتا ہے، خاص طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ بچے کی زبان پر بہت جلدی آتا ہے، لفظ ''ب'' ایسا ہے اللہ نے جب سب لوگوں سے وعدہ لیا تھا ''عہد الست'' تو اس میں سب نے کہا تھا ''بلیٰ'' تو لفظ ''بلیٰ'' کہا تھا تو ''بلیٰ'' میں ''ب'' ہے اور ''ب'' بچہ بڑی آسانی سے ادا کر دیتا ہے اس لیے بچے کی زبان پر بسم اللہ بہت جلدی جاری ہو جاتی ہے۔

23...... بچے کو کوئی چیز پلائیں تو بسم اللہ پڑھ کر اور اگر وہ پی چکے تو الحمد للہ کہیں

جب ماں بچے کو کوئی بھی چیز پلائے تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھے، بچہ پی لے تو ''الحمد للہ'' کہے، اب جب بچہ دیکھے گا ماں بچے کو دودھ پلا رہی ہے پانی پلا رہی ہے

❶ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: باب ما یلقن الصبی إذا أفصح بالکلام، ص ۳۷۳، رقم الحدیث: ۴۲۳

جوس پیلا رہی ہے تو بچہ جب یہ کلمات سنے گا تو آئندہ وہ بھی اس کا اہتمام کرے گا، اور جب ماں بسم اللہ پڑھے گی تو اللہ اس غذا کو بچے کے لئے نافع بنائے گا، وہ چیز جو بچہ کھائے گا وہ بچے کو ان شاء اللہ نقصان نہیں دے گی، وہ بیماری کا ذریعہ نہیں بنے گی، اللہ کے نام کے ساتھ جب کوئی کام شروع ہوگا اور اللہ کے نام پر ختم ہوگا تو اللہ تعالی اس میں برکت ڈال دے گا اور اس سے بچے کی اچھی نشو ونما ہوگی۔

24...... بچے کی نیند کا خیال رکھیں

بچے کے سونے کا وقت ہوتا ہے اُس کی نیند کا خیال رکھیں، جتنا بچہ پرسکون سوتا ہے اتنا وہ بچہ صحت مند ہوتا ہے، نیند جتنی اس کی اطمینان کے ساتھ ہوتی ہے اتنے بچے کے حافظے میں تقویت ہوتی ہے، خون کی روانی میں تقویت ہوتی ہے اور جسم جلد بڑھوتری کی طرف جاتا ہے۔ چڑ چڑا پن ختم ہوجاتا ہے، دودھ پیتے بچے کے سونا کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے۔

25...... بچے کو سلاتے وقت مسنون دعا، معوذتین اور آیت الکرسی پڑھیں

بچے کو جب ماں سلائے تو سب سے پہلا کام مسنون دعا پڑھ کے اس کو سلائے، بچہ یہیں سے دعا سیکھے گا۔ اور نیند میں شیطانی اثرات سے محفوظ رہے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں اپنے بستر پر تشریف لاتے اور سونے کے لئے لیٹتے تو اپنا ہاتھ یعنی اپنی داہنی ہتھیلی اپنے دائیں گال کے نیچے رکھتے اور یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا.

ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی نام پر مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام پر زندہ

ہوتا ہوں (یعنی جاگتا) ہوں۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُورُ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ہمیں نیند سے جگایا اور اس کی طرف جانا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر آ کر (یعنی سونے کے وقت) تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ. ❷

ترجمہ: جو شخص اپنے بستر پر آ کر (یعنی سونے کے وقت) تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، چاہے وہ دریا کے جھاگ کے برابر یا عالج کے ریت کے ذرات کے برابر اور جو زندہ مخلوق کی خبر گیری کرنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

اسی طرح سورہ فلق سورہ ناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دَم کر کے بچے کے پورے جسم پر پھیر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معمول تھا آپ سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرتے پورے جسم پر پھیر دیتے جہاں تک ممکن ہوتا، اور جب آپ بیمار ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ اِس کا حکم دیتے تھے۔ ❸

اور اسی طرح آیت الکرسی پڑھی جائے اس سے یہ ہوگا بچے کی نیند اچھی ہوگی ساری

❶ صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن، رقم الحدیث: ۶۳۱۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء إذا أوی إلی فراشه، باب منه، رقم الحدیث: ۳۳۹۷

❸ صحیح البخاری: کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، رقم الحدیث: ۵۷۴۸

رات شیاطین، جنات اور سحر وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔

آیت الکرسی کے سبب فرشتے حفاظت کرتے ہیں

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سوتے وقت آیت الکرسی پڑھی ''وُکِّلَ بِہٖ مَلَکَیْنِ'' تو اُس پر دو فرشتے مقرر کردیے جاتے ہیں، ''یَحْفَظَانِہٖ حَتّٰی یُصْبِحَ'' جو صبح تک اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ❶

آیت الکرسی کے کلمات

﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی لسَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرة: ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند، اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔ ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکے بدون اس کی اجازت کے۔ وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ (موجودات) اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لا سکتے، مگر جس قدر (علم دینا) چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔

---

❶ فضائل القرآن لابن الضریس: باب فضل آیة الکرسی، رقم الحدیث: ۱۹۰

ایک جن کا صحابی رسول کو اپنے شر سے بچنے کے لئے آیت الکرسی سکھانا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک رات کو اپنے باغ میں گئے، اس میں ایک آواز کو سنا اور کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا: ''رَجُلٌ مِنَ الْجِنِّ أَصَابَتْنَا السَّنَةُ'' میں جنات میں سے ایک آدمی ہوں ہم کو قحط سالی پہنچ گئی، ''فَأَرَدْنَا أَنْ نَصِيبَ مِنْ ثِمَارِكُمْ'' تو میں نے ارادہ کیا کہ انسانوں کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں ''أَفَتُطَيِّبُونَهُ؟'' ہمارے لیے اس کو حلال کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے، ''أَلَا تُخْبِرُنِي مَاالَّذِي يُعِيذُنَا مِنْكُمْ'' پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو ہم کو بتا سکتا ہے کہ کون سی چیز ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟ ''قَالَ: آيَةُ الْكُرْسِيِّ'' اس نے کہا: آیت الکرسی۔ [1]

ہم بچے کا ظاہری طور پر بڑا خیال کرتے ہیں، پنکھا نہیں لگا رہے، بچے کو گرم رکھا ہے، بچے کو دو دو تین تین بنیانیں پہنائی ہوئی ہیں، ٹوپی پہنائی ہے، موزے پہنائے ہوئے ہیں ہر طرح سے ظاہری خیال بہت کرتے ہیں لیکن روحانی خیال نہیں کرتے، بچے کو روحانی تربیت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے بنسبت جسمانی تربیت کے، اس لئے روحانی طور پر جب ان مسنون اعمال واذکار کا اہتمام ہوگا، بچے کی نیند پرسکون ہوگی وہ رات کو نہیں گھبرائے گا۔

26......بچوں کو اٹھائیں اور اِن سے محبت کریں

یعنی بچوں کو اٹھانا خصوصاً جب والد باہر سے آئے تو بچہ ان کی طرف آئے تو بچے کو اٹھا لینا، بوسہ لینا، محبت کرنا شریعت کے خلاف نہیں ہے، دین نے ہمیں یہ سکھایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کا بوسہ لیا ہے۔

---

[1] الهواتف لابن أبي الدنيا: ص ١٣٢، رقم الحديث: ١٦٤

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا تو ایک صحابی اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے، کہا کہ میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ. ❶

ترجمہ: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (یعنی جو شخص اپنی اولاد اور خلقِ خدا پر لطف وشفقت نہیں کرتا اس پر اللہ کی رحمت وشفقت بھی نہیں ہوتی۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کیا آپ اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو وہ دیہاتی لوگ کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم تو بچوں سے پیار نہیں کرتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ. ❷

ترجمہ: میں کیا کروں اگر اللہ نے تمہارے اندر سے رحم کو اٹھا لیا ہے۔ (یعنی اگر تیرے دل میں رحم اور ترس نہیں ہے تو پھر میں تو کچھ نہیں کر سکتا۔)

یعنی مطلب یہ ہے کہ بچے کو اٹھانا، بوسہ لینا اور پیار و محبت کرنا شریعت کی تعلیمات ہیں۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب ،باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته، رقم الحدیث: ۵۹۹۷

❷ صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب رحمته صلی اللّٰه علیه وسلم الصبیان والعیال......الخ، رقم الحدیث: ۲۳۱۷

حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل بیت عظام میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے غیر معمولی محبت تھی، تقریباً روزانہ دونوں کو دیکھنے کے لیے بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور بچوں سے شفقت و پیار بھرا معاملہ فرماتے، ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "اَیُّ اَھْلِ بَیْتِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟" قَالَ: اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ" فرمایا: حسن و حسین سے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین سے محبت کر کے امت کو اپنے بچوں سے محبت کرنا سکھایا۔ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قینقاع کے بازار سے لوٹا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا: بچے کہاں ہیں؟ اتنے میں دونوں دوڑے ہوئے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ. ❷

ترجمہ: الٰہی! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، اس لیے تو بھی ان سے محبت فرما، اور ان سے محبت رکھنے والوں سے بھی محبت فرما۔

دیکھیں! ساری امت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہیں، ایک مرتبہ جناب رسالت

---

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب، رقم الحدیث: ۳۷۷۲

❷ صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب فضائل الحسن والحسین رضی اللّٰہ عنهما، رقم الحدیث: ۲۴۲۱

ماآپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے کہ حسنین کریمین سرخ لباس میں ملبوس آتے ہوئے نظر آئے، کمسنی کے سبب دونوں کبھی گرتے کبھی اٹھ کھڑے ہوتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں نواسوں کو اس طرح گرتے پڑتے آتے دیکھا تو خطبہ روک دیا، اور منبر سے اتر کران کو اپنی گود میں لیا، پھر اپنے سامنے بٹھا لیا، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت کر کے امت کو اپنے بچوں سے محبت کرنا سکھایا۔ ❶

27......بچے کو چار اوقات میں سمجھائیں

چار اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ بچے کو جو بات کہی جائے وہ اس بات کو عموماً یاد رکھتا ہے، آج کے الفاظ میں کو پی کرتا ہے، اور پھر زندگی بھر اس پر عمل کرتا ہے۔

(ا) کھانے کے وقت، بچہ جب کھانا کھا رہا ہے اُس دوران بچے کو کوئی نصیحت کی جائے عموماً بچہ سنتا ہے اور اس نصیحت پر عمل بھی کرتا ہے اور ہمیں اس میں تائید حدیث سے ملتی ہے، صحیح بخاری کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے ہیں آپ کے ساتھ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے صاحبزادے تھے، تو یہ بائیں ہاتھ سے کھا رہے تھے اور ان کا ہاتھ پوری پلیٹ میں گھوم رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. ❷

ترجمہ: (کھانا کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور (پلیٹ

---

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، رقم الحدیث: ۳۷۷۴

❷ صحیح البخاری: کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام والأکل بالیمن، رقم الحدیث: ۵۳۷۶

کے)اس جگہ سے کھاؤ جو تمہارے نزدیک ہے۔

آپ نے تین آداب سکھائے بیٹا! اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ، اپنے سامنے سے کھانا کھاؤ، تو کھانے کے دوران آپ نے یہ آداب سکھائے۔

(۲) بچہ سیکھتا ہے سفر میں، سفر میں جب جا رہا ہوتا ہے گاڑی میں سفر ہے، عموماً راستے میں وہ چیزیں دیکھتا ہے پوچھتا ہے یہ کیا ہے، وہ کیا ہے؟ معلوم ہوا وہ سیکھنے کے موڈ میں ہوتا ہے، یہ موقع ہے اسے کوئی بات سمجھائی جائے۔ ہمیں اس میں تائید ایک حدیث سے ملتی ہے، سنن ترمذی کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر بیٹھے ہیں اور آپ کے چچا زاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہیں، حضور کے دور میں یہ بہت کم عمر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس دوران ان کو پانچ باتوں کی نصیحت فرمائی، فرمایا: ''یَا غُلَامُ إِنِّی أُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ'' اے بچے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں (وہ یہ ہیں)

اِحْفَظِ اللَّهَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَکَ.

ترجمہ: تو اللہ کی (حدود کی) حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کا لحاظ کر تو اللہ کو (اور اس کی رحمتوں اور عنایتوں کو) اپنے سامنے پائے گا۔

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ.

ترجمہ: اور جب تجھے کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ یَّنْفَعُوکَ بِشَيْءٍ لَمْ یَنْفَعُوکَ إِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللَّهُ لَکَ.

ترجمہ: اور یہ بات خوب سمجھ لے کہ اگر ساری دنیا جمع ہو جائے اس چیز پر کہ تجھے کچھ نفع

پہنچائے تو دنیا کے تمام انسان تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر صرف وہی جو اللہ نے تیرے حق میں لکھ دیا ہے۔

وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُف. ❶

ترجمہ: اور اگر دنیا کے سب لوگ جمع ہو جائیں اس پر کہ تجھے کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہرگز کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تجھ پر لکھ دیا ہے، تقدیر کے قلم (انسانی تقادیر لکھ کر) فارغ ہو گئے اور صحیفے قضاء وقدر کے جو طے کر دیئے گئے ہیں وہ خشک ہو چکے ہیں، (اس لیے جو بھی کچھ ہوگا وہ اللہ کی تقدیر اور اسی کی مشیت کے مطابق ہوگا۔)

(۳) تفریح کے وقت، بچہ کہیں تفریح میں جا رہا ہے، ساتھ ہے، کہیں راستے میں چلتا ہوا ساتھ ہے، کہیں بازار جاتے ہوئے ساتھ ہے، وہ سیکھنے کے موڈ میں ہوتا ہے اِسے کوئی بات بتائی جائے تو وہ اِسے محفوظ کر لیتا ہے۔

(۴) رات سوتے وقت بچے کو کوئی بات بتائی جائے یا کسی اصلاحی کتاب سے تعلیم کرائی جائے تو عموماً بچہ ان باتوں کو دلچسپی سے سنتا ہے اور یاد رکھتا ہے۔

28......بچوں کے درمیان عدل اور مساوات کریں

عموماً اولاد کے نافرمان ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے ماں باپ اولاد کو ایک نظر سے نہیں دیکھتے، بعض کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں بعض کے ساتھ نہیں کرتے، بعض کو زیادہ خرچہ دیتے ہیں نیا لباس بناتے ہیں اور ہر خوشی غمی کے موقع پر ان کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے اور دوسروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، کھانا پکتا ہے تو اچھا کھانا اُنہیں کھلا دیا، گرم کھانا اُنہیں کھلا یا بچا ہوا دوسرے کو دیا، مجلس میں اس کی تعریف ہے

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض، باب، رقم الحديث: ٢٥١٦

دوسرے کو تنقید کا نشانہ بنا دیا، عید کا موقع آیا بہترین لباس اِسے دیا دوسرے کے لئے نارمل کپڑا خرید لیا، کہیں لے جانا ہوا سفر میں ایک کو ساتھ لے کر گئے دوسرے کو نظر انداز کر دیا، جہاں تک محبت کا معاملہ ہے اس کا تعلق دل سے ہے، اس میں انسان کو اختیار نہیں اس لئے اس میں انسان برابری کرنے کا مکلّف بھی نہیں۔ البتہ محبت کا اظہار اختیار میں ہے اس کے اندر برابری کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اظہارِ محبت میں بھی زیادتی کرتے ہیں وہ بیٹے کو زیادہ پیار کرتے ہیں، بیٹے کو زیادہ چیزیں کھلاتے ہیں۔ اس کو زیادہ گھماتے پھراتے ہیں اور بیٹی کو پوچھتے بھی نہیں۔ اس طرح وہ اظہارِ محبت میں بیٹی کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں اور چونکہ یہ اظہارِ محبت اختیاری چیز ہے اس لئے اس میں کمی بیشی کرنا غلط ہے۔ لہٰذا کبھی بھی کوئی باپ اپنی زبان سے یا کوئی ماں اپنے اختیار اور طرزِ عمل سے ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے بچوں کو اندازہ ہو کہ ماں باپ کو فلاں سے زیادہ محبت ہے اور فلاں سے کم محبت ہے ایسا نہ کریں۔ تو جب اولاد یہ دیکھتی ہے کہ والد یا والدہ کا ہمارے درمیان انصاف کا برتاؤ نہیں ہے، مساوات اور عدل نہیں ہے، تو ان کے دل میں غیر محسوس طریقے پر ماں باپ کی نافرمانی آ جاتی تھی، پھر اُن کے دل میں محبت کا وہ جذبہ نہیں رہتا۔

ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں

لیکن اگر ماں باپ ضرورت کے مواقع پر اولاد میں سے کسی پر کچھ خرچ کر رہے ہیں۔ مثلاً بیماری کے موقع پر خرچ کر رہے ہیں یا کسی کی تعلیم پر خرچہ کر رہے ہیں یا مثلاً بیٹا یا بیٹی سفر پر جا رہے ہیں اور کسی کا سفر چھوٹا ہے اور کسی کا سفر لمبا ہے ایک کو سفر میں زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوگی اور دوسرے کو کم پیسوں کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح کے ضرورت کے مواقع پر خرچ کرنے میں کمی بیشی کرنے میں کوئی گناہ اور پکڑ نہیں، بلکہ

جس اولاد کو جتنی ضرورت ہے باپ اس کو اتنا دے سکتا ہے، لہٰذا حسب ضرورت دینے میں کمی بیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے بڑا حسن عطا فرمایا تھا اور اتنا حسن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کائنات کا آدھا حسن اللہ تعالی نے یوسف علیہ السلام کو دیا تھا۔ ❶

حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے دو شادیاں کی تھیں، ایک سے یوسف علیہ السلام اور بنیامین پیدا ہوئے تھے اور دوسرے سے بقیہ اولاد پیدا ہوئی تھی، تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے اس بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑی محبت تھی، اب یہ بچہ خوبصورت بھی تھا بااخلاق بھی تھا، سیرت اور کردار والا تھا تو اس وجہ سے اُنہیں ایک طبعی طور پر زیادہ محبت تھی، تو اب اولاد کے دلوں میں اِس وجہ سے حسد آ گیا، قرآن کریم میں یہ بات موجود ہے کہ یہ آپس میں کہنے لگے:

﴿إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَى أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ. قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ. قَالُوا يَاأَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ﴾ (یوسف: ۸تا ۱۱)

ترجمہ: جب یوسف کے ان (سوتیلے) بھائیوں نے (آپس میں) کہا تھا کہ یقینی طور پر ہمارے والد کو ہمارے مقابلے میں یوسف اور اس کے (حقیقی) بھائی (بنیامین) سے زیادہ محبت ہے، حالانکہ ہم (ان کے لیے) ایک مضبوط جتھ بنے ہوئے ہیں۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إلی السماوات......الخ، رقم الحدیث: ۱۶۲

ہمیں یقین ہے کہ ہمارے والد کسی کھلی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔(اب اس کا حل یہ ہے کہ) یوسف کو قتل ہی کر ڈالو، یا اسے کسی اور سرزمین میں پھینک آؤ، تاکہ تمہارے والد کی ساری توجہ خالص تمہاری طرف ہو جائے، اور یہ سب کرنے کے بعد پھر (توبہ کر کے) نیک بن جاؤ۔ انہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یوسف کو قتل تو نہ کرو، البتہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک آؤ، تاکہ کوئی قافلہ اسے اٹھا کر لے جائے۔(چنانچہ) ان بھائیوں نے (اپنے والد سے) کہا کہ: ابا! یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر اطمینان نہیں کرتے؟ حالانکہ اس میں کوئی شک نہ ہونا چاہیے کہ ہم اس کے پکے خیر خواہ ہیں۔

تو والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا ہم تفریح کے لئے جا رہے ہیں یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجو اور ہم ان کا بڑا خیال رکھیں گے، قصہ مختصر، ساتھ لے کر گئے پھر انہی بھائیوں نے حسد کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا، تو دیکھیں میں ایک بات بتانا چاہ رہا تھا عموماً اولاد کے درمیان جب عدل وانصاف ہوتا ہے محبت باقی رہتی ہے ایسا نہیں ہے کہ پیغمبر انصاف نہ کرتا ہوگا، پیغمبر سے بڑھ کر دنیا میں انصاف کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، سب سے زیادہ پیغمبر ہی انصاف کرتا ہے، لیکن بعض چیزیں طبعی طور پر ہوتی ہیں کسی بچے سے محبت زیادہ ہو جائے یا کسی گھر والی سے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ازواج مطہرات میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت زیادہ تھی، یہ طبعی بات ہوتی ہے، بعض اولاد کی طرف انسان کا میلان زیادہ ہوتا ہے، وہ کوئی حرج نہیں، اور نہ قلبی میلان کی وجہ سے عنداللہ کوئی مواخذہ ہے، یہ غیر اختیاری معاملات ہیں، البتہ اپنے حد تک اولاد کے درمیان عدل کریں، کسی کو نوازنا اور کسی کو محروم کرنا اِس سے اجتناب کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد آئے اپنے اِس بیٹے کو لے کر، اِن کے والد چاہ رہے تھے میں اپنے اس بیٹے کو اپنی جائیداد میں حصہ دوں، تو ان کے گھر والی نے یہ کہا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنادو کہ میں نے ان کو یہ حصہ دینا چاہ رہا ہوں، اب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا میں اپنے بیٹے کو یہ حصہ دینا چاہ رہا ہوں، آپ نے فرمایا کیا تمہاری اور اولاد ہے؟ اس نے کہا: جی اور بھی اولاد ہے، آپ نے فرمایا: تم نے اور بیٹوں کو بھی اتنا ہی حصہ دیا ہے؟ کہا: اوروں کو تو نہیں دیا، صرف اِسی کو میں دے رہا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَلَا اَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ'' میں ظلم کے معاملہ پر کبھی گواہ نہیں بنتا، یہ تو ظلم کی بات ہے تم ایک کو حصہ دے رہے ہو باقی کو نہیں دے رہے، باقی اولاد کو محروم کرنا یہ ظلم ہے اور میں ظلم کے کسی معاملے میں گواہ نہیں بنتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ نہیں بنے، والدین کو ایسی نا انصافی اور زیادتی سے بچنا چاہیے یہ بات عنداللہ سخت مواخذہ کا سبب ہے۔ ❶

آج کل بیٹیوں کی پرورش، ان کی تعلیم، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی جاتی ہیں، بیٹوں میں پھر بھی کچھ نہ کچھ برابری کی جاتی ہے، لیکن بیٹیوں کے ساتھ برابری تو کیا ظلم کیا جاتا ہے ان کا حق بھی انہیں نہیں دیا جاتا، جو حقوق زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے چھین لئے جاتے تھے آج بھی اُن کے حقوق سے انہیں محروم کیا جاتا ہے۔

فائدہ: زندگی میں جائیداد پر اولاد کا حق نہیں ہوتا، اس لیے زندگی میں اپنا مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا ضروری نہیں، ماں باپ اپنی جائیداد کے مالک ہیں۔ ان کو اختیار

❶ صحیح مسلم : کتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، رقم الحديث: ۱۶۲۳

ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان تقسیم کریں اور چاہیں تو تقسیم نہ کریں، اولاد ان سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتی، بعض اولاد باپ پر اس طرح زیادتی کرتی ہے کہ وہ ماں باپ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ کو تو اب اس جائیداد کی ضرورت نہیں آپ نے اس کو کیا کرنا ہے؟ یہ سب ہمارا حق ہے، آپ اپنی زندگی میں اس کو تقسیم کر کے فارغ ہوجائیں، تو اس طرح زبردستی تقسیم کرانا اور تقسیم کرنے پر زور دینا درست نہیں، ہاں اگر وہ اس میں اپنی مصلحت سمجھتے ہیں تو ان کو اختیار ہے۔

اگر ماں باپ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرنا چاہیں تو اس میں بہتر ہے کہ مال و جائیداد میں سے جتنا حصہ ایک بیٹے کو دیں بیٹی کو بھی اس کے برابر دیں۔ شریعت کا یہ حکم کہ لڑکی کا لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ہے۔ یہ حکم باپ کے انتقال کے بعد اس کی میراث میں ہے، زندگی کا قاعدہ یہ ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے برابر دیا جائے۔ اس لئے کہ دونوں اس کی اولاد ہیں، دونوں ہی اس کا خون ہیں، دونوں ہی اس کی طرف منسوب ہیں، اس لئے باپ کو چاہیے کہ اپنا مال و جائیداد سب میں برابر تقسیم کرے۔

نکاح وجہیز سے بیٹی کا حق ساقط نہیں ہوتا

آج بہت کم گھرانے ہیں جن میں بیٹیوں کے حقوق انہیں دیے جاتے ہیں، پوچھا جائے بھائی! بہنوں کا بیٹیوں کا حق دے دیا، تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے ان کی شادی کروائی ہے، جہیز کی شکل میں بہت سا سامان دیا ہے، بس یہ ہی اس کا حق ہے، اس سے اس کا حق ادا ہوگیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جس طرح بیٹے کے لئے شادی کے موقع پر ساز وسامان خریدنے سے بیٹے کا حق میراث ختم نہیں ہوتا، اسی طرح بیٹی کو جہیز دینے سے اس کا حق والد کی میراث سے ختم نہیں ہوتا، جس طرح باپ نے بیٹے کی

شادی میں خرچ کیا ہے اسی طرح بیٹی کی شادی میں بھی خرچ کیا جائے، عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بیٹے کی شادی میں بیٹی کی شادی کے مقابلے میں زیادہ خرچ کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ہم نے بیٹی کی شادی پر سب کچھ اس کو دے دیا اب اس کا کوئی حق نہیں، نہ زندگی میں بھی اور نہ میراث میں، تو یہ سراسر اس کی حق تلفی ہے جو جائز نہیں۔

بہر حال یہ جاہلانہ تصور زمانہ جاہلیت سے چلا آرہا ہے، جیسے کفارِ عرب لڑکی کو کسی قابل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ تو اس کو زندگی کا حق بھی نہیں دیتے تھے، مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل درست نہیں۔ تو ایک بات میں نے عرض کی اولاد کے درمیان جب عدل وانصاف ہوتا ہے، مساوات ہوتی ہے تو اولاد کے دلوں میں والدین کی محبت بڑھ جاتی ہے اور اطاعت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

29......اولاد کی تربیت میں اللہ تعالیٰ سے استعانت اور دعا کرتے رہیں

اولاد کی تربیت، اس کی فلاح اور کامیابی اور علم وعمل کے لیے اللہ تعالی سے دعا اور مدد مانگتے رہیں، دعا سے غافل نہ رہیں، اولاد کی تربیت اور اس کی کامیابی کوئی آسان کام نہیں، جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے گے اور مدد مانگتے رہے ہیں تو اللہ پاک کا فضل ہوگا تو یہ کام آسان ہو جائے گا ورنہ اولاد کی صحیح نہج میں تربیت آسان نہیں۔ اولاد کے حق میں دُعا بھی کرتے رہیں اور اللہ سے توفیق اور مدد بھی طلب کرتے رہیں۔

ہمہ وقت اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے رہیں، تین دعائیں ایسی ہیں جو اللہ تعالی رد نہیں کرتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ

الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ.❶

ترجمہ: تین دعائیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالی ضرور بالضرور اسے قبول کرتا ہے اور اُن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں (۱) والد کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

والد کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ والد اپنی اولاد کے حق میں دعا کرے تو وہ جلد قبول ہوتی ہے اور جب باپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعا بطریق اولیٰ قبول ہوتی ہے، اگرچہ یہاں حدیث میں ماں کی دعا کے بارہ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن بات یہی ہے کیونکہ ماں اپنی اولاد کے حق میں باپ کی بہ نسبت زیادہ شفیق ہوتی ہے۔

اس لئے والدین کو چاہیے ہمیشہ اولاد کے لئے دعا کریں، اگر اولاد بالفرض نافرمان بھی ہے پھر بھی دعا کرتے رہیں، اللہ رب العزت کے خزانے میں کمی نہیں، جب انسان مانگتا ہے صدقِ دل سے تو اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو پلٹ دیتا ہے، دعا کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی میں بھی تبدیلی لائیں اور پہلے خود نیک بنیں اور بچوں کے ساتھ شفقت، محبت اور نرمی کے ساتھ پیش آئیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم ان کے سامنے نیک نمونہ پیش کریں، جب ہم نیک ہوں گے بااخلاق ہوں گے اور شریعت کے پابند ہوں گے تو ہماری اولاد بھی نیک اور صالح ہوگی اور ہمارا احترام اور خدمت کرنے والی ہوگی۔

30......بچوں کو دعائیہ کلمات کہتے رہیں

ایک اصول یہ ہے کہ بچے کے لیے ہمیشہ دعا گو رہیں، اور اسی طرح بات بات میں اولاد کو دعائیں دیں، آج ہمارے معاشرے میں یہ چیز ختم ہوگئی، بڑوں میں ختم ہوگئی، والدین میں بھی ختم ہوگئی، نوجوانوں میں بھی ختم ہوگئی، پہلے ایسا ہوتا تھا کوئی آدمی کام کر لیتا بزرگ دعا دیتے تھے، اللہ تعالی آپ کا خاتمہ ایمان پر کرے، اللہ آپ کے

❶سنن أبی داود: کتاب الصلاة ،باب الدعاء بظهر الغيب، رقم الحديث: ١٥٣٦

رزق میں برکت دے، آپ کی اولاد کو نیک کرے، اللہ تعالیٰ اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، ماں باپ بھی دعائیں دیتے تھے، آج کل کہتے ہیں تھینک یو، شکریہ، مہربانی، اس کی جگہ شریعت نے ایک معنی خیز جملہ بتایا "جَزَاءَ کَ اللّٰهُ خَيْرًا" اللہ آپ کو اِس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ گر کوئی احسان کرے تو شریعت کی تعلیم ہے اس کو یہ دعا دو "جَزَاءَ کَ اللّٰهُ خَيْرًا" اللہ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے، تو جب انسان یہ دعا دیتا ہے تو اللہ وہ بہترین بدلہ اس کو عطا فرما دیتا ہے، تو بات بات میں بچوں کو دعائیں دینی چاہیں، بیٹا! اللہ آپ کی عمر میں برکت دے، آپ کا حافظہ تیز کر دے، کامیابی سے ہم کنار کرے، آنے والے امتحانات میں آپ کو کامیاب کرے، اللہ آپ کو نیک صالح اولاد دیدے، ہم لوگ دعا اور تعریف کے معاملے میں بڑے بخیل ہیں بددعا اور تنقید کے معاملے میں بڑے سخی ہیں، کسی پر بددعا کرنی ہو، تنقید کرنی ہو زبان ایسی چلتی ہے رکتی نہیں، دعا کرنی ہو تو بہت سوچتے رہتے ہیں، بڑی مشکل کے بعد کوئی دعائیہ جملہ کہتے ہیں، حالانکہ شریعت کی تعلیم ہے دعا دینی چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی یہ بات نظر آتی ہے آپ حضراتِ صحابہ کے لئے خدمت کرنے پر ہمیشہ دعائیں دیتے تھے، آپ کے چچازاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کم عمر صحابہ میں سے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھے، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا، مصلی بچایا، آپ کی خدمت کی، آپ اتنے خوش ہو گئے کہ تہجد کا وقت ہے اور یہ بچہ میری اتنی خدمت کر رہا ہے اور میرے لئے جاگ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینے سے لگایا اور دعا دی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ. [1]

---

[1] مسند أحمد: عبدالله بن العباس بن عبد المطلب، ج۵ ص ۱۶۰، رقم الحديث: ۳۰۳۳

ترجمہ: یا اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما، تفسیر کا علم عطا فرما۔

اللہ نے تفسیر میں ایسی مہارت دی کہ آج صحابہ میں ''رئیس المفسرین'' کہلاتے ہیں، اور اللہ نے ایسی فقاہت عطا فرمائی کہ بہت سے فقہی مسائل میں ان کے اقوال واجتہادات سے استدلال کیا جاتا ہے، اور انہی کی آراء پر فتوی دیا جاتا ہے، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے بہت سے مسائل کی بنیاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اجتہادات پر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، دس سال آپ کی خدمت کی، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ. ❶

ترجمہ: یا اللہ اس کے مال میں برکت دے، اولاد میں برکت دے، جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں بھی برکت دے۔

اللہ نے ایسی برکت دی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال سن ۹۳ ہجری میں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو گیارہ ہجری میں ہوا یعنی حضور کے جانے کے بیاسی سال کے بعد انتقال ہوا اتنی لمبی عمر اللہ تعالی نے عطا کی۔ اللہ نے مال میں ایسی برکت دی کہ لوگوں کی سال میں ایک فصل آتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میری سال میں دو فصلیں آتی تھیں، اور فصل کے اندر کوئی پھل عموماً خراب نہیں ہوتا تھا، ساری فصل قابلِ انتفاع ہوتی، بڑے مہنگے داموں میں پھل بکتا تھا، اولاد میں بھی اللہ نے ایسی برکت دی فرمایا میں نے اپنے ہاتھوں سے بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، پڑپوتے، نواسے، نواسیاں ایک سو سے زائد دفنائے ہیں، اللہ نے نسل میں بھی ایسی

❶ صحيح البخاري: كتاب الدعوات، باب دعوة النبي صلى الله عليه وسلم لخادمه، رقم الحديث: ٦٣٤٤

برکتیں عطا فرمادیں، یہ دعائیں ہیں، تو اس لئے انسان اپنی اولاد کی حق میں ہمیشہ دعا گو رہے بات بات میں اُنہیں دعا دیتا رہے۔

31......نیک کاموں میں بچوں کی معاونت کریں

بچہ اگر کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے ساتھ تعاون کریں، مثلاً بچہ اگر نماز کے لئے اٹھنا چاہتا ہے تو اس کو اٹھانا چاہیے، وضو کرنا چاہ رہا ہے تعاون کرنا چاہیے، تلاوت کرنا چاہتا ہے سپارہ، قرآن اوپر پڑا ہے اس کو اٹھا کر دیدینا چاہیے، بچہ لکھنا چاہ رہا ہے کاپی، کتابیں خرید کر اس کو دیدینی چاہیے، پڑھنے کا خواہش مند ہے اُسے قاعدہ، آسان نماز اور دینی کتابیں خرید کردیں، نیک کاموں میں ہم تعاون کریں، آج کل ہم بچے کے ساتھ گناہ کے کاموں میں تعاون کرتے ہیں، بچہ کہتا ہے موبائل، تو موبائل لاکر دیدیا، بچے نے کہا جی کیبل کی تار لگانی ہے وہ لگا کے دیدی، بچے نے جو فرمائشیں ایسی کی جو دین واخلاق سے دوری کا سبب ہیں، اخلاق، کردار کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں ہم اُسے پورا کرتے ہیں، جو دینی اعتبار سے معاون کام ہیں اُسے پورا نہیں کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، صحابہ کرام کے واقعات اور حضرات سلف کے واقعات کی کتابیں لاکر اُن کو دیں تاکہ بچے کی سیرت میں تبدیلی آنا شروع ہوجائے۔

اولاد میں کوتاہیاں دیکھ کر خاموش نہ رہیں

نیک کاموں پر تو معاونت ہو لیکن دین کے کسی حکم میں کوتاہی نظر آئے وہاں خاموش نہ رہیں، مثلاً بچے بالغ ہونے کے باوجود نہ نماز پڑھ رہے ہیں، نہ روزہ رکھ رہے ہیں، نہ زکوٰۃ دے رہے ہیں، بیٹیاں پردہ نہیں کررہی ہیں سب آزادانہ زندگی گزار رہی ہیں اور ماں باپ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، ایسے وقت میں ہمیں انہیں تنبیہ کرنی چاہیے۔ یاد رکھئے! ہم نے اپنی ذمہ داری واقعتاً ادا نہیں کی، ہم نے اس میں کوتاہی کی

اور برابر کوتاہی کرتے چلے جارہے ہیں ،جس کے نتیجے میں ہماری اولادیں غیروں کے طریقوں پر چل پڑیں ،اب اُن کے دن رات گناہوں میں گزر رہے ہی ،تو گویا والدین بھی اُس کے باعث بنے کہ انہوں نے اس اہم فریضے سے غفلت برتی۔

32......بچوں کو علماء و صلحاء کی مجالس میں لے کر جائیں

بچے کو نیک لوگوں کی مجلسوں میں لے کر جانے کا اہتمام ہونا چاہیے، جہاں بھی کہیں درس کی مجلس ہو، جمعہ کا بیان ہو، بچوں کو ساتھ لے کر آئیں، ہفتہ میں ایک مرتبہ یا پندرہ دن میں ایک مرتبہ اپنے بچوں کو کسی نیک مجلس میں لے جایا کریں، اُن کی زندگی تبدیل ہوں گی، خیر و برکت پر مبنی اُس مجلس کے اثرات بچے کی زندگی میں منتقل ہوں گے، بسا اوقات والدین کی بات اتنی مؤثر نہیں ہوتی، اسلئے کہ ماں باپ کے تعلق میں بے تکلفی غالب رہتی ہے اور بے تکلفی کی وجہ سے اِن کی بات میں وہ اثر نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے،تو وہ علماء صلحاء کی مجلسوں سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جب وہ دین کی باتیں دوسروں سے سنیں گے اور سننے کے بعد وہ بات ان کے دل میں اترے گی تو جیسے ہمارے دل میں اثر ہو رہا ہے ایسے ہی ان کے دل میں بھی اثر ہوگا اور اس کی برکت سے خود بخود ذہن بدلے گا اور ماحول بھی تبدیل ہوگا اور جو ہم بچوں کی تربیت چاہتے ہیں وہ رفتہ رفتہ حاصل ہو جائے گی۔

پہلے زمانے میں یہی طریقہ تھا کہ ماں باپ خود بھی صلحاء کی صحبت میں جاتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی لے جاتے تھے،نتیجہ یہ کہ پورا گھرانہ نیک صالح ہوتا تھا۔

آج ایک جمعہ کا دن ہوتا ہے،جس میں انسان اللہ اور اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سن کر عمل کر سکے،لیکن ہوتا یہ ہے کہ والد خود خطبے کے وقت آتا ہے وہ بچے کو کیا لائے ، وہ تو خود دیکھتا ہے کہ جب نماز کھڑی ہوگی وہ آئے گا ، دو رکعت اوپر نیچے

ہوا اور نماز ختم ہوتے ہی نمازیوں کو پھلانگتے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے ایسا نکلے گا جیسے کہ ابھی جیل کا دروازہ کھلا ہے اور یہ اس سے بھاگ رہا ہے، تو والد پہلے مسجد آنے کا اہتمام کرے، اور اپنے سمجھ دار بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر آئے، غسل کروا کے، کپڑے پہنا کر اپنے ساتھ صف میں بٹھائے، یہ بچہ اگرچہ زیادہ باتیں نہیں سمجھے گا، لیکن کچھ نہ کچھ سمجھے گا اس کو یاد رہیں گے، ابتداء میں بچے کا ذہن اس طرح ہے جس طرح پتھر پر کوئی چیز نقش کر دی جائے، جیسے پتھر پر کوئی چیز لکھو مٹتی نہیں ہے یہاں تک کہ کافی عمر بھی بیت جائے، اور عمر گزرنے کے بعد اس طرح ہے جس طرح پانی پر لکھو، پانی پر لکھا باقی نہیں رہتا بوڑھاپے کا علم بھی محفوظ نہیں رہتا، بچپن کا علم پچپن تک یاد رہتا ہے، اس لئے یہ صحبت، یہ مسجد کا ماحول، اور علماء کی صحبت کا بچے پر اچھا اثر پڑے گا، اس لیے کہیں نیک مجالس ہوں بچوں کو لے جانے کا معمول بنائیں۔ آج ہمارے اندر خود ہی وہ طلب، لگن اور تڑپ نہیں، ہم خود ایسی مجلسوں سے دور ہوتے چلے گئے ہم نے انہیں اہمیت نہ دی تو ہماری اولادیں بھی محروم ہو گئیں۔

33...... بچے کو کوپی قلم دیں تاکہ وہ لکھتا رہے

بچے کو قلم تھمائیں، اس کو لکھنے کا عادی بنائیں، اردو مضامین اور مقالات میں لکھنے کی مشق کروائیں، عصر حاضر میں یہ بہت ضروری ہے۔ اکثر بچے اردو بہت اچھی بول لیتے ہیں لیکن تحریر میں کمزور ہوتے ہیں، اس کی وجہ بچے لکھنے کے عادی نہیں ہوتے، لکھنے سے لکھنا آتا ہے، لکھنے سے غلطیوں کا ازالہ ہوتا ہے، لکھنے سے مضمون ذہن میں نقش رہتا ہے:

مَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَرَّ وَمَنْ كَتَبَ شَيْئًا قَرَّ. [1]

[1] علمائے سلف کا شوق علم: ۱۵۵

ترجمہ: جس نے کوئی چیز یاد کی وہ باقی نہیں رہتی، جس نے لکھا وہ پختہ ہو گیا۔

ہم نے قلم کی جگہ کرکٹ کا بلا دیدیا، دوسرے ہاتھ میں موبائل دیدیا، حضرات سلف بچے کو ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ میں نبی کا فرمان دیتے کہ بچہ یہ پڑھتا رہے، قلم کاغذ دیتے کہ بچہ لکھتا رہے، ہم نے بلا اور موبائل دیدیا، اب سارا دن اسی میں گزر جاتا ہے، دن کرکٹ میں رات موبائل دیکھنے میں گزر رہی ہے، تو اس وجہ سے بچہ دین سے دور ہے، ماں باپ کی خدمت سے بھی دور ہے، مزاج میں چڑ چڑا پن ہے، بات بات میں جھگڑتا ہے، مختلف بیماریاں لگ گئیں، بزدل ہو گیا، یہ چیزیں دیکھ دیکھ کے ڈرپوک ہو گیا، والدین سے بات بات میں الجھنے لگا، جھگڑالو مزاج کا بن گیا، کبھی بھائیوں کو مارتا ہے، کبھی بہنوں کو مارتا ہے، کبھی ساتھیوں سے الجھتا ہے تو یہی چیزیں اِس نے موبائل سے غیر محسوس طریقے پر سیکھ لیں۔

34......بچے کے اندر خود اعتمادی پیدا کریں

خود اعتمادی کا مطلب یہ ہے کہ بچے کو یہ بتایا جائے، بیٹا آپ یہ کام کر سکتے ہو، بیٹے نے بتایا فلاں کی پوزیشن آئی ہے، والد کہے بیٹا آپ بھی پوزیشن لے سکتے ہو، آپ محنت کرنا شروع کردو، فلاں آگے بڑھا ہے آپ بھی آگے بڑھ سکتے ہو، اس کو یہ ہمت افزا کلمات کہے جائیں اور اس کو آگے بڑھنے کی تدبیریں بتائی جائیں اور اس فن کے ماہرین سے اس بچے کی ملاقات کرا کے اُن کی مشاورت سے بچوں کو آگے بڑھایا جائے، ہم بچے کی خود اعتمادی ختم کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں یہ تو ہے ہی بے وقوف، یہ تو گدھا ہے، یہ تو سمجھتا ہی نہیں، یہ اللہ نے مجھے کیا اولاد دیدی یہ نہ ہوتی تو بہتر ہے، بات بات پر تنقید کرنا اِس سے بچہ میں خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں حوصلہ افزائی نہیں ہے، تعریف کا ماحول نہیں ہے، ہر وقت بچے کو سب کے سامنے رسوا کرنا،

بے عزت کرنا، اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا، یہ آج ہمارا رواج بن چکا ہے، اس لئے بچہ سمجھتا ہے کیا واقعی میں ایسا ہی ہوں تو اس کی صلاحیتیں نکھرتی نہیں ہیں اور جب والدین اس کی صلاحیتوں میں نکھار لاتے ہیں، نہیں بیٹا! آپ بھی یہ کام کر سکتے ہو، آپ بھی پوزیشن لے سکتے ہو، آپ بھی متقی، دیندار بن سکتے ہو، تو پھر بچے میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

بعض بچے بہت کند ذہن ہوتے ہیں مگر مستقل محنت کر کے ذہین طلباء سے آگے نکل جاتے ہیں، بچوں کو اسلاف کے واقعات سنائیں کہ انہوں نے کتنی محنت کے ساتھ علم کو حاصل کیا اور دین کے لئے کتنی قربانیاں دیں، ان کے قربانیوں کے واقعات سن کر عقلیں دنگ رہ جاتیں ہیں۔

گرمی میں ننگے پاؤں چلنے کے سبب پیشاب میں خون کا آنا

امام محمد بن طاہر بن علی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) فرماتے ہیں:

بلت الدم فی طلب الحدیث مرتین مرة ببغداد ومرة بمکة کنت أمشی حافیًا فی الحر فلحقنی ذلک، وما رکبت دابة قط فی طلب الحدیث، وکنت أحمل کتبی علی ظهری، وما سألت فی حال الطلب أحدًا کنت أعیش علی ما یأتی. ❶

ترجمہ: مجھے علم حدیث کے حصول کے لئے اسفار کے دوران دو مرتبہ پیشاب میں خون آیا تھا، ایک مرتبہ بغداد میں ایک مرتبہ مکہ میں، اس لئے کہ میں گرمی میں ننگے پاؤں چلتا تھا جس کی وجہ سے مجھے یہ تکلیف لاحق ہوئی، حدیث کی طلب میں کبھی جانور پر سوار نہیں ہوا، میں اپنی کتابیں اپنی پشت پر اُٹھا کر چلتا تھا، اور طلبِ علم کی حالت میں

❶ تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن طاهر بن علی، ج۴ ص ۲۸، ۲۹

کبھی کسی سے سوال نہیں کیا، میں اسی پر گزارہ کرتا تھا جو مجھے بغیر مانگے مل جاتا تھا۔

حصولِ علم کے دوران پاؤں ناکارہ ہوگیا

علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) کے متعلق علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا کہ امام زمخشری رحمہ اللہ کا ایک پاؤں ناکارہ ہوگیا تھا، بیساکھی کے سہارے چلتے تھے:

وكان سبب سقوطها أنه كان في بعض أسفاره ببلاد خوارزم أصابه ثلج كثير وبرد شديد في الطريق فسقطت منه رجله، وأنه كان بيده محضر فيه شهادة خلق كثير ممن اطلعوا على حقيقة ذلك خوفاً من أن يظن من لم يعلم صورة الحال أنها قطعت لريبة. ❶

ترجمہ: ان کے پاؤں کے ناکارہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ خوارزم کے بعض شہروں کے مابین سفر کے دوران ان پر سخت برف باری ہوئی، سخت سردی کی لپیٹ میں آنے کی وجہ سے آپ کا پاؤں ناکارہ ہوگیا تھا، ان کے پاس ایک رجسٹر ہوا کرتا تھا جس میں بہت سارے لوگوں کی شہادتیں درج تھیں کہ ان کا پاؤں سردی کی وجہ سے ناکارہ ہونے کے سبب سے کاٹا گیا ہے، یہ رجسٹر اس لئے ساتھ لئے پھرتے تھے کہ جس کو صحیح صورت حال کا علم نہ ہو تو وہ شاید یہ نہ سمجھے کہ ان کی ٹانگ کسی مشکوک سرگرمی کی وجہ سے کاٹی گئی ہے۔

برف اور سردی کے اثرات بہت سے لوگوں پر ہوئے ہیں، اور ان کے اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں، خصوصاً خوارزم کے شہروں میں کہ وہاں انتہائی سردی ہوتی ہے، اس لئے جس نے نہ دیکھا ہو تو وہ اس کو بعید از قیاس نہ سمجھے۔

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: الزمخشري صاحب الكشاف، ج۵ ص ۱۶۹

35......بچوں کی کمزوریوں کے اسباب ووجوہات تلاش کرکے تدارک کریں

آپ دیکھیں کہ بچوں میں کس فن میں کمزوری ہے، کونسی کتاب پڑھنے میں دشواری ہورہی ہے، کس کتاب میں نمبرات کم ہیں، جب آپ اپنے بچوں کی کمزوری کے اسباب تلاش کریں گئے، معلوم ہونے پر اسے دور کرنے کی کوشش کریں تو آپ کا بچہ ترقی کی طرف گامزن ہوگا۔ تو اپنے بچوں کی کمزوریاں دیکھیں، جس فن میں کمزوری ہے اُس فن میں اس کے ساتھ محنت کریں، تا کہ آنے والے وقت میں وہ کمزوری دور ہوجائے، اس میں اُن کے اساتذہ اور ماہرین سے رائے لیکر بہتری کی طرف آئیں، یا خودوقت دے کراُن کی کمزوری دور کروائیں یا کسی سے وقت لے کرانہیں ٹیوشن وغیرہ پڑھوا کراس کمی کا تدارک کرلیں۔

36......بچے کووالد کا نام، گھر کا پتہ اور موبائل نمبر یاد کروائیں

بچے کی عمر جب تین چار سال ہوجائے تو بچے کو اپنا نام، والد کا نام، گھر کا پتہ، موبائل نمبر یاد کروائیں، خدانخواستہ اگر بچہ گم ہوجائے، یا گھر سے دور ہوجائے، یا دوستوں کے ساتھ نکل کر کہیں بھٹک جائے، تو اُسے مذکورہ چیزیں یاد ہوں تا کہ والدین کے لئے باعث پریشانی ہو، نہ اس بچے کے لئے تکلیف کا ذریعہ ہو۔

37......بچوں کوخوبصورت اور معزز الفاظ اور القابات سکھائیں

الفاظ کیا ہیں؟ انہیں سکھائیں کہ بیٹا! جب کوئی بڑا آتا ہے تو یہ چچا جان ہے، یہ ماموں جان ہے، یہ تایا زاد بھائی ہے، یہ آپ کا بھائی جان ہے، یہ آپ کی نانی محترمہ ہے، یہ آپ کے دادا ابو ہیں، یہ آپ کے انکل تشریف لائیں ہیں۔ ہم نے یہ چیزیں ختم

کر دیں، ہم جس طرح کسی کو خود پکار رہے ہوتے ہیں بچے بھی اسی طرح پکار رہے ہوتے ہیں، اس لئے بچے کی زندگی میں بڑوں کا ادب اور احترام نہیں ہوتا۔ آج کے بچے تو پیچھے سے بڑوں کو طعنے دے رہے ہوتے ہیں اور بڑوں کی نقلیں اتار رہے ہوتے ہیں، بڑوں کو ایسے جملے کہہ کر ان کی عزتِ نفس کو مجروح کر رہے ہوتے ہیں، ماں باپ کو پتہ چلتا ہے وہ مسکرا دیتے ہیں، جی بچہ ہی تو ہے کیا حرج کی بات ہے؟ یہ تربیت کی کمی ہے، اگر شروع سے معزز الفاظ، القابات سکھائے جائیں تو بچہ جہاں کہیں کسی سے ملے گا یہی الفاظ اور القابات سے پکارے گا، جس سے اُس کا اچھا تعارف ہوگا، اور لوگ کہیں گے یہ والدین کی حسن تربیت کا نتیجہ ہے۔

38......رات سوتے وقت حضرات سلف کے واقعات پڑھ کر سنائیں

بچے جب سونے لگتا ہے یہ سیکھنے کے موڈ میں ہوتا ہے، جب تک اُسے نیند نہیں آتی وہ چاہتا ہے کسی کام میں مشغول ہو، بہتر ہے گھر میں کوئی نہ کوئی کتاب پڑی ہو جس کتاب میں صحابہ اور سلف کے واقعات ہوں اور واقعات اور کہانی ایسی چیز ہے کہ بچہ، عورتیں یہ بڑی توجہ سے سنتے ہیں، ویسے کوئی بات ہو اتنے توجہ نہیں دیتے، لیکن واقعہ ہو اور واقعہ کے انداز میں کوئی کہانی ہو تو بہت توجہ سے سنتے ہیں، اس لئے روزانہ دو تین واقعات سنائیں تا کہ بچہ اُن اوصاف کو اپنی زندگی میں لے کر آئے۔

39......بچے کو نماز کا عادی بنائیں

حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ. (1)

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب اُن کی عمر سات سال ہو جائے۔

(1) سنن أبی داود: كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، رقم الحديث: ۴۹۵

تو جب بچے کو ہم شروع سے نماز کا عادی بنائیں گے اس کے کئی فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر یہ بچپن سے نماز کا عادی بن گیا تو یہ ساری عمر ان شاء اللہ نماز کا عادی رہے گا پھر اس سے نماز چھوٹے گی نہیں، جو عادت بچپن سے پڑ جائے وہ پھر الحمد للہ ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا یہ بچہ وقت کا پابند ہو جائے گا، اس کو پتہ ہوگا اس وقت میں یہ نماز ہے، اس وقت میں یہ نماز ہے تو اس کو وقت کا پتہ ہوگا۔

تیسرا فائدہ اس بچے کی زندگی میں صفائی ستھرائی آئے گی، اس کو پتہ ہے نماز کا ٹائم ہے کپڑے صاف پہنے گا، وضو کرے گا، ہاتھ منہ دھوئے گا، تو بچپن سے ہی مزاج میں صفائی آ جائے گی۔

چوتھا فائدہ یہ ہوگا جب مسجد میں آئے گا نیک لوگوں کی صحبت ہوگی، نیک لوگوں کا ماحول ہوگا یہ صحبت اس کو ملتی رہے گی اور دن بدن اس میں روحانی طور پر تربیت میں اضافہ ہوتا رہے گا، اس لئے بچے کو ابتداء سے نماز کا عادی بنائیں، آج ہم لوگ دنیا کے نقصان کو نقصان سمجھتے ہیں، بچہ اگر ایک گلاس توڑ دے، کپ توڑ دے بہت غصہ کریں گے، ڈانٹیں گے تو نے کپ توڑ دیا نقصان کر دیا، بیس روپے کا کپ ہے، لیکن بچہ نماز نہ پڑھے کبھی اس کو نہیں کہیں گے بیٹا! تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ ہماری نظر میں دنیا کا نقصان نقصان ہے دین کا نقصان نقصان نہیں ہے۔

امام میمون بن مہران رحمہ اللہ جماعت کی نماز کی سخت پابندی کرتے تھے اور اس دور میں جبکہ گھڑیاں نہ تھیں اور نہ وقت منضبط ہوتا تھا، کبھی ان سے جماعت نہیں چھوٹی، ایک دفعہ مسجد میں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے، یہ سن کر (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) پڑھا اور فرمایا:

لِفَضْلِ هَذِهِ الصَّلَاةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وِلَايَةِ الْعِرَاقِ. ❶

ترجمہ: جماعت کی نماز مجھے عراق کی گورنری سے زیادہ محبوب ہے۔

خود والدین بھی نماز کا اہتمام کریں، ماں بچوں کے سامنے مصلی بچھا کر نماز پڑھے، ماں اگر نماز نہیں پڑھتی تو اولاد سے پھر امید نہ رکھی جائے۔

نماز میں سستی کے سبب قبر آگ کے شعلوں سے بھر گئی

ایک شخص کی بہن فوت ہوگئی، جب اسے دفن کر کے لوٹا تو یاد آیا کہ رقم کی تھیلی قبر میں رہ گئی ہے، چنانچہ قبرستان آ کر تھیلی نکالنے کیلئے اُس نے اپنی بہن کی قبر کھود ڈالی، ایک دل ہلا دینے والا منظر اُس کے سامنے تھا، اُس نے دیکھا کہ بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، چنانچہ اُس نے جوں توں قبر پر مٹی ڈالی اور صدمے سے چور چور روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا: پیاری امی جان! میری بہن کے اعمال کیسے تھے؟ وہ بولی: بیٹا کیوں پوچھتے ہو؟ عرض کی: میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے ہیں۔ یہ سن کر ماں بھی رونے لگی اور کہا: افسوس!

كَانَتْ أُخْتُكَ تَتَهَاوَنُ بِالصَّلَاةِ وَتُؤَخِّرُهَا عَنْ وَقْتِهَا. ❷

ترجمہ: تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی اور نماز قضا کر کے پڑھا کرتی تھی۔

نماز سے غفلت کرنے پر ایک خاتون کا انجام

ضلع گجرات کا واقعہ ہے (ضلع گجرات) میں کھوکھر زمینداروں کا ایک خاندان تھا، صاحب خانہ اسکول ٹیچر تھے، ان کے دو بیٹے تھے، دونوں آرمی میں آفیسر تھے، ایک کرنل، ایک میجر، ان کی ماں بہت مغرور اور جاہل عورت تھی، کبھی بھولے سے بھی نماز نہ پڑھتی، عورتیں توجہ دلاتیں تو منہ پھلا کر کہتی: میرے گھر میں کون سی کمی ہے جو میں خدا

❶ إحياء علوم الدين: الباب الأول في فضائل الصلاة، ج ١ ص ١٤٩

❷ الكبائر للذهبي: الكبيرة الرابعة في ترك الصلاة، ٢٥

سے مانگوں، دو بیٹے فوجی افسر ہیں، زمین ہے، شاندار مکان ہے، دولت ہے، عزت ہے، پھر مجھے کیا پڑی ہے کہ زمین پر ناک رگڑتی پھروں؟
پچاس پچپن سال کی عمر میں اس عورت کو فالج ہوگیا، ٹانگیں جڑ گئیں، ملنے جلنے کے قابل نہ رہی، کرسی پر بٹھانا مشکل ہوگیا، سارا دن ویل چیئر پر پڑی رہتی، بیٹی کوئی تھی نہیں اور کوئی بہو پاس نہیں تھی جو خیال رکھتی، ملازمہ کے رحم وکرم پر سالہا سال تک بے بسی کی زندگی گزراتی رہی اور اسی حالت میں مرگئی تو بیٹوں نے کندھا تک نہ دیا، کہنے لگا میری جگہ کوئی مزدور رکھ لو، میں اسے پیسے دے دوں گا۔ ❶

40......بچوں کو مسجد ساتھ لے کر جائیں

والد اپنی عادت بنائے جب نماز کا وقت ہو بچے کو ساتھ لے کر مسجد جائیں، جب بچے کی عمر سات سال کے لگ بھگ ہوگئی، صفائی ستھرائی کا وہ لحاظ رکھتا ہے، پاکی ناپاکی کا اُسے بتادیا جائے، مسجد ساتھ لے کر آئیں اُسے کونے میں کھڑا کردیں، ابھی سے اس کی عادت بننا شروع ہوجائے گی، عرب کے لوگوں میں الحمدللہ یہ اچھی خصلت ہے وہ حرمین نماز کے لئے آتے ہیں اپنے بچوں کو ساتھ لاتے ہیں، اس لئے اُن کے بچوں میں نماز کی عادت پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے، ہم لوگ کہیں ہال کھانا کھانے جائیں گے بچے ساتھ لے کر جائیں گے، بازار جائیں گے بچوں کو لے جائیں گے، تفریح کے لیے جائیں گے بچوں کو لے جائیں گے، شوپنگ کرنے جائیں گے بچے ساتھ لے کر جائیں گے، کہیں بیان سننے کے لیے، اصلاح کے ماحول میں، مسجد کے ماحول میں ساتھ لے کر نہیں آتے، تو اس وجہ سے ہمارے بچوں میں دین اور نماز کے اعتبار سے بڑی سستی پائی جاتی ہے۔

❶ مکافات عمل: ص ۴۵۳

41......بچے کو صفائی ستھرائی کا عادی بنائیں

اس کا مطلب یہ ہے بچے کو اس معاملہ میں فکرمند کریں کہ بیٹا! لباس تیرا صاف ہونا چاہیے، دانت صاف ہونے چاہیے، ناخن کٹے ہوئے ہونے چاہیے، بعض بچوں کے والدین صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتے، بچوں کے منہ سے بڑی بدبو آ رہی ہوتی ہے اور دانتوں پر میل کچیل کی ایک تہ جم جاتی ہے، دانت اتنے پیلے ہوجاتے ہیں کہ کوئی اُنہیں دیکھ نہیں پاتا، وہ بات کرتے ہیں تو منہ سے بدبو آتی ہے، بعض بچوں کے سر کے بال بڑے ہوتے ہیں، سر کے بال پراگندہ ہوتے ہیں، بعض بچوں کے ناخن بہت بڑے ہوتے ہیں، کوشش ہو ہر ہفتہ کے بعد، یا ہر دو ہفتے کے بعد جمعہ کے دن ناخن تراشیں۔ جب والدین اولاد کی صفائی ستھرائی پر خود اہتمام کروائیں گے تو اولاد خود بھی اس بارے میں فکرمند ہوں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ.[1]

ترجمہ: طہارت ایمان کا نصف ہے۔

42......زیادہ سفید لباس پہنائیں

کوشش کریں بچوں کو سفید لباس پہنائیں، حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ.[2]

ترجمہ: تم سفید کپڑے پہنا کرو وہ تمہارے لیے بہترین کپڑے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم: كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم الحديث: ٢٢٣

[2] سنن أبي داود: كتاب الطب، باب فى الأمر با لكحل، رقم الحديث: ٣٨٧٨

سفید لباس بہترین لباس ہے، اس سے سنت پر عمل بھی ہوگا اور بچے کے باطن پر اس ظاہر کا اثر ہوگا، سنت کی اپنی روحانیت اور برکات بچے کی زندگی میں ظاہر ہوں گی۔ اگر آپ سفید نہیں پہنا سکتے تو کم از کم صاف ستھرا لباس پہنائیں، دیکھنے میں آیا ہے بعض بچوں کا لباس بہت گندہ ہوتا ہے، لباس میں بدبو ہوتی ہے، پسینے کی بو ہوتی ہے، اسلئے مدرسے اور اسکول بھیجتے ہوئے نہلا کر اور خوشبو لگا کر بھیجا کریں۔

43......مسواک اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کروائیں

دانتوں کی صفائی کے لئے سب سے بہتر مسواک ہے، مسواک کرنا سنت عمل ہے، وضو کے وقت خصوصاً مسواک کا اہتمام کریں، پاکیزگی بھی ہوگی اور بہت سے امراض سے حفاظت ہوگی، والدین خود بھی اس کا اہتمام کریں اور بچوں سے بھی اہتمام کروائیں، مسواک یہ سنت عمل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِلفَمِ مَرضَاةٌ لِّلرَّبِّ. ❶

ترجمہ: مسواک کرنا منہ کی صفائی اور پروردگارِ عالم کی خوشنودی کا سبب ہے۔

بعض صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ مسواک قلم کی طرح اپنے کان پر لگائے رکھتے تھے، تا کہ جب ضرورت پڑے فوراً کرلیں۔

امریکہ کی ایک ریاست میں ایک شخص کو منہ کا کینسر ہوگیا اور ان کے جتنے مسوڑھے تھے ان مسوڑھوں سے خون اور پیپ آرہا تھا اور کافی علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا، تو انہوں نے کہا کہ بظاہر یہی لگتا ہے اس بیماری کا علاج کوئی نہیں ہے، تو یہ شخص ایک مسلمان کے پاس گیا کہ تمہارے مذہب میں اس کا کوئی علاج ہے، تو اس مسلمان نے اس کو مسواک دی، کہا: یہ ہمارے نبی کی سنت ہے، جب ہم وضو کرتے ہیں تو ہم

❶ سنن النسائي: كتاب الطهارة، باب الترغيب في السواک، رقم الحديث: ۵

مسواک کرتے ہیں، رات کو سوتے وقت بھی کرتے ہیں، صبح اٹھتے وقت بھی کرتے ہیں، تو تم بھی اس کا استعمال کرو، ان شاء اللہ امید ہے کہ تمہیں فائدہ ہوگا، انہوں نے اس کو مسواک دیدی، وہ غیر مسلم تھا چونکہ کسی دوا سے اس کو افاقہ نہ ہوا، اس نے کہا چلو اس پر عمل کرتا ہوں ہوسکتا ہے ٹھیک ہو جاؤں، مسواک کرنا شروع کی، ایک ہفتہ مسواک کی اس کے بعد جا کر اپنے جتنے ایکسرے تھے وہ دوبارہ کروائے اور ڈاکٹر کے پاس معائنہ کیلئے گیا تو اس نے دیکھا آدھے سے زیادہ بیماری ختم ہوگئی، اس نے کہا: آپ نے کیا علاج کیا ہے، کونسی دوا کھائی ہے؟ کہا: دوائی تو کوئی نہیں کھائی، لیکن ایک مسلمان نے ایک لکڑی دی تھی، کہا: اس کو اپنے دانتوں پر ملا کرو، یہ لکڑی ملتا ہوں اس سے فائدہ ہو رہا ہے، تو انہوں نے اس پر پھر تحقیق شروع کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ جس کو مسوڑوں کا کینسر ہو، مسوڑھوں سے مسلسل خون اور پیپ آرہا ہو اور یہ بند نہ ہو تو وہ نہار منہ مسواک استعمال کرے یہ کینسر اور بیماری ختم ہو جائیگی۔

کتنا آسان علاج پانچ روپے کا مسواک، لاکھوں روپے لگا کہ فائدہ نہ ہوا پانچ روپے کے مسواک سے فائدہ ہوا، تو مسنون اعمال میں اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت رکھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ وسلم رات دن میں جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ [1]

آج کی سائنسی تحقیق یہ ہے کہ سوتے وقت دانتوں کو صاف کر کے سونا چاہیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دانتوں میں جو خلاء ہوتی ہے اس خلاء میں کھانے کے ذرات رہ جاتے ہیں، اب یہ پوری رات کام کرتے ہیں تو مسوڑھوں کو نقصان پہنچتا ہے اور اس کے واسطہ سے معدہ کو نقصان ہوتا ہے، تو آپ دیکھئے! حضور کی سنت کہ مسواک کر کے آدمی

---

[1] مسند أحمد: ج ۴۲ ص ۱۶۳، رقم الحدیث: ۲۵۲۷۳

جب سوئے گا تو دانت بھی محفوظ رہیں گے، مسوڑھے بھی محفوظ رہیں گے۔

مسواک پکڑنے کا طریقہ

مسواک اس طرح پکڑنی چاہیے کہ چھوٹی اُنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا اوپر کی جانب مسواک کے منہ کے نیچے، اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رہیں۔ مسواک داہنے ہاتھ سے کی جائے یہ بھی مستحب ہے، بائیں ہاتھ سے مسواک کرنا شیطان کا فعل ہے۔

مسواک کرنے کی کیفیت

پہلے مسواک اوپر کے جبڑے میں داہنی طرف کی جائے، پھر اوپر کی بائیں جانب، اسکے بعد نیچے کے جبڑے میں داہنی طرف اور بائیں طرف کرنا چاہیے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مسواک کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ اوپر نیچے کے دانتوں پر اور تالو پر مسواک کی جائے اور داہنی طرف سے ابتداء ہو اور کم از کم تین مرتبہ اوپر اور تین مرتبہ نیچے، تین بار پانی لے کر مسواک کی جائے۔[1]

مسواک کرنے کے سولہ فوائد

۱......مسواک کرنے والوں کے بالوں پر سفیدی دیر میں آتی ہے۔

۲......آنکھ کی بصارت تیز رہتی ہے۔

۳......موت کے علاوہ تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

۴......پل صراط پر بخوبی گزرنے پر معاون ہے۔

۵......منہ کی پاکی وصفائی کا آلہ ہے۔

۶......پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔

---

[1] البحر الرائق: کتاب الطهارة، سنن الوضوء، ج ۱ ص ۲۱

۷......ملائکہ بھی خوش وراضی ہوتے ہیں۔

۸......دانتوں کو صاف کر کے بدبو وغیرہ کو دور کرتی ہے۔

۹......مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

۱۰......کھانے کے ہضم میں معاون ہے۔

۱۱......بلغم کو دور کرتی ہے۔

۱۲......فصاحت پیدا کرتی ہے۔

۱۳......شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

۱۴......روح بآسانی نکلنے پر معین ہے۔

۱۵......نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۶......سب سے بڑی خوبی موت کے وقت شہادتین کا یاد دلانا ہے۔ ❶

مسواک کے اہتمام کے ساتھ ساتھ دن میں کسی بھی وقت ٹوتھ برش کا استعمال کریں اس سے بھی دانتوں کی صفائی ہو جاتی ہے، کھانے کے جو ذرات دانتوں میں رہ گئے وہ برش کے دندانوں سے نکل جاتے ہیں، منہ سے تعفن اور بدبو ختم ہو جاتی ہے، اور انسان بہت سے بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

44......اپنے عمل کے ذریعے سے تربیت دیں

یہ بڑی اہم بات ہے اپنے عمل کے ذریعے سے تربیت دیں، ہم لوگ صرف قولی طور پر کہتے ہیں بیٹا! اذان ہوگئی ہے جاؤ نماز پڑھ لو، خود باپ موبائل دیکھ رہا ہے، باپ بیٹے سے کہہ رہا ہے بیٹا! نشہ نہ کرو اور خود باپ بیٹے کے سامنے سگریٹ پی رہا ہے، بیٹے سے کہتا جھوٹ نہ بولو خود موبائل پر اس کے سامنے جھوٹ بول رہا ہے، بیٹا! غیر محرم کو نہ

❶ رد المحتار علی الدر المختار: ج ۱ ص ۱۱۵

دیکھو، باپ خود موبائل پے فلمیں، ڈرامے دیکھ رہا ہے، بیٹا سود حرام ہے، رشوت کا پیسہ نہ لو، بیٹے کو پتہ ہے باپ کا کاروبار ہی اس پر چل رہا ہے تو پھر بیٹے کی زندگی میں تبدیلی کہاں سے آئے گی، تو تربیت عملی طور پر ہوتی ہے، عمل کیا؟ اذان ہوگئی بیٹے سے کہا چلو بیٹا! دونوں باپ بیٹے مسجد کی طرف چل پڑے، تلاوت کا وقت ہے بیٹا قرآن اٹھاؤ دونوں تلاوت کررہے ہیں، جمعہ کا وقت ہے چلو بیٹا! ساتھ چلتے ہیں، دونوں صفِ اول میں موجود ہیں، بیٹے کی زبان پر جھوٹ ہے فوراً ٹوکیں نہیں، بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا ہے، عملی طور پر جب تربیت ماں باپ شروع کریں گے خود پہلے عمل کریں گے تو پھر اولاد کو کہنا نہیں پڑے گا اولاد خود بخود ٹھیک ہوجائے گی۔ اُن کی حسن تربیت کا نتیجہ پھر اولاد کی زندگی میں نظر آئے گا۔

45......حد سے زیادہ ملامت اور عتاب نہ کریں

حد سے زیادہ بچوں کو ملامت، عتاب اور سزا نہ دیں، عموماً دیکھنے میں آتا ہے جرم کم ہوتا ہے سزا زیادہ دیتے ہیں، جرم چھوٹا سا ہوتا ہے بے عزتی اور اس کی عزت نفس بہت زیادہ مجروح کرتے ہیں، جتنا اس سے جرم ہوا ہے اتنی ہی اس کو ملامت کی جائے، اتنا ہی اس کو تنبیہ کی جائے، اس میں افراط تفریط ہوتا ہے عموماً اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، بہت زیادہ بچے کو مارا جاتا ہے، ڈانٹا جاتا ہے، اس کی عزتِ نفس مجروح کی جاتی ہے، عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بچے اِس طرح باغی ہوجاتے ہیں۔

ہمارے علاقہ کا واقعہ ہے، ایک شخص کا بیٹا گم ہوا اور وہ پھر چار مہینے کے بعد ملا اور وجہ کیا بنی؟ والد مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ کوئی وظیفہ بتائیں کہ میرا بیٹا لوٹ آئے، تو میں نے اس کو ایک وظیفہ بتایا، میں نے پوچھ آپ کا بیٹا گھر سے بھاگا کیوں؟ اس نے وجہ بتائی کہ بیٹا دو دن اسکول نہیں گیا، مدرسہ نہیں گیا، تو میری گھر والی نے بچے کے ماموں سے

یعنی اپنے بھائی سے کہا کہ تم اس کو ذرا سزا دو مارو، تا کہ یہ آئندہ اسکول اور مدرسہ سے چھٹی نہ کرے، وہ بچہ کھیل رہا تھا تو یہ ماموں گیا ہے اور اُن بچوں کے درمیان اپنے اس بھانجے کی شلوار نیچے اتار دی، اس کو سب کے سامنے برہنہ کر دیا اور بچوں کے سامنے اس کو مارا پیٹا ذلیل کیا، گالیاں دیں، اب یہ تو بڑا فخر کر رہا تھا گھر آ کے بہن کو بتایا آج میں نے اس کو یوں کیا اور یوں کیا، اور میں نے بچے کو اس طرح مارا، اب کبھی چھٹی نہیں کرے گا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بچہ وہاں سے بھاگا پھر چار مہینے تک تو بچے کا پتہ ہی نہیں تھا، پھر ماں باپ اس کے پیچھے گویا پاگل ہو گئے، کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ تلاش کرتے کرتے بہت عرصے کے بعد جا کر بچہ کوئٹہ سے ملا۔

تو وجہ کیا بنی؟ بچے کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا، سب کے سامنے بچے کو برہنہ کرنا اور اس کو بے عزت کرنا ہم لوگ ملامت زیادہ کرتے ہیں، عتاب زیادہ کرتے ہیں، حوصلہ افزائی کم کرتے ہیں، تعریف کم کرتے ہیں، اس سے بچے کے مزاج میں چڑ چڑا پن آتا ہے، بچہ ہو یا بڑا ہو ہر ایک اپنی عزت چاہتا ہے، آج کا بچہ بھی چاہتا ہے میری عزت ہو، مجھے پیار سے پکارا جائے، میری بات توجہ سے سنی جائے، تو محبت کی زبان انسان جلدی سمجھتا ہے، محبت سے جب بھی کوئی بات کی جائے تو فوراً وہ اثر انداز ہوتی ہے۔

46......بیوی بچوں پر خرچ کریں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بعض لوگ دوستوں پر بہت خرچ کرتے ہیں اور مختلف پارٹیوں میں خوب لگائیں گے، مہنگے سے مہنگا موبائل ہوگا، کپڑے ہوں گے، گاڑیاں ہوں گی، اپنی ذات پر خوب خرچ ہوگا، اپنے دوست احباب پر خوب خرچ ہوگا، البتہ اپنے گھر والوں پر خرچ نہیں کریں گے، اس معاملہ میں بڑے بخیل ہوں گے، حالانکہ حدیث میں حکم ہے کہ جو انسان اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے وہ بھی صدقہ ہے اور اللہ اس کو

صدقہ کے برابر اس پر بھی ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ. ❶

ترجمہ: ایک دینار جو تم نے راہِ خدا میں خرچ کیا، ایک دینار جو تم نے غلام پر خرچ کیا، ایک دینار جو تم نے کسی مسکین کو صدقہ کیا، اور ایک دینار جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، سب سے بڑا اجر ہے جو تم نے خرچ کیا اپنے اہل وعیال پر۔

اہل وعیال پر خرچ کے ساتھ ساتھ ضرورت مندوں پر بھی خرچ کرتے رہیں، اِس سے مال کم نہیں ہوتا اور بڑھتا ہے، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ. ❷

ترجمہ: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔

47...... پیار اور محبت سے سمجھائیں

بچے کو جب سمجھانا ہو محبت سے سمجھایا جائے، اپنے قریب کر کے محبت بھرے لہجے میں سمجھایا جائے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب تنہائی میں آدمی سمجھائے اور محبت سے سمجھائے بچہ بات کو لے لیتا ہے اور اس پر وہ عمل کرتا ہے، ہم لوگ تعریف کرتے ہیں

❶ صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك، رقم الحديث: ٩٩٥

❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب إستحباب العفو والتواضع، رقم الحديث: ٢٥٨٨

تنہائی میں اور تحقیر و تذلیل کرتے ہیں مجلس میں، بچے کو ذلیل کرنا ہو سب کے سامنے کریں گے، تعریف کرنی ہوگی اکیلے میں کریں گے، اگر اس کا الٹ کریں تو بچہ بات کو لے اور سمجھے گا، تعریف سب کے سامنے کریں اور بچے کے خامی اس کو تنہائی میں بتائیں۔

48......ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کریں

بچے کے جو ذہنی سطح ہے اُس کے مطابق بات ہونی چاہیے، بچے کی عمر چار سال ہے، پانچ سال ہے اس کے مطابق گفتگو ہو، جب سات سال کا ہو تو گفتگو اس کے مطابق ہو، دس سال ہے تو اس کے مطابق ہو، تو جتنی عمر ہے اُس کا لحاظ کر کے بات کی جائے، جو اس کو سمجھ میں آجائے تو بچہ اس بات کو لے لیتا ہے، بسا اوقات اس کے سامنے بڑی اور دقیق باتیں رکھی جاتی ہیں، جو اس کی فہم اور سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں اس وجہ سے بچہ ان باتوں کو سمجھ نہیں پاتا اور ہم اس کو نافرمان کہہ دیتے ہیں۔

49......بچوں کو سچ بولنے کا عادی بنائیں

یہ بہت اہم وصف ہے، جو بچہ سچ بولنے کا عادی بن جائے وہ تقریباً اکثر گناہوں سے بچ جاتا ہے، ہر گناہ کے پیچھے آپ کو جو چیز نظر آئے گی وہ جھوٹ ہے اور جو بچہ سچ بولنے کا عادی ہوگا وہ تقریباً سب گناہوں سے بچ جائے گا، نماز اور سچائی یہ انسان کو سب گناہوں سے روک دیتی ہے، اور سچ تب ہوگا جب والدین کی زندگی میں سچ ہوگا، جب وہ خود سچ بولیں گے تو پھر بچے پر سچائی کا اثر ہوگا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کی والدہ کا اپنے لختِ جگر کی حُسن تربیت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ابھی کم سن تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے، والدہ ماجدہ نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم

وتربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی، اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ایک مثالی جوان صالح بنے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی، اٹھارہ سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے بغداد جانے کا ارادہ کیا، اس مقصد کے لئے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی، انہوں نے باچشم پُرنم اپنے لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے نور بصر تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی لیکن جس مبارک مقصد کے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گی، حصول علم ایک مقدس فریضہ ہے، میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو، میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس زادِراہ کے لئے تمہارے سپرد کرتی ہوں، پھر سیدہ فاطمہ نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادر کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیئے، جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا: میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو، اسے کبھی نہ بھولنا، وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہوجائے جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔

سعادت مند فرزند نے بادیدہ گریاں عرض کیا: اماں جان! میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔ سیدہ فاطمہ نے اپنے نورالعین کو گلے لگالیا اور پھر ایک آہِ سرد کھینچ کر فرمایا: جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا وہی تمہارا حافظ وناصر ہے۔

والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر شیخ عبدالقادر بغداد جانے والے ایک قافلے کے ساتھ

ہو گئے، اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا، لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے اور اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے، لیکن رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا، شیخ عبد القادر کا قافلہ جب ہمدان سے آگے ترتنگ کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال واسباب لوٹ لیا، شیخ عبد القادر ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟

انہوں نے بلاخوف وہراس اس اطمینان سے جواب دیا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات پر یقین نہ آیا اور نہ ان پر ایک نگاہِ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا، پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا، انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا، یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا، شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے سردار احمد بدوی تک پہنچی، اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ، ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا لڑکے! سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ انہوں نے بے دھڑک جواب دیا، میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، سردار نے کہا کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ، حضرت نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں واقعی چالیس دینار نکل آئے، سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے، سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا لڑکے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں لیکن پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت ہوتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا، بھلا ان

چالیس دیناروں کی خاطر میں والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا؟

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہوگئی اور وہ روتے ہوئے بولا: آہ!! اے بچے! تم نے اپنی ماں سے کیئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا؟ حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں میں، میں نے اپنے خالق کا عہد توڑتا رہا ہوں، اے بچے! آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔

دوسرے ڈاکوؤں نے بھی سردار کا ساتھ دیا، لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیز گاری کی زندگی اختیار کر لی۔ ❶

دین کے ہر کام میں بڑی ہدایت ہے، جب بھی دین کا کام انسان اخلاص سے کرتا ہے وہ اپنی ذات کے لیے بھی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی، دیکھیں ایک سچائی کے ذریعے سارے ڈاکو توبہ تائب ہو گئے۔

سچائی کے سبب وکالت سے جج کے عہدے پر آ گیا

ایک وکیل صاحب اپنے شہر کا سب سے نامی گرامی وکیل تھا، اتنا کام تھا کہ اس کے پاس مقدمات ختم ہی نہیں ہوتے تھے، اللہ کی شان کہ جب اس کی پریکٹس عروج پر تھی تو وہ کسی اللہ والے کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے بیعت کر لی، پھر ایک دن شیخ سے کہنے لگا کہ میرا تو پیشہ ہی وکیل کا ہے، اور آپ کہتے ہیں کہ سچ بولنا چاہیے، تو میں کیا کروں؟ شیخ نے کہا کہ بھئی! سبق تو یہی پڑھا رہا ہوں کہ سچ بول کر ہار جانا جھوٹ بول کر جیت جانے سے بہتر ہے، اس لئے جھوٹ سے بچو، اپنی آخرت خراب مت کرو، اس کو بات سمجھ میں آ گئی۔

---

❶ تاریخ اسلام کی چار سو با کمال خواتین: ص ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷/ نفحات الانس: حالات از شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ، ص ۶۴۲، ۶۴۳

اس نے بیوی کو جا کر کہا کہ بھئی! میں نے آج کے بعد جھوٹ نہیں بولنا، میں نے دل میں عہد کرلیا ہے، ان کی زمینیں بھی تھیں اور وہ بہت معزز فیملی کے لوگ تھے، بیوی نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، چنانچہ وہ مضبوط ہوگئے، اب وہ چیمبر میں آئے تو انہوں نے اپنے ساتھ والے وکیلوں کو کہہ دیا کہ میں نے جھوٹا مقدمہ کوئی نہیں لینا، اب جو بندہ بھی مقدمہ لے کر آتا وہ اس کو کہتے کہ میں نے جھوٹا مقدمہ نہیں لینا، اب جب یہ شرط لگائی تو اس کو کون مقدمہ دے؟ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اس شخص پر دو سال آزمائش کے آئے، پہلا سال بہت دکھ والا تھا، دوسرا اس سے بھی زیادہ دکھ والا تھا، شہر میں لوگ ملتے تو باتیں کرتے، رشتہ دار باتیں کرتے، لوگ بیوقوف سمجھتے، لوگ سمجھتے اس کو تو عقل ہی نہیں ہے، تنگی الگ تھی، طعنے الگ تھے، مگر وہ اللہ کا بندہ سچ پر جما رہا۔

دو سال کے بعد پھر اللہ تعالی نے حالات کو بدلنا شروع کیا، وہ ایسے کہ جو لوگ سچے مقدموں والے تھے وہ اس کے پاس آتے اور کہتے کہ ہم بالکل سچ پر ہیں، یہ ہمارا حق ہے، آپ ہمارا مقدمہ لڑیں، یہ تحقیق کرتا اور مقدمہ لڑتا، کچھ عرصے کے بعد اس علاقے کے ججوں نے محسوس کیا کہ یہ بندہ ویسے ہی ہے جیسے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ والا مقدمہ لیتا ہی نہیں ہے، یہ لیتا ہی ٹھیک مقدمہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ اس کا ایک مقدمہ ٹھیک نکلا، دوسرا بھی ٹھیک تھا، یوں جب پندرہ بیس مقدمے انہوں نے چیک کر لیے تو ان کو اعتماد ہوگیا، نتیجہ یہ نکلا کہ جو مقدمہ یہ لے کر جاتا، جج اس کے حق میں فیصلہ دے دیتے، اب جو سچ پر تھے اور امیر تھے وہ بھی آنے لگ گئے کیونکہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ یہ جس مقدمہ کو بھی لے کر جائے گا جج اس کی شکل دیکھتے ہی اس کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔

اللہ کی شان کہ تیسرے سال میں اتنا کام اس کے پاس آیا کہ جو پہلے دو سالوں میں

نہیں کمایا تھا، وہ اس نے ایک سال میں کمالیا، ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ اللہ کی شان حکومت نے ایک پالیسی بنائی کہ جو پرانے وکیل ہیں ان میں سے بعض کو ترقی دی جائے اور جج بنایا جائے، چنانچہ جب حکومت کی یہ پالیسی نکلی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسے وکیل بتائیں جو اپنی فیلڈ میں ماہر ہوں، اچھے ہوں۔

انتخاب میں سب سے پہلے نمبر پر اس کا نام آ گیا اور اللہ تعالی نے اس کو وکیل سے جج بنا دیا، جھوٹ بولتا تھا تو زمین پر کھڑے ہو کر مائی لارڈ کہتا تھا، سچ بولنے لگا تو اللہ تعالی نے اس کو جج بنا کر اوپر بٹھا دیا کہ میرے بندے! رزق تو میں تمہیں دیتا ہوں، تمہاری جھوٹ پر نظر رہے گی تو میں تمہیں زمین پر رکھوں گا، تم سچ کو اپناؤ گے میں تمہیں تخت پر بٹھاؤں گا۔ ❶

سچائی پر مبنی فیصلے کے سبب ایک یہودی کا مسلمان ہونا

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چوری ہوگئی تھی، آپ نے اس کو ایک یہودی کے پاس دیکھا، اس وقت آپ خلیفہ تھے، کہا کہ یہ زرہ میری ہے، یہودی نے کہا میری ہے، دیکھئے خلیفہ کے مقابلہ میں ایک رعیت کا آدمی کس بے باکی سے کہتا ہے کہ یہ میری چیز ہے، یہ اسلام ہی کے قوانین کی وجہ سے اس کی جرأت تھی کیونکہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے صرف کہنے سے یہ زرہ ان کی نہ ہو جائے گی۔

دیکھئے اسلام کی کتنی خوبی ہے کہ غیر قوموں کو بھی اس سے نفع ہوتا تھا، اب تو یہ حال ہے کہ خود مسلمان بھی اس سے نفع نہیں لیتے۔ غرض آپ نے قاضی کے پاس جا کر دعوی کیا، اس وقت شریح تابعی رحمہ اللہ قاضی تھے وہ آپ کے ماتحت تھے، اب دیکھئے ادھر آپ بادشاہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی خصوصیتوں کو دیکھ کر کہیں

❶ خطبات فقیر: ہمارا پوردگار، ج ۲ ص ۸۳ تا ۸۵

یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ جھوٹ بول سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں مگر اس کے باوجود حضرت شریح رحمہ اللہ یہودی کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہم بھی ہوتے اور ہمارا کوئی شاگرد یا مرید قاضی ہو اور وہ ہم سے گواہ طلب کرے تو کہتے کہ کیوں جی کیا ہم جھوٹ بولتے ہیں؟

مگر وہاں تو یہ بات نہ تھی وہ تو اسلامی قوانین کے پابند تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گواہ پیش کئے، ایک تو قنبر جو آپ کے آزاد شدہ غلام تھے، اور ایک آپ کے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ۔ قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا کہ غلام آزاد شدہ کی تو شہادت معتبر ہے، اور لڑکے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں ہے، حضرت شریح رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ اولاد کی شہادت باپ کے حق میں مقبول نہیں، اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اولاد کی شہادت معتبر ہے یا نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ معتبر ہے، اس لئے ان کو پیش کیا، اور قاضی شریح رحمہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں، اور قاضی فیصلہ کے وقت اپنے ہی مذہب پر عمل کرے گا، نہ کہ بادشاہ کے مذہب پر، اس لئے شریح رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ زرہ یہودی کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ مقدمہ ہار کر عدالت سے ہنسی خوشی نکل آئے، کوئی تکدر اور رنج نہیں ہوا، یہودی نے دیکھا کہ باوجود یہ کہ یہ بادشاہ ہیں مگر میرے مقابلہ میں ان کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

اس نے کہا کہ اگر یہ مذہب سچ نہ ہوتا تو اس میں اتنی حقانیت و برکت اور نورانیت نہ ہوتی، بس کلمہ شہادت پڑھ کر کہا حضور آپ ہی کی زرہ ہے، میں مسلمان ہوتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں نے تم کو ہبہ کردی، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوگیا، اور جنگ صفین میں شہید ہوا، دیکھا آپ نے ایک زرہ کے ادنی

معاملہ نے اس کو مسلمان کر دیا، سچائی کے سبب وہ مسلمان بھی ہو گیا اور شہادت کے منصب پر فائز ہو گیا۔ ❶

50...... بچوں کے دوستوں پر نگاہ رکھیں

بچے کا اٹھنا بیٹھنا کس کے ساتھ ہے اس پر نظر ہونی چاہیے، عموماً انسان اپنے دوست کی زندگی کو دیکھ کر زندگی گزارتا ہے، جس کے ساتھ زیادہ وقت گزرتا ہے وہ وہی چیزیں بچے کی زندگی میں آتی ہیں، جس بچے کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا ہوگا تو اس بچے کی جو عادات ہیں وہی اِس کی زندگی میں آئیں گی، اس لیے دوستوں پر نگاہ رکھی جائے کہ بچے کا اٹھنا بیٹھنا کن کے ساتھ ہے، حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً. ❷

ترجمہ: اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی، مشک والے کے پاس سے تم بغیر فائدے کے واپس نہ ہوگے، یا تو اسے خریدو گے یا اس کی بو پاؤ گے اور لوہار کی بھٹی تیرے جسم کو یا تیرے کپڑے کو جلا دے گی، یا تم اس کی بدبو سونگھو گے۔

یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا اور بد صحبت سے

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولىٰ من التابعين، ترجمة: شريح بن الحارث الكندى، ج۴ص ۱۳۹، ۱۴۰/أخبار القضاة: ترجمة: شريح بن الحارث الكندى، ج۲ص ۲۰۰

❷ صحيح البخارى: كتاب البيوع، باب فى العطار وبيع المسك، رقم الحديث: ۲۱۰۱

اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا۔

اچھے لوگوں کی صحبت کو تشبیہ دی مشک اور خوشبو سے، تو انسان خوشبو نہ بھی خریدے خوشبو والے کی دکان پر بیٹھا رہتا ہے تو خوشبو اُس کو محسوس ہوتی رہتی ہے، اور برے آدمی کی مثال دی ہے جس طرح کہ لوہار کی بھٹی ہے، آدمی اگر وہاں پر چلا جاتا ہے کچھ نہ بھی خریدے تو بھی بدبو آتی رہتی ہے، تعفن بھی ہوتا ہے، دھواں بھی ہوتا ہے، کوئی چنگاریاں اٹھیں تو نقصان بھی ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ. ❶

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس ہر ایک دیکھ لے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

آپ دیکھ لیں! آپ کے بیٹے کا رجحان کدھر ہے، کس ساتھی سے اس کا دل لگتا ہے؟ اگر وہ اچھا ہے تو تمہارا بیٹا اچھے ہے، اگر وہ برا ہے تو کہیں اُس کے اثرات آپ کے بیٹے پر نہ پڑھ جائیں، لوگ آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ دوست ہے، مگر اس کے طریقے پر نہیں ہے، یہ جھوٹ ہے، صحبت کا اثر تو پڑتا ہی ہے۔ آپ چور کے ساتھ رہیں گے تو چوری نہ صحیح، ہیرا پھیری تو کریں گے ہی، آپ جھوٹے کے ساتھ رہیں گے تو جھوٹ نہ صحیح، مبالغہ تو کریں گے ہی، کتنا ہی اپنے آپ کو بچائیں۔

عموماً ہم ابتداء میں کہتے ہیں کوئی بات نہیں ہے بچہ ہے کھیلتا ہے، کودتا ہے، ہم ابتداء میں اُس کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہیں، محاسبہ اور باز پرس نہیں کرتے، بچہ رفتہ رفتہ بری عادات اور نشوں میں آگے بڑھتا ہے، پہلے یہ چھالیا کھا رہا ہوتا ہے، پھر آگے یہ

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب من یؤمر أن یجالس، رقم الحدیث: ۴۸۳۳

گھٹکا ہوتا ہے، پھر ماوا ہوتا ہے، پھر نسوار ہوتی ہے، پھر سگریٹ ہوتا ہے، پھر چرس ہوتی ہے، پھر افیون ہوتی ہے، پھر شراب ہوتی ہے، اور پھر وہ قاتل اور ڈاکو بن جاتا ہے، اور پھر والد کسی مجلس میں جانے کے قابل نہیں رہتا، تو ابتداء میں جب کا ٹا نہ جائے تو پھر وہ جھاڑیاں بن جاتی ہیں پھر وہ جنگل بن جاتا ہے، پھر اس کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس لئے ابتداء سے جب آدمی بیج صحیح رکھ لے اور عمارت کی پہلی بنیاد ٹھیک رکھ دے تو ساری عمارت ٹھیک ہوتی ہے، ورنہ ساری عمارت ٹیڑھی ہوتی ہے۔

51......سزا آخری راستہ ہے

یعنی سزا بالکل آخر میں ہونی چاہیے، بچے کو سب سے پہلے پیار سے سمجھائیں، اگر پیار سے نہ سمجھے تو والد اُس سے ناراض ہو جائے، بچے سے بات نہ کرے، اب وہ خود سمجھ جائے گا میرا والد تو مجھ سے بات نہیں کر رہا تو آئندہ وہ غلطی نہیں کرے گا، والد اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کم کر دے، اس کی طرف توجہ کم کر دے، خرچہ مانگے دیدے، لیکن پیار محبت سے ذرا بات نہ کرے، اُس سے ذرا خفا خفا رہے، اب سمجھدار بچہ ہوگا محسوس کرے گا ماں سے کہے گا آئندہ میں غلطی نہیں کروں گا، آپ والد صاحب کو منالو، تو سزا دینے کی نوبت ہی نہیں آئے گی، سزا بالکل آخری حربہ ہے، ہم نے سزا کو سب سے پہلے رکھا ہے، سزا سب سے آخر میں ہے، اس لئے بیوی کی اصلاح میں بھی قرآن نے ہمیں پہلا طریقہ یہی بتایا کہ اسے نصیحت کریں، نصیحت سے بات سمجھ آجائے گی، نہ ہو تو نمبر دو: بستر اا لگ کریں، اس سے بھی بات نہ ہو، تیسری صورت میں مارنے کی اجازت دی، لیکن وہاں بھی شریعت نے قیود لگائے کہ ایسا مارنا پیٹنا نہ ہو جس سے جسم پر نشان لگ جائیں اور ایسا مارنا نہ ہو جس کی وجہ سے جسم پر داغ آجائے، کوئی ہڈی وغیرہ ٹوٹ جائے، تو بہر حال جہاں تک ممکن ہو ان تمام ذرائع کو استعمال کیا

جائے ،اگر اِن سے بھی نہ ہوتو معمولی سزادی جائے ،بعض بچوں کو والد کا غصہ سے دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے،بعض کے ایک آدھ تھپڑ ہی کافی ہوتا ہے،فطرتی غصہ میں سزا نہ دیں تاکہ حدود سے تجاوز نہ ہو، عارضی غصہ میں سزادیں تاکہ اعتدال پر باقی رہیں۔

52......معمولی غلطیوں پر در گزر کریں

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اولاد سے کوئی بڑی خطا سرزد ہوتو اُسے سزادی جائے اور تنبیہ کی جائے ،لیکن اگر معمولی اور چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہوں اور ہر لغزش پر انسان سزا دینا شروع کر دے تو اس سے اولاد کے مزاج میں سختی آ جاتی ہے، ہر وقت بچوں کو ٹوکنے سے بچوں میں ضد پیدا ہو جاتی ہے۔پھر وہ سزا کے عادی بن جاتے ہیں اور پھر وہ سزا کو سزا بھی نہیں تصور کرتے اور بسا اوقات یہ سزا پھر ان کے لئے آگے جا کر مستقبل میں مستقل مجرم کی حیثیت سے انہیں منوالیتی ہے،اس لیے معمولی کوئی بات ہو تو چونکہ یہ ان کی زندگی کا ابتدائی دور ہے، ناشعوری کا زمانہ ہے،فہم اور استعداد کم ہے، بصیرت اور عقل کے اعتبار سے کمی ہے، اس لیے اگر معمولی کوئی بات ہو جائے تو اس پے درگزر کیا جائے، ہاں اگر بار بار غلطی کی جائے تو محبت سے اُسے سمجھا دیا جائے، انسان پیار کی زبان جلدی سمجھتا ہے اور محبت سے اگر کوئی بات سمجھائی جائے تو بچہ اس بات کو کاپی بھی کرتا ہے اور اپنی زندگی میں لے کر بھی آتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا بڑا عجیب وغریب طریقہ تھا۔حضرت تربیت فرماتے تھے تو بات بات پر ٹوکتے نہیں تھے، ہاں البتہ نظر رکھتے تھے کہ کس نے کب کیا کیا؟ اور اس کی باتیں ذہن میں رکھتے تھے کہ آج اس نے یہ گڑ بڑ کی، کل اس نے فلاں غلطی کی، جب مہینہ بھر گزر گیا پھر علیحدہ اس کو بلایا ڈانٹ ڈپٹ کے بغیر اس کو فرماتے کہ فلاں دن تم سے یہ غلطی ہوئی تھی، فلاں دن تم نے یہ کیا تھا، اس کو دور کرنا

چاہیے اس میں یہ خرابی ہے۔ چھوڑنے کا یہ فائدہ ہے اور کرنے میں یہ نقصان ہے یہ باتیں چھوڑنے کی ہیں کرنے کی نہیں۔ چھوٹے بچے کی عزت بھی رکھی، احترام بھی کیا، نرمی بھی برتی، سب کے سامنے اس کو رسوا بھی نہیں کیا اور ڈانٹ ڈپٹ بھی نہیں کی۔ بھلا بتائیے وہ بچہ قربان نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

آج والدین بچوں کو مجرموں کی طرح پکڑ کر لا رہے ہیں، گھسیٹتے ہوئے گالیاں دیتے ہوئے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے، تم ایسے ہو ویسے ہو نماز نہیں پڑھتے ہو سوئے رہتے ہو نکل جاؤ میرے گھر سے۔ تو جب تم آج اس کو گھر سے نکلنے کو کہہ رہے ہو تو کل وہ جوان ہو جائے تو تمہیں نکلنے کا کہے گا۔

ایک مشہور واقعہ ہے، انڈیا کے کسی شہر میں ایک سکھ تھا وہ بوڑھا ہو گیا اور بیٹا جوان ہو گیا بوڑھے کو دمے کا مرض لاحق ہو گیا، اب رات ہوتے ہی دمے کا شدید زور ہو جاتا کھانسی اور بلغم نکلنا شروع ہو جاتا۔ چنانچہ ساری رات یہ سلسلہ جاری رہتا وہ بیچارہ خود بھی پوری رات جاگتا اور شور کی وجہ سے دوسرے بھی جاگتے۔ بیٹا سارا دن کام سے تھکا ہارا ہوتا، بار بار نیند اکھڑتی تو بہت تنگ ہوتا، آخر پھر سوچتا کہ کوئی بات نہیں باپ ہے، لیکن رفتہ رفتہ جب دیکھا کہ روز کا ہی قصہ ہے نہ تو یہ مرتا ہے نہ جان چھوڑتا ہے یہ تو ساری رات جگاتا ہی ہے، ایک دن اس کو خیال آیا کہ کیوں نہ اس کا کام ختم ہی کر دوں قریب میں ایک دریا بہتا تھا ایک دن اس نے اپنے بوڑھے باپ کو کندھوں پر اٹھایا اور دریا کی طرف چل دیا، اب باپ خاموش کچھ نہیں بول رہا کہ کہاں لے جا رہے ہو اور کیوں لے جا رہے ہو؟ بیماری کی وجہ سے ویسے ہی سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا مقابلے کی سکت نہیں تھی اور دل کا چور جانتا تھا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

چنانچہ جیسے ہی بیٹا دریا میں اترا اور پانی پنڈلیوں تک آیا اور پھینکنے کا ارادہ کیا تو باپ نے

کہا: بیٹا ذرا اس جگہ سے ہٹ کر فلاں جگہ پر مجھے پھینک دے، یہاں مت پھینک بیٹے نے کہا: یہاں میں اور وہاں میں کیا فرق ہے؟ یہاں بھی پانی ہے وہاں بھی پانی ہے، باپ نے کہا: بس میری خواہش ہے بیٹے نے کہا پر لے مجھے بتاؤ اس میں کیا راز ہے پھر پھینکوں گا، باپ کہنے لگا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں نے بھی اپنے باپ کو یہیں پھینکا تھا۔ بیٹا سمجھدار تھا کہنے لگا اچھا تو یہ بات ہے فوراً دریا سے نکلا اور سیدھا واپس اپنے گھر گیا جا کر باپ کا کمرہ صاف کیا بستر کو دھویا چادر بدلی اور صبح جب ہوئی تو اس کو ڈاکٹر کے پاس لے گیا دوا دلوائی اور بقیہ زندگی خوب اس کی خدمت کی۔ وہ بہتر ہوا نہ ہوا لیکن اس نے اپنا فرض پورا کیا۔ اللہ بچائے اللہ بچائے، جب ہم اپنی اولاد کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آرہے ہیں اور ان کو گالیاں دے رہے ہیں تو پھر ہم کیسے ان سے خدمت کی امید کر رہے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت کا اور نرمی کا سلوک کریں سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم ان کے سامنے نیک نمونہ پیش کریں، جب ہم نیک ہوں گے بااخلاق ہوں گے اور شریعت کے پابند ہوں گے تو ہماری اولاد بھی نیک صالح ہوگی اور ہمارا احترام اور خدمت کرنے والی ہوگی۔ ❶

53......بچوں میں خوداعتمادی پیدا کریں

بچے کے اندر یہ وصف پیدا کریں کہ آپ ہر کام کر سکتے ہیں، بیٹے کو بتایا جائے کہ بیٹا آپ نماز پڑھ سکتے ہو، آپ کے اندر امانتداری کا وصف بھی موجود ہے، لکھائی پڑھائی کا وصف بھی ہے، آپ امتحان میں پوزیشن بھی لے سکتے ہے، آپ کا حافظہ اچھا ہے، آپ آگے بھی بڑھ سکتے ہو، آپ قرآن بھی حفظ کر سکتے ہو، احادیث کو بھی یاد کر سکتے

❶ اصلاحی بیانات: اولاد کے حقوق، ج۳ص۱۸۳،۱۸۴

ہو، عموماً بعض والدین ابتداء سے بچے کو کہتے ہیں یہ تو نکما ہے، یہ بیوقوف ہے، یہ کسی کام کا نہیں ہے، یہ نالائق ہے، پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا، اس پر تو ہم نے ویسے ہی وقت ضائع کیا، ہمارا مال اور وقت اس پر بے جا خرچ ہوا، جب ابتداء سے ہی بچے کو طعنے دیے جائیں اور اس کی خود اعتمادی ختم کردی جائے، اِس کے اوصاف کو نکھارا نہ جائے تو پھر یہ بچہ آگے بڑھ کر پروان نہیں چڑھتا، ہماری امیدوں پر پورا نہیں اترتا۔ حضرات سلف میں یہ بات تھی کہ وہ بچے میں خود اعتمادی پیدا کرتے تھے، بچے کو وظائف سکھاتے، اعمال سکھاتے، خود بھی اہتمام کرتے، بچپن سے اُنہیں بھی اس کا عادی بناتے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ ذکر فرمایا، ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ ان کے ماموں تھے محمد بن سوار رحمہ اللہ، یہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تھے تو میں بھی ماموں کے ساتھ اٹھ جاتا اور میں دیکھتا کہ میرے ماموں کے رات کے معمولات کیا ہیں، وہ اٹھ کر کیا کرتے ہیں، تو جب ماموں نے دیکھا کہ بھانجا رات کو اٹھتا ہے، مجھے دیکھتا ہے تو وہ جب عبادت کرتے اِن کو اپنے دائیں طرف بیٹھا دیتے اور ان کو تین نصیحتیں کرتے، بیٹا جب رات کو سونے لگو تو یہ تصور کیا کرو کہ:

اَللّٰہُ مَعِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ، اَللّٰہُ شَاھِدِیْ.

ترجمہ: اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ رب العزت ہر انسان کی ہر بات پر باخبر اور مطلع ہے۔

سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کہتے ہیں جب بھی میں رات کو بستر پر آتا میں تینوں باتوں کا تصور کرتا۔

(۱) اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے۔

(۲) اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

(۳) اللہ رب العزت ہر انسان کی ہر بات پر مطلع ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

جب بچہ ہر دن رات کو یہ تصور کرتا تو فرمایا جب ایک سال گزر گیا میرے ماموں نے کہا وہ جو میں نے تمہیں بتایا تھا تم اس کا اہتمام کرتے ہو؟ فرمایا: جی اہتمام کرتا ہوں، مجھے تو اس میں بڑی لذت آتی ہے، فرمایا: اب اسے سات مرتبہ دہرایا کرو، ایک سال تک میں تو دہراتا رہا پھر فرمایا اِسے گیارہ مرتبہ دہراؤ، اب میں رات سوتے وقت گیارہ دفعہ دہراتا، تو کہا: میرا ذہن یہ بن گیا کہ اللہ ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے تو اب میں کبھی بھی کوئی گناہ کا کام نہیں کرتا تھا، چونکہ ہر وقت اللہ رب العزت انسان پر باخبر اور مطلع ہے، اور ہر وقت یہ مستحضر ہوتا تھا، تو اس لیے میں گناہوں سے بچ گیا اور بچپن سے ہی میں عبادت کا عادی بن گیا۔ ❶

ہم تو بچے کو ڈراتے ہیں انسانوں سے، جانوروں سے بیٹا! چڑیل آ جائے گی، کالی بلی، کالا کتا موجود ہے، فلاں جن موجود ہے، تمہیں کھا جائے گا، ہم نے بچے کے دل میں مخلوق کا ڈر ڈالا، بچے کے دل میں انسانوں کا ڈر ڈالا رب العالمین کا خوف پیدا نہیں کیا، جب بچے کے دل میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے بند کمرہ ہوگا رات کا وقت ہوگا ماں باپ سوئے ہوں گے دیکھنے والا کوئی نہیں ہوگا، لحاف کے اندر ہوگا پھر بھی موبائل میں کوئی غلط چیز نہیں دیکھے گا، اس لئے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، جب یہ تصور بچے کے دل میں بچپن سے بٹھا دیا جائے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے، ہر وقت تیرے ساتھ تیرا رب موجود ہے کبھی بھی بچہ گناہ کا کام نہیں کرے گا، اس لئے وہ یہ سمجھتا ہے کہ والدین کو نہیں

❶ إحياء علوم الدين : كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج۳ ص ۷۴

پتہ تو جو کام میں کرنا چاہوں کر سکتا ہوں، تو بچے کی اچھی صفات میں حوصلہ افزائی کی جائے خود اعتمادی پیدا کی جائے، اور اللہ کا ڈر اس کے دل میں ڈالا جائے۔

54......بچوں کی حوصلہ افزائی کریں

بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے تو اس کے لیے تعریفی کلمات کہنے چاہییے، بچہ نماز پڑھ کے گھر لوٹا دوسرے بچوں کے سامنے تعریف کر دیں، آج میرے بیٹے نے صفِ اول میں نماز پڑھی، آج اس نے فجر کی نماز پڑھی ہے، آج اس نے الحمدللہ تلاوت کی، ذکر کے حلقے میں بیٹھا، مسجد میں تعلیم ہو رہی تھی تعلیم کے حلقے میں بیٹھا، تو جب بچے کی حوصلہ افزائی ہوگی، وہ آگے بڑھے گا، عموماً والدین نقطہ چینی بہت کرتے ہیں تنقید بہت کرتے ہیں تعریف نہیں کرتے، ہم تنقید کے معاملے میں سخی ہیں تعریف کے معاملے میں بخیل ہیں، تنقید میں ہم رائی کے دانے کو پہاڑ بنا دیتے ہیں، تعریف میں پہاڑ کے برابر بھی ہو تو معمولی سا کر کے پیش کرتے ہیں، ہمارے مزاج میں اعتدال نہیں ہے، اس وجہ سے بچے کے اندر جو صفات ہیں وہ نکھر کر سامنے نہیں آتیں اور جو والدین حوصلہ افزائی کرتے ہیں بچے کی بات بات پر اس کی تعریف کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھیوں میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں تو بچہ آگے بڑھتا ہے اور دن بدن وہ ترقی کرتا جاتا ہے۔

55......تعریف کر کے نیک اعمال کی ترغیب دیں

بچے کی تعریف کر کے اُسے نیک اعمال کی ترغیب دیں، اس کا مطلب یہ ہے اس میں جو اچھے اوصاف ہیں اُن کا تذکرہ کیا جائے، پھر اُسے کسی نیک عمل کی طرف راغب کیا جائے، اس کی مثال ہمیں صحیح بخاری میں ملتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا: تمہارے بھائی عبداللہ بہترین شخص ہیں کاش وہ

رات تہجد بھی پڑھتے:

نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ.

ترجمہ: عبداللہ تو بہترین انسان ہے کاش وہ رات تہجد کی نماز بھی پڑھتا۔

جب یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلی تو پھر اِتنا تہجد کا اہتمام کرتے کہ ان کے صاحبزادے حضرت سالم رحمہ اللہ فرمانے لگے: ''**فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا**'' پھر ہم نے دیکھا کہ ہمارے والد رات کا تھوڑا حصہ آرام کرتے تھے اور زیادہ تر حصہ رات کو قیام میں، عبادت میں گزار دیتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حوصلہ افزائی کر کے نیک اعمال کی ترغیب دیتے تھے اور اس ترغیب کا اثر یہ ہوتا تھا کہ وہ بچہ اپنی زندگی میں وہ عمل لے کر آتا اور زندگی بھر اس کا پابند رہتا۔ [1]

56......بچوں کو زندگی کا مقصد بتائیں

والدین بچپن سے ہی اپنی اولاد کو زندگی کا مقصد بتائیں کہ بیٹا زندگی کا مقصد اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے تا کہ ہم اپنے اعمال سے اس کی رضا حاصل کر سکیں۔ یہ ہی سب سے بڑا مقصد ہے، اور ہر انسان اس امتحان میں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے کہ اس نے انسان کو آزمائے جانے کے لیے پیدا کیا۔ چنانچہ سورہ ملک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿**الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا**﴾(الملک: ۲)

ترجمہ: اللہ نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کی تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل میں زیادہ بہتر کون ہے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الجمعة ،باب فضل قیام اللیل،رقم الحدیث: ۱۱۲۲

یہ امتحان کس چیز کا ہے؟ گھروں اور گاڑیوں کا؟ بہترین گریڈوں اور نمبروں کا؟ نہیں، بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ کون بہترین عمل کرنے والا ہے؟

اس کا نتیجہ کب آئے گا؟ نتیجہ آخرت میں آئے گا، کامیاب دراصل وہ ہے جو دوزخ سے بچ جائے اور جنّت میں داخل کر دیا جائے۔

جب امتحانات گزر جائیں گے اور پورا انعام اور ثواب وصول ہو جائے گا تو انسان ان تمام سختیوں کو بھول جائے گا جو اس نے جھیلیں تھیں۔

بیٹا! ایسی زندگی جس کا کوئی مقصد نہ ہو یوں ہی ہے جیسے ایک جسم ہو جس میں روح نہ ہو، یا ایک قافلہ ہو جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالی نے تو ہمیں بھٹکنے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ہماری زندگیاں ایک خوب صورت معنی خیز مقصد کی حامل ہیں، جو ایک مرتبہ واضح ہو جائے تو بہت ساری الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔

57......بچوں کی جائز خواہشات پوری کی جائیں

شریعت نے حکم دیا ہے گھر والوں کے اخراجات، بچوں کے اخراجات، والدین کے اخراجات، ماتحتوں کے اخراجات انسان کے ذمے ہیں، ان کی جائز خواہشات اور حاجات کو اپنی وسعت اور گنجائش کے مطابق پورا کرتا رہے، یہ بھی ایک صدقہ ہے، تو صدقہ صرف وہ نہیں جو انسان کسی اور پر خرچ کرے، جو انسان اپنے اہل وعیال پر اور اپنی جان پر جو خرچ کرے وہ بھی صدقہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی صدقہ قرار دیا، تو بعض لوگ دوستوں کے معاملے میں بڑے سخی ہوتے ہیں، بڑے مہنگے ہوٹلوں میں دوستوں کو دس دس پندرہ پندرہ ہزار کا کھانے کھلا دیں گے، بیس بیس ہزار کے گفٹ دے دیں گے، ہزاروں روپے تفریح میں لگا دیں گے، تفریح گاہوں میں مختلف شہروں کے علاقوں کے سفر میں لگا لیں گے، لیکن اپنی اولاد کا، گھر والوں کا معاملہ

آئے گا تو ایک ایک پائی کا حساب لیں گے، تو گھر میں بڑے بخیل ہیں لوگوں میں بڑے سخی ہیں، دین کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان اپنی ذات پر، اپنے گھر والوں پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرتا رہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ. ❶

ترجمہ: سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل عیال پر خرچ کرے۔

58......مرحلہ وار تربیت کریں

بچے کی تربیت مرحلہ وار ہوتی ہے، یعنی بچپن سے ہی ہوتی ہے، جو تربیت ابتداء سے ہو وہ اصل ہے، اگر ہم انتظار کریں کہ بچہ بالغ ہوگا پھر تربیت کریں گے، شادی ہو جائے گی پھر کریں گے تو پھر تربیت نہیں ہوتی، عمارت جب بنتی ہے تو پہلی اینٹ ہی اگر درست رکھی گئی تو دیوار پوری درست ہوگی، ابتداء میں اگر درخت کو سیدھا نہیں کیا گیا تو وہ ٹیڑھا ہی رہتا ہے، تو بچے کے بچپن سے ہی تربیت شروع کر دینی چاہیے اور آدھا گھنٹہ کم از کم اولاد کو دینا چاہیے، بچہ بچپن ہی سے بہت سارے آداب سیکھتا ہے اور انہی آداب وہدایات پر زندگی کے آخری لمحات تک کاربند رہتا ہے، اس لیے تربیت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس عظیم وقت سے ہرگز غافل نہ ہو، کیونکہ انہیں بچپن کے ایام میں ہی بچے کے اخلاق کی درستگی ہوسکتی ہے۔

دراصل یہ اولاد والدین کے پاس امانت ہے، اس کو جس طرف مائل کرنا چاہو وہ مائل ہوجاتی ہے، اگر اچھی عادات ڈال دی گئیں اور تعلیم سے مزین کر دیا گیا تو وہ دنیا وآخرت دونوں میں نیک بخت شمار ہوگی اور اس کے ثواب میں والدین، معلم شریک ہونگے اور

❶ صحیح مسلم: كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك، رقم الحديث: ۹۹۴

اگر اسے بری عادات پڑ گئیں، اس کا بوجھ اس کے مربی اور ذمہ دار پر ہوگا۔
آج ہم سب کو وقت دیتے ہیں اپنے بچوں کو وقت نہیں دیتے، دیکھیں لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے ہم جاتے ہیں سفر بھی کرتے ہیں لوگوں کو سکھاتے ہیں اپنی بیوی بچوں کو کبھی تعلیم نہیں دی، جس کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔
اپنے بچوں کو کبھی ترغیب نہیں دی، کبھی انہیں درس نہیں دیا، کبھی انہیں تعلیم نہیں دی، کبھی ہاتھ سے پکڑ کر مسجد لے کر نہیں آئے، کبھی ہاتھ سے پکڑ کر مدرسے میں قاری صاحب کے پاس نہیں بٹھایا، کبھی اس سے مسنون دعائیں نہیں سنیں، کبھی اس سے نماز نہیں سنی، لوگوں سے نمازیں سنیں، لوگوں کو دین کی دعوت دے دی، اپنی اولاد سے بے خبر ہیں چراغ تلے اندھیرا، جس کے بارے میں سوال ہونا ہے اس کے بارے میں تو کوئی فکر ہی نہیں، آج ساتھی الحمدللہ یہ اچھی فکر مندی ہے معاشرے کے بارے میں سوچتے ہیں، لیکن دعوت گھر سے شروع ہوگی، سب سے پہلے اپنی ذات، اپنی ذات کے بعد بیوی بچے، گھر کے بعد خاندان، قرآن ہمیں بتاتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ﴾

سب سے پہلے اپنی ذات، اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔

جب خود ٹھیک ہو گئے۔

(۲) ﴿وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

اب بیوی بچوں کو جہنم سے بچاؤ۔

جب گھر ٹھیک ہو گیا:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

اب اپنے رشتے داروں کو ٹھیک کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. [1]

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگہبان و ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے (قیامت کے روز) اس کی ذمہ داری اور نگہبانی کے بارے میں سوال ہوگا، امام یعنی سربراہ حکومت ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں آخرت میں سوال ہوگا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟ ان کی کیسی تربیت کی؟ اور ان کے حقوق کا کتنا خیال رکھا؟ اور مرد اپنے گھر والوں کا بیوی بچوں کا نگران اور نگہبان ہے قیامت کے روز اس سے سوال ہوگا کہ بیوی بچے جو تمہارے سپرد کیے گئے تھے ان کی کیسی تربیت کی ان کے حقوق کس طرح ادا کیے؟ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے جو چیز اس کی نگہبانی میں دی گئی ہے اس کے بارے میں اس سے قیامت کے روز سوال ہوگا کہ تم نے اس کی کس طرح نگہبانی کی؟ اور نوکر اپنے آقا کے مال میں نگہبان ہے اُس سے اس بارے میں سوال ہوگا۔

اس حدیث کا منشا یہ ہے کہ بات صرف باپ اور اولاد کی حد تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے جتنے شعبے ہیں ان سب میں انسان کے ماتحت کچھ لوگ ہوتے ہیں مثلاً گھر کے

[1] صحيح البخاری: كتاب الجمعة، باب الجمعة فی القرى والمدن، رقم الحديث: ۸۹۳

اندر اس کے ماتحت بیوی بچے ہیں، دفتر میں اس کے ماتحت کچھ افراد کام کرتے ہوں گے، اگر کوئی دکاندار ہے تو اس دکان میں اس کے ماتحت کوئی آدمی کام کرتا ہوگا، اگر کسی شخص نے فیکٹری لگائی ہے تو اس فیکٹری میں اس کے ماتحت کچھ عملہ کام کرتا ہوگا یہ سب اس کے ماتحت اور تابع ہیں، لہٰذا ان سب کو دین کی بات پر چلانا اور ان کو دین کی طرف لانے کی کوشش کرنا انسان کے ذمے ضروری ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنی ذات یا اپنے گھر کی حد تک ذمہ دار ہوں بلکہ جو لوگ تمہارے زیر دست اور ماتحت ہیں ان کو جب تم دین کی بات بتاؤ گے تو تمہاری بات کا بہت زیادہ اثر ہوگا اور اس اثر کو وہ لوگ قبول کریں گے اور اگر تم نے ان کو دین کی بات نہیں بتائی تو اس میں تمہارا قصور ہے اور اگر وہ دین پر عمل نہیں کر رہے ہیں تو اس میں تمہارا قصور ہے کہ تم نے ان کو دین کی طرف متوجہ نہیں کیا، اس لئے جہاں کہیں جس شخص کے ماتحت کچھ لوگ کام کرنے والے موجود ہیں ان تک دین کی باتیں پہنچانے کی فکر کریں۔

آج ہمارے بعض ساتھی لوگوں کے لیے بہت فکر مند ہیں، اس لیے مشورے کرتے ہیں، بہت ہی اعلیٰ فکر ہے لیکن اس فکر کی ابتداء درست نہیں، اس کی ابتداء اپنے گھر سے کرنی چاہیے، گھر والوں میں دین آجائے چوبیس گھنٹے میں سے روزانہ کچھ وقت اپنی اولاد کے لیے نکالیں، اس وقت میں کوئی کتاب پڑھ کر سنا دیں، کوئی وعظ پڑھ کر سنا دیں، جب گھر کا ماحول درست ہو جائے پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھنا ہے، اپنے علاقے والوں کو، بستی والوں کو، خاندان والوں کو دین سے جوڑنا ہے، بعض ساتھی ہوتے ہیں باہر کے لیے فکرمند اپنے گھر والوں کا معاذ اللہ! غیروں کے ساتھ تعلق ہے، غیروں کی آمد ہو رہی ہے، ایسے واقعات بھی ہم نے سنے کہ بعض ساتھی اور معاذ اللہ! گھر میں تربیت کا ماحول نہیں تھا تو ان کے گھر والیوں نے عزت کو داغ دار کر دیا، ایسے واقعات

خود ہم نے اس مسجد میں سنے، اس کے بعد طلاق کی نوبتیں آگئیں، پہلے گھر کی اصلاح کی جائے، اولاد کی اصلاح کی جائے، انسان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، ان کو دین کی طرف لانے کی بھرپور کوشش کی جائے، پھر اگر وہ نہیں آتے تو پھر آدمی ان کا مکلّف نہیں، لیکن اپنی کوشش تو کی جائے اس معاملے میں ہماری سستی ہے، اولاد کو کم از کم آدھا گھنٹہ دن میں وقت ضرور دیں، اور اُن کے سامنے دین کی بات رکھیں، ان کی بات سنیں جو وہ سوال کریں پھر ان کو جواب دیں، اللہ اور رسول کے احکامات ان کو بتائیں، ہم تجارت کے طریقے سکھاتے ہیں، بیع وشراء کے معاملات سکھاتے ہیں بیٹا! کہاں سے لینا ہے، کہاں دینا ہے، فلاں کے ساتھ ڈیل کس طرح کرنی ہے، فلاں سے کیسے کرنی ہے، سب چیزیں سکھائی عبادت کبھی نہیں سکھائی، اخلاق کبھی نہیں سکھائے، کردار کبھی نہیں سکھایا، اس وجہ سے وہی بچہ جب بڑا ہوتا ہے وہ اژدھا بنتا ہے ڈستا ہے، وہ بچھو بنتا ہے کاٹتا ہے، وہ جہاں جاتا ہے نقصان پہنچاتا ہے، وہ آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بنتا، وہ دل آزاری کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے میں نے ایک بات عرض کی کہ بچپن سے ہی تربیت کا آغاز کردیا جائے اور اولاد کے بارے میں انسان ابتداء سے فکر مند رہے۔

59......بچوں کے دوستوں کے سامنے اُس پر تنقید نہ کریں، نہ سزا دیں

بچے کی اپنے دوستوں میں عزت ایک عزت ہوتی ہے، اس کے دوستوں کے سامنے تعریف کریں، کوئی خامی ہے اس کو تنہائی میں سمجھائیں، خامیاں تنہائی میں بتائی جاتی ہیں، تعریف مجلس میں کی جاتی ہے، ہم لوگ الٹے چلتے ہیں ہم کسی کی خامی بیان کرنی ہو بھری مجلس میں بیان کرتے ہیں کسی کی تعریف کرنی ہو اکیلے میں کرتے ہیں تو بڑا اچھا آدمی ہے بھری مجلس میں اس کو ذلیل ورسوا کردیں گے سر اٹھانے کے قابل نہیں ہوگا،

پھر بعد میں کہیں گے معذرت کرتا ہوں، آپ کو میری باتوں سے تکلیف ہوئی، شریعت ہمیں کیا بتاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ. ❶

ترجمہ: مؤمن مؤمن کے لئے آئینہ ہے۔

آئینہ انسان کو عیب تنہائی میں بتاتا ہے سب کے سامنے نہیں بتاتا، آئینہ شور نہیں کرتا خاموشی سے بتاتا ہے، آئینہ عیب اسی کو بتاتا ہے کسی اور کو نہیں بتاتا، آئینہ، جتنا عیب ہے اُتنا ہی بتاتا ہے بڑا کر کے نہیں بتاتا، جو عیب ہے واقعی وہی بتاتا ہے اپنی طرف سے دو لگا کے نہیں بتاتا، اور آئینے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا خوش ہو کر جیب میں رکھتا ہے کہ میرا عیب مجھے بتا رہا ہے، تو دوست وہی ہے جو عیب بتائے، دوست وہی ہے جو خامیاں اور کوتاہی بتائیں، وہ نہیں جو منہ پر تعریف کریں اور پسِ پشت بہتان اور الزام تراشی کریں، حقیقت میں آپ کا دوست وہ ہے جو آپ کی خامی آپ کو بتائے تا کہ وہ خامی زندگی سے دور ہو جائے اور آپ سے محبت کرنے والوں میں اضافہ ہو جائے، آپ کے چاہنے والے لوگ بڑھ جائیں۔

60...... بچے کو تنہائی میں محبت سے سمجھائیں

اول تو ہم تنہائی میں نہیں سمجھاتے مجلس میں تنقید کرتے ہیں، نمبر دو لہجہ محبت کا نہیں ہوتا تحقیر و تذلیل کا ہوتا ہے، لہجے کا بڑا اثر ہوتا ہے، جب لہجے میں محبت کی مٹھاس ہو، پیار اور محبت کے جذبات ہوا کیلے میں بٹھا کر سمجھائیں تو بچہ ضرور سمجھ جاتا ہے، محبت کی زبان انسان بہت جلدی قبول کر لیتا ہے، مار پیٹ کا اثر وقتی ہوتا ہے پھر بچہ ڈھیٹ ہو جاتا ہے۔

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی النصیحة والحیاطة، رقم الحدیث: ۴۹۱۸

61......گھر میں داخل ہوتے ہی فوراً بچے پر ڈانٹ ڈپٹ شروع نہ کریں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بچہ ابھی گھر کے اندر داخل ہوا ہے باپ فوراً کھڑا ہو گیا، فوراً کھڑے ہوتے ہیں غصہ کیا، گالیاں دیں اس کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، تو بچے کا دل پھر گھر میں نہیں لگتا، وہ کہتا ہے ٹھیک ہے باہر رہنا ہی بہتر ہے، گھر میں جاؤ گے تو تنقید سنو گے، مار کھاؤ گے، طعنے سنو گے، مختلف جملے کہیں جائیں گے، اس لیے بچہ گھر سے باہر سارا وقت گزارتا ہے، تو بچہ جب گھر کے اندر آئے اس کو آنے کے بعد اس کی بات سنی جائے، پھر اگر کوئی تنبیہ کرنی ہے تو مناسب الفاظ میں کر لی جائے، اس کو بات کرنے اور اپنا مدعی بیان کرنے کا وقت دیں، ہو سکتا ہے اُس کی غلطی نہ ہو۔

62......بچہ جب کوئی چیز باہر سے لے کر آئے تو پوچھا کریں

بچہ کوئی بھی چیز باہر سے لے کر آئے تو والدین کا حق بنتا ہے کہ وہ بچے سے پوچھیں، یہ کس نے دی ہے، یہ کہاں سے لائے ہو؟ بیٹا یہ چیز تمہارے پاس کہاں سے آئی، آج ہوتا کیا ہے بچہ باہر سے بیسکٹ لے کر آیا، اگلے دن وہ باہر سے چاکلیٹ لے کر آیا، کبھی آئسکریم لے کر آ رہا ہے، کبھی کھانے پینے کی اشیاء لا رہا ہے، کبھی کھلونے لا رہا ہے، ماں باپ دیکھتے ہیں چشم پوشی کر لیتے ہیں پوچھتے نہیں، بیٹا کہاں سے لا رہا ہے، تو پھر بچہ کی آہستہ آہستہ عادت بھگڑتی جاتی ہے، آج اس نے ایک سے مانگا، کل دوسرے سے مانگا، آج چھوٹی چوری کی، کل بڑی چوری کرے گا، رفتہ رفتہ معاذ اللہ! یہ معاشرے میں چور اور مجرم کی حیثیت سے جرائم پیشہ لوگوں میں سامنے آئے گا، بچہ آغاز میں بڑی چوری نہیں کرتا، ابتداء چھوٹی چیزوں سے ہوتی ہے اور پھر آگے جا کر وہ بینکوں کو لوٹنا شروع کر دیتا ہے، ماں باپ اگر ابتداء میں ہی نظر رکھیں بچہ جو چیز باہر سے لائے، بیٹا! کہاں سے لائے؟ محبت سے پوچھا جائے، اسے سمجھایا جائے بیٹا! دوسروں

سے چیز مانگنا اور چرانا انتہائی بری خصلت ہے، یہ آپ کے لیے اور ہمارے لیے رسوائی کا اور بدنامی کا ذریعہ ہے، اصل چیز انسان کے کردار کی پاکیزگی ہے، حضراتِ سلف اپنی شخصیت، کردار کی پاکیزگی کے سبب اپنے آپ کو متہم ہونے سے بھی بچاتے تھے، یعنی تہمت کی جگہوں سے بھی بچتے تھے، اپنا مالی نقصان برداشت کر لیتے لیکن اپنے دامن پر داغ نہیں آنے دیتے تھے۔

63......بچوں کو مثبت سوچ دیں منفی سوچ سے بچائیں

جو بچے منفی خیالات رکھتے ہیں وہ ہر چیز میں خامیاں تلاش کرتے ہیں، منفی سوچ سے بچوں کی صحت پر اثر پڑتا ہے، بلکہ بچے کی شخصیت اور مستقبل پر بھی اثر پڑتا ہے، جو بچے منفی خیالات رکھتے ہیں وہ ہر چیز میں خامیاں تلاش کرتے ہیں، منفی سوچ پیدا ہونے میں مختلف عوامل کا عمل دخل ہوتا ہے۔

۱...... یہ ایک حقیقت ہے کہ بچے وہ عادات اپناتے ہیں جو سنتے اور دیکھتے ہیں، زیادہ تر وقت یہ اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں، لہٰذا والدین کا رویہ اور سوچ ان پر اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اسی لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں میں منفی خیالات اور سوچوں کو ختم کرنے کے لیے مثبت رویہ اپنائیں اور ہر قسم کی خامیوں سے اجتناب برتیں تاکہ بچے بھی اسی انداز اور رویوں کو اپنائیں۔

۲...... بچے اکثر منفی اور مثبت کے درمیان امتیاز نہیں کر پاتے جس کے نتیجے میں نہ جانتے ہوئے بھی منفی سمت میں جانے لگتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ آپ بچوں کی رہنمائی کریں اور انہیں اچھے اور برے میں تمیز کرنا سکھائیں اور انہیں بتائیں کہ منفی سوچ اور خیالات کبھی بھی مسائل حل نہیں کرتے۔

۳...... جب والدین کو اپنے بچوں کی منفی سوچ کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے تو وہ

کوشش کرتے ہیں کہ انہیں سمجھانے کے لیے کچھ ایسا کیا جائے کہ وہ بہتر محسوس کریں۔ تاہم ایسا کرنے سے قبل ان کے مسائل کو سمجھا جائے اور یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ کس وجہ سے وہ منفی رجحان کی جانب جارہے ہیں، ان سے اس معاملے پر گفتگو کر کے انہیں سمجھایا جائے۔

۴...... جو بچے منفی خیالات رکھتے ہیں وہ ہر چیز میں خامیاں تلاش کرتے ہیں، ساتھ ہی وہ ہمیشہ اداس رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ برائی کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ اس صورتحال میں والدین کو چاہیے کہ وہ جس قدر ممکن ہو پرُامید رہیں، بچے اچھی چیز دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

64......گھر میں تعلیم کرنے کا اہتمام کریں

بچوں کی تربیت کے لئے دس پندرہ منٹ لازمی نکالیں، اس وقت سب گھر والے جمع ہوں اکٹھے بیٹھیں، اس میں دینی حلقہ قائم کریں، واقعات کی کوئی کتاب ہو واقعات بچے بھی دلچسپی سے سنتے ہیں، عورتیں بھی دلچسپی سے سنتی ہیں، انبیاء علیہم السلام کے واقعات، صحابہ کرام اور تابعین کے واقعات سنائے جائیں، پھر اِن واقعات کی اپنے الفاظ میں تشریح کریں، فضائل اعمال کے اول حصے میں مختلف صحابہ اور صحابیات کے واقعات ہیں ان کی تعلیم کرائی جائے، یا میری ایک تصنیف ہے ’’خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات‘‘ اس میں ابتدائے اسلام سے لیکر اب تک کے زہد وتقوی اور عفت و پاک دامنی پر مشتمل اور محبت الٰہی پر ابھارنے والے واقعات جمع ہیں، اس کی تعلیم کرائی جائے، یا سیرت کی کوئی سی کتاب پڑھ کر سنائیں۔ ایک سیرت کی مفید کتاب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی ہے ’’سیرت خاتم الانبیاء‘‘ کے نام سے، اسی طرح سیرت پر ’’سیرت المصطفیٰ‘‘ حضرت مولانا محمد ادریس

صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی نہایت جامع اور محقق کتاب ہے۔اسی طرح ایک کتاب ''رحمۃ للعالمین'' حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی،اسی طرح حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''نشر الطیب'' ہے،اس میں حضرت نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال اور خصوصیات تحریر فرمائی ہیں،نہایت مفید اور جامع کتاب ہے۔

تو ان میں سے جو کتاب بھی آسانی سے مل جائے دس منٹ روزانہ اپنے گھر میں بچوں کو پڑھ کر سنادیا کریں،مگر ناغہ نہ ہو روزانہ،اگر کوئی کتاب نہ ہو تو زبانی بتایا کریں مثال کے طور پر مختصراً بتائیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی،تمام اعمال کا حساب کتاب ہوگا،برے لوگوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا،اچھے نیک لوگ جنت میں جائیں گے،جنت میں کیسی کیسی نعمتیں ہوں گی،کیسے بہتر بہتر پھل ہوں گے،کیسے سائے ہوں گے،دھوپ اور گرمی تو ہوگی ہی نہیں،نہ سردی ہوگی نہ گرمی،بہت خوش گوار بڑا اچھا موسم ہوگا،بڑا اچھا وقت گزرے گا،عجیب عجیب مزے ہوں گے،بچوں کو تفصیل بتایا کریں،ایک بار بتانا کافی نہیں بار بار ان باتوں کا تذکرہ اور تکرار ہوتا رہے تاکہ بات دل میں اتر جائے۔

بچوں کی تعلیمی فکر کے ساتھ ساتھ روحانی فکر،نماز روزے کے بارے میں فکرمند رہیں،یعنی جو دین کے فرض احکامات ہیں،اگر گھر کے بچوں میں جو بالغ ہیں وہ ان احکامات میں سست ہیں یا وہ ادا ہی نہیں کرتے،مثلاً نماز ہے اور دیگر احکامات اور عبادات ہیں،تو اسے پیار محبت سے اور مختلف زاویوں سے سمجھایا جائے،یہ والدین کے اوپر ذمہ داری بنتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ

وَالْحِجَارَةُ﴾ (التحریم: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

اگر دس منٹ روزانہ یہ سلسلہ رہا تو ان شاء اللہ ضرور آپ کے گھر کا ماحول ایک دینی ماحول میں تبدیل ہو جائے گا اور بچوں میں دینداری اور فرمابرداری آجائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ہزار اشرفیاں سمندر میں ڈال دیں

ایک مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ دریائی سفر کر رہے تھے اور ایک ہزار اشرفیاں ان کے ساتھ تھیں، ایک شخص نے کمال نیازمندی کا طریقہ اختیار کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ کو اس پر اعتماد ہو گیا، اپنے احوال سے اس کو مطلع کیا، یہ بھی بتا دیا کہ میرے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ ایک صبح کو جب وہ شخص اٹھا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کیا اور کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفی کی تھیلی غائب ہے، چنانچہ جہاز والوں کی تلاشی شروع ہوئی، امام بخاری رحمہ اللہ نے موقعہ پا کر چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی، تلاشی کے باوجود تھیلی دستیاب نہ ہو سکی تو لوگوں نے اس کو ملامت کیا، سفر کے اختتام پر وہ شخص امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھتا ہے کہ آپ کی وہ اشرفیاں کہاں گئیں؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ان کو دریا میں ڈال دیا، کہنے لگا کہ اتنی بڑی رقم کو آپ نے ضائع کر دیا؟ فرمایا کہ میری زندگی کی اصل کمائی تو ثقاہت کی دولت ہے، چند اشرفیوں کے عوض میں اس کو کیسے تباہ کر سکتا تھا؟

امام بخاری رحمہ اللہ کی کمال احتیاط کا اندازہ کیجیے کہ آپ نے صرف اس لیے ایک ہزار اشرفیاں دریا میں ڈال دیں کہ اگر یہ مجھ سے برآمد ہو گئیں تو لوگوں کے ذہنوں میں یہ شکوک وشبہات آسکتے ہیں کہ کہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے چوری نہ کیے ہوں، آپ

نے محض ان شبہات سے بچنے کے لیے اتنی بڑی رقم سمندر میں ڈال دی اور اپنے دامن کو الی یوم القیامۃ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے مبرا کر دیا۔ ❶

65......بچوں کو چیزوں سے زیادہ انسانوں کی قدر سکھائیں

ہم نے بچوں کے ذہن میں چیزوں کی قدر ڈالی ہے، بیٹا یہ کپ بہت مہنگا ہے ٹوٹنا نہیں چاہیے، کھلونا بہت مہنگا خراب نہیں ہونے چاہیے، بچو دیوار پر کچھ نہیں لگانا یہ دیوار پر ابھی رنگ کیا ہے یعنی چیزوں کی، سامان کی، کھانے پینے کی، گھر کی اشیاء کی اہمیت دل میں ڈالی، لیکن انسان کی نہیں ڈالی اس لیے گھر میں چچا آ رہا ہے وہ اٹھ کر نہیں ملتا، پھوپھی آ رہی ہے سلام میں پہل نہیں کرتا، دادا دادی، نانا نانی بزرگ کام کا کہتے ہیں وہ اس کام کو توجہ نہیں دیتا، کوئی بلاتے ہیں تو جواب نہیں دیتا، ہم نے انسان کی قدر نہیں ڈالی، سامان کی قدر ڈالی ہم اس کے دل میں اگر محبت ڈالتے کہ بیٹا سب سے پہلے انسان کی قدر، بزرگوں کی قدر رہے، جب وہ پکارے فوراً آپ نے بات سننی ہے، سب کام کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہونا ہے، جس کام کا کہیں سب سے پہلے آپ نے اس کام کو کرنا ہے، تو جب ہم انسانوں کی محبت ان کے دل میں ڈالیں گے اُنہیں پتہ چلے گا اصل انسان ہے، یہ سامان انسان کی خدمت کے لیے ہے، یہ دوبارہ مل جاتا ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل ٹھیک نہیں ہوتے، شیشہ ٹوٹ جائے تو جوڑنے سے جڑ جاتا ہے، لیکن ٹوٹنے کا نشان نظر آتا ہے، رسی ٹوٹ جائے جڑ جاتی ہے لیکن گٹھان آ جاتی ہے، دیوار ٹوٹ جائے جڑ جاتی ہے لیکن اثرات باقی رہتے ہیں، لوہا ٹوٹ جائے جڑ جاتا ہے ویلڈنگ کا نشان نظر آ رہا ہوتا ہے، تو بعد میں دل جڑ بھی جائے لیکن ابتداء میں جو دل پر چوٹ لگی ہوتی ہے جو بات نہیں مانی اور دل شکنی کی ہوتی ہے وہ زخم انسان کے

❶ امداد الباری: ج ا ص ۴۶۱/فضل الباری: ج ا ص ۵۵

دل و دماغ پر ہمیشہ باقی رہتا ہے، اس لیے انہیں بتائیں کہ سب سے زیادہ اہمیت بڑوں اور بزرگوں کی ہے، اپنے کام آپ کے ادھورے رہ جائیں، دوست ناراض ہو جائیں لیکن آپ کے بڑے آپ سے ناراض نہ ہوں۔ زیادہ انسانوں کی قدر سکھائیں۔

66......بچوں کے سامنے کبھی جھوٹ نہ بولیں

بچوں کے سامنے کبھی جھوٹ نہ بولیں، بچہ ماں باپ سے سیکھتا ہے، زیادہ تر باپ سے سیکھتا ہے، اب بچہ دیکھ رہا ہے باپ کو فون آتا ہے جی آپ کہاں ہو؟ والد کہتا ہے جی میں فلاں جگہ پر ہوں، بیٹا دیکھ رہا ہے والد ہمارے ساتھ گھر میں بیٹھا ہوا اور کہہ رہا ہے میں فلاں جگہ پر ہوں، تو ہم نے اپنے بیٹے کو خود جھوٹ بولنا سکھایا، دروازے پر دستک ہوئی ابو کو بلاؤ، ابو کہتا ہے بیٹا! انکل کو بولو ابو گھر پر نہیں ہے، ہم اس کو جھوٹ بولنا سکھا رہے ہیں، بچہ کہیں اور سے نہیں سیکھتا، بیٹا جرائم، خامیاں، کوتاہیاں اپنے گھر میں سیکھتا ہے، تفریح کے نام پر غلاظت بھرے پروگراموں کو دیکھ کر سیکھتا ہے، کہیں باہر نہیں جاتا گھر کے اندر ماحول سے سیکھ رہا ہے، تو جب ماں باپ کی زندگی میں سچ بولنا ہوگا اولاد میں بھی سچائی آئے گی۔

دیکھیں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی والدہ نے نصیحت کی بیٹا سچ بولنا، حضرت شیخ نے سچ بولا تھا اللہ نے ڈاکوؤں کی پوری جماعت کو ہدایت دے دی۔

تو جب ماں باپ کی زندگی میں سچائی ہوتی ہے اولاد میں بھی سچائی پیدا ہوتی ہے، اور جو بچہ سچ کا عادی ہو جائے وہ سب گناہوں سے بچ جاتا ہے، ہر گناہ کی جڑ جھوٹ ہے اور انسان گناہ کو چھپانے کے لیے پہلے جھوٹ بولتا ہے پھر اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے بیسیوں جھوٹ بولتا ہے، اسی لیے شریعت نے حکم یہ دیا کہ سچ پر رہو، سچ انسان کو جنت

کی طرف لے کر جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے ”وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ“ اور یہ نیکی انسان کو جنت لے کر جاتی ہے، جو شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ پر زندگی گزارتا ہے ”حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا“ اللہ کے ہاں اُسے سچا لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ بولنا انسان کو گناہ کی طرف لے کر جاتا ہے ”وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّار“ اور یہ گناہ انسان کو جہنم لے کر جاتا ہے، جو شخص مسلسل جھوٹ بولے ”حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا“ یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اُسے بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ ❶

فرشتوں کو جھوٹ سے بہت زیادہ نفرت ہے، اور ان کو جھوٹ سے ایسی گھن آتی ہے کہ جوں ہی کسی کے منہ سے جھوٹ نکلا فرشتہ وہاں سے چل دیتا ہے اور ایک میل تک دور چلا جاتا ہے۔

مؤمن جھوٹا نہیں ہوتا

حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یارسول اللہ! کیا مؤمن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا: ”نَعَمْ“ ہاں، پھر پوچھا گیا کہ ”أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟“ کیا مؤمن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ”نَعَمْ“ ہاں، پھر پوچھا گیا کیا، ”أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ کیا مؤمن جھوٹا ہوتا ہے؟ ”قَالَ: لَا“ فرمایا: نہیں۔ ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحديث: ٢٦٠٧

❷ موطأ مالك: كتاب الكلام، باب ماجاء في الصدق والكذب، ج٥ ص ١٤٤١، رقم الحديث: ٣٦٣٠/ شعب الإيمان: باب حفظ اللسان، ج٦ ص ٤٥٦، رقم الحديث: ٤٤٧٢/ قال المحقق شعيب الأرنؤوط: وإسناده صحيح إلا أنه مرسل أو معضل (مسند أحمد: ج٣٦ ص ٥٠٥)

ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیں

بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیں، آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا، بلکہ ایسے شخص کے لیے تین مرتبہ بددُعا فرمائی:

وَیْلٌ لِلَّذِی یُحَدِّثُ فَیَکْذِبُ لِیُضْحِکَ بِهِ الْقَوْمَ وَیْلٌ لَهُ وَیْلٌ لَهُ. ❶

ترجمہ: بربادی ہے اُس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے، اُس کے لیے بربادی ہے، اُس کے لیے بربادی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانی دشمنوں کے سامنے بھی سچائی کا اہتمام

ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اس وقت انعام مقرر ہوا تھا جو حضور کو یا حضرت ابوبکر کو زندیا مردہ معاذ اللہ! لائیگا، سواونٹ انعام میں ملیں گے۔ تو ایک مشرک حضور کو شکل سے پہچانتا نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی سفر میں جارہے ہیں تو یہ اچانک آگیا، اب یہ پوچھنے لگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ ”مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِی بَیْنَ یَدَیْکَ“ بتاؤ یہ آدمی کون ہے جو آپ کے آگے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”هَذَا الرَّجُلُ یَهْدِینِی السَّبِیلَ“ یہ ایک شخص ہے جو راستے کی طرف میری رہنمائی کرتا ہے۔ اب وہ سمجھا کہ شاید ان کو مدینے کا راستہ نہیں پتہ اور یہ انہیں راستہ بتا رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مراد تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری جنت کی طرف رہنمائی کررہے ہیں۔ یعنی اِیسے سنگین حالات میں بھی جھوٹ نہیں بولا، توریہ استعمال کیا کہ مخاطب نے ایک معنی سمجھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم الحدیث: ۴۹۹۰

مراد دوسرا معنی تھا۔ جانی دشمنوں کے سامنے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ ❶

امام باقر کا اپنے بیٹے امام جعفر صادق کو پانچ نصیحتیں

امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے والد امام باقر رحمہ اللہ نے پانچ نصیحتیں کیں کہ بیٹا! پانچ لوگوں سے دوستی نہ کرنا بلکہ اگر کہیں راستے میں چل رہے ہوں تو ان کے ساتھ مل کر بھی نہ چلنا وہ اتنے خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کون ابو؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک جھوٹے سے دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ وہ فرمانے لگے اس لئے کہ وہ دور کو قریب دکھائے گا اور قریب کو دور دکھائے گا اور تمہیں دھوکے میں رکھے گا۔ میں نے کہا: اچھا، دوسرا کونسا؟ فرمانے لگے: تم کسی بخیل سے دوستی نہ کرنا، میں نے کہا: کیوں؟ فرمانے لگے: وہ تمہیں اس وقت چھوڑ دے گا جب تمہیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی وہ دھوکہ دے جائے گا، اس لئے اس سے بھی دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا تیسرا کونسا؟ فرمانے لگے: فاسق فاجر سے، یعنی جو اللہ کے حکموں کو توڑنے والا ہو اس سے بھی دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا کس لئے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ تمہیں ایک روٹی کے بدلے بیچ ڈالے گا، بلکہ ایک روٹی سے کم کے بدلے میں بیچ دے گا۔ میں نے پوچھا ابو! ایک روٹی کے بدلے میں بیچنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، ایک روٹی سے کم میں کیسے بیچے گا؟ فرمایا: بیٹے وہ ایک روٹی کی امید پر تمہارا سودا کر دے گا اور تمہیں بھاؤ کا پتہ بھی نہیں چلنے دیگا، یعنی فاسق بندے کا کیا اعتبار رہے جو خدا کے ساتھ وفادار نہیں وہ بندوں کا وفادار کیسے ہوسکتا ہے۔ ایک بیوقوف سے دوستی نہ کرنا۔ میں نے پوچھا: کس لئے؟ فرمایا: اس لئے وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا اور

---

❶ صحيح البخاری: كتاب المناقب، باب هجرة النبی صلى الله عليه وسلم وأصحابه إلى المدينة، رقم الحديث: ٣٩١١

نقصان پہنچا دے گا۔فرماتے ہیں میں نے پوچھا پانچواں کونسا؟ فرمایا: بزدل آدمی، وہ مشکل وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑ دے گا، اِس لئے ایسے بے وفا اور بزدل شخص کے ساتھ دوستی نہ کرنا۔دیکھیں امام باقر رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو منع فرمایا کہ جھوٹے آدمی سے دوستی نہ کرنا کہ وہ دھوکے باز ہوتا ہے، دور کی چیز کو قریب دکھاتا ہے اور قریب کو دور، یعنی اچھے کو برا اور برے کو اچھا کہتا ہے، وہ لوگوں کو اپنی اغراض اور خواہشات پر پرکھتا ہے۔❶

67......بچوں کے سامنے کبھی نشہ نہ کریں

ہم کہتے ہیں بیٹا نسوار نہ ڈالو اور باپ خود بیٹے کے سامنے نسوار ڈال رہا ہے، بیٹا سگریٹ نہ پیو والد کے جیب میں سگریٹ کی ڈبی ہے، بیٹا! ہیروئن نہ پیو نشہ نہ کرو، باپ خود نشہ کر رہا ہے، انسان کی نصیحت میں تاثیر تب آتی ہے جب وہ باعمل ہوتا ہے، جب عمل نہیں ہوتا تاثیر نہیں ہوتی، حضراتِ صحابہ اور سلف اپنی زندگی سے دعوت دیتے تھے، عمل سے دعوت دیتے تھے، ہم قول سے دعوت دیتے عمل سے نہیں، ہماری زبان پر کچھ ہوتا ہے ہماری زندگی میں عمل کچھ ہوتا ہے، منع کرتے ہیں خیانت نہ کرو، خود کر رہے ہوتے ہیں، منع کرتے ہیں دھوکا نہ دو، خود کہتے ہیں دھوکا نہ دیں تو کاروبار کیسے چلے، جھوٹ نہ بولیں تو کاروبار کو کیسے ترقی دیں؟ تو اس چیز کی بڑی کمی ہے کہ عموماً نشہ آور چیزیں بعض گھروں میں والد، کہیں چچا، کہیں ماموں، کہیں دیگر عزیز و اقارب کرتے ہیں، تو دیکھا دیکھی بچوں میں آجاتا ہے۔

❶قوت القلوب: الفصل الرابع والأربعون، ج۲ص ۳۹۴/إحياء علوم الدين: كتاب آداب الألفة والأخوة......الخ، ج۲ص ۱۷۲/إتحاف السادة المتقين: ج۶ص ۲۰۰، ۲۰۱

68......بچوں کو گالم گلوچ نہ دیں

بچہ یہ گالیاں کہاں سے سیکھتا ہے؟ سب سے پہلے گھر سے سیکھتا ہے، جو باپ بات بات پر اپنی بیوی کو گالی دے رہا ہو، اپنے بچوں کو گالیاں دے رہا ہے، دوستوں کے ساتھ نجی مجلس اور موبائل پر ایسی زبان استعمال کر رہا ہو تو پھر یہ بچہ والد سے سیکھ رہے ہوتا ہے، یہ سمجھتا ہے گالی کوئی بری بات نہیں جو باپ بات بات میں ماں کو گالی دے رہا ہے، یہ دیکھ رہا ہے، بچہ سب سے زیادہ دیکھ کر سن کر سیکھ رہا ہوتا ہے، بچہ یہی سب کچھ مستقبل میں کرے گا جو وہ دیکھ رہا ہے، خواہ آپ اس کو کتنا ہی کسی بات سے نہ روک لیں، جو اس نے دیکھا ہے، وہ کرنا ناگزیر فطرت ہے۔

پھر وہی چیز بچے کی زبان پر آتی ہیں، اگر یہ دیکھنا ہو کہ اس بچے کے گھر کا ماحول کیسا ہے، بچے کی زبان سن لیں، گھر کے ماحول کا بچے کی زبان سے پتہ چل جائے گا، گھر کے اندر تربیت کا اندازہ بچے کی شخصیت سے ہو جائے گا کہ گھر میں کیسی تربیت ہو رہی ہے، بچے کا اٹھنا بیٹھنا، بچے کا بولنا، گفتگو کرنا، وضع قطع سے پتہ چل جائے گا۔ ہمارے گھروں میں تربیت نہیں ہے، اس وجہ سے ہمارے بچوں میں بگاڑ ہے، ہم نے یہ سمجھا اسکول گیا، ٹیوشن گیا، مدرسہ گیا میری ذمہ داری پوری ہوگئی، یہ ذمہ داری پوری نہیں ہوئی، الگ سے انہیں وقت دیں، اپنی گفتگو میں مہذب الفاظ استعمال کریں تا کہ بچہ آپ سے زبان و ادب اور لہجہ سیکھے۔

69......بچوں سے جو وعدہ کریں اسے پورا کریں

والدین ایفائے عہد کی تربیت بچپن میں اور گھر کے ماحول سے شروع کریں، بچہ والدین کی گفتار و کردار میں تقلید کرتا ہے، ماں باپ بچے کے لیے نمونہ عمل ہیں، بچے کا ذہن بہت حساس ہوتا ہے اور بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تصویر بھی اس کے ذہن

میں نقش ہو جاتی ہے، وہ ماں باپ کے کاموں کو بہت گہری نظر سے دیکھتا ہے اور آئندہ کی زندگی میں اُس سے استفادہ کرتا ہے، بچہ اپنی طبیعت اور فطرت کے باعث ایفائے عہد کے ضروری ہونے کو سمجھتا ہے، جب ماں باپ اس سے وعدہ کرتے ہیں تو اسے ان سے توقع ہوتی ہے کہ وہ اپنے وعدہ پر عمل کریں گے، اگر وہ عمل کریں تو بچہ ایفائے عہد کا عملی درس ان سے حاصل کرتا ہے، لیکن اگر وہ اپنا وعدہ پورا نہ کریں تو اسے دکھ ہوتا ہے اور ماں باپ کو غلط کام کرنے والا سمجھتا ہے، جس گھر میں ماں باپ اپنے وعدے پر عمل کریں آپس میں اپنے بچوں سے اور دوسرے لوگوں سے وعدہ خلافی نہ کریں اس گھر کے بچوں میں بھی ایفائے عہد کی عادت ہوگی، جب کہ اسکے برعکس جس گھر میں بچے ماں باپ کی ہر روز عہد شکنی کو دیکھتے ہیں ان کی نظر میں ایفائے عہد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور وعدے کو فقط چکرا اور فریب دینے کا بہانہ سمجھتے ہیں، اگر ماں باپ خود عہد شکن ہوں اور جھوٹے وعدوں سے بچے کو فریب دیں اور اپنے وعدے پر عمل نہ کریں یا اپنے غلط طرزِ عمل سے معصوم بچوں کو عہد شکنی کا سبق دیں تو بچوں کی زندگی میں عہد شکنی اور وعدہ خلافی آجاتی ہے۔

آج معصوم اور سادہ بچے اپنے ماں باپ سے سینکڑوں جھوٹ اور وعدہ خلافیاں دیکھتے ہیں، کیا ایسے بچوں سے توقع ہوسکتی ہے کہ وہ باوفا ہوں، ماں بچے کو چپ کرانے کے لیے اس سے وعدہ کرتی ہے کہ میں تمہارے لیے مٹھائی لاؤں گی، آئس کریم لے کے دوں گی، ٹافی کھلاؤں گی، نئے کپڑے لاؤں گی، کھلونے خریدوں گی، تمہیں دعوت پر اور سیر پر لے جاؤں گی، یہ وعدے وہ کبھی صرف اسلئے کرتی ہے کہ بچہ کڑ دی دوائی پی لے، یا اس لئے کہ بچہ ڈاکٹر کے پاس اور انجکشن لگانے والے کے پاس چلا جائے، بسا اوقات بات بات پر ڈراتی ہیں کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھے پیٹوں گی، مار ڈالوں

گی، تہہ خانے میں بند کردوں گی، عید پر تمہارے لیے نئے کپڑے نہیں خریدوں گی، تمہیں دعوت پر نہیں لے جاؤں گی، تمہارے ابو سے شکایت کروں گی اور ایسی سینکڑوں دھمکیاں دیتی رہتی ہیں جس سے بچوں کی شخصیت مجروح ہوتی ہے اور وہ والدین سے خوف زدہ رہتے ہیں، اسلئے جھوٹے وعدوں اور ڈرانے سے گریز کریں۔

اگر آپ مختلف خاندانوں اور خود اپنی زندگی پر غور کریں تو دیکھیں گے کہ ہر روز سادہ لوح بچوں سے کتنے وعدے کیے جاتے ہیں کہ جن میں سے اکثر پر عمل نہیں ہوتا، کیا ماں باپ جانتے ہیں کہ ان وعدہ خلافیوں کی بچوں کی حساس روح پر کتنی بری تاثیر ہوتی ہے، اور اس طریقے سے وہ ان کے بارے میں کتنی بڑی خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں، بچہ ماں باپ سے جو ناپسندیدہ عمل دیکھتا یا سنتا ہے وہ اس سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ اس کے اثرات آخر عمر تک نہیں جاتے، خاندان ماں باپ کہ جو وعدہ خلافی کرتے ہیں ایک تو وعدہ خلافی کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، دوسرا وہ ان وعدہ خلافیوں سے اور جھوٹ سے بچے کی بھی تربیت کرتے ہیں کہ جس کا گناہ مسلّمہ طور پر عہد شکنی سے بھی بڑا ہے، اس وجہ سے شریعت کی تعلیمات یہ ہے کہ آپ جو وعدہ اپنے بچوں سے کریں اُسے حتماً پورا کریں۔

70......بچوں کو کبھی بددعا نہ دیں

بچوں کے لئے ہمیشہ دعا کریں، والدین کی دُعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ. (1)

(1) سنن أبی داود: كتاب الصلاة، باب الدعاء بظهر الغيب، رقم الحديث: ١٥٣٦

ترجمہ: تین دعاؤں کو اللہ تعالی قبول کرتا ہے اوراُن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں (۱) والد کی دعا اولاد کے لئے۔(۲) مسافر کی دعا۔(۳) مظلوم کی دعا۔

تین دعائیں اللہ قبول کرتا ہے اس میں سب سے پہلے والد کی دعا، والد کی دعا اللہ تعالی رد نہیں کرتا اس لئے اولاد کو کبھی بد دعا نہ دیں ہمیشہ ان کے لیے دعا کرتے رہیں، اور والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں، بددعا سے اپنے آپ کو بچائیں، نبی اکرم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ. ❶

ترجمہ: اپنے آپ کو بددعا نہ کرو، اپنے مال کو بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کو بددعا نہ کرو۔

ہوسکتا ہے وہ قبولیت کا وقت ہو اور وہ بددعا قبول ہوجائے اور پھر انسان کو ساری زندگی اپنی اس بددعا پر پچھتاوا ہو، بعض نادان ماں باپ بچے سے ذرا سی غلطی ہوجائے فوراً بددعا دیدیتے ہیں، اللہ تجھے ریل گاڑی کے نیچے لے آئے، تیرے ٹکڑے میرے سامنے جمع ہوجائیں، پھر جب بددعا لگ جائے تو زندگی بھر غمگین ہوتے ہیں۔

ماں کی بددعا نے بیٹے کی جان لے لی

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے، ایک بچے نے ماں کی نافرمانی کی ماں کو بڑا غصہ آ گیا تو ماں نے بددعا دے دی، اللہ تجھے ریل گاڑی کے نیچے لے کر آئے اور تیرے ٹکڑے چادر میں گھر لائے جائیں، وقت گزرتا گیا، بچہ عین شباب اور جوانی میں پہنچا، کمائی کے لائق ہوگیا، کما کر گھر لانے لگا تو ایک دن ایسا ہوا گزر رہا تھا اچانک ریل گاڑی

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، رقم الحديث: ٣٠٠٩

تیزی میں آ رہی تھی ریل گاڑی کے نیچے آیا اور جسم کے اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور پھر اس کے ٹکڑوں کو ایک چادر میں ڈال کر گھر لایا گیا، تو یہی ماں اپنے بچے پر بہت رو رہی تھی تو دو دن کے بعد جب اس کو نیند آئی اور سوئی تو ایک آواز سنی کہ اب کیوں رو رہی ہے تو نے خود ہی تو بددعا کی تھی کہ بیٹے کے ٹکڑے چادر میں لائے جائیں تو ہم نے وہی کچھ کیا جو تم نے کہا تھا۔

تو انسان بسا اوقات جذبات میں، غصے میں وہ کہہ دیتا ہے اور پھر ساری زندگی بھر اس کے لیے پچھتاوا ہوتا ہے، اس لئے اولاد کے لیے ہمیشہ دعا کریں اگر وہ کوئی نافرمانی بھی کرے تب بھی دعا گو رہیں، اللہ کے خزانے میں تو کمی کوئی نہیں، دلوں کو پلٹنا تو میرے اللہ کے اختیار میں ہے، بنو آدم کے دل تو اللہ رب العزت کے مایلیق بشانہ دو انگلیوں کے درمیان ہے جب اللہ چاہے تو اس کو پلٹ دے، اس لئے اللہ سے دعا کرتے رہیں، رب العالمین دلوں کو چاہے تھوڑی دیر کے اندر پلٹ دے، ممکن ہے والدین کے دل سے دعا نکلے اور اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ پالے۔

ماں کی بددعا کے سبب دونوں پاؤں کٹ گئے

ایک میجر صاحب اپنی والدہ سے ملنے کے لیے گئے، اس کے بچے اس کے ساتھ تھے تو یہ ذرا بداخلاق تھا والدہ سے جھگڑنے لگا، الجھنے لگا، والدہ نے نصیحت کی تو یہ بدبخت اٹھا اور اپنی ماں کو مارا، ماں نے بددعا دیدی اللہ تیری ان ٹانگوں کو کاٹ کے رکھ دے، تو اگلے دن اس نے واپس جانا تھا ریل کا سفر تھا بچوں کو لے کر جیسے اسٹیشن پہنچا تو ریل گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی، اس نے جلدی جلدی سامان ریل گاڑی کے اندر رکھا اپنے بچوں کو پکڑ پکڑ کے ریل میں بٹھاتا گیا، جب خود سوار ہونے لگا جیسے اوپر رکھا تو پاؤں پھسل گیا، ریل کے نیچے آ گیا دونوں پاؤں کٹ گئے، تو جو ماں نے کہا تھا تیرے

دونوں پاؤں خدا کاٹ دے اسی طرح ہو گیا، اب ماں کو پچھتاؤ اور رونا تو بہت تھا، جب اس کو پتہ چلا تو آ کے رونے لگی، لیکن جو کہا تھا وہ تو پورا ہو گیا۔ ❶

تو اولاد کو بھی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے، والدین کو بھی صبر کا دامن تھام کے رکھنا چاہیے، ایک عرصے کے بعد اللہ نے اِنہیں اولاد دی، انہوں نے اولاد کو پروان چڑھایا اِس عمر تک پہنچایا آج وہ کمانے کے لائق ہو گئے، آج اگر ان میں کوئی کمی کوتاہی ہے تو اللہ سے مانگتے رہیں، ہمارے مانگنے میں کوئی کمی ہوگی، ہمارے عمل میں کوئی کمی ہوگی، شاید ہماری زندگی کی کوئی کمی ہوگی، جس کی وجہ سے وہ چیزیں ہمارے سامنے آ رہے ہوں گی، شاید ہمارا کوئی مکافات عمل نہ ہو، ہم نے کسی کے ساتھ کچھ ایسا کیا نہ ہو جس کا بدلہ سامنے آ رہا ہو، انسان استغفار کرے، توبہ کرے، اولاد کے حق میں دعا گو رہے، رب العالمین کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، جب چاہے حالات کو پلٹ دے اور انسان کی وہ دعا قبول کر لے۔

ماں کی دعا سے دو ماہ میں حفظ مکمل

ایک بچہ عرب میں پیدا ہوا نابینا تھا، سعودی عرب میں ایک اخبار چھپتا ہے ”المدینة“ اس میں یہ واقعہ تھا، بچہ پیدا ہوا نابینا تھا تو اب اردگرد کے لوگ کہتے تھے اِن کے گھر میں نابینا بچہ پیدا ہوا ہے، لوگ آ کر ماں کو بھی کہتے لیکن ماں کو تسلی تھی اللہ کی نعمت ہے، اللہ نے بچہ تو دیا ہے اور میں اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہوں، تو اس ماں نے اپنے بچے کے لیے دعا کر دی کہ یا اللہ! تو نے میرے بیٹوں کو آنکھوں کی بینائی نہیں دی اس میں تیری حکمت ہوگی، یا اللہ! میرے بیٹے کو فہم دے دے، حافظہ عطا فرما، دین کی سمجھ عطا فرما کہ یہ تیرے قرآن کو یاد کرے، تیرے نبی کی حدیثوں کو یاد کرے، تو ماں نے رو رو

❶ انمول واقعات: ص ۳۱۲، ۳۱۳

کے اللہ سے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو ایسا حافظہ عطا کیا کہ جو آیت اس کو قاری صاحب پڑھاتا فوراً اس کو یاد ہو جاتی تھی ،اس کے سامنے استاذ جیسے پڑھتا تو دوسری دفعہ وہ بچہ زبانی سنالیتا،عرب کے اس بچے نے دو مہینے میں قرآن کریم حفظ کر دیا۔ تو یہ کیا تھی؟ ماں کی دعا تھی کہ اے اللہ! تو نے اگر اس کو آنکھوں کی بینائی نہیں دی دل کی بصیرت عطا کر دے، حافظہ کی نعمت عطا کر دے، اللہ نے وہ نعمت دیدی، بچے کو جو پڑھتا اس کو یاد ہو جاتا، اللہ رب العزت کے ہر کام میں حکمت ہے، اس ماں کی دعائیں تھیں اللہ تعالی نے اسے حافظے کی نعمت دیدی، اس لیے میں نے ایک بات عرض کی اولاد کو کبھی بددعا نہ دیں۔

والدہ کی دعا کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آئی

امام بخاری رحمہ اللہ جب پیدا ہوئے تو چند دنوں کے بعد ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ،ان کی والدہ ان کے لیے دعا کرتی رہتی تھیں ،اے اللہ! میرے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی کو لوٹا دے۔ایک مرتبہ ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ فرمار ہے تھے: تیری دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹا دی، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی۔ [1]

دیکھیں! ماں باپ کی دعا میں کتنی طاقت ہے، دنیا کا کوئی ڈاکٹر ایسا نہیں ہے جو نابینا کو بینا کر سکے، آپ امریکہ تک علاج کے لئے چلے جاؤ، یورپ جاؤ، فرانس جاؤ،کوئی ڈاکٹر کوئی طبیب،کوئی حکیم دنیا میں نہیں ہے جو نابینا کو بینا کر سکے،لیکن ماں باپ کی دعا میں وہ طاقت ہے جو نابینا کو بینا کر دیتی ہے،تو کبھی ہم نے صدقِ دل سے مانگا نہیں ہے،

[1] تاریخ مدینة دمشق لابن العساکر :ترجمة:محمد بن إسماعیل بن إبراهیمأبو عبد اللّٰه، ج ۵۲ ص ۵٦

سچے دل سے انسان مانگے تو اللہ رب العزت فوراً دعا کو قبول فرماتے ہیں، انسان کے مانگنے کی دیر ہوتی ہے اللہ رب العزت کی طرف سے عطا میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اس لیے میں نے بڑی اہم بات عرض کی ہے کہ اولاد کے حق میں بددعاء نہ کی جائے، تہجد کی نماز کے لیے اٹھیں، اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے تہجد کے وقت میں مانگیں، اے اللہ! اِن کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، ملک اور ملت کا پاسبان اور دین کا ترجمان بنا۔

71......اولاد کو رزقِ حلال کھلائیں

والدین پر ایک حق یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کو حلال غذا کما کر کھلائیں، حرام کمائی سے خود بھی پرہیز کریں اور بچوں کو بھی بچائیں تاکہ اِن کی نشو ونما پاکیزہ ہو، اور اِنھیں اولو العزمی کے جذبات پرورش پائیں، قرآن پاک اور احادیث میں بکثرت رزقِ حلال کی تاکید کی گئی ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ اس کے بڑے اثرات ہوتے ہیں، کاش مسلمان ان چیزوں کی اہمیت محسوس کریں، اور اپنی اولاد کی پرورش میں ان اُمور کا لحاظ رکھیں۔

بچے کی جو پرورش رزق پر ہوتی ہے خدا نہ کرے اگر وہ رزق حرام کا ہو تو اس سے جو بچہ پرورش پاتا ہے پھر اس میں وہی اخلاق و کردار، وہی امراضی نظر آتے ہیں جو اس کمائی میں ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام سے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾(المؤمنون: ۵۱)

ترجمہ: اے رسولوں کی جماعت! تم حلال کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔

اس لئے رزق جب حلال کا ہوتا ہے نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے، رزق جب حلال کا ہوتا ہے تو بچے بھی فرمابردار ہوتے ہیں، خدا نہ کرے اگر وہ حرام کا ہوگا اس سے جو بچے نشو نما پائیں گے ان کے اندر بھی وہی نافرمانی ہوگی، جھوٹ ہوگا، کینہ ہوگا، دھوکا ہوگا، اس لئے کہ اِسے رزق اِسی قسم کا دیا گیا، جیسے گاڑی چلتی ہے پیٹرول پر، انسان کے جسم

کی بقا ہے رزق پر، تو جیسے پیٹرول اور آئیل جتنا اچھا ہوتا ہے گاڑی کی بقا اور لائف اتنی اچھی ہوتی ہے، رزق جتنا حلال کا ہوتا ہے اتنے اس کے اثرات اچھے ہوتے ہیں۔

مال حرام کی کمائی کرنے والے کے بچے

کریم شیخ پنجاب گورنمنٹ میں بڑے افسر تھے، اہم عہدوں پر فائز تھے، بہاولپور میں تھے جب ۱۹۹۹ء میں ایک فضائی حادثے میں وفات پا گئے۔ موصوف لاہور میں وسیع جائیداد کے مالک تھے، علامہ اقبال ٹاؤن میں ان کے دو مکان تھے، ایک کنال میں اور دس مرلے میں، دس مرلے والا مکان ڈبل سٹوری تھا، اس کے علاوہ جوہر ٹاؤن میں بھی ان کے متعدد قیمتی پلاٹ تھے، ان کی کمائی حلال کی نہیں تھی، موصوف کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، ایک بیٹا مکمل پاگل تھا، دوسرا چالیس فیصد تک اب نارمل تھا، تیسرا کانوں سے بہرا تھا اور چوتھا جو نارمل تھا وہ بھی کانوں کی تکلیف میں مبتلا تھا، یہ خود ہی پاگل بیٹے کا پیشاب پاخانہ صاف کیا کرتا تھا۔ ❶

آج کے والدین اپنی اولاد کو حرام مال، مشتبہ مال کھلا کر پھر ان کی صحیح اور نیک بخت ہونے کی دعائیں کرتے ہیں، ہمارے بچے نیک ہوں، فرمابردار ہوں، اول تو ایسے والدین کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دور دراز کا سفر کرے اور نہایت پریشانی و پراگندگی کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر یارب !یارب! کہتے ہوئے دُعا کرے، ''وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ'' جب کہ اس کی غذا اور لباس سب حرام سے ہو اور حرام کمائی ہی استعمال کرتا ہو ''فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟'' تو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہیں؟ ❷

❶ مکافات عمل: ص ۲۹۵

❷ صحيح مسلم: كتاب الكسوف، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، رقم الحديث: ١٠١٥

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ اَلنَّارُ أَوْلَى بِهِ. ❶

ترجمہ: اے کعب بن عجرہ! وہ گوشت جس نے حرام مال سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جو گوشت یعنی جو جسم حرام مال سے نشوونما پائے وہ دوزخ کی آگ ہی کے لائق ہے۔

اس لیے خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی حرام رزق سے بچائیں، حرام تو دور کی بات مشتبہ مال سے بھی دور رکھیں، وہ مال جو دھوکہ سے کمایا گیا، جھوٹ بول کر کمایا گیا، اسے گھر کی چاردیواری میں نہ لائیں۔ حضراتِ صحابہ کرام حرام تو دور کی بات مشتبہ چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچاتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشتبہ مال سے بچنا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی، آپ نے اس چیز میں سے کچھ کھالیا، اس کے بعد غلام نے بتایا کہ مجھے یہ چیز اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اسلام کے دور سے پہلے جاہلیت کے دور میں ایک آدمی کو میں نے اپنے آپ کو کاہن ظاہر کر کے کچھ بتلایا تھا، جیسے نجومی کاہن لوگ ہوتے ہیں، لوگوں کو مستقبل کے احوال وغیرہ بتلاتے رہتے ہیں، شریعت نے ان چیزوں سے سخت منع کیا ہے، ایسے لوگوں کے پاس جانا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ ان سے مستقبل کے احوال پوچھے جائیں یا ان پر یقین کیا جائے، شریعت میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ بہرحال! غلام نے کہا کہ اس کہانت کے بدلہ میں اس شخص نے مجھے یہ چیز دی تھی جو میں نے آپ کو کھانے کے لیے دی۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

❶ مسند أحمد: مسند جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه، ج ۲۲ ص ۳۳۲، رقم الحدیث: ۱۴۴۴۱

فَادْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَه فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ. ❶

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر جو کچھ پیٹ میں تھا قے کر دی۔

دیکھئے! یہ لاعلمی میں جو کھالیا یہ حرام نہیں تھا، مگر یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا کہ جیسے ہی اشتباہ پیدا ہو گیا تو انہوں نے فوراً اپنے پیٹ سے اس چیز کو نکال دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشتبہ مال سے بچنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا تو انہیں بہت اچھا لگا، جس شخص نے انہیں دودھ پلایا تھا اس سے امیر المؤمنین نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے؟ اس نے انہیں بتایا کہ ایک پانی پر (یعنی نام لے کر بتایا کہ فلاں جگہ جہاں پانی تھا) میں گیا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ زکوۃ کے بہت سے اونٹ موجود ہیں اور انہیں پانی پلایا جا رہا ہے، پھر اونٹ والوں نے اونٹوں کا تھوڑا سا دودھ نکالا، اس میں سے تھوڑا سا دودھ میں نے بھی لے کر اپنی مشک میں ڈال لیا، یہ وہی دودھ ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور قے کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل کمالِ تقویٰ اور انتہائی ورع کی بنا پر ہے، آپ کو جیسے معلوم ہوا فوراً قے کر دی۔ ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کی اجازت کے بغیر شہد استعمال نہ کرنا

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب: باب ايام الجاهلية، رقم الحديث: ۳۸۴۲

❷ موطأ مالک: كتاب الزكاة: باب ماجاء فی أخذ الصدقات والتشديد فيها، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحديث: ۷۰۴

ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کے لیے علاج میں شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت شہد بیت المال میں موجود تھا، (انھوں نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ) مسجد جا کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

إِنْ أَذِنْتُمْ لِيْ فِيْهَا أَخَذْتُهَا وَإِلَّا فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ فَأَذِنُوْا لَهُ فِيْهَا. ❶

ترجمہ: مجھے علاج کے لیے شہد کی ضرورت ہے، اور شہد بیت المال میں موجود ہے، اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس میں سے لے لوں، ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے، چناں چہ لوگوں نے خوشی سے آپ کو اجازت دے دی۔

حالانکہ اگر آپ چاہتے تو امیر المؤمنین ہونے کی حیثیت سے استعمال کر سکتے تھے، اور آپ کو چاہیے بھی نہایت معمولی تھا، بیماری کے ایام تھے اور ضرورت تھی، لیکن پھر بھی رعایا کی اجازت کے بغیر آپ نے استعمال نہیں کیا، یہ آپ کی محتاط طرزِ زندگی ہے۔

رزقِ حلال کی برکات

ایک شخص عبداللہ شاہ جو دیو بند میں گھاس بیچتے تھے، جو ملتا اس میں سے ایک حصہ اپنی والدہ کو دیتے اور ایک حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور باقی اپنے خرچ میں لاتے، انہوں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اور دوسرے حضرات کی دعوت کی، مولانا نے فرمایا کہ دعوت کہاں سے کرو گے، تمہارے پاس ہے ہی کیا، کہنے لگے جو حصہ خیرات کا نکالتا ہوں اسی سے دعوت کردوں گا، غرض پانچ آنے جمع کیے اور حضرت مولانا کے پاس لائے، اور کہا کہ تم خود ہی پکالو، میں کہاں جھگڑا کروں گا، اگر دنیا دار بھی اس طرز کو اختیار کرلیں تو کیسا اچھا ہو، مہمان تھے کئی اور پیسے صرف پانچ

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبدالعزى، ج ۴۴ ص ۳۰۱ رقم الترجمة: ۵۲۰۶

آنے، بزرگ مہمانوں کا مشورہ ہوا کہ کوئی سستی چیز تجویز کی جاوے، چنانچہ میٹھے چاول گڑ کے تجویز کیے، بڑی احتیاط سے لگائے گئے، کوری ہانڈی منگائی گئی، پکانے والے کو وضو کرایا گیا، غرض ہر طرح کی احتیاط کی گئی، وہ چاول تھے ہی کتنے ایک ایک دو دو لقمہ کھا لیے۔ مولانا خود فرماتے تھے کہ ان دو لقموں کی برکت دیکھی کہ ایک ماہ تک قلب میں انوارات و برکات محسوس ہوتے تھے، ایک ماہ کامل یہ اثر رہا۔

فائدہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں کہتا تھا کہ جس کی کمائی کے ایک لقمہ کا یہ اثر ہے تو جو دن رات اسی کو کھاتا ہے اس کی کیا حالت ہوگی، دوستو اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت ہوگی تو یہ بات پیدا ہو جائے گی۔ [1]

حلال، حلال کو کھینچتا ہے

ابن خریف رحمہ اللہ علیہ اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے والد بڑے تاجر تھے اور انہوں نے ایک شخص کو آگے شریک رکھا تھا، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کپڑے کے اندر ایک عیب تھا اور میرے والد نے جس کو شریک رکھا تھا انہوں نے اس کپڑے کو بھیج دیا اور وہ اس کپڑے میں عیب نہیں بتایا، حضرت جب آئے پوچھا: تو انہوں نے کہا: میں تو بتانا بھول گیا۔ فرمایا: جاؤ، اُسے تلاش کرو، کہا: حضرت وہ تو بہت آگے چلا گیا ہوگا، میں کہاں تلاش کروں گا، کہا: تم مجھے حلیہ بتاؤ میں خود تلاش کرتا ہوں، انہوں نے حلیہ بتایا، ابن خریف رحمہ اللہ علیہ کے والد تلاش کرنے کے لئے سواری پر خود نکل گئے تلاش کرتے کرتے ایک جگہ پہنچ گئے، معلومات راستے پر لیتے رہے کہ ایک قافلہ گزرا ہے اس طرح کے لوگ تھے، ایسا حلیہ تھا، اتنی سواریوں پر تھے، جب وہاں پہنچے تو انہوں نے پوچھا جس آدمی نے سامان خریدا وہ کون ہے؟ بتایا گیا وہ فلاں

---

[1] حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۱

ہے، اتفاق سے غیر مسلم تھا، انہوں نے کہا: تم نے جو سامان خریدا اُس سامان کے اندر کپڑوں میں ایک عیب موجود ہے، اس نے کہا کہ اگر عیب ہے تو تم اتنی دور سے آئے مجھے بتانے کے لئے، کہا: ہاں، میں آیا ہوں، اسلام حکم یہ دیتا ہے کہ کسی کو دھوکا نہ دو، کسی کو عیب دار چیز نہ دو، تو آپ کو یہ عیب والی چیز پہنچ گئی ہے، میں معافی چاہتا ہوں یا تو آپ کپڑا مجھے واپس کردو، یا جو رقم دی ہے، میں آپ کو اس میں عیب کی وجہ سے رقم کچھ واپس کردوں، اُس شخص نے کہا: جو دراہم میں نے دیے تھے، آپ کے اس تاجر کو وہ دراہم مجھے دو، تو انہوں نے دراہم دیئے، تو اس نے دراہم کو پھینک دیا اور اپنے جیب سے دوسرے دراہم نکال کر اس کو دے دیے۔ اُس نے کہا: تم نے یہ دراہم کیوں پھینکے؟ کہا ان دراہم میں کھوٹ تھا، وہ نقلی دراہم تھے، میں نے وہ دراہم کا یہ کپڑا لیا تھا، جب تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا، اتنے دور سے عیب بتانے کے لئے آئے ہو تو میرے دل نے گوارا نہیں کیا کہ میں تمہیں نقصان پر نچاؤں، اس لیے میں تمہیں ابھی اصلی دراہم دے رہا ہوں اور یہ شخص اس واقعہ سے بڑا متاثر ہوا، اور اسلام کی حقانیت دل میں موجذن ہوگئی۔ ❶

ایک نوجوان کا حرام کمائی سے بچنے پر وافر رزقِ حلال کا ملنا

میرے آبائی گاؤں کوٹ بھگت (واقع تحصیل سمبڑیال، ضلع سیالکوٹ) کے قریب ہی ایک دوسرا گاؤں کوٹ بلند ہے۔ وہاں میرے ایک عزیز دوست چودھری محمد نواز گھمن رہتے ہیں، وہ خود چھوٹے زمیندار ہیں مگر ان کے رشتے دار بارسوخ لوگ ہیں۔ ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ ان کے بڑے بیٹے نوید نواز گھمن نے ''بی اے'' کیا، تو اسے ملازمت کی تلاش ہوئی، رشتے داروں کے اثر ورسوخ کی وجہ سے اسے پولیس میں اے ایس آئی

❶ خزینہ: ص ۱۹۵

کی پیش کش ہوئی، مگراس نے یہ کہہ کرانکار کردیا کہ پولیس میں رہ کر رشوت سے بچنا مشکل ہوتا ہےاوروہ کسی قیمت پر مالِ حرام کے قریب نہیں جانا چاہتا۔

کچھ وقت کے بعد چودھری محمد نواز گھمن کے ایک رشتہ دار نے بتایا کہ نوید کو نائب تحصیل داری کا منصب مل سکتا ہے، لیکن اس کے لئے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے پڑیں گے، نواز گھمن صاحب راضی ہوگئے اورانہوں نے جذبہ مسرت کے ساتھ نوید کو یہ خوشخبری سنائی کہ تم عنقریب نائب تحصیل دار بن جاؤ گے، لیکن یہ جان کرکہ اس کے لئے ایک لاکھ روپے رشوت میں دینے پڑیں گے، نوید نے دوٹوک انداز میں انکار کردیا کہ مجھے خواہ کتنا ہی عرصہ بیکار رہنا پڑے، لیکن میں رشوت کے بَل پر ہرگز کوئی ملازمت قبول نہیں کروں گا، چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا کہ نوید کی یہ بات سن کر میں بہت برہم ہوا کہ آخر تم چاہتے کیا ہو؟ تھانیداری تم نے مسترد کردی اوراب تحصیل دار بننے سے تم انکار کررہے ہو، آخر تم زندگی میں کیا بننا چاہتے ہو؟

اس کے جواب میں نوجوان نوید نے کہا: میں مسلمان ہوں، اور میں صرف اورصرف حلال کے رزق پر زندگی گزارنا چاہتا ہوں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں، اس لئے میں رشوت دے کر یالے کر جہنم میں نہیں جانا چاہتا، اس نے بڑے اعتماد سے کہا آپ فکر نہ کریں، اللہ مالک ہے، وہ اپنا فضل فرمائے گا اور میری ملازمت کا ان شاء اللہ بہت اچھا انتظام ہوجائے گا۔

چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا: سچی بات ہے دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ان دنوں میرا ایمان خاصا کمزور تھا، چنانچہ میں اپنے بیٹے کی بات کو نہ سمجھ سکا اور بڑبڑانے لگا کہ دیکھوں گا خدا تمہیں محض ’’بی اے‘‘ کی بنیاد پر تھانیداری سےاورتحصیلداری سے اچھی

ملازمت کیسے دیتا ہے؟ تم خواب دیکھ رہے ہو اور خواب اکثر پورے نہیں ہوتے۔
لیکن حیرت انگیز طور پر ایک ہی مہینے کے بعد نوید کو سعودی عرب سے بلاوا آگیا، اس کے ایک ماموں وہاں ٹھیکے دار تھے، انہوں نے اسے ویزہ بھجوادیا، وہاں جاتے ہی اسے ایک بین الاقوامی ادارے ''یونی لیور'' میں ملازمت مل گئی اور تیس ہزار روپے تنخواہ مقرر ہوئی اور اس طرح ثابت ہوگیا کہ مالِ حرام سے نفرت کرنے اور رزقِ حلال کی طلب کرنے والوں کی اللہ اپنے فضل سے مدد کرتا ہے۔
نوید گھمن اب بھی سعودی عرب میں باعزت ملازمت کر رہا ہے، اور مالی کشادگی کے علاوہ متعدد حج اور عمروں کی سعادت سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ ❶

72......بچوں کو انٹرنیٹ، کیبل، موبائل اور سوشل میڈیا سے دور رکھیں

آج کے دور میں سب سے بڑا فتنہ موبائل کا فتنہ ہے، غیروں نے کوشش کرکے ہمارے ہر گھر کے اندر بے حیائی اور فحاشی و عریانی کی چیزیں لے کر آگئے، اتنا نقصان پر لے نہیں ہوا جتنا نقصان آج ہو رہا ہے، ہر گھر کے اندر، ہر آدمی کے پاس موبائل ہے، مثبت استعمال کرنے والے بہت کم ہیں، لیکن نوجوانوں، کم عقل اور نادان بچوں میں اس کا منفی اور بیجا استعمال بہت زیادہ ہے، عموماً بچوں کی اس کو دیکھتے دیکھتے رات گزر جاتی ہے، کوئی اس میں گیم کھیلتے ہوئے اپنا وقت ضائع کر دیتا ہے، کوئی لایعنی اور بیہودہ چیزیں دیکھتے ہوئے اپنے حافظے کو نقصان دیتے ہیں، آج والدین خود خرید کر دیتے ہیں، دورانِ تعلیم انتہائی مضر ہے اور نہ ہی بچوں کو تعلیم کے اوقات میں اس کی ضرورت

❶ مکافاتِ عمل: ص ۳۹

ہے، اس لئے والدین کو چاہیے کہ جوان کے تعلیم کے اوقات ہیں اس میں ان کو نہ دیں، آج اس مرض میں خود والدین بھی شریک ہیں، بلکہ اس میں کیا خاص، کیا عام، کیا بچے، کیا والدین، کیا طلبہ، کیا اساتذہ، کیا عوام، کیا سائنس دان، کیا تعلیم یافتہ سب ہی اس بیماری میں شریک ہیں۔ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کررہے ہیں، یہ دورحاضر کی ایک نئی ٹکنالوجی ہے، ویب سائٹ، واٹس ایپ، موبائل ایپ، فیس بک اور یوٹوب وغیرہ وغیرہ ......جس میں بے حیائی کا اچھا خاصا سامان محفوظ کرنا اور اس سے لطف اندوز ہونا بالکل آسان اور سستا گناہ بنادیا گیا ہے۔

آج بچوں کو دیکھو موبائل ہاتھ میں لئے واٹس ایپ، فیس بک میں مشغول ہیں، یہاں تک کہ کھانا سامنے رکھا ہوا ہو اور معزز لوگ بیٹھے ہوں اس کو کوئی پرواہ نہیں، وہ اپنے موبائل میں مشغول ہے، بہر حال بچہ جب تک وہ اپنے سنِ شعور کو نہ پہنچے اور ان کا نکاح نہ ہو جائے اِنہیں اس سے دور رکھا جائے، عموماً انسان سمجھتا ہے جی وہ بچہ تعلیم حاصل کررہا ہے، حالانکہ وہ اس میں پڑھتا کم ہے منفی چیزیں زیادہ دیکھتا ہے، نہ دیکھتے ہوئے بھی انسان دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور جب ایک چیز کھولی تو بے تحاشہ اس میں اس طرح کی فلمیں ڈرامے سامنے آجاتے ہیں کہ معاذ اللہ! انسان کے ساتھ نفس اور شیطان ہے دیکھتے دیکھتے وقت گزر جاتا ہے، روحانیت ختم ہو جاتی ہے، اسی لئے تو عبادت میں لذت نہیں ہے، تلاوت کرنے کا دل نہیں کرتا، مسجد میں ٹھہرنا بہت گراں گزرتا ہے، نماز ختم ہوتی نہیں ہے کہ موبائل جیب سے نکال دیتے ہیں، نماز کے دوران بھی خیال وہاں ہوتا ہے، رات جب تک نیند نہیں آتی موبائل ہاتھ میں، صبح اٹھتے ہی سب سے پہلے موبائل چیک کرتے ہیں، تو آج موبائل کا ایسا چسکا لگا پانچ منٹ باقی ہیں نماز میں تلاوت کرلے، نہیں اُس دوران بھی موبائل دیکھ رہا ہے، مسجد

میں آ کر بھی انسان لایعنی چیزوں میں اپنے قیمتی لمحات ضائع کر رہا ہے، تو بہر حال غیروں نے کوشش کر کے چند دنیاوی ظاہری فائدے بتا کر ہمارا حقیقی اور اخروی بے تحاشا نقصان کر دیا۔

موبائل کے بے جا استعمال کے نقصانات

(۱) سب سے بڑا نقصان اس میں وقت کا ضیاع ہے، جب انسان اِس میں لگتا ہے ایک چیز دیکھتا ہے، دوسری دیکھتا ہے، ایک سنتا ہے دوسری چیز سنتا ہے، دیکھنے سننے میں سارا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسرا بڑا نقصان بدنظری ہو جاتی ہے اور بدنظری سے اللہ حافظے کی نعمت انسان سے لے لیتا ہے۔

(۳) تیسرا بڑا نقصان اس کے ذریعے یہ ہوتا ہے پھر اگلے دن سبق میں دل نہیں لگتا، انسان نے رات کو جو دیکھا، جو چیزیں سنتا رہا وہی دل و دماغ میں پورا دن گردش کرتی ہیں، رات کو جو جو دیکھا تھا ساری وہی باتیں نظروں کے سامنے ہوں گی، تو دین کی بات، علم کی بات، ذہن میں نہیں رہے گی، بھول جائے گی، اس لئے بہتر ہے اگر بچے کو موبائل کی ضرورت ہو سادہ موبائل خرید کے دیں، اس سے تقوی، نگاہیں اور حیا محفوظ رہی گی اور علم میں برکت ہوگی اور علم کے لئے بڑی آفت جو نسیان ہے اُس سے تقوی اور نظر کی حفاظت کے سبب محفوظ رہے گا۔

73......بچوں کو سادا کشادہ اور مکمل لباس پہنائیں

ہم بچوں کو بچپن سے زیب و زینت پر لگاتے ہیں، بچے کے لیے تین تین ہزار روپے کا لباس آ رہا ہے، بچی کے لئے ڈھائی ڈھائی ہزار کی فراک آ رہی ہے اور فراک بھی سادہ نہیں تزیین کے ساتھ، کشادہ نہیں تنگ جس سے جسم نظر آ رہا ہوتا ہے، مکمل نہیں

ادھورا لباس، آج دیکھے بچیوں کا لباس کہاں ہے؟ پورے پورے بازو نظر آ رہے ہیں، پنڈلیاں نظر آ رہی ہیں، جسم نظر آ رہا ہے، اتنا تنگ کہ جسم کی ساخت نمایاں ہو رہی ہے، قرآن کریم نے لباس کا مقصد بتایا:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾ (الأعراف: ۲۶)

ترجمہ: اے بنو آدم! ہم نے لباس اس لئے اتارا تا کہ وہ تمہاری شرمگاہ کو چھپائے (نہ کہ ظاہر کرے) اور زینت کا ذریعہ ہو۔

آج بعض لوگ پتلون پہن لیتے ہیں، پین شرٹ پہنتے ہیں، جس کی وجہ سے جسم کی ساخت نظر آتی ہے، جسم کے اعضاء اس میں نمایاں ہوتے ہیں، ایسا لباس پہننا جس سے جسم کی ساخت نظر آئے ایسا لباس پہننا حرام ہے۔

آج دیکھیں! آٹھ سے دس سال کی بچی کا آپ مکمل لباس تلاش کرنے چلے جائیں اور کہیں کہ مکمل بازو والا لباس ہو تو آپ کو نہیں ملے گا، میری بیٹی ہے جس کی عمر بارہ سال ہے، میں اس کے لئے کپڑے خریدنے کے لئے گیا، آٹھ سے دس دکانوں پر چکر لگایا کہ ایسے کپڑے ہوں کہ مکمل آستین ہو، مکمل لباس ہو، دکاندار کہنے لگا: مولوی صاحب! آج نیا فیشن آ گیا، یہ پرانا لباس تھا ابھی نہیں ملتا، اگر آپ نے بنانا ہے کپڑا خرید کر خود بناؤ، بنے ہوئے سوٹ ایسے نہیں آتے، یعنی آج غیروں نے فحاشی وعریانی اتنی عام کردی ہے، اور اسی وجہ سے تو معاذ اللہ! آج بچیوں کے ساتھ بدکاری کے واقعات پیش آتے ہیں، انہیں تنگ لباس پہنا دیا جاتا ہے، نیم برہنہ لباس پہنایا جاتا ہے، بازاروں میں گھمایا جاتا ہے، پردے کا اہتمام نہیں ہوتا، اِسی وجہ سے اس قسم کے واقعات سننے میں آتے ہیں، جن گھروں میں مکمل لباس ہوتا ہے، پردے کا اہتمام ہوتا

ہے، مسلمان اللہ رسول کے احکامات پر چلتا ہے، اللہ رب العزت ان کی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اور جہاں وہ دین کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ سرعام پورے معاشرے میں ذلیل اور رسوا ہو جاتے ہیں، جس گھر میں پردہ ہوگا جہاں بچی کا وقت گھر میں گزرے گا، جہاں لباس مکمل اور سادہ ہوگا، وہاں الحمدللہ ایسی چیزیں سننے میں نہیں آئیں گی، ہم خود دین پر عمل نہیں کرتے، ہم دوسروں کو دعوت دیتے ہیں، جس دن دین پر سو فیصد آجائیں گے ہمارا چلنا پھرنا لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گا، ہم دعوت دے رہے ہیں پردے کی اپنے گھر میں پردہ نہیں ہے، اپنی گھر والی ہے پردے کا اہتمام نہیں کرتی، اپنی بیٹی بے پردہ ہو کر کالج یونیورسٹی جا رہی ہے، بازاروں میں گھوم رہی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں کے متعلق ارشا فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(الأحزاب: ۵۹)

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں، اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

تو شریعت نے جن چیزوں کا حکم دیا اس میں انسان کے لئے بڑی حکمتیں اور فوائد ہیں، تو بہر حال بچوں کو سادہ لباس پہنایا جائے، کشادہ لباس ہو، مکمل لباس ہو، گھر کے اندر خود سے لباس بنا کر مکمل پہنائیں تا کہ ابتداء سے ہی بچی کی زندگی میں حیا اور پاکدامنی

آ جائے ،آج ہماری بچیاں نیٹ دیکھ کر اپنے لئے لباس پسند کرتی ہیں ،نیٹ پر دیکھتی ہیں پھر باپ کو بتاتی ہیں وہ تصویر والا لباس لانا جو فلاں اداکارہ نے پہنا ہے، جو فلاں گلوکارہ اور ایکٹر نے فلاں ڈرامے اور فلم میں پہنا تھا، یہ لباس لانا ہے، ہمارے لیے آئیڈیل یہ گلوکارہ، فنکارہ ،اداکارہ نہیں، ہمارے لیے آئیڈیل حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ ،حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اورصحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگی ہے،ان لوگوں کی زندگیاں جو یہ کہا کرتی تھی کہ جنازہ بھی رات کو اٹھے تا کہ ہمارے کفن پر غیرمحرم کی نگاہ نہ پڑے ،ایسی زندگی انہوں نے پاکدامنی کی گذاریں، فرض حج کے علاوہ کبھی گھر سے نہیں نکلیں اور فرمایا اب گھر سے جنازہ نکلے گا،اتنا پردے کا اہتمام تھا۔

اُم المؤمنین حضرت سودہ کا پردے کے حکم شرعی پر سختی سے عمل

ایک دن طلوعِ آفتاب کے وقت ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دوسری خواتین کے ساتھ جنگل سے واپس آرہی تھیں کہ انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا، جنہیں خواتین کا گھروں سے نکلنا گوارہ نہ تھا، تا کہ مسلمان عورتوں پر کسی غیر کی نگاہ نہ پڑے، لیکن چونکہ باقاعدہ ابھی تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، لہذا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس وقت بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان معزز خواتین کو دیکھا اور یوں باہر نکلنے پر ناگواری کا اظہار کر دیا، اس دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا گھر واپس آئیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

’’یارسول اللہ! کیا ہم ضرورت کے لئے بھی گھروں سے نہ نکلیں؟‘‘

اس وقت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’میں نے تمہیں ضرورت کے لئے گھر سے نکلنے کو منع نہیں کیا۔‘‘

یہ سن کر وہ مطمئن ہوگئیں مگر کچھ ہی وقت گزرا کہ پردے کا حکم نازل ہوا، اور خواتین کو گھروں میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا اور بلا ضرورت نکلنے سے منع کیا گیا۔

تو امہات المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما نے بڑی سختی سے اس حکم کی پابندی کی، یہاں تک کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس کی تعمیل اتنی شدت سے کی کہ کسی نے انہیں فریضہ حج کے لئے کہا، تو انہوں نے کہا:

قَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ، وَأَمَرَنِی اللّٰهُ أَنْ أَقِرَّ فِی بَیْتِی. قَالَ الرَّاوِی: فَوَاللّٰهِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا حَتَّی أُخْرِجَتْ جِنَازَتُهَا. ❶

ترجمہ: حضرت سودہ نے فرمایا: یقیناً میں حج اور عمرہ کر چکی ہوں، اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں گھر میں رہوں، راوی کہتا ہے: اللہ کی قسم! حضرت سودہ اپنے حجرے کے دروازے سے (موت تک نہیں نکلیں) انتقال کے بعد ان کا جنازہ نکالا گیا۔

شریعت کے حکم پر اس قدر تاکید کے ساتھ عمل کیا کہ نفلی حج اور عمرے کے لئے بھی گھر سے نہیں نکلیں۔ اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ ازواجِ مطہرات میں پردے کا کس قدر اہتمام تھا۔

ہمیں یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر نہیں چلنا، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلنا ہے، آج مسلمان اپنے لئے فخر سمجھتا ہے یہود و نصاری کے طریقوں پر چلتا ہے، یہود و نصاریٰ کا جو لباس ہے آج مسلمانوں میں وہ رائج ہوگیا، جس طرح وہ اپنے بالوں کی کٹنگ کرتے ہیں مسلمان بھی دوسرے دن اسی طرح اسی اسٹائل میں بالوں کی کٹنگ کرتا ہے، وہاں کی عورتوں نے اپنی شلواروں کو ٹخنوں سے اوپر کیا مسلمان عورتوں

❶ تفسیر القرطبي: سورة الأحزاب آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ج ۱۴ ص ۱۸۱ / الدر المنثور: سورة الأحزاب آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ج ۶ ص ۵۹۹ / السراج المنیر: ج ۳ ص ۲۴۳

نے کہا نیا فیشن آ گیا، آج جو کام یہود ونصاری کرر ہے ہیں مسلمان وہی کرر ہا ہے۔
بسا اوقات غیروں کی نقالی کی وجہ سے اللہ تعالی دنیا میں بھی عبرتناک سز دیتا ہے۔

غیروں کی نقالی کا عبرتناک انجام

احمد آباد کے محلّہ جمال پورہ کے متمول مسلمان گھرانہ میں عجیب واقعہ سے احمد آباد لرز گیا۔لڑکی کے بالوں پر دو کالے کالے ناگ، اور چہرہ پر چھپکلی، ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے ہندوستان کا ''مانچسٹر'' بھی کہا جاتا ہے، جہاں پر مسلم کاری گروں کی بہت بڑی آبادی ہے، جہاں تاریخ نے کئی انمٹ نقوش چھوڑے ہیں،اسی احمد آباد شہر کے محلّہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اورعبرناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری، غیرشادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا، مال دار گھرانے کی یہ لڑکی صبح اُٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی، نت نئی تراش وضع،فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی۔ایک روزاچانک مختصرسی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا، مبینہ طور پراس کے بعد ایک حیرت انگیز بات ہوئی،اس کی والدہ کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہی جو کہہ رہی تھی۔ امی مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ سے گھبراہٹ محسوس کرر ہی تھی، مجھے خوف واضمحلال لاحق ہوگیا تھا۔ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ اور بھائی اور محلّہ داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی،لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرتناک حالت میں کہ اس کے بالوں پر دو کالے کالے رنگ، چہرہ پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگی تھی، وہاں

بچھو چپکے ہوئے تھے۔ عصر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔ پولیس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کر واڑی چیری ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے آئی سی وارڈ میں لے گئی جہاں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ لڑکی کا ہونٹ غائب ہو گیا ہے، ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف پندرہ دن کے لیے دوبارہ آئی ہوں، تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھو۔ لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا، اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۲ دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دل دادہ لڑکی کی کنیز فاطمہ نے اسے اپنی آنکھوں سے ہسپتال جا کر دیکھا ہے۔ لوگوں میں بڑا چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق لوگ چلیں، خاص کر فیشن ایبل عورتوں کیلیے اس واقعے میں بڑی عبرت کا سامان ہے۔ ❶

74......بچوں کو معزز شخصیات اور کامیاب لوگوں سے ملائیں

والدین بچوں کو اور کامیاب لوگوں سے ملائیں، وقتاً فوقتاً علاقے کے علماء سے، علاقے کے معززین سے ملائیں، اِس سے بچوں کی زندگی پر اثر پڑتا ہے، ایسے محافل سے بچہ بہت کچھ سیکھتا ہے، اس سے بچوں کے دلوں میں علماء کی، بڑوں کی عزت پیدا ہوتی ہے، ان سے محبت پیدا ہوتی ہے، بچے کی اپنی زندگی میں ادب واحترام پیدا ہوتا ہے، پھر بچہ ان جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے، اس لیے والدین بچوں کو وقتاً فوقتاً محبوب اور مقبول شخصیات اور کامیاب لوگوں سے ملائیں اور اُن کے قول وعمل سے سیکھنے کی ترغیب دیں اور اِس طرح بننے پر ابھاریں۔

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۹

75......دس سال کے بعد بچوں کو اور بچیوں کو الگ الگ سلائیں

دس سال کی عمر کے بعد ان کا بستر الگ کر دینا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی، آپ نے فرمایا:

مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .❶

ترجمہ: جب بچہ سات سال کا ہو نماز کا حکم دو، دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھے تو اس کو مارو، اور ان کے بستروں کو الگ الگ کر دو۔

اس لیے دس سال کی عمر میں لڑکے کو الگ سلانا چاہیے لڑکی کو الگ، بچے بچیوں کو الگ الگ سلائیں، جب سے موبائل آیا معاذ اللہ! بہت سے ایسے نازیبا واقعات سننے میں آرہے ہیں کہ جو بچوں اور بچیوں کے درمیان رونما ہو رہے ہیں، اس لئے بچوں کو سلاتے وقت اُن پر نگاہ رکھیں مکمل کمرے میں اندھیرا نہ کرنے دیں، اور رات کو چکر لگا کر نگرانی بھی کرتے رہیں۔

76......بچوں کے لیے بنائے گئے اصولوں پر خود بھی عمل کریں

والدین بچوں کے مختلف اصول وضوابط بناتے ہیں ان پر خود بھی عمل کریں، والدین اور اساتذہ کیلئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ اکثر بچے کہا نہیں سنتے یا سنتے ہیں تو زیادہ توجہ نہیں دیتے، اگر آپ اپنے بچے کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ بہت ضروری ہے، جو اصول وضوابط آپ نے بچوں کے لیے بنائیں ہیں ان پر خود بھی عمل کریں، والدین نے منع کیا کہ بیٹا! کسی سے لڑنا نہیں ہے اور خود بچہ گھر میں ماں باپ کو لڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا ہے، بیٹا! باہر چوک چوراہوں پر نہیں بیٹھنا اور والد خود بیٹھا ہے، جھوٹ سے منع کیا

❶ سنن أبی داود: كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، رقم الحديث: ۴۹۵

اور والدین خود اس کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں، جب خود والدین اصولوں کا پابند نہیں تو اولاد کہاں سے پابند ہوگی۔

77......بچوں کو راستے میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکنے دیں

بچے کی تربیت ابتداء سے کی جائے کہ بیٹا صفائی نصف ایمان ہے، شریعت نے صفائی کا بڑا حکم دیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے ستر شعبوں کا تذکرہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں: "فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سب سے افضل شعبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھنا ہے۔ یعنی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا ہے. "وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ" اور سب سے ادنی شعبہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔ "وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" اور ایمان کا ایک بڑا شعبہ حیا ہے۔ ❶

تو ایمان کا ایک شعبہ ہے تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹانا، ہم خود بچوں کے سامنے راستے میں تکلیف دہ چیز ڈالتے ہیں، گاڑی میں سفر کر رہے ہیں بوتل پی اور وہ بوتل باہر پھینک دی، کھانا کھایا وہ ڈبہ باہر پھینک دیا، کچرا عین سڑک کے درمیان پھینک دیا، کھانا کھایا اوپر سے کچرا لیا گلی میں پھینک دیا، بیٹے کو دیا بیٹا اس کو پھینک دو، ہم نے بچوں کو تہذیب نہیں سکھائی، صفائی ستھرائی نہیں سکھائی، اگر ابتداء سے بچے کے معاملہ میں روک ٹوک ہو اور انہیں کہا جائے کہ راستے میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا کرو، بلکہ راستے سے کچرا اٹھانا ہے، تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کرنا ہے، راستے میں کوئی پتھر نظر آئے اُسے کنارے پے کرنا ہے، کوئی کانٹا، ٹہنی نظر آئے اس کو ہٹا دینا ہے، کوئی کچرا نظر آئے اُسے ہٹانا ہے، راستے میں کچرا پھینکنا یہ بری عادت ہے، اس سے گندگی

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب شعب الإيمان، رقم الحديث: ۳۵

پھیلتی ہے، لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس طرح تربیت کرنے سے ان کی زندگی میں نظافت آئے گی۔

اور انہیں بتائیں کہ شریعت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ کسی انسان کو اذیت نہ دی جائے، اسلام میں یہاں تک احکامات بتائیے کہ حجر اسود کا بوسہ لینا ایک مستحب عمل ہے اور یہ وہ پتھر ہے جو جنت سے آیا ہے جس کے بوسہ لینے سے انسان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، لیکن اگر اس کے بوسہ لینے سے بھی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو، لوگوں کو دکھا دینا پڑے تو یہ قطعاً جائز نہیں، اس لئے کہ یہ ایذائے مسلم ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

تکلیف دینے والی ٹہنی ہٹا دینے کے سبب مغفرت ہوگئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَرَّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ، لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَغُفِرَ لَهُ. ❶

ترجمہ: ایک شخص گزر رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک درخت کی ٹہنی پر پڑی، اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ کسی مسلمان کو گزرتے ہوئے تکلیف نہ ہو، بس اس عمل کے سبب اس کی مغفرت ہوگئی۔

78......بچوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں

آج ہمارے بچوں میں سلام کی عادت نہیں ہے، مصافحہ کرتے ہیں منہ سے ''السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'' نہیں کہتے، حالانکہ فضیلت منہ سے سلام کرنے پر ہے کہ جو آدمی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہے تو تیس نیکیاں ہیں۔

''السلام علیکم'' دس نیکیاں ہیں، اور اگر لفظ ''رحمۃ اللہ'' کا اضافہ ہو تو بیس ہیں اور اگر

❶ الأدب المفرد: باب إماطة الأذى، ج ا ص ۹۰، رقم الحديث: ۲۲۹

''برکاتہ'' کا اضافہ ہو تو تیس، تو تیس نیکیاں ایک سلام میں مل رہی ہیں، ایک شخص اگر دن میں بیس آدمیوں کو بھی سلام کرے تو اُسے چھ سو نیکیاں ملیں گی۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اس شخص کو دس نیکیاں ملی ہیں۔ پھر ایک اور صاحب آئے تو انہوں نے سلام کیا اور بولے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ان صاحب کو بیس نیکیاں ملی ہیں، پھر ایک صاحب آئے انہوں نے سلام کیا اور بولے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ان صاحب کو تیس نیکیاں ملی ہیں۔ ❶

اسی طرح بچے کو بتائیں کہ اگر کسی کو ایک دفعہ سلام کیا، پھر تھوڑی دیر بعد آمنا سامنا ہوا، ملاقات ہوئی تو دوبارہ سلام کریں، یہ نہیں کہ دن میں ایک مرتبہ سلام کر دیا تو یہ پورے دن کے لئے کافی ہے، اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو چاہیے کہ پہلے اس کو سلام کرے اور اس کے بعد اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا بڑا پتھر حائل ہوا اور پھر اس سے ملاقات ہو تو اس کو دوبارہ سلام کرے۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب کیف السلام، رقم الحدیث: ۵۱۹۵

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاہ، رقم الحدیث: ۵۲۰۰

تو بچے کو سکھایا جائے بیٹا مصافحہ بھی کرنا ہے، زبان سے سلام بھی کرنا ہے، سلام میں پہل بھی کرنی ہے، حدیث میں بھی آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جس سے بھی ہوتی تو آپ سلام میں پہل کرتے تھے:

وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ.

تو آپ جس سے ملاقات ہوتی سلام میں پہل کرتے۔

بچوں کو سمجھائیں آپ اس کا انتظار نہ کریں کہ دوسرا ساتھی آپ کو سلام کرے، بلکہ خود آگے بڑھ کر سلام میں پہل کریں، سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے محفوظ ہوتا ہے۔

مصافحہ کرنے کے آداب

سلام کرتے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا افضل ہے۔
مصافحہ کرتے وقت مندرجہ ذیل آداب کا خیال کرنا چاہیے:

(۱) پہلے سلام اور پھر مصافحہ کرنا چاہیے، کیونکہ سلام کے بغیر صرف مصافحہ خلافِ سنت ہے۔

(۲) مشغولی کے وقت مصافحہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) جو شخص تیزی سے جا رہا ہو اس کو مصافحہ کے لیے نہیں روکنا چاہیے۔

(۴) مجلس میں سب لوگوں کے بجائے صرف اسی آدمی سے مصافحہ پر اکتفاء کیا جائے جس کے ساتھ ملاقات کا ارادہ ہو، البتہ اگر باقی لوگوں سے بھی واقفیت ہو تو ان سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت اور رخصت ہوتے ہوئے کرنا چاہیے۔

(۶) مصافحہ کرتے وقت دوسرے کی راحت کا خیال کرنا چاہیے۔

(۷) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے۔

79...... پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیں

یعنی بچوں کو انسان ابتداء سے پابند کرے کہ پڑوسیوں کا بڑا مقام ہے، بیٹا جو پڑوس میں رہنے والے ہیں ان سے کبھی بھی بدکلامی نہیں کرنی، بداخلاقی نہیں کرنی، کبھی اِن کو جواب نہیں دینا، مذاق نہیں اڑانا، آج دیکھنے میں آتا ہے پڑوسی ہوتا ہے اور بچہ پڑوسی کا مذاق اڑاتا ہے ماں باپ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، وہ تمسخر کر رہا ہے یہ مسکرا رہے ہیں، بچہ کو کچھ نہیں کہتے پھر یہی بچہ کل دوسروں کا مذاق اڑا رہا ہوتا ہے، اسی طرح پڑوس کے معاملے میں ہم خود جب پڑوسیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں بچوں کے سامنے ان کے عیوب تلاش کرتے ہیں ان کو برا بھلا کہتے ہیں تو بچہ بھی ہم سے وہ باتیں سیکھ کر وہ بھی وہی کہہ رہا ہوتا ہے، اگر ہم پڑوسیوں کے بارے میں ان کو ترغیب دیں ان کو بتائیں کہ ان کا مقام تو اتنا زیادہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيْلَ: وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. [1]

ترجمہ: اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مؤمن نہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شر و آفات سے محفوظ نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ. [2]

[1] صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب إثم من لا يأمن جاره بوائقه، رقم الحديث: ٦٠١٦

[2] سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ما جاء في حق الجوار، رقم: ١٩٤٤

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔
اسلافِ امت پڑوسیوں کے ساتھ کس طرح زندگی گزارتے تھے، اِس سلسلے میں درج ذیل واقعہ اِن کے انتہائی حقوق کی ادائیگی کا اظہار کرتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کا ایک نادر واقعہ

سلف میں ایسے لوگ گزرے ہیں کہ وہ دوسروں کا اتنا احساس اپنے دل میں رکھتے تھے کہ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں چوہوں کی کثرت ہوگئی اور گھر کے سامان کو نقصان پہنچانے لگے، تو کچھ لوگوں نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ آپ ایک بلی پال لیں، اس سے سارے چوہے یا تو بھاگ جائیں یا پھر بلی اسے اپنی غذا بنالے گی، لیکن انہوں نے فرمایا:

أَخْشَى أَنْ يَسْمَعَ الْفَأْرُ صَوْتَ الْهِرِّ فَيَهْرُبُ إِلَى دُوْرِ الْجِيْرَانِ فَأَكُوْنَ قَدْ أَحْبَبْتُ لَهُمْ مَا لَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ. [1]

ترجمہ: مجھے یہ خوف ہے کہ ہماری بلی کی آواز سن کر کہیں یہ چوہے ہمارے پڑوسی کے گھر نہ چلے جائیں اور ان سے جو تکلیف مجھے پہنچ رہی ہے اس سے وہ حضرات بھی دوچار ہو جائیں گے، جو خیر خواہی کے خلاف ہے اور میں اپنے پڑوسیوں کے لیے ایسی بات پسند کرنے والا بن جاؤں گا، جسے خود اپنے لیے پسند نہیں کرتا ہوں۔
حضرات سلف میں یہ ہوتا تھا اگر وہ لوگ فروٹ بھی کھاتے تھے، تو چھلکے گھر کے سامنے نہیں پھینکتے تھے کہ پڑوسیوں میں سے کسی کی نگاہ پڑے گی، تو ان کے دل میں حاجت ہوگی کہ کاش ہمارے پاس بھی اتنی رقم ہوتی ہے کہ ہم یہ پھل فروٹ خرید لیتے، تو انہیں

[1] إحياء علوم الدين: كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة، ج۲ ص ۲۱۳

تکلیف پہنچے گی وہ چاہتے تھے انہیں اتنی تکلیف بھی نہ پہنچے۔آج ہمیں احساس نہیں ہوتا، گٹر کا پانی ہوگا پڑوسی کے گھر کے آگے بہادیں گے، اپنی گاڑی ہوگی دوسرے کے دروازے کے آگے کھڑا کردیں گے، بچا ہوا کھانا ہوگا دوسرے کے دروازے کے آگے پھینک دیں گے، کبھی احساس نہیں ہوتا کہ میری وجہ سے میرے پڑوسی کو تکلیف ہورہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. ❶

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اس لئے انسان زندگی ایسی گزارے اتنی محبتیں بکھیریں، لوگوں کے ساتھ اتنے اچھے اخلاق سے ملیں کہ دنیا سے جائیں تو لوگ یاد کریں کہ کوئی شخص تھا کہ جو بات کرتا تھا تو بات نہیں گویا زبان سے پھول کھلاتا تھا، اپنے دامن میں اتنے پھول لے کر بکھیر دیں کہ پورا معاشرہ اُس کی خوشبو سے معطر ہوجائے، جہاں سے گزریں تو اخلاق کی خوشبو پھیل جائے، ایسا نہیں کہ لوگ دیکھ کر چہرہ موڑ دیں، ایسی زندگی گذاریں کہ جہاں جائیں، تو لوگ اٹھ کر استقبال کریں، ہر ایک چاہے کہ میرے قریب بیٹھ جائے، ہر ایک دعوت دے، ہر ایک ملنے کی تمنا رکھے، یہ اچھی زندگی ہے، یہ نہیں کہ دنیا سے گزر جائے لوگ کہیں اچھا ہے چلا گیا، بداخلاق تھا، بدزبان تھا، معاملات کا اچھا نہیں تھا، اپنے فائدے کو دیکھتا تھا، خودغرض تھا، ایسی زندگی نہ گزارو، زندگی وہ ہو جس سے دوسروں کو نفع پہنچے، جس طرح صحابہ اور سلف کی زندگی دوسروں کے لیے نافع تھی۔

پڑوسیوں نے حسن سلوک کے سبب ایک بزرگ کو گھر بیچنے نہ دیا

حضرت حمزہ سُکری رحمہ اللہ بڑے اللہ والے بزرگ گزرے ہیں، ان کی گفتگو بڑی

❶ صحیح البخاري: كتاب الإيمان، باب أي الإسلام أفضل، رقم الحديث: ١١

میٹھی ہوتی تھی اس لئے ’’سُکری‘‘ ان کے نام کا حصہ بن گیا، سکری عربی زبان میں شکر کو کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ انہوں نے چاہا کہ میں اپنا گھر فروخت کردوں تو ان کے پڑوسی آ گئے کہا کہ حضرت! آپ گھر فروخت نہ کریں۔ فرمایا کہ: مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے، کہا: کتنے میں بیچنا چاہ رہے ہیں؟ کہا: اتنی رقم میں، پڑوسیوں نے کہا: ہم آپ کو قرض دے دیں گے، آپ کے ساتھ ہم تعاون کردیں گے، یہ رقم لے لو، لیکن آپ گھر فروخت نہ کرو، اس لیے کہ آپ سے ہمیں بڑا سکون ملتا ہے آپ جیسا پڑوسی ہمیں کبھی نہیں ملے گا۔

اندازہ کیجئے کہ زندگی اچھی گزری تھی تو وہی پڑوس والے آکر ساتھ تعاون کیا کرتے تھے، کہتے تھے جس قسم کی تعاون کی ضرورت ہے ہم کریں گے، لیکن آپ اپنے گھر کو فروخت نہ کریں۔ ایسی میٹھی زبان تھی کہ گویا گڑ اور چینی اس لئے کوئی آپ کے فراق پر راضی نہ ہوا۔ ❶

ایک غیر مسلم پڑوسی نے گھر کی قیمت کیوں بڑھائی؟

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک غیر مسلم کا گھر تھا، جب وہ غیر مسلم پڑوسی گھر بیچنے لگا، گھر کی قیمت دو ہزار درہم تھی اس نے قیمت چار ہزار درہم بتائی، لوگوں نے کہا کہ یہاں تو ریٹ دو ہزار درہم کا چل رہا ہے، آپ نے تو دو ہزار درہم زیادہ بتا دئے۔ کہا: دو ہزار درہم مکان کی قیمت ہے، دو ہزار درہم حضرت عبداللہ بن مبارک کے پڑوسی کی قیمت ہے، ایسا پڑوس تمہیں کبھی نہیں ملے گا، میں غیر مسلم ہوں، لیکن ان کا میرے ساتھ جو حسن سلوک ہے، اس لیے دو ہزار کی قیمت میں نے

❶ ذکر و فکر: ۲۵۵/ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن میمون أبو حمزه السکری، ج ۴ ص ۳۴، رقم الترجمة: ۱۶۷۵

پڑوس کی لگائی ہے۔

لیکن آج کیا ہوتا ہے کہ ڈیگ لگا دیے جاتے ہیں، ٹیپ لگا دیا جاتا ہے، موسیقی کی وجہ سے پڑوسیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اپنے گھر کی غلاظت اور گندگی کا پانی دوسرے پڑوسی کے گھر کے آگے بہتا ہے اور اس کا احساس نہیں ہوتا، گھر کا کچرا بچے پڑوسی کے گھر کے سامنے پھینک دیتے ہیں، دل میں احساس پیدا نہیں ہوتا، بچا ہوا کھانا ہوگا دوسرے کے دروازے کے آگے پھینک دیں گے، کبھی اِس پر ندامت نہیں ہوتی کہ میری وجہ سے میرے پڑوسی کو تکلیف ہو رہی ہے، اپنی گاڑی پڑوسی کے دروازے کے سامنے لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے گھر آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے کوئی گھر کی دوسری، تیسری منزل پر رہ رہا ہے، پہلی منزل پر نیچے پڑوسی ہیں، بچے اوپر کھیلتے کھودتے ہیں، نیچے منزل والے پڑوسیوں کو تکلیف ہوتی ہے کبھی ضمیر بیدار نہیں ہوتا، گھر میں میوزک، گھر کے اندر فحاشی، عریانی پر مبنی چیزیں چل رہی ہے، نیچے عبادت کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، لیکن اس مسلمان کے دل میں دوسروں کے لئے راحت نہیں، ایمان کی نشانی یہ ہے کہ انسان اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

پڑوسیوں کی رعایت کے سبب ساری زندگی کچے مکان میں گذاردی

ایک بڑے عالم گزرے ہیں حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کا گھر بالکل سادہ سا تھا اور جب بارش ہوتی تو پانی ٹپکنے لگ جاتا، تو ہم نے حضرت سے کہا کہ حضرت اگر ہم آپ کے لئے کچھ رقم جمع کریں آپ کو تھوڑا سا چھت ڈال کے دے دیں تاکہ یہ پانی نہ ٹپکے، یا اگر آپ خود سے تھوڑی بہت رقم جمع کرتے رہیں تو آپ کو یہ بڑی پریشانی نہ ہو، حضرت نے فرمایا: میں خود بھی ڈال سکتا ہوں لیکن میرے آس پڑوس میں جتنے گھر ہیں یہ سب غریب ہیں

اور سب کے گھر مٹی کے بنے ہوئے ہیں، اگر میں اپنی چھت آر سی سی اور پختہ کر دوں اور ان کی چھتیں کچی ہوں گی ان کے دل میں یہ بات آئی گی کہ فلاں کی چھت پختہ ہے ہماری چھت کچی ہے، تو پڑوسی کو تکلیف پہنچے گی اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، ساری زندگی کچے گھر کے اندر انہوں نے گزار دی۔ ❶

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا پرندے کے پڑوس کی بھی رعایت کرنا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے مصر کے چند ابتدائی علاقے فتح کرنے کے بعد ایک فوجی قلعہ کا محاصرہ کیا اور چونکہ یہ محاصرہ چھ مہینے جاری رہا، اس لئے یہاں ایک خیمہ نصب کیا گیا، اس خیمے کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم اپنے سفر نامہ ''جہانِ دیدہ'' میں لکھتے ہیں:

اس قلعے پر حملہ کرنے کے لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا خیمہ قلعے کے سامنے نصب فرمایا تھا، پیش قدمی کا ارادہ فرمایا تو اس خیمے کو اکھاڑ کر ساتھ لے جانا چاہا، لیکن جب اکھاڑنے کے لئے آگے بڑھے تو دیکھا کہ خیمے کے اوپر کی جانب ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں، اور ان پر بیٹھی ہے، خیمہ اکھاڑنے سے یہ انڈے ضائع ہو جاتے، اس لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کبوتری نے ہمارے خیمے میں پناہ لی ہے، اس لئے خیمے کو اس وقت تک باقی رکھو جب تک یہ بچے پیدا ہو کر اُڑنے کے قابل نہ ہو جائیں، چنانچہ خیمہ باقی رکھا گیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ چند افراد کو وہاں چھوڑ کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ❷

یہ حضرات پرندوں اور حقیر جانوروں کا بھی دل نہیں دکھایا کرتے تھے، پھر کسی انسان کا، کسی مسلمان کا، اور پھر اپنے پڑوسی کا دل کیسے دکھا سکتے تھے۔

❶ اکابر دیوبند کیا تھے: ص۸۲، ۸۳

❷ جہانِ دیدہ: فسطاط کا علاقہ، ص۱۴۱

آج بعض مالک مکان کے بچے پڑوسیوں کو ڈانٹتے ہیں، غصہ کرتے ہیں، گالیاں دیتے یہ تو ہمارا مکان ہے، چھوٹا بچہ ہے آٹھ دس سال کا اپنے پڑوسیوں کو دھمکیاں دے رہا ہے، میں گھر سے نکال دوں گا یہ ہمارا گھر ہے، تم ہمارے گھر میں رہتے ہو، وہ آپ کے گھر میں رہ رہے ہیں کرایا دے کے رہ رہے ہیں، وہ پیسے دے کے آپ کے گھر میں رہ رہے ہیں، چیزوں میں آپ کے ساتھ شریک ہیں، کوئی بات ہے وہ آپ کے والدین کریں گے آپ کا بڑا بھائی کرے گا آپ پڑوسی سے اِس سلسلے میں کوئی بات نہ کریں، اُن کا ادب واحترام کریں، کسی بات کا وہ کہیں تو اس کو پورا کریں۔

پڑوسیوں کے حقوق

امام غزالی رحمہ اللہ نے "إحیاء علوم الدین" میں "حقوق الجوار" کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت پڑوسیوں کے حقوق بیان کئے ہیں:

۱...... جب پڑوسی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرنے میں پہل کرے۔

۲...... جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

۳...... مصیبت میں اس کو تسلی دے اور اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

۴...... جب اسے کوئی خوشی ہو تو اس کو مبارک باد دے، اور خود بھی اس کے ساتھ خوشی کا اظہار کرے، اور اس کی خوشی میں شریک رہے۔

۵...... اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو درگزر کرے۔

۶...... چھت پر سے اس کے گھر میں نہ جھانکے۔

۷...... اگر اس کا کوئی عیب معلوم ہو تو اس کو چھپائے۔

۸...... اس کی اولاد سے گفتگو میں نرمی برتے۔

۹...... اگر اس پر کوئی حادثہ ہو تو فوراً اس کی مدد کرے۔

۱۰...... پڑوسی کا ہدیہ چاہے معمولی ہو اِسے قبول کریں۔ ❶

80......بچوں کیلئے مثال بنیں

بچوں کو تابع اور فرماں بردار بنانے کا شاید یہ سب سے مؤثر اور آسان طریقہ ہے۔ بچوں کو زندگی میں عمل کیلئے عملی نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔فرض کیجیے، اگر آپ اپنے گھر میں بنائے گئے ضوابط پر عمل نہیں کرتے تو آپ کا بچہ بھی ان ضابطوں کو توڑے گا۔مثال کے طور پر، آپ کے گھر کا ضابطہ ہے کہ کھانے کی میز یا دستر خوان پر کوئی بھی فون لے کر نہیں بیٹھے گا۔ اگر آپ ماں یا باپ کی حیثیت سے اس قانون پر عمل کریں گے تو آپ کا بچہ بھی کھانے کے دوران فون سے نہیں کھیلے گا اور نہ کسی دوسرے شغل میں لگے گا۔لیکن آپ نے کھانے کے دوران اپنا موبائل نہ چھوڑا تو وہ بھی کھانے کے دوران موبائل سمیت دیگر مصروفیات میں خود کو مشغول رکھے گا۔ ایسے ہی آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ تحمل اور بردباری سے بات کرنے والا بنے تو آپ کو خود اس انداز سے بول کر مثال قائم کرنی پڑے گی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ اُونچی آواز میں بات کریں اور بچہ دھیمی آواز میں بولے۔

ایک اہم اصول یاد رکھیے: بچے وہ نہیں کرتے جو آپ اُن سے کہتے ہیں، وہ کرتے ہیں جو آپ کرتے ہیں۔

یہ مثالی والدین کا ہی کام ہے کہ وہ اس انداز سے اپنے گھر کے معمولات تشکیل دیں کہ بچے کے تمام کام (ہوم ورک، کھیل کود وغیرہ) بھی مکمل ہوں اور اس کی جسمانی، جذباتی اور ذہنی ضروریات بھی پوری ہوں۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الألفة والإخوة والصحبة، الباب الثالث، حقوق الجوار، ج۲ ص۲۸۷

81......دانتوں کی صفائی اور ناخن تراشنے کی عادت ڈالیں

بچوں کو یہ بھی سکھایا جائے کہ بیٹا دانت صاف کئے جائیں یہ تب ہوتا ہے جب والدین خود اس کا اہتمام کریں، جب والد خود صفائی نہ کرے، مسواک اور ٹوتھ برش نہ کرے، منہ سے نسوار کی بدبو آ رہی ہے، پان اور گٹکے کی بدبو آ رہی ہے، سگریٹ اور نشے کی بو آ رہی ہے، پھر بچوں کی زندگی بھی ویسی ہوتی ہے، جو ماں باپ خود مسواک کا، صفائی کا اہتمام کرتے ہیں وہ بچے بھی اہتمام کرتے ہیں، جو خود ناخن تراشتے ہوتے ہیں وہ بچوں کو بھی ترغیب دے رہے ہوتے ہیں۔

82......بچوں کے حکم عدولی ونافرمانی کے اسباب

آج عموماً بچوں میں حکم عدولی ونافرمانی ہے، بات کی دلچسپی سے نہیں لیتے، کام توجہ سے نہیں کرتے، اس کے کچھ اسباب ہیں۔ مثلاً:

۱......بڑے بھائی بہن کی مثال

ایک بہت عام سبب آپ کے بچے کی حکم عدولی ونافرمانی کا یہ ہے کہ جب بچہ اپنے اردگرد اپنے بڑے بھائی یا بہن کو والدین کا کہا نہ مانتے ہوئے دیکھتا ہے، تو پھر بچے اپنے سے بڑوں کی نقل کرتے ہیں، کیوں وہ بڑے بہن بھائیوں سے سیکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر گھر کا ایک بچہ یا فرد کوئی کام نہیں سنتا یا بات نہیں مانتا تو چھوٹا بچہ بھی وہی کرے گا اور وہ اس طرزِ عمل کو درست سمجھے گا۔

۲......کمزور تعلقات

بچے اور والدین کے درمیان، ایسے ہی بچے اور استاد کے درمیان کمزور تعلقات بھی بچے کو نافرمان بناتے ہیں۔ بچہ ان لوگوں کی بات سننا اور حکم پر عمل کرنا پسند کرتا ہے جنھیں وہ پسند کرتا ہے۔ رعب، غصہ یا تحکمانہ انداز اختیار کر کے آپ بچے سے ایک دو

مرتبہ تو کام لے سکتے ہیں، اسے اس کام کی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ یہ مسئلہ ہمارے گھروں اور اسکولوں میں بہت ہی عام ہے، تجربات بتاتے ہیں کہ والدین اپنے بچے کے ساتھ جتنا کم وقت گزارتے ہیں، بچہ اتنا زیادہ نافرمان ہوتا ہے۔ لہٰذا ماں یا باپ کی حیثیت سے آپ اپنے بچے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ معیاری وقت گزاریں۔ آپ اپنے بچے کے برتاؤ میں واضح تبدیلیاں مشاہدہ کریں گے۔ معیاری وقت کا مطلب جسمانی موجودگی نہیں، بچے پر توجہ اور محبت بھی ہونا چاہیے۔

۳......بے پرواہی

بچے سے والدین کی بے پرواہی بھی بچے کو نافرمانی پر اکساتی ہے۔ یعنی اگر بچہ کوئی غلط کام کرتا ہے تو اس سے صرفِ نظر کرنا غلط ہے، بچے کو غلطی کی ہلکی پھلکی سزا ملنی چاہیے، اِسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ آزاد نہیں ہے، جس گھر میں بچے کے غلط کام پر اُس کی سرزنش نہیں کی جاتی، ایسے بچے غلط کام میں بے باک ہو جاتے ہیں۔ ایک حد یہ آتی ہے کہ وہ گھر سے باہر ملکی قانون کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ بڑے مجرم وہی ہوتے ہیں جنھیں بچپن میں ان کے والدین نے بچہ سمجھ کر انھیں ٹوکا نہیں یا سزا نہیں دی۔

البتہ، سزا اور جزا میں توازن بہت ضروری ہے، ماں اور باپ، دونوں کو یہ ادراک ہونا چاہیے کہ سزا اور جزا کی حدود کیا ہیں۔

۴......والدین کا فیصلہ بدلنا

بچے کی ضد پر والدین کا اپنا حکم واپس لینا بھی بچے کو والدین کے سامنے بے باک کر دیتا ہے۔

83......مستحب طریقہ پر ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹوائیں

بچوں کو ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹنے میں مستحب طریقہ بتائیں، مستحب طریقہ کیا ہے؟

سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے شروع کریں اور چھوٹی انگلی تک کاٹیں، اس کے بعد بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے تک ناخن کاٹیں، آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں اور پاؤں میں دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں، یہ مستحب عمل ہے۔

84......بچوں کو اذان کے وقت خاموش رہنے جواب دینے اور دعا پڑھنے کی تاکید کریں

جب اذان شروع ہو جائے بچوں کو کہا جائے بیٹا! خاموش ہو جاؤ، ان کو ادب سکھائیں، تو یہ تب ہوگا جب والدین خود اس کا اہتمام کریں گے، جب والدہ خود اذان کے وقت سر پر ڈوپٹہ ڈالے گی، اپنے کام کاج کو چھوڑ دے گی، والد خود اذان کی طرف متوجہ ہوگا، اپنے موبائل کو نیچے رکھ دے گا، اذان کا جواب دے گا تو بچے بھی اذان کا جواب دیں گے اور پھر اذان کے بعد دعا پڑھیں گے۔

اذان کا جواب کیسے دیں؟

بچوں کو بتائیں کہ مؤذن جب اذان کہے تو اس کے کہے ہوئے کلمات کو اسی طرح دہرائیں، سوائے ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ اور ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کے۔

یعنی جب مؤذن ”اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ“ کہے تو تم بھی ”اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ“ کہو، پھر جب مؤذن ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ“ کہے تو تم بھی ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ“ کہو، پھر جب ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ“ کہے تو تم بھی ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ“ کہو پھر جب مؤذن ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ کہے تو تم ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ کہو پھر جب مؤذن ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کہے تو تم پھر ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ کہے، پھر جب مؤذن ”اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ“

کہے تو تم ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہو پھر جب مؤذن کہے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ''، تو تم بھی ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہو۔

جس نے (اذان کے جواب میں یہ کلمات) صدق دل سے کہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دَخَلَ الْجَنَّةَ''، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ❶

اذان کے بعد مسنون دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے مالک! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما دے اور ان کو اُس مقام محمود پر پہنچا دے، جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسیلہ کی دعا کرنے کا اہتمام کریں، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حدیث شریف میں آیا ہے کہ وسیلہ جنت کا ایک خاص مقام ہے اور وہ ایک خاص ہی بندے کو اللہ پاک عطا فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ خاص بندہ میں ہی ہوں گا، تم بھی میرے لیے اس مقام خاص کی دعا کیا کرو، جو کوئی میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگے گا، وہ میری شفاعت کا ضرور مستحق ہوگا۔

فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. ❸

ترجمہ: جو شخص میرے لئے اللہ سے اس وسیلے کو طلب کرے اس کیلئے میری شفاعت

❶ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب قول مثل قول المؤذن لمن سمعه......الخ، رقم الحدیث: ۳۸۵

❷ صحیح البخاری: کتاب الأذان ،باب الدعا عند النداء، رقم الحدیث: ۶۱۴

❸ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب قول مثل قول المؤذن لمن سمعه، رقم الحدیث: ۳۸۴

روزِ قیامت حلال ہوگئی۔

آج ہمارے گھروں میں اذان ہورہی ہوتی ہے ٹیلی ویژن چل رہا ہے، کیبل چل رہا ہے انٹرنیٹ چل رہا ہے، موبائل لگا ہوا ہے، اذان کی صدا پر ہم بند نہیں کرتے، اذان کا ادب ختم ہوگیا بے ادبی بڑھی جارہی ہے، اسی وجہ سے ذکر اللہ سے محروم ہیں، عبادت کی توفیق ہمیں نہیں ملتی اذان کا ادب واحترام بسا اوقات انسان کی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اذان کے احترام کے سبب زبیدہ کا مقام ومرتبہ

امام خلیل بن شاہین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا کہ وہ شاندار کرسی پر بیٹھی ہے، پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام ورتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ ایک دن میں اپنی سہیلیوں اور پڑوس کی عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھی اور گپ شپ لگا رہی تھی کہ میں نے مؤذن کی آواز سنی، جوں ہی اس نے اللہ اکبر کہا میں نے ان عورتوں کو اللہ کے نام کی تعظیم وتکریم کی خاطر چپ کرایا، یہاں تک کہ مؤذن اذان دے کر فارغ ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے اسی عمل پر مجھے وہ انعامات عطا فرمائے جو تم دیکھتے ہو۔ ❶

یہ وہ ملکہ زبیدہ تھی جس نے حاجیوں کیلئے نہر بنوائی تھی، آج بھی وہ نہر موجود ہے اور اسکے محل میں دن میں سینکڑوں قرآن مجید ختم ہوتے تھے لیکن یہ مقام انکو صرف اذان کے ادب پر ملا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا اذان کا ادب کرنا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنی دادی حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ کے متعلق فرماتے ہیں اذان کی ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ''

❶ الإشارات فی علم العبارات: ص ۱۷۸

پر کام کو چھوڑ کر اس طرح اٹھ جاتی تھیں کہ گویا اس کام سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہ تھا، بالکل ہر چیز سے بے گانہ بن جاتیں، بعد نماز صبح سر پر اور منہ پر اپنا دوپٹہ ڈال کر ہلکی ضرب سے ذکر کیا کرتی تھی، آندھی، بارش ہو، سردی ہو گرمی ہو، اس میں بال برابر فرق نہیں آتا تھا۔ ❶

اذان کا ادب کرنے پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا پڑوس مل گیا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا، بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا، اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آجاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کے بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آگیا ہے، میں پہلے نماز پڑھوں گا، پھر کام کروں گا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا، اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا، اس نے پوچھا کہ تمہارا علم و عمل اتنا تو نہیں تھا، اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تاکہ نماز ادا کروں، اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی۔ ❷

دیکھیے! اذان کا ادب کرنے سے اللہ نے کیا مقام دیا کہ امام احمد رحمہ اللہ جیسے بڑے فقیہ کا پڑوس مل گیا، اس لیے اذان کا ادب واحترام کرنا چاہیے، اذان کی گستاخی سے اپنے آپ کو بچائیں، اسکی سزا بسا اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی دے دیتا ہے۔

---

❶ سوانح قاسمی: ج ا ص ۵۱۹

❷ نماز کے اسرار و رموز: اذان کے علمی نکات: ص ۶۵، ۶۶

اذان کا مذاق اڑانے والا آگ میں جل گیا

اللہ تعالیٰ نے اذان کے ساتھ استہزاء کی خاص طور پر نشان دہی فرمائی ہے ﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ﴾ جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو یعنی اذان دیتے ہو ﴿اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا﴾ تو یہ لوگ اسے ٹھٹا اور کھیل بناتے ہیں، مفسرین نے لکھا ہے کہ مدینے کے ایک نصرانی کو اذان سے بہت چڑ تھی، جس وقت مؤذن کہتا "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" تو وہ بدبخت بددعا کرتا" اَحْرَقَ اللّٰهُ الْكَاذِبَ" (اللہ جھوٹے کو جلا دے) جھوٹا تو وہ خود ہی تھا، اللہ نے اس کی دعا اس طرح قبول کی کہ ایک دن اس کی لونڈی گھر میں آگ لائی، اس کی چنگاری کسی چیز پر گر گئی، جس سے سارے مکان کو آگ لگ گئی اور وہ عیسائی وہیں جل کر راکھ ہو گیا، اللہ نے اسے گستاخی کی سزا دنیا میں دے دی اور آخرت کے سزا اس کے علاوہ ہے۔ ❶

85......مہمانوں کی عزت اور اکرام کا حکم دیں

ایک اصول یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں ابتداء سے یہ بات ڈالی جائے جب بھی کوئی مہمان آ جائے تو بتائیں کہ یہ اللہ کی رحمت ہے، مہمان کے آنے سے رزق گھٹتا نہیں ہے بڑھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. ❷

ترجمہ: جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔

❶ تفسیر البیضاوی: سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۸ کے تحت، ج۲،ص۱۳۳ / السراج المنیر: سورہ مائدۃ آیت نمبر ۵۸ کے تحت، ج۱ص۳۸۳

❷ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللّٰه والیوم الأخر فلایؤذ جارہ، رقم الحدیث: ۶۰۱۸

بچوں کو بتانا چاہیے کہ اکرام یہ شریعت کا حکم ہے اور اس کی ترغیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور مہمان کے آنے سے رزق میں کمی نہیں ہوتی، اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ رزق میں برکت ڈال دیتا ہے، اور مہمان کی آمد کے بعد رزق مسلسل بڑھتا رہتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالی اس کا آخرت سے پہلے بدلہ دنیا میں بھی عطا کرتے ہیں۔ جتنے اخلاص اور صدقِ دل سے خدمت ہوگی اتنا ہی بہترین بدلہ عطا ہوگا۔

مہمان کے اکرام کے سبب ایک غیبی بکری دودھ اور شہد دینے لگی

حضرت ابوالربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گاؤں میں ایک نیک عورت کی شہرت سنی جس کا نام ''فِضّہ'' تھا، میری عادت کسی عورت سے ملنے کی نہ تھی، مگر اس کے احوال میں نے ایسے سنے کہ مجھے اس کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی، میں اس گاؤں میں گیا اور اس کی تحقیق کی تو مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کے یہاں ایک بکری ہے جس کے تھنوں سے دودھ اور شہد دونوں نکلتے ہیں، مجھے یہ سن کر تعجب ہوا میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اس کے گھر جا کر میں نے کہا کہ تمہاری بکری کے متعلق میں نے یہ شہرت سنی ہے کہ وہ دودھ اور شہد دیتی ہے میں بھی اس کی برکت دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے وہ بکری میرے حوالہ کر دی، میں نے اس کا دودھ نکالا، تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلا، ہم نے اس کو پیا، اس کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے تمہارے پاس آئی؟ کہنے لگی اس کا قصہ یہ ہے کہ ہم غریب ہیں، ایک بکری کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا، اسی پر ہمارا گزر تھا، اتفاق سے بقرہ عید آ گئی، میرے خاوند نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں، یہ بکری ہمارے پاس ہے لاؤ اسی کی قربانی کر لیں، میں نے کہا کہ ہمارے پاس گزر کے لئے اس کے سوا تو کوئی چیز ہے نہیں، ایسی حالت میں قربانی کا حکم تو ہے نہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم قربانی کریں، خاوند نے یہ

بات مان لی اور قربانی ملتوی کردی۔ اس کے بعد اتفاق سے اسی دن ہمارے یہاں ایک مہمان آ گیا تو میں نے خاوند سے کہا کہ مہمان کے اکرام کا تو حکم ہے، اور کوئی چیز تو ہے نہیں، اس بکری ہی کو ذبح کرلو، وہ اس بکری کو ذبح کرنے لگا، مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اس بکری کو ذبح ہوتے دیکھ کر رونے لگیں گے، اس لئے میں نے کہا کہ باہر لے جا کر دیوار کی آڑ میں ذبح کرلو، بچے نہ دیکھیں، وہ باہر لے گئے اور جب اس پر چھری چلائی تو یہ بکری ہماری دیوار کے اوپر کھڑی تھی اور وہاں سے خود اُتر کر مکان کے صحن میں آ گئی، مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ بکری خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، میں اس کو دیکھنے باہر گئی تو خاونداس بکری کی کھال کھینچ رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی ہی بکری گھر میں آ گئی، اس کا قصہ میں نے سنایا خاوند کہنے لگے کیا بعید ہے کہ حق تعالی شانہ نے اس کا بدل ہمیں عطا فرمایا ہو، یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے یہ سب کچھ محض مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے، پھر وہ عورت کہنے لگی کہ اے میرے بچو! یہ بکری دلوں میں چرتی ہے، اگر تمہارے دل نیک رہیں گے تو اس کا دودھ بھی اچھا رہے گا، اور اگر تمہاے دلوں میں کھوٹ آ گیا تو اس کا دودھ بھی خراب ہو جائے گا، اپنے دلوں کو اچھا رکھو، ہر چیز تمہارے لئے اچھی بن جائے گی۔ ❶

مہمان کا اکرام کیا اللہ تعالی نے دنیا میں بہترین بدلہ عطا فرما دیا، ہم اس کا اکرام کرتے ہیں جس سے غرض ہوتی ہے، جس سے لالچ ہوتی ہے، دنیا کا کوئی نفع ہوتا ہے، اس کا تو اکرام کریں گے اور اگر کوئی غریب ہے مفلس ہے جس سے بظاہر دولت پیسے کی کوئی

❶ فضائلِ صدقات: ص۶۴۷، ۶۵/ روض الرياحين في حكايات الصالحين: الحكاية الثالثة والخمسون، ص ۹۳، ۹۴

امید اور طمع نہیں ہے تو گھر کے اوپر سے آواز آ ئیگی انکل ابو جی گھر میں نہیں ہے، تا کہ کسی طرح واپس لوٹ جائے، اول تو آنے نہیں دیں گے اور اگر آ بھی گیا تو سرسری طور پر کہہ دیں گے ہاں بھائی کھانے کا وقت ہے کچھ کھائیں گے؟ وہ غریب کہے گا نہیں، تو پھر یہ بھی اصرار نہیں کریں گے، جبکہ مہمان اپنا رزق ساتھ لے کر آتا ہے، ہمارے ہاں اکرام کا دارومدار اغراض پر ہے، ہمارا مہمان نوازی کا تعلق قومیت، لسانیت پر ہے، محبت اور اخوت پر نہیں ہے۔ جب کوئی مہمان گھر آتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی اس کی آمد سے پہلے ہی رزق کا انتظام کر دیتے ہیں۔

مہمان کی آمد سے پہلے غیبی طور پر رزق کا بڑھ جانا

ایک شخص کے گھر میں مہمان آیا اس نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ مہمان آیا ہے تم اس کے لئے کھانا بناؤ، اہلیہ ذرا سخت مزاج کی تھی، بات بات میں جھگڑا کرتی تھی، اس نے منت سماجت کی، لیکن وہ نہ مانی، تو اس نے سوچا کہ چلو جو میرا پڑوسی ہے، اس کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اہلیہ سے کہے کہ میرے مہمان کے لیے کھانا بنا دے، تو اس نے کھانا بنانے کے لیے ان سے بات کی تو وہ شخص راضی ہو گیا، اب یہ کہتے ہیں جب میں نے اس سے کہا کہ تم میرے مہمان کے لیے کھانا بناؤ، تو تھوڑی دیر کے بعد کچھ ہی وقت گزرا تھا اچانک کوئی ہمارے گھر میں داخل ہوا، اور میری اہلیہ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ ایک سفید فام شخص تھا، لباس بھی سفید، داڑھی بھی سفید اور وہ کچن میں آیا ہے، اور آٹے کی تھیلی سے آٹا نکال رہا ہے، تو میں نے اس کو دیکھتے ہی پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کوئی جواب نہ دیا، پھر میں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس نے ایک جواب دیا کہ میں یہ آٹا لے کے جا رہا ہوں، میں نے کہا: کہاں لے کے جا رہے ہو؟ کہا: پڑوسی عورت کو دینا ہے، اس لیے کہ وہ مہمان کے لئے کھانا بنا رہی ہے، تو یہ تمہارا آٹا نہیں

ہے، مہمان نے آنا تھا تو اس کی آمد کی وجہ سے اللہ تعالی نے تمہارے آٹے میں برکت ڈال دی تھی، لیکن جب تم نے غلط ارادہ کیا کہ میں اس کے لیے کھانا نہیں بناؤں گی، تو اب یہ برکت ہم اس سے نکال کر ان کے ہاں لے کر جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رشتے داروں اور مہمانوں پر خرچ کرنے سے رزق گھٹتا نہیں ہے بلکہ بڑھتا ہے، اللہ رب العزت اُن کی آمد سے پہلے ہی رزق میں برکت ڈال دیتا ہے۔ ❶

اللہ تعالی کبھی کبھی پردہ ہٹا دیتا ہے اور غیب کی کوئی چیز انسان کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے، چونکہ انسان ظاہر کو بہت جلدی تسلیم کرتا ہے اور غیب کی باتیں اسے اتنی جلدی سمجھ میں نہیں آتیں۔

86......مہمان کے آمد پر بچوں کے سامنے خوشی کا اظہار اور اللہ کا شکر ادا کریں

جب گھر میں مہمان آئیں تو والدان کا استقبال کرے تو بچے دیکھتے ہیں مہمان کی آمد پر والدین خوش ہوئے اٹھ کر ملے، اچھے انداز سے ملے، ان کے لیے اچھی چیز بنائے تو اولاد کی تربیت ہوتی ہے، اس طرح اگر کوئی مہمان آجائے تو ان کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے، آج مہمان کے آنے پر ہم ناراض ہوتے ہیں، پیشانی پر بل آجاتے ہیں، اس سے بچوں کی تربیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام اور صحابیات مہمان کی آمد پر نہایت خوش ہوتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کے وقت (کہیں جانے کے لئے گھر سے) نکلے کہ اچانک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے ملاقات ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کو کس چیز

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۵۶

نے تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے (یعنی اس وقت چوں کہ گھر سے نکلنے کی تم لوگوں کی عادت نہیں ہے، اس لئے ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی، جو تمہارے گھر سے نکلنے کا باعث ہوئی ہے) ان دونوں نے عرض کیا کہ بھوک نے ہمیں گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے، (یعنی ہم بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر گھر سے نکلے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور مجھے بھی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اسی چیز نے (گھر سے) نکالا ہے، جس چیز نے تمہیں نکالا ہے یعنی میں بھی بھوک ہی کہ وجہ سے گھر سے نکلا ہوں، اٹھو، (میرے ساتھ چلو) چنانچہ وہ دونوں (بھی) اٹھے (اور آپ کے ساتھ ہوئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر پہنچے (جن کا نام ابوالہیثم تھا) مگر وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا کہ خوش آمدید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی لوگوں میں آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا مبارک ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص یعنی تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لانے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری (یعنی صاحب خانہ بھی) آ گئے، انہوں نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہ (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے گھر میں) دیکھا تو (اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سمائے اور) کہنے لگے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي'' ''الحمدللہ'' اللہ کا شکر ہے، بزرگ تر مہمانوں کے اعتبار سے آج کے دن مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں ہے، یعنی آج کے دن میرے مہمان دوسرے لوگوں کے مہمانوں سے زیادہ بزرگ و معزز ہیں۔ راوی (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ انصاری) ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے جہاں ان کے

لئے ایک بچھونا بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور خود کھجوروں کے درختوں کے پاس) گئے اور ان (مہمانوں) کے لئے کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے ، جس میں نیم پختہ ، پختہ اور تر و تازہ (ہر طرح کی) کھجوریں تھیں ، پھر انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اس میں سے کھائیے ، اس کے بعد انہوں نے چھری لی (اور ایک بکری کو ذبح کرنا چاہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا ، آخرکار انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے ایک بکری ذبح کی (اور جب اس کا گوشت پک گیا تو) سب نے اس بکری کا گوشت کھایا ، اس خوشہ میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا ، اس طرح جب کھانے پینے سے پیٹ بھر گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے ، قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا ، بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا تھا ، لیکن تم اپنے گھروں کو واپس (بھی) نہ ہوئے تھے کہ (خدا کی طرف سے) تمہیں یہ نعمتیں مرحمت ہو گئیں ۔ ❶

تشریح : اس انصاری کا اپنے گھر میں ان معزز بزرگ ترین مہمانوں کو دیکھ کر اپنے حق میں ایک عظیم نعمت تصور کرنا اور اس پر ان کا " الحمدللہ " کہنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی نعمت کے ظاہر ہونے پر ، مہمان کے آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے ، اور اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مہمان کی آمد پر ہمیں خوش ہونا چاہیے ، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مہمان کے آنے پر انتظامات کرتے ، ان کی مہمان نوازی کے لئے فکر مند ہوتے ۔

❶ صحیح مسلم : کتاب الأشربة : باب جواز استتباعه غیره إلی دار من یثق برضاه بذلک ...... الخ ، رقم الحدیث : ۲۰۳۸

مہمان کے اکرام میں میاں بیوی اور بچے بھوکے سوئے

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر ازواج مطہرات کے ہاں پیغام بھجوایا کہ مہمان نوازی کا کچھ انتظام کریں۔ مگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے کسی گھر میں بھی انتظام نہ ہوسکا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کون اس مہمان کی خاطر تواضع کرسکتا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بخوشی حامی بھر لی اور گھر جا کر اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس کی ضیافت کریں۔ اہلیہ نے کہا کہ گھر میں کھانا تو فقط بچوں کے لئے ہے، لیکن ان ایثار پیشہ میاں بیوی نے یہ تدبیر کی کہ بچوں کو بھوکا سلا دیا اور کھانا تیار کر کے مہمان کے سامنے پیش کر دیا اور عین کھانے کے وقت گھر کی مالکہ چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھیں اور اسے گُل کر دیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان پیٹ بھر کر کھالے اور اس طرح خود میزبان کھانے میں عملاً شریک نہ ہوئے، مگر مہمان کے اکرام کی خاطر خالی ہاتھ چلاتے رہے اور منہ ہلاتے رہے اور خود رات فاقہ سے گزاری مگر مہمان کی خاطر داری میں فرق نہ آنے دیا۔ صبح جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات مہمان کے ساتھ جو سلوک تم نے کیا خدا تعالیٰ بھی تمہاری یہ ادائیں دیکھ کر خوش ہوا۔ ❶

87...... بچے کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کریں

تربیت کا ایک اصول یہ ہے بچے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کی

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول الله تعالى: ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة، رقم الحديث: ٣٧٩٨

جائے، محبت کس طرح پیدا ہوگی؟ بچہ جیسے ہی بولنے لگ جائے اُسے سب سے پہلے کلمہ سکھائیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بتایائیں، بیٹا! ہمارے پیغمبر کا نام محمد ہے، ہمارے پیغمبر کا نام احمد ہے، جب بھی حضور کا نام لیا جائے تو ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محبت اور عقیدت سے لیں، تو بچہ سیکھے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محبت سے لیا جاتا ہے، اسے بتایا جائے، بیٹا! جب بھی حضور کا نام نامی اور اسم گرامی آئے گا آپ نے درود شریف پڑھنا ہے، اس کے سامنے درود پڑھیں گے تو بچہ ماں باپ سے سیکھ کر ہمیشہ اس کا اہتمام کرے گا، حضور کے تذکرے پر درود پڑھے گا، اس کے سامنے محبت اس طرح کرنی ہے کہ جب بھی حضور کا نام آئے تو تعظیم کے لئے سر جھکا دینا ہے، تو بچہ سیکھے گا کہ حضور کے اسم گرامی میں تعظیماً سر جھکا دینا ہے، آپ کی بات جب بھی ہو عزت کے ساتھ سننی ہے اور اس پر عمل کرنا ہے، جب بچپن سے ہم اپنے بچے کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ڈال لیں گے تو یہ ساری زندگی حضور کا فرمانبردار ہوگا، ساری زندگی اطاعت گزار ہوگا، آج دیکھنے میں آتا ہے بچہ لڑکپن تک پہنچ جاتا ہے اس سے پوچھو بیٹا تمہارے پیغمبر کا نام کیا ہے بچے کو پتہ نہیں ہوتا، پوچھو بیٹھا کرکٹ کے کھلاڑیوں کا نام کیا ہے وہ سب کے نام بتادیتا ہے ایک نہیں سارے ٹیموں کے معروف کھلاڑیوں کے نام بتادے گا، لیکن اس سے پوچھو بیٹا! پیغمبر کا نام کیا ہے؟ اسے نہیں معلوم، آج اگر پوچھو بیٹا خلفائے راشدین کے نام کیا ہیں؟ عشرہ مبشرہ دس صحابہ جن کے لیے جنت کی بشارت لسانِ نبوت سے ملی وہ کون ہیں؟ ان دس کے نام بتاؤ بیٹے کو نہیں پتہ، بیٹا کیا بتائے باپ کو بھی نہیں پتہ، تو بنیادی وجہ یہ ہے ہم نے اولاد کے سامنے حضور کا، صحابہ کا تذکرہ کیا ہی نہیں ہے، ہم نے جب کیا یا فلمی اداکاروں کا، یا کھلاڑیوں کا یا سیاسی

لیڈروں کا، یا تاریخ کے غیر مسلم دانشوروں کا، ہم نے ان کے سامنے عدل اور انصاف کے درخشاں پہلو قائم کرنے والے اور اپنی زندگی اخلاص وللّٰہیت میں گزارنے والوں کا ذکر خیر کبھی کیا ہی نہیں، اسلئے اسلاف سے واقفیت ہی نہیں ہے۔

بار بار تذکرے سے محبت بڑھتی ہے، جب حضور سے حقیقی محبت ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق ملے گی، سنتوں پر چلنے کی توفیق ملے گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا جز لازم ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی یہ واقعات اس لیے لکھے اور پڑھے جاتے ہیں تاکہ ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نصیب ہو جائے۔

صحابہ کرام کی محبت رسول سے کہ کوئی بال نیچے نہ گرنے پائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ. [1]

ترجمہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈ رہا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہیں اور مقصد صرف یہ ہے کہ جو بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے جدا ہوں، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آئیں نیچے نہ گریں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ

[1] صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب قرب النبى وتبركهم به، رقم الحديث: ۲۳۲۵

مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر مبارک حلق فرماتے تو ابوطلحہ پہلے شخص ہوتے جو آپ کے بال مبارک کو لیتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جھوٹے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا اور آپ کی داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوڑھے سب آپ کے بائیں طرف تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا:

وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا. ❷

ترجمہ: یارسول اللہ! میں آپ کے بچے ہوئے پانی پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دوں گا، (تو آپ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا۔)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ؟

ترجمہ: کون مجھے سعد بن ربیع کے بارے میں خبر لا کر دے گا؟

---

❶ صحيح البخاری: كتاب الوضوء، باب الماء الذی يغسل به شعر الإنسان، رقم الحديث: ١٧١

❷ صحيح البخاری: كتاب المظالم والغصب، بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ، رقم الحديث: ٢٤٥١

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خبر لاتا ہوں، چنانچہ وہ گیا اور لاشوں میں سعد بن ربیع کو تلاش کرنے لگا، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے (اس صحابی کو دیکھ کر) پوچھا: کسے تلاش کرر ہے ہو؟ صحابی نے جواب دیا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری خبر لینے کیلئے بھیجا ہے، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا! جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور بتا دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں جو میری جان لینے والے ہیں اور اپنی قوم سے کہنا:

أَنَّهُ لاعُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ، إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ. ❶

ترجمہ: اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عزر قبول نہیں ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کئے جائیں اور تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی زندہ ہو۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسر کرتا، آپ کیلئے وضو کا پانی اور دوسری ضروریات کی چیزیں لایا کرتا، (ایک روز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز مانگو، میں نے عرض کیا: "أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ" جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: بس یہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ. ❷

پس تم اپنے نفس پر کثرت سجود کیساتھ میری مدد کرو۔

❶ موطأ مالک: کتاب الجهاد، الترغیب فی الجهاد، ج۳ص ۶۶۳، رقم الحدیث: ۱۶۹۱

❷ صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیه، رقم الحدیث: ۴۸۹

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کی نچلی منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہو گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والے گھر میں آ گئے۔ ❶

حضور کے کھانے کی جگہ تلاش کر کے اُس جگہ سے کھانا کھانا

فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ. ❷

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرتے تھے تو جب وہ (بچا ہوا کھانا) واپس آتا اور آپ کے سامنے رکھا جاتا تو حضرت

❶ صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم، رقم الحديث: ۲۰۵۳

❷ صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم، رقم الحديث: ۲۰۵۳

ابوایوب اس جگہ کے بارے میں پوچھتے جس جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ڈال کر کھانا کھایا اور پھر اس جگہ سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ خود کھاتے۔

مجھے وہ چیز ناپسند ہے جو حضور کو ناپسند ہے

ایک دن حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن زیادہ تھا، تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا، تو آپ سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: ''أَحَرَامٌ هُوَ؟'' کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ'' حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ'' مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کو ناپسند ہے۔ [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ.

ترجمہ: کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایسا نیک آدمی ہو جو رات بھر میری حفاظت کرے۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الأشربة، بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ الثُّومِ، وَأَنَّهُ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ خِطَابَ الْكِبَارِ تَرْكُهُ، وَكَذَا مَا فِي مَعْنَاهُ، رقم الحديث: ۲۰۵۳

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: سعد بن ابی وقاص، ''یَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئتُ أَحْرُسُکَ'' اے اللہ کے رسول! میں آپ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہری نیند سو گئے۔ ❶

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی محبت رسول

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انکی زوجہ آپ کے سرہانے بیٹھی تھی، شدت غم سے انکی زبان سے نکلا ''وَاحُزْنَاهُ'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مت کہو بلکہ کہو:

وَاطَرَبَاهُ، غَدًا أَلْقَى الْأَحِبَّةُ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ. ❷

کتنا خوشی کا وقت ہے، کل اپنے احباب یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ملاقات کروں گا۔

مجھے سب سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کا زمانہ قریب آیا تو مجھے میرے والد نے رات کو بلایا اور کہا:

مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

---

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب فى فضل سعد بن أبى وقاص رضى الله عنه، رقم الحديث: ۲۴۱۰

❷ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: القسم الثانى، الباب الثانى فى لزوم محبته صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث، ج ۲ ص ۵۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا. ❶

ترجمہ: میں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے پہلے مقتول ہونے والا خیال کرتا ہوں اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑے جا رہا ہوں جو تم سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے، مجھ پر قرضہ ہے اس کو اداء کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔

صبح کے وقت ہم نے دیکھا کہ سب سے پہلے مقتول وہی تھے اور ان کے ساتھ قبر میں ایک دوسرا شخص دفن کیا گیا اور میری طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ چھوڑں۔ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کو نکالا تو اس وقت وہ اسی طرح تھے جس طرح میں نے ان کو دفن کیا تھا سوائے کان کے کہ (کچھ متاثر ہوا تھا۔)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ میں ایک ایسی بات دیکھی ہے کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتی تو اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی نعمت کو محبوب نہ رکھتا، وہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی رغبت دلا رہے تھے کہ اتنے میں مقداد آ گئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

لَانَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ. ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب: هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة، رقم الحديث: ۱۳۵۱

❷ صحیح البخاری: کتاب المغازی، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُم......الخ، رقم الحديث: ۳۹۵۲

ترجمہ: ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہہ دیا تھا کہ تو اور تیرا رب جا کر (قوم عمالقہ) سے لڑے بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف سے آپ کے دفاع میں لڑیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقداد رضی اللہ عنہ کے یہ کہتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک روشن ہو گیا اور مقداد کی اس گفتگو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں سات صحابہ کی شہادتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات انصاریوں اور قریش کے دو آدمیوں کے ہمراہ اکیلے رہ گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ. [1]

ترجمہ: جو انہیں ہم سے ہٹائے گا اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

تو انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا، پھر بھی کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انہیں ہم سے دور کرے گا اس کے لئے جنت ہوگی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، پس انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھ کر لڑا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا، یہ سلسلہ برابر اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم الحديث: ١٧٨٩

وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ،وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ،وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ.❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ ہی میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کا مقام تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے مجھ میں آپ کو بھر پور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اور حلیہ کے متعلق پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ میں نے آپ کو بوجہ عظمت وجلال کبھی آنکھ بھر کا دیکھا ہی نہیں۔

88......بچے کے دل میں اللہ کا خوف پیدا کریں

اُسے مخلوق سے نہ ڈرائیں بلکہ اللہ سے ڈرائیں، آج ہم نے بچے کے دل میں بچپن سے مخلوق کا ڈر ڈال دیا، بیٹا یہ کام نہیں کرنا ورنہ چڑیل کھا جائے گی، کالا کتا آجائے گا، کالی بلی آجائے گی، فلاں جن آئے گا اور تمہیں کھائے گا، ہم نے ابتداء سے بچے کو بزدل بنا دیا، مخلوق کا ڈر اس کے دل میں ڈال دیا، مخلوق سے نہ ڈرائیں، اللہ سے ڈرائیں، قرآن میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾(الأحزاب: ۷۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔

اگر ہم شروع سے اللہ کا خوف ڈالتے کہ بیٹا! ہر جگہ اللہ موجود ہے تم بند کمرے میں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم لحاف کے اندر ہو تمہارا رب تمہیں دیکھ رہا ہے، سیاہ رات ہو

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان: باب کون الإسلام یهدم ما قبله وکذا الهجرة والحج، رقم الحدیث: ۱۲۱

اندھیرا ہو کوئی موجود نہ ہو تیرا رب پھر بھی تجھے دیکھ رہا ہے، اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، جب بچے کے دل میں یہ اللہ کا ڈر ہوگا کبھی وہ تاریکی کو تلاش نہیں کرے گا، کبھی گلی، کونوں میں، چوراہوں میں اور میدانوں میں چھپ کر موبائل کا غلط استعمال نہیں کرے گا، گناہ نہیں کرے گا اُسے معلوم ہوگا میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، تو اس لئے اس چیز کی بڑی کمی ہے، ہم نے اولاد کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ڈالا، اس لیے جب بھی بات ہو اس کے دل میں یہ بات ڈالیں کہ بیٹا آپ جہاں کہیں بھی ہو اللہ آپ کے ساتھ ہے، آپ کو دیکھ رہا ہے، اللہ آپ کی ہر بات سن رہا ہے، بات بات میں اللہ رب العزت کی بڑائی، عظمت کبرائی اور نعمتوں کا تذکرہ کریں تاکہ بچے کے دل میں اللہ کی محبت پیوست ہو جائے، اور ہر وقت یہ کیفیت مستحضر ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

نہایت گرمی میں چرواہے کا روزہ اور خوفِ خدا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے، آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے، (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لیے دستر خوان بچھایا، اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ بھئی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ، اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بکریاں بھی چرا رہے ہو؟ اس نے کہا "وَاللّٰهِ إِنِّىْ أُبَادِرُ أَيَّامِىْ هٰذِهِ الْخَالِيَةِ" بخدا میں ان ایام خالیہ سے حصہ وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ (الحاقة: ۲۴) کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں

جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کیے ہیں۔)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے زہد و تقویٰ کا امتحان لینے کے لیے اس سے فرمایا ایسا کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کردو، ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دینگے اور گوشت بھی دینگے، گوشت سے تم روزہ افطار کرنا، اس چرواہے نے عرض کیا: ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟ اس چرواہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا "**فَأَيْنَ اللّٰهُ؟**" اللہ کہاں جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤنگا؟) حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چرواہے کی بات سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بار بار چرواہے کی بات کرتے رہے کہ دیکھو چرواہا کہہ رہا ہے "**فَأَيْنَ اللّٰهُ ؟**" اللہ کہاں جائے گا؟ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو آپ نے اس چرواہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چرواہے کو خرید لیا پھر چرواہے کو آزاد کر کے ساری بکریاں اُسے ہبہ کر دیں۔ [1]

اللہ کے خوف میں جان دے دی

ایک شخص تھے جو "دینار العیار" کے نام سے زیادہ مشہور تھے، یہ ہمیشہ فسق و فجور میں گرفتار رہتے تھے مگر ان کی والدہ بہت ہی پارسا اور خدا رسیدہ بزرگ تھیں، ایک دن اتفاق

[1] أسد الغابة فی معرفة الصحابة: ترجمة: عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، ج ۳ ص ۳۳۶، رقم الترجمة: ۳۰۸۲

سے دینار العیار کسی قبرستان کی طرف جانکلے، وہاں انہیں کچھ ہڈیاں دیکھائی دیں، یہ ہڈیاں اس قدر بوسیدہ ہوچکی تھیں کہ جہاں سے بھی چھوا جاتا الگ ہوجاتی تھیں، اس منظر کے سامنے آتے ہی ان کے دماغ میں ایک زبردست انقلاب برپا ہوگیا، لرز اُٹھے، تھر تھر کانپنے لگے کہ ایک نہ ایک دن اپنا بھی یہی حشر ہونے والا ہے، بے ساختہ سجدہ میں گر گئے اور توبہ واستغفار کرنے لگے، اس کے بعد جب گھر آئے تو دنیا سے بے رغبتی اتنی بڑھی کہ توبہ واستغفار کرتے کرتے چند روز کے اندر وہ بالکل نڈھال ہوگئے، ہر چند ماں نے اور عزیزوں دوستوں نے سمجھانے کی بھی کوشش کی مگرانہیں قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ کے سامنے پیشی، سوال وجواب اور عذاب دوزخ کے خوف نے پگلا دیا تھا، ان کا دم ٹوٹتے ہی شہر میں ان الفاظ کے ساتھ اعلان ہوا، اے لوگو! آؤ ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھ لو جو فقط دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے ڈر سے فنا ہوکر گھاٹ اتر گیا ہے۔ تجہیز وتکفین کے بعد پہلی ہی شب میں ان کے ایک دوست نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت سبز رنگ کے قیمتی کپڑے پہنے ہوئے جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں، اپنے دوست کو دیکھتے ہی کہنے لگے پروردگار نے مجھ پر رحم فرمایا، پوچھ گچھ کے بعد میرے سارے گناہ معاف ہوگئے اور عزت کے ساتھ جنت میں داخلہ مل گیا ہے، اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ میری یہ سب کیفیت میری والدہ سے بھی جا کر بیان کردینا۔ (1)

خوف خدا رکھنے والا کسی سے نہیں ڈرتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شیر نے راستے پر بند کر رکھا تھا،

---

(1) المستطرف فی کل فن مستطرف: الباب السادس والعشرون فی الحیاء والتوضع ولین الجانب وخفض الجناح، الفصل الثانی، ج ۱ ص ۱۵۹، ۱۶۰

اور لوگ رستہ چلنے سے ڈرے ہوئے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں گزر ہوا تو آپ نے شیر سے فرمایا کہ ہٹ جا! اس نے دم ہلائی اور چل دیا، پھر لوگ گذر گئے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ خَافَ اللَّهَ خَوَّفَ اللَّهُ مِنْهُ كُلَّ شَيْءٍ. ❶

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر شی کو اس سے ڈراتا ہے۔

جب انسان کے دل میں اللہ کا ڈر رہتا ہے، وہ مخلوق سے خوف زدہ نہیں ہوتا، وہ رات کے اندھیرے میں کسی آواز سے، دستک سے، پردے کے ہلنے سے نہیں گھبراتا، آج مخلوق کا اتنا خوف ہے، گھر میں چھپکلی، لال بیگ داخل ہوجائے خوف طاری ہوجاتا ہے، لیکن خدا کا خوف کوئی نہیں، جب انسان کے دل میں اللہ کا ڈر رہتا ہے اللہ مخلوق کا ڈر اس کے دل سے نکال دیتا ہے، مخلوق کے خوف سے انسان بزدل بنتا ہے، خدا کے خوف سے دل طاقتور رہتا ہے۔

دریائے فرات کے کنارے رونے والا عابد

محرز ابو ہارون ضبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کوفے میں ایک آدمی تھا، وہ صبح فرات کے کنارے جا کر دن چڑھے تک روزانہ روتا رہتا، پھر واپس آتا اور کچھ آرام کرتا۔ جب وہ نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے قیام میں کھڑا رہتا، عصر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر روتا رہتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا:

هَذَا مُطِيعٌ لِلَّهِ أَجْرَاهُ بِرَحْمَتِهِ وَصَيَّرَهُ رِزْقًا لِعِبَادِهِ وَأَنَا أَعْصِيهِ غَيْرَ خَائِفٍ. ❷

❶ روض الرياحين في حكايات الصالحين: ص ۴۰

❷ شعب الإيمان: الخوف من اللّٰه، ج ۲ ص ۲۹۰، رقم الحديث: ۹۰۷

ترجمہ: یہ دریا اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے، اس نے اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جاری کیا ہے اور اس کو اپنے بندوں کے رزق کا ذریعہ بنایا ہے، جبکہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں اس کے باوجود ڈرتا بھی نہیں ہوں۔

یہ بات کہنے کے بعد وہ گرا اور مر گیا۔ ابو ہارون رحمہ اللہ نے کہا کہ میں اس کے جنازے میں موجود تھا، میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو اس وقت موت کی خبر ہوئی ہو مگر وہ اس کے جنازے میں نہ پہنچا ہو۔ یعنی سب لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔

89......گھر کیلئے قوانین بنائیں

اگر بچہ نافرمانی اور حکم عدولی کرتا ہے تو والدین کی حیثیت سے آپ کو کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ آپ کا بچہ آپ کی بات سننے اور ماننے والا بن جائے۔

چھوٹے سے چھوٹا ادارہ بھی اپنی جگہ کام نہیں کر سکتا جب تک اس میں قوانین واضح نہ ہوں۔ قانون سازی کا مطلب سختی نہیں ہوتا، اس سے ادارے میں نظم پیدا ہوتا ہے اور نظم واضح کرتا ہے کہ کس کی کیا ذمہ داری ہے۔

آپ کی زندگی میں آپ کیلئے سب سے اہم ادارہ آپ کا گھر، آپ کا خاندان ہے۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے سب سے اہم ادارے یعنی گھر کیلئے چند قوانین اور ضابطے طے کریں، یہ ضابطے غیر واضح نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، اچھے بچے بنو، کھانا تمیز سے کھاؤ، وغیرہ۔ بلکہ واضح ہوں جیسے جب کوئی بات کر رہا ہو تو اس کے درمیان میں نہ بولا جائے، اس کی بات ختم ہونے کا انتظار کرو۔ کھانا وقت پر دستر خوان پر کھایا جائے گا وغیرہ۔

ایسے ہی یہ تمام دستور منفی انداز سے نہ ہوں کہ یہ نہ کرو، وہ نہ کرو، بلکہ مثبت پہلوؤں کو

اجاگر کیا جائے۔ مثال کے طور پر یہ نہ کہا جائے کہ بیچ میں نہ ٹوکو بلکہ یہ سمجھایا جائے کہ جب ایک اپنی بات مکمل کر لے تب تم اپنی بات کہو۔

باشعور والدین یہ شعور بھی بچے کو دیتے ہیں کہ گھر میں جو قوانین لاگو ہیں، وہ دراصل سختی نہیں، بلکہ ان کی بہتر اور منظّم زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اگر وہ منظّم زندگی آج گزاریں گے تو آگے چل کر کسی بھی ادارے یا کسی بھی ماحول میں کام کرنا اُن کیلئے بہت آسان ہو سکے گا۔

اس ضمن میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ خود والدین کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہ قوانین صرف بچے کیلئے نہ ہوں، پہلے خود اپنے لیے یعنی میاں اور بیوی آپس میں کچھ قوانین طے کریں، پھر ان ضابطوں کے مطابق ہی وہ اپنی زندگی گزاریں۔ ان قوانین اور ضابطوں کا تعین بہتر ہوگا کہ شادی کے اوائل ہی میں میاں بیوی کر لیں تو ان پر عمل درآمد آسان ہوگا اور اپنے بچوں کیلئے وہ مؤثر مثال بن کر سامنے آئیں گے۔

مثال کے طور پر میاں بیوی یہ طے کریں کہ اگر دونوں میں سے کوئی غلطی کرے گا یا بچوں کی سرزنش غلط انداز سے کرے گا تو بچے کے سامنے وہ ایک دوسرے کو نہیں ٹوکیں گے اور نہ الجھیں گے۔ ایسے ہی اگر انھیں کسی مسئلے پر مشورہ کرنا ہے تو وہ بحث مباحثہ بچوں کے سامنے نہیں کریں گے۔ ایک اور مثال بچوں کی نیند کی لے لیجیے۔ والدین اگر دیر سے سوئیں تو بچے بھی دیر سے سوتے ہیں۔ باپ اگر کماتا ہے اور دیر سے آتا ہے تو میاں بیوی یہ طے کرلیں کہ بچے وقت پر سو جائیں گے، باپ کا انتظار نہیں کریں گے۔

90.....صدقہ کرنے کی عادت ڈالیں

ایک اصول یہ ہے کہ بچے کے ذریعے صدقہ کرنے کی عادت ڈالیں، یعنی کوئی فقیر آئے دروازے پے دستک دے بیٹے کو پیسے دیں، بیٹا اپنے ہاتھ سے اس فقیر کو دے

دو، راستے میں کوئی نظر آئے بچے کو پیسے دیں بیٹا اس فقیر کو دے دو، جب انسان بچوں کے ذریعے سے غریبوں کو مستحقین کو دے گا تو اس میں سخاوت کا جذبہ پیدا ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ. [1]

ترجمہ: اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ کیوں نہ ہو، اگر یہ نہ پاؤ تو پاکیزہ کلمہ کہہ دو (یعنی حسن اخلاق کے ساتھ نرم لہجے میں معذرت کردو۔)

اور اس کا ایک بہترین طریقہ صدقہ خیرات بھی ہے، جس قدر مالی وسعت ہو، جتنی ہمت ہو اس کے مطابق غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مالی مدد کر کے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا چاہیے، اگر کوئی سائل تمہارے سامنے دستِ سوال دراز کرے تو تمہیں جو کچھ میسر ہو اس کو دے دو، یہاں تک کہ تم کھجور کے ایک ٹکڑے کے برابر کوئی معمولی چیز دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکتے تو وہی معمولی چیز دے کر اس کا سوال پورا کرو، اور اگر سرے سے کچھ بھی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے، تو کم سے کم یہ کرو کہ اپنے ترش اور بھدے جواب کے ذریعہ اس کی دل شکنی کرنے کی بجائے نہایت نرمی و ملائمت کے ساتھ اس کے سامنے اپنا عذر بیان کرو، اور ایسے الفاظ و اسلوب میں اس کو جواب دو کہ وہ تمہارے برتاؤ ہی سے خوش ہو جائے، بشرطیکہ اس میں دین کی مداہنت نہ ہو۔

اب ہوتا کیا ہے کوئی مانگنے کے لیے آیا اپنی اولاد بیٹا، بیٹی ساتھ بیٹھی ہے باپ نے اس فقیر کو دو باتیں سنا دیں، برا بھلا کہا، لعن طعن کیا، طعن تشنیع کا نشانہ بنایا، بیٹا سمجھ گیا کہ جو

[1] صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب طیب الکلام، رقم الحدیث: ۶۰۲۳

بھی فقیر آئے اس کی تذلیل کرنی چاہیے، اس کو تو بے عزت کرنا چاہیے، جیسے باپ نے کیا وہ اس کو اپنا کمال سمجھے گا، شریعت کا حکم ہے کہ سائل جب بھی آئے اس کو جھڑکنا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ دیکھنا ہے وہ کس کے نام پر مانگ رہا ہے، وہ اللہ کے نام پر مانگ رہا ہے اس کو دے دیں، اگرچہ اس کا مانگنا ٹھیک ہو یا نہیں، وہ اس کا اور اس کے رب کا معاملہ ہے، ہمارے پاس اس نے رب کے نام پر صدا لگائی، ہماری گنجائش بنے تو ہم اس کو دے دیں، تو اسی طرح پڑوسیوں کے ہاں کوئی چیز بھیجنی ہو بچے کے ذریعے سے بھجوائیں، بچے کو ترغیب دیں، بیٹا! پیسے دینے سے کم نہیں ہوتے اللہ کے نام پر جب بھی کوئی دیتا ہے اللہ دگنا کر کے واپس کرتا ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ. ❶

ترجمہ: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔

اگرچہ صدقہ ظاہری طور پر مال میں کمی ونقصان کا سبب ہوتا ہے، مگر ''حقیقت'' صدقہ و خیرات مال میں زیادتی کا سبب ہے، بایں طور کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے وہ اور اس کا مال آفت و بلاء سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے، بلکہ دنیا میں بھی اسے اس طرح نعم البدل عطا فرمایا جاتا ہے کہ اس کا مال بڑھتا رہتا ہے۔ اس طرح بچے کو ترغیب دیں، جیسے کھنواں سے جتنا پانی نکالو پانی کم نہیں ہوتا اور بڑھتا رہتا ہے، جتنا رب کے نام پر کوئی خرچ کرتا ہے وہ کم نہیں ہوتا اللہ اس کو بڑھاتا رہتا ہے، پھر جتنا اخلاص ہوتا ہے اتنا اللہ دگنا کر کے دیتا ہے، کبھی دس گناہ، کبھی ستر گناہ، کبھی سات سو گناہ، کبھی سات لاکھ گناہ،

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، رقم الحديث: ٢٥٨٨

جس قدر اخلاص ہوگا اُتنا ہی اللہ تعالی بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس شہر بصرہ کے چند علماء آئے ، اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے گورنر تھے ، انھوں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب رہتے ہیں جو صوام وقوام یعنی دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر نماز پڑھنے والے بڑے عابد وزاہد اور اللہ والے ہیں، ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہے کہ ان جیسے بن جائیں، انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایک غریب بھتیجے سے کر دیا ہے ، اور وہ اس قابل نہیں کہ اپنی بیٹی کی رخصتی کا انتظام کرسکیں ۔ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان علماء کو اپنے گھر لے گئے اور ایک صندوق کھول کر اس میں سے درہموں کی چھ تھیلیاں نکالیں اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ، پھر کہنے لگے کہ ٹھہرو، یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم ایک شخص کی عبادت میں خلل ڈال دیں، لہذا مجھے بھی ساتھ لیتے چلو تا کہ ہم سب اس کی بیٹی کی رخصتی میں اس کی مدد کریں:

فَلَيْسَ لِلدُّنْيَامِنَ الْقَدْرِ مَايَشْغَلُ مُؤْمِناً عَنْ عِبَادَةِ رَبِّه وَمَابِنَامِنَ الْكِبْرِ مَالَا نَخْدِمُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ. (۱)

ترجمہ: دنیا اتنی قابل قدر نہیں کہ مؤمن کی عبادت میں اس سے خلل ڈالا جائے ، اور نہ ہم اتنے بڑے کہ اولیاء اللہ کی خدمت نہ کریں۔

چالیس ہزار دراہم، بیس غلام اور گھر کی سخاوت

ایک مرتبہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ آئے ، انہوں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کیلئے گھر فارغ کردیا

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج ۳ ص ۲۴۸

اور کہا:

لَأَصْنَعَنَّ بِکَ کَمَا صَنَعْتَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: كَمْ عَلَيْكَ مِنَ الدَّيْنِ؟ قَالَ: عِشْرُونَ أَلْفًا، قَالَ: فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا وَعِشْرِينَ مَمْلُوكًا، وَقَالَ: لَكَ مَا فِي الْبَيْتِ. ❶

ترجمہ: میں آپ کے ساتھ وہی کروں گا جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا، اور کہا: آپ پر کتنا قرضہ ہے؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: بیس ہزار، راوی فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دیئے اور بیس غلام دیئے اور فرمایا: میرے گھر میں جو ہے سب تمہارا ہے۔

تین شخصوں کے احسان کا بدلہ میں نہیں دے سکتا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ لَا أُكَافِئُهُمْ: رَجُلٌ وَسَّعَ لِي فِي الْمَجْلِسِ لَا أَقْدِرُ أَنْ أُكَافِئَهُ وَلَوْ خَرَجْتُ لَهُ مِنْ جَمِيعِ مَا أَمْلِكُ، وَالثَّانِي مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ بِالِاخْتِلَافِ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُكَافِئَهُ وَلَوْ قَطَرْتُ لَهُ مِنْ دَمِي، وَالثَّالِثُ لَا أَقْدِرُ أُكَافِئُهُ حَتَّى يُكَافِئَهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ عَنِّي مَنْ أَنْزَلَ بِي الْحَاجَةَ لَمْ يَجِدْ لَهَا مَوْضِعًا غَيْرِي. ❷

ترجمہ: تین شخصوں کو میں احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، پہلا وہ شخص جو میرے لیے محفل میں وسعت کر کے جگہ بنا دے، میں اسکا بدلہ عطا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اگرچہ

---

❶ المستدرک على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم، ج٣ ص٥٢٠، رقم الحديث: ٥٩٣٦

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج١٣ ص١١٣، الرقم: ١٠٣٨٢

سب کچھ اسکو دے دوں جسکا میں مالک ہوں۔دوسرا وہ شخص جسکے قدم میرے پاس آمد ورفت رکھنے کی وجہ سے غبار آلود ہوتے ہیں، میں اسکا بدلہ اتارنے کی طاقت نہیں رکھتا اگر چہ میں اس کے لیے اپنا خون بھی بہا دوں۔تیسرا وہ شخص جسکے احسان کا بدلہ میں نہیں دے سکتا یہاں تک رب العالمین میری طرف سے بدلہ اتار کردے گا، وہ یہ جسکو کوئی ضرورت پیش آجائے اور وہ اپنی ضرورت میرے آگے پیش کردے اور میرے سوا اس کے لیے اپنی حاجت پیش کرنے کی دوسری کوئی جگہ بھی نہ ہو۔

صدقہ دینے کے سبب ایک اژدھے کے شر سے محفوظ ہونا

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص لوگوں کو تنگ کیا کرتا تھا، لوگوں نے حضرت صالح سے اس کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ اس کے لیے بددعا کریں، صالح علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تم اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے، وہ آدمی روزانہ لکڑی چننے جاتا تھا۔

چنانچہ وہ اس دن لکڑی چننے کے لیے نکلا، اس دن اس کے ساتھ دو روٹیاں تھیں، اس نے ایک روٹی کھالی اور دوسری صدقہ کردی، چنانچہ وہ گیا اور لکڑی چن کر شام کو صحیح وسالم واپس لوٹ آیا، اسے کوئی نقصان نہ پرنچا، لوگ صالح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ آدمی تو لکڑی چن کر صحیح وسالم واپس آ گیا ہے اسے تو کچھ بھی نہیں ہوا، حضرت صالح علیہ السلام کو تعجب ہوا، انہوں نے اس آدمی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے آج کون سے عمل کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں آج لکڑی چننے نکلا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں، میں نے ایک کو صدقہ کردیا اور دوسری کو کھالیا، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ صَالِحٌ حُلَّ حَطَبَکَ فَحَلَّ حَطَبَهُ، فَإِذَا فِيهِ أَسْوَدُ مِثْلُ الْجِذْعِ،

عَاضًا عَلَى جِذْلٍ مِنَ الْحَطَبِ قَالَ فَقَالَ بِهَا دُفِعَ عَنْهُ يَعْنِي بِالصَّدَقَةِ. ❶

ترجمہ: اس لکڑی کے گھٹ کو کھولو، لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں اس میں ایک سیاہ سانپ تنے کی مانند پڑا ہوا تھا اور اپنے دانتوں کو لکڑی کے ایک موٹے تنے پر گاڑے ہوا تھا۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اسی عمل (یعنی صدقہ) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے نجات دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے افطاری کا کھانا مسکین کو دینا

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انھوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو اس نے کہا افطار کس چیز سے کریں گے، فرمایا دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھیجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے۔ ❷

حضرت حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر کی بے مثال سخاوت

ابوالحسن مدائنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ان کے سامان کے اونٹ ان سے جدا ہو گئے، یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے، ایک خیمہ پر ان کا گزر ہوا، اس میں ایک بوڑھی عورت تھی، ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی یا دودھ لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے؟ اس نے کہا: ہے، یہ لوگ اپنی اونٹیوں پر سے اُترے۔ اس بڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی، اس کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو، ان

❶ الزهد لأحمد بن حنبل، بقية الزهد عيسىٰ عليه السلام، ص ۸۰، الرقم: ۴۹۴

❷ موطأ مالک: کتاب الصدقة، باب الترغيب فی الصدقة، ج ۲ ص ۹۹۷

حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز بھی ہے؟ اس بڑھیا نے کہا کہ بکری ہے اس کو تم میں سے کوئی ذبح کر لے تو میں پکا دوں گی، انھوں نے اس کو ذبح کیا، اس نے پکایا، یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو انھوں نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں، اس وقت حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں، اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو تُو ہمارے پاس آنا، تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے۔

یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے، شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا، وہ بہت خفا ہوا کہ تو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی، معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے؟ پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے، غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا۔ کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے، دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گزر کیا کرتے۔

ایک دن وہ بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازہ کے آگے تشریف رکھتے تھے، جب یہ وہاں کو گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے بھی پہچانتی ہے؟ اس نے کہا: میں نے تو نہیں پہچانا، آپ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ اور بکری والا، بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا: کیا خدا کی قسم! تم وہی ہو؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہی ہوں اور یہ فرما کر ''فَأَمَرَ لَهَا بِأَلْفِ شَاةٍ، وَأَلْفِ دِرْهَمٍ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ غُلَامٍ إِلَى الْحُسَيْنِ'' آپ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار درہم بھی عطا فرمائے

اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا؟ اس نے کہا: ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار، یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی، اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، انھوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے، تو انھوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے اور یہ فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا۔ یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔ [1]

والدہ کے صدقے کے سبب بیٹے کا شیر کے حملے سے محفوظ ہونا

ایک عورت کا بچہ طویل عرصہ غائب رہا، ایک دن وہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھی، ابھی وہ لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالنے ہی والی تھی کہ ایک فقیر نے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگائی اس نے منہ میں جاتا لقمہ وہیں روک کر لقمہ سمیت پوری روٹی فقیر کو دے دی اور خود بھوکی رہی۔ اسے اپنے بیٹے کی بڑی فکر لگی رہتی اور ہمیشہ اس کی واپسی کی دعائیں کرتی تھی، اس بات کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک دن اس کا بیٹا صحیح سلامت گھر لوٹ آیا۔ اور پھر ایک دن ماں کو راستے کی سختیوں سے آگاہ کیا، اس نے کہا کہ سب سے حیرت انگیز واقعہ مجھے یہ پیش آیا کہ میں فلاں وقت فلاں شہر کے گھنے جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک دم سامنے سے شیر نمودار ہوا میرا گدھا وہیں رک گیا اور مجھے پھینک کر

[1] فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۷۰۰، ۷۰۱/ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل و ذم حب المال، ج۳ ص ۲۴۹

پیچھے کی جانب دوڑا، شیر نے اپنے پنجے میری پیوند شدہ قمیص میں گاڑھ دیئے تاہم مجھے کوئی خراش تک نہیں آئی، البتہ میرے ہوش اُڑ گئے وہ مجھے گھسیٹتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں لے آیا۔

عین اسی وقت جب وہ میرے سینے پر پنجے رکھ کر چیر پھاڑنے ہی والا تھا کہ ایک عظیم الخلقت آدمی نمودار ہوا، اس کا چہرہ روشن اور کپڑے سفید تھے، اس نے شیر کو گردن سے پکڑا اور اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور کہا:

قُمْ يَا كَلْبُ! لُقْمَةٌ بِلُقْمَةٍ.❶

ترجمہ: اُٹھ، اے کتے! لقمے کے بدلے لقمہ۔

شیر لڑکھڑا کر اُٹھا اور جنگل کی طرف بھاگ گیا، میں نے آدمی کو دائیں بائیں خوب ڈھونڈا مگر کہیں اس کا نشان نہ ملا، میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا یہاں تک کہ میری کھوئی طاقت واپس آ گئی اور حواس مجتمع ہو گئے، پھر میں نے اپنا جسم ٹٹولا۔ کہیں کوئی زخم یا خراش نہ تھی، میں وہاں سے چل پڑا یہاں تک کہ اپنے قافلے سے جا ملا، میں نے ان کو اس بارے میں بتایا تو انھیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ میں شیر کے چنگل سے کیسے بچ گیا، میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ نو وارد آدمی کی اس بات کا کیا مطلب ہے کہ لُقْمَةٌ بِلُقْمَةٍ (لقمے کے بدلے لقمہ)۔

ماں نے اس وقت میں غور کیا تو یہ وہی وقت تھا جب اس نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر فقیر کو صدقہ کیا تھا چنانچہ اس نے بیٹے کو اس کا مطلب سمجھایا۔

جملہ کا مطلب ہے کہ ماں نے فقیر کو لقمہ دیا تو اللہ رب العزت نے اُس کے بیٹے کو شیر کا لقمہ بننے سے بچالیا۔ غور کریں کہ صدقہ دینے والی ماں ہے چونکہ بیٹے کو اگر شیر کھا

❶نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة: لقمة بلقمة، ج ٢ ص ٤٢، ٤٣

لیتا تو تکلیف ماں کو ہوتی، تو اللہ نے ماں سے اس تکلیف کو صدقہ کی برکت سے ہٹایا۔

والدہ کی طرف سے روٹی صدقہ کرنے پر بیٹے کی دشمنوں سے حفاظت

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ ابو جعفر بن بسطام سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے اس کی عادت ہوگئی تھی کہ میں جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح میری طرف سے روٹی کو صدقہ کر دیا کرتی تھی، اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا میں تم سے بدظن تھا اور گرفتار کرنا چاہتا تھا، تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تا کہ گرفتار کروں، مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کی مانند روٹی رہتی تھی، جس سے میرا تیر تم کو نہ لگتا تھا۔ جاؤ اب تم مامون ہو۔ [1]

تو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں تربیت کا ایک اصول یہ ہے اولاد کے ذریعے سے صدقہ کیا جائے، صدقے کی عادت ڈالی جائے، فقیر جب بھی گھر پر آئے اور اللہ کے نام پر مانگے اِسے کچھ نہ کچھ دے دیں، جب ہم اولاد کے دل میں صدقہ کی محبت ڈالیں گے اور بتائیں گے کہ بیٹا اس سے اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور مال میں برکت ہوتی ہے، خرچ کے بعد ذہنی سکون اور غریبوں کی دعائیں ملتیں ہیں۔

91......غریبوں سے محبت تعاون اور میل جول کی تعلیم دیں

بچے کے دل میں ابتدا سے غریبوں کی محبت ڈالیں، غریبوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیں، ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے ہم بیٹے سے کہتے

[1] البر والصلة لابن الجوزي: الباب السابع والأربعون، ص: ۲۲۴

ہیں بیٹا غریب کے ساتھ نہیں بیٹھنا، فلاں دولت مند پیسے والے کی اولاد کے ساتھ تعلق رکھنا، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور میل جول رکھنے پر خوش ہوتے ہیں، غریب اور یتیم کے ساتھ بیٹھنے پر خوشی نہیں ہوتے، اس لئے بچہ ابتداء سے ہی عیاش بچوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، جن کے والدین کی زندگی دولت پیسے میں گزر رہی ہوتی ہے، جن کی کمائی کرپشن، سود، رشوت اور حرام کی ہوتی ہے، ان بچوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھنے سے اِس کی زندگی میں بھی خواہشات، عیاشی دولت سے محبت، پیسہ اور ثروت، فیشن یہ چیزیں ابتداء سے آجاتی ہیں، پھر وہ اپنی ان خواہشات اور دوستوں کی مجلسوں میں شرکت کے لئے والدین سے بھاری رقم کا تقاضہ خرچے کے لئے کرتا رہتا ہے، اگر وہ رقم نہ ملے تو وہ والدین کا باغی ہو جاتا ہے، اب اِس کا سبب ہم خود بنے، اگر آپ بچہ غریب کے ساتھ اٹھے گا بیٹھے گا، اس کے دل میں اِن کی محبت آئے گی اور شکر کا جذبہ بھی پیدا ہوگا، فلاں کے گھر میں تو کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا اللہ نے ہمیں اتنا دیا، اُن کے پاس پہننے کے لیے نہیں تھا اللہ نے ہمیں لباس دیا، اُن کے پاس سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں کرائے کا مکان ہے، اللہ نے ہمیں اپنا مکان دیا، ان کے حالات سنے گا شکر کرے گا، ان کے ساتھ تعاون کرے گا، گھر آ کر بتائے گا اپنے حصے میں سے ان کو دے گا، اس طرح محبت بھی بڑھتی رہے گی زندگی میں عاجزی بھی آئے گی، انسان جس صحبت میں بیٹھتا ہے اُس صحبت کا اثر ہوتا ہے، غریبوں کے ساتھ بیٹھے گا عاجزی، تواضع آئی گی، مالداروں کے ساتھ بیٹھے گا مال کی محبت آئی گی، فاسق، فاجر لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا گناہ پر جری ہو جائے گا، حکمرانوں کے ساتھ بیٹھے گا ظلم وستم آئے گا، عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا فیشن، دولت، حرص وہوس اور لعن طعن اور ناشکری زندگی میں آئے گی، علماء کی صحبت اختیار کرے گا علم سے محبت آئے گی، صلحاء کی صحبت میں رہے گا

عمل میں آگے بڑھتا رہے گا، تو ہر صحبت کا ایک اثر ہوتا ہے۔

مولانا روم رحمہ اللہ نے مثنوی میں ایک واقعہ لکھا، سمجھانے کے لئے فرمایا کہ ایک شخص نے شیر کا ایک چھوٹا بچہ لے لیا، جنگل سے لے کر آیا اور اس کو بھیڑیوں کے ساتھ رکھا، اب وہ بھیڑیوں کی صحبت میں رہتا تو ان ہی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اس میں بھیڑیوں کی عادات آ گئیں، اب اس کو پتہ نہیں میں جنگل کا بادشاہ ہوں، لیکن چونکہ صحبت بھیڑیوں کی ملی تو وہ بھیڑیوں والی عادات اُس میں سرایت کر گئیں، ایک دفعہ جب پانی پینے کے لئے گھاٹ پر گیا تو پانی میں جو دیکھا تو اسے اپنی شکل نظر آئی، اس نے کہا: میں تو شیر ہوں، میں بھیڑیا نہیں ہوں، پھر اس نے فوراً آواز نکالی جنگل کی طرف گیا کہ میرے اندر تو یہ صفات تھیں اور میں کس میں چلا گیا تو اس کو جب اپنی اصلی حالت کا پتہ چلا تو اس نے بھیڑیوں کو چھوڑا جنگل کی طرف گیا پھر حکمرانی شروع کر دی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شہزادہ تھا جس نے شروع ہی سے عورتوں میں پرورش پائی تھی اسے مردوں کی صحبت نصیب ہی نہیں ہوئی، بلکہ وہ جوانی تک عورتوں ہی میں رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی طبیعت اور مزاج نسوانی بن گیا، وہ عورتوں ہی کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر بات کرتا تھا اور ان ہی کی طرح بول چال اور چلنے کا انداز تھا، ایک دن اتفاق سے کہیں سے سانپ نکل آیا سب عورتیں چلانے لگیں کسی مرد کو بلاؤ سانپ نکل آ گیا ہے، وہ شہزادے صاحب بھی کہنے لگے ارے کسی مرد کو بلاؤ سانپ آ گیا ہے، کسی عورت نے انہیں یاد دلا دیا کہ حضور آپ بھی تو مرد ہیں آپ ہی ہمت کر لیں، شہزادہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تو اب پتا چلا کہ میں مرد ہوں، لاؤ لاٹھی لاؤ میں اِس کو مارتا ہوں۔

تو بھیڑوں اور بکریوں کی صحبت شیروں کو بھی بھیڑ بکری بنا دیتی ہے اور عورتوں کی ہم نشینی

مردوں میں بھی زنانہ صفات پیدا کریتی ہے،اس لئے آپ اپنے بچوں کو صحبت بد کا شکار نہ ہونے دیں،صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ ❶

غریب بچوں کی صحبت سے عاجزی اور تواضع آئے گی اور انہیں اس بات کی ترغیب دیں کہ غریبوں کے ساتھ تعاون چھپ کہ کیا کریں،جس ذات کے لئے کر رہے ہیں اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّکَ لَنْ تُنفِقَ نَفقَةً تَبْتَغِی بِهَا وَجهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرتَ عَلَيْهَا. ❷

ترجمہ: ہرگز تم کوئی چیز اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ہو لیکن اگر تم یہ چاہو کہ اللہ کی رضا مجھے مل جائے تو اللہ تمہیں اس پر اجر عطا فرماتا ہے۔

تو انسان جب اللہ کی رضا کے لیے کوئی کام کرتا ہے،تو کام چاہے چھوٹا کیوں نہ ہو، مختصر تعاون ہی کیوں نہ ہو۔شریعت میں اصل مدار اخلاص پر ہے۔

رسول کریم صلی اللہ ولیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِی صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةٌ لَخَرَجَ عَمَلُهُ إِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ. ❸

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی ایسے بڑے پتھر کے اندر بھی کوئی نیک کام کرے کہ جس میں نہ تو کوئی دروازہ ہو،اور نہ کوئی روشن دان،تو اس کا وہ عمل لوگوں میں مشہور ہو جائے گا،

❶ ندائے منبر و محراب: تربیت اولاد، ج۲ص ۳۵۷، ۳۵۸

❷ صحيح البخارى: كتاب الإيمان، باب ما جاء إن الأعمال بالنية والحسبة...... الخ، رقم الحديث: ٥٦

❸ المستدرک علی الصحيحين: كتاب الرقاق، ج۴ص ۳۴۹ ،رقم الحديث: ۷۸۷۷. قال الحاكم: هذا الحديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبی

خواہ وہ عمل کسی طرح کا ہو۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کوئی شخص پتھر کے اندر بھی گھس کر کوئی نیک کام کرے کہ جس میں نہ کوئی دروازہ ہوتا ہے اور نہ کوئی روشن دان اور اس طرح اس پتھر کے اندر نہ تو داخل ہو کر اور نہ باہر سے جھانک کر دیکھا جا سکتا ہے کہ اندر کون شخص کیا کام کر رہا ہے، تو اس صورت میں بھی وہ شخص اپنے اس نیک کام کے ساتھ لوگوں میں بہت مشہور ہو جاتا ہے۔ جب انسان کوئی نیکی کسی ضرورت مند کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالی بہترین بدلہ عطا فرماتے ہیں، بسا اوقات وہ غریبوں اور مستحقین نیکی اس کے اور اہل وعیال کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کے سبب مجوسی اور اہل وعیال کو اسلام کی توفیق مل گئی

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرما رہے ہیں کہ بغداد میں فلاں مجوسی سے جا کر کہو کہ دعا قبول ہوگئی ہے، وہ شخص کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں مجوسی کے پاس کیسے جاؤں گا؟ دوسری رات سویا پھر اسی طرح خواب دیکھا اور تیسری رات پھر اسی طرح خواب دیکھا، تیسرے دن صبح کو میں بغداد کی طرف چل پڑا اور مجوسی کے پاس پہنچ گیا، میں نے اسے دیکھا کہ بہت نعمتوں میں اور دنیا کی کشائش میں ہے، میں نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور بیٹھ گیا، اس نے پوچھا: کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: بتائیں! میں نے کہا: علیحدگی میں بتاؤں گا، لوگ اس کے پاس سے ہٹ گئے اور اس کے خواص دوست ساتھ رہ گئے، میں نے کہا: ان سے بھی علیحدگی میں بتاؤں گا، اس مجوسی نے اپنے خواص کو بھی ہٹا دیا اور مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ؟ میں نے کہا: میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بن کر آپ کے پاس آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ دعا قبول ہوگئی ہے، مجوسی نے کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: میں اسلام کا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہوں، میں نے کہا: میں نے بھی یہ خیال کیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! مجھے اس نے کہا:

﴿اَشۡهَدُاَنۡ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوۡلُ اللّٰهِ﴾

اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا میں پہلے گمراہی میں تھا اور اب میں نے حق کی طرف رجوع کرلیا ہے، تم میں سے جو مسلمان نہیں ہوگا میں اپنی ہر چیز اس سے چھین لوں گا تو اس کے ساتھیوں میں سے بہت تھوڑوں کے علاوہ سارے مسلمان ہوگئے، پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! میں گمراہی میں تھا اور میں اب مسلما ہوگیا ہوں، تو بتا اب تو کون سا مذہب اختیار کرے گا؟ بیٹے نے کہا: اے ابا جان! میں بھی مسلمان ہوتا ہوں، وہ بھی مسلمان ہوگیا، پھر اس مجوسی کی اپنی بیٹی نے کہا: ابا جان اللہ کی قسم! میں تو پہلے سے ہی بھائی کے ساتھ نکاح کو ناپسند سمجھتی تھی، وہ بیٹی بھی مسلمان ہوگئی۔

مجوسی نے اس آدمی سے پوچھا: جو دعا قبول ہوئی تھی کیا آپ جانتے ہیں وہ کون سی دعا تھی؟ اس نے کہا: نہیں! مجوسی نے کہا: جب میں نے اپنی بیٹی کی اپنے بیٹے سے شادی کی اور اس پر کھانا تیار کیا اور میں نے سب لوگوں کو دعوت دی تو میری دنیاوی وسعت کی وجہ سے لوگوں نے دعوت قبول کی، جب لوگ کھانا کھا چکے تو میں تھک گیا اور میں نے خادم سے کہا کہ میرے لئے گھر کے اوپر والے حصے میں چٹائی بچھاؤ

تا کہ میں کچھ دیر سو جاؤں، میں گھر کے اوپر چڑھا اور ہمارے پڑوس میں کچھ شریف لوگ تھے جو غریب تھے، تو میں نے ایک بچی کی آواز سنی جو اپنی ماں سے کہہ رہی تھی، اے امی جان! اس مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں تکلیف دی ہے، میں بچی کی بات سن کر گھر سے نیچے اترا اور میں نے ان کے لئے بہت سا کھانا، ڈھیر سارے دراہم و دنانیر اور گھر میں موجود ہر شخص کے لئے کپڑے بھجوادئے، تو ایک بچی نے کہا:

حَشَرَکَ اللّٰہُ مَعَ جَدِّیْ وَقَالَ البَاقُوْنَ: آمین فَتِلْکَ الدَّعْوۃُ الَّتِیْ اُجِیْبَتْ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارا حشر میرے دادے کے ساتھ کرے اور دوسروں نے آمین کہی، یہی وہ دعا ہے جو قبول ہوئی ہے۔

92......بچوں کے سامنے دوسروں کی مدد کرتے رہیں

بچوں کے سامنے دوسروں کی جسمانی اور مالی مدد کرتے رہیں، مثلاً: کوئی بوڑھا ہے سامان نہیں اٹھا سکتا آپ کا بچہ آپ کے ساتھ جا رہا ہے آپ نے خود اس بوڑھے کا سامان اٹھا لیا، کوئی سوار نہیں ہو سکتا آپ نے ہاتھ سے پکڑ کے سوار کر دیا، راستے میں کوئی نابینا نظر آیا آپ نے ہاتھ پکڑ کر اُسے راستہ پار کرا دیا بچہ یہ سب دیکھ رہا ہے، گاڑی میں سفر کیا کوئی بوڑھا آ گیا اپنی سیٹ سے اٹھ کر اُس بوڑھے کو بٹھا دیا، راہ چلتے ہوئے کوئی بوڑھا نظر آیا پیچھے ہٹ گئے اور اسے راستہ دے دیا، راستے میں کوئی ملا محبت سے سلام کیا، دعاؤں کی درخواست کی بچہ یہ سب چیزیں سیکھ رہا ہوتا ہے کہ واقعی بڑوں کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہوتا ہے اور یوں ہی ان کی نصرت اور مدد کی جاتی ہے، تو جب انسان اُن کے سامنے جسمانی اور مالی مدد کرے گا تو بچے کے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوگا۔

❶ التوابين لابن قدامة: ذكر خبر ممن أسلم، ص ۱۸۲، ۱۸۳

صدقہ کے سبب مٹی اور برادے کا آٹے میں تبدیل ہو جانا

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی زوجہ نے اپنے شوہر کو کہا کہ گھر میں آٹا نہیں ہے، ابو مسلم رحمہ اللہ بولے کیا کوئی چیز ہے؟ ام مسلم نے کہا کہ ایک درہم ہے جس کا سوت بیچا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ مجھے دے دو اور تھیلا لاؤ، پھر وہ بازار چلے گئے، وہ ایک شخص کے پاس کھڑے ہو کر کھانا خرید رہے تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا اور بولا اے ابو مسلم! مجھ پر صدقہ کر دو، اس نے مطلب میں بڑی الحاح وزاری کی تو انہوں نے وہ ایک درہم اُسے دے دیا، پھر تھیلے کو لکڑی کے برادے اور مٹی سے بھر دیا، گھر کی طرف آئے اور دروازے کے پیچھے رکھ کر واپس ہو گئے، جب ام مسلم نے اس تھیلے کو کھولا تو اس میں سفید آٹا تھا، انہوں نے اسے گوندھا اور روٹیاں پکالیں، جب رات کو ابو مسلم آئے تو انہوں نے ان کے سامنے دستر خوان اور چپاتیاں رکھیں، ابو مسلم رحمہ اللہ نے کہا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا: اے ام مسلم! انہوں نے جواب دیا، یہ اس آٹے سے بنائی ہیں جو تم دن کو لائے تھے، تو ابو مسلم رحمہ اللہ کھانے لگے اور رو دیئے۔ ❶

یہ ابو مسلم رحمہ اللہ کی کرامت تھی کہ اللہ رب العزت نے برادے کو آٹے سے تبدیل کر دیا، یہ اللہ تعالی کی ان کے لئے غیبی نصرت و مدد تھی۔

93......بچوں کو معذرت کرنا سکھائیں

اگر بچے سے غلطی ہو جائے اس کو بتائیں کہ بیٹا! آپ سے غلطی ہو گئی اور جس کی غلطی ہوئی ہے اس سے معافی مانگو، اس سے کہو جی مجھ سے غلطی ہو گئی، آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا، والدہ کی نافرمانی کی والدہ سے معافی مانگے، بڑے بہن بھائیوں کی نافرمانی کی اُن سے معافی مانگو، اللہ رب العزت کی نافرمانی کی اللہ تعالی کے ہاں

❶ سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني: ذكر عبد الله بن ثوب أبي مسلم الخولاني، ص٨٧٧، ٨٧٨

توبہ تائب ہو جاؤ، بچپن ہی سے دل میں معذرت کی عادت ڈالیں، اوران کو بتائیں کہ معافی سے عزت کم نہیں ہوگی تمہاری عزت اور بڑھ جائے گی، معافی مانگ کر کبھی کوئی ذلیل نہیں ہوا، تکبر کر کے کبھی کسی نے عزت نہیں پائی، جب بھی انسان معافی مانگتا ہے اللہ تعالی عزت کو بڑھا دیتا ہے، اللہ کے ہاں بھی عزت بڑھ جاتی ہے اور مخلوق کے ہاں بھی تو بچہ سمجھ جائے گا کہ غلطی پر اڑنا اور اُسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرنا بیوقوفی ہے، غلطی پر معافی مانگنا کمال ہے۔

عموماً یہ ہوتا ہے خود بھی کسی کو معاف نہیں کرتے دوسروں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں، دوسروں کو ماں بہن بیٹی کی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں، تو پھر وہ بچہ بھی یہ چیزیں سیکھ کر وہ بھی دوسروں کو اسی طرح پکارتا ہے، ماں باپ سے اس نے جو لب ولہجہ اور گفتگو سیکھی ہے وہی اس کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

94......ابتداء سے بچوں پر چھوٹی ذمہ داریاں ڈالیں

بچہ جب پانچ چھ سال کی عمر کو پہنچ جاتے تو اُس پر ذمہ داریاں ڈالیں، مثلاً بیٹا دودھ آپ نے لانا ہے، بیٹا راشن آپ نے لے کر آنا ہے، گھر کا سامان بازار سے آپ نے لانا ہے، فلاں کے گھر یہ دینا آپ کی ذمہ داری ہے، یہ کام آپ نے کرنا ہے تا کہ بچپن سے ہی اس پر ذمہ داری آتی رہے وہ اپنے آپ کو بالکل آزاد نہ سمجھے، جب بچہ ابتداء سے آزاد ہوتا ہے تو جوانی میں بھی آزاد ہی ہوتا ہے، پھر وہ ماتحتی کو قبول نہیں کرتا، کسی کے ساتھ رہنا اور مان کر چلنا اُس پر گراں گزرتا ہے، کسی کے ماتحت ہو کر کاروبار، نوکری یا مزدوری کرنا وہ اپنی عزت کے خلاف سمجھتا ہے اور جب بچپن سے اس پر ذمہ داری ڈالی جائے گی تو وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ کو ایک ذمہ دار سمجھے گا اور اِس میں خود اعتمادی پیدا ہوگی۔

95......اپنا کام خود کرنے کا عادی بنائیں

بچہ کو اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ اپنا کام خود کرے، بچے کو ابتداء سے سمجھائیں بیٹا اپنا کام آپ نے خود کرنا ہے، ہوتا یہ ہے کہ بچوں کے کام ہم کرتے ہیں اِس لئے بچہ ابتداء سے اپنے کرنے کا کام چھوڑ دیتا ہے، وہ سمجھتا ہے ہر کام ماں باپ کے ذمہ ہے بچے کو بتائیں بیٹا اسکول کا یونیفارم آپ نے پرنا ہے فلاں جگہ سے اٹھائیں، فلاں جگہ اتار کر رکھیں، اپنا بیگ فلاں جگہ رکھیں، قرآن کریم فلاں جگہ رکھیں، واپسی میں بھی یہیں لاکر رکھیں، جوتے فلاں جگہ رکھیں، پانی لینا ہے خود اٹھ کر لیں، دسترخوان خود ڈالیں، کھانے کے دوران کوئی چیز چاہیے خود اٹھ کر لیں، ہم کہتے ہیں جی بچہ ہی تو ہے چھوڑو اس کو نہ بولو، ماں کہتی ہے اس کے حصے کا کام میں کرلوں گی، باپ کہتا ہے میں کرلوں گا، تو ہم نے ابتداء سے ہی اس کو جامد اور کام چور بنا دیا، اب اگر بیٹے کو کہا جائے، بیٹا! جاؤ گلی کے کونے سے پچاس روپے کا دودھ لے آؤ تو وہ آگے دوسرے بچے کو بھیجتا ہے، گھر والے انتظار میں مہمان بیٹھا بیٹھا گھنٹہ گزر گیا اور گلی کے کونے سے دودھ نہیں آیا، اِس کی وجہ یہ بنی کہ ہم نے ابتداء سے اُسے کام کرنے کا عادی نہیں بنایا۔

یہ ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ بچوں کو اس بات کی ترغیب دیں کہ وہ اپنے حصے کا کام خود کریں، والدین کو کہنا نہ پڑے، آج ہوتا کیا ہے اسکول، مدرسہ جاتے ہوئے بچے والدین کو پریشان کرتے ہیں، اور واپسی میں شوز ایک کونے میں، بیگ دوسرے کونے میں، یونیفارم ایک جگہ، قاعدہ دوسری جگہ، اب اگلے دن یہ چیزیں تلاشی کرتے وقت کافی وقت صَرف ہوجاتا ہے، گھر کا سامان بکھر جاتا ہے، وجہ یہ بنی کہ ہم نے بچوں کو کام کا عادی نہیں بنایا۔

96......بچوں کو کھیلنے کا وقت مہیا کریں

دن بھر میں ایسا وقت ہونا چاہیے کہ بچہ آدھا پونا گھنٹہ جس میں وہ جسمانی کھیل کھیل سکے، انسان کو جس طرح جسم کی نشونما کے لیے غذا کی ضرورت ہے، کھانے پینے کی ضرورت ہے، آرام کے لئے نیند کی ضرورت ہے، اس طرح جسم کی نشونما کے لیے اُسے ورزش اور کھیل کود کی بھی ضرورت ہے، کھیل کود کا مطلب یہ نہیں کہ موبائل ہاتھ میں دے دو، ہم نے کھیل اس کو سمجھا کہ بچے موبائل پر گیم لگا کر بچے کو دے دو، ہم نے اس کو گیم لگا دیا اب وہ سارا دن موبائل پر لگا ہوا ہے، وہ گھر سے باہر نہیں نکل رہا، بچوں کے ساتھ کھیلا نہیں، گھر میں بیٹھا بیٹھا گیم کھیل کر آنکھوں کی بینائی کمزور ہوگئی، حافظہ کمزور ہو گیا، بیٹھ بیٹھ کر جسم بھاری ہو گیا، لڑائی جھگڑا دیکھ دیکھ کر مزاج میں چڑ چڑا پن آ گیا، بات بات میں لڑنا، جھگڑنا شروع کر دیا، مزاج میں سختی آ گئی، جب موبائل لو بچہ لڑتا ہے، آج جو بچہ موبائل کا عادی ہے اگر اس کے ہاتھ سے تھوڑی دیر کے لیے موبائل لیا جائے تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ گھر کے برتن توڑے گا، ایسا چیخے اور چلائے گا پورے گھر کو سر پر اٹھا دے گا۔تو والدین اپنی نگرانی میں کچھ دیر بچوں کو کھیلنے کا وقت دیں، اپنے ساتھ میدان میں لے جائیں، میدان میں کھیلے گا بھاگے گا، بھاگنے سے اس کے جسم میں خون کی روانی ہوگی، اس کا کھانا ہضم ہوگا، بچوں کے ساتھ کھیل کر یہ زبان سیکھے گا، لوگوں کے عرف وعادات سیکھے گا، بڑے لوگوں کے ساتھ رہ کر ان کے اچھے اطوار سیکھے گا، تو ہم نے بچے کو ایسا مصروف کیا کھیلنے کا وقت ہی نہیں دیا، یا وقت دیا تو تفریح کے لئے موبائل دیا، یا تو بالکل وقت نہیں دیا، صبح اٹھا تو اسکول گیا وہاں سے آیا تو مدرسے، وہاں سے آیا تو ٹیوشن پھر وہاں سے لوٹا تو کام لکھنے میں لگ گیا، جب تک آنکھ بن نہیں ہوتی اُسے کوئی وقت فرصت کا نہیں ملتا، ہر وقت

پڑھنے لکھنے سے ذہن تھکاوٹ کا شکار ہوجاتا ہے، ایسا بچہ اپنے ذہن پر بوجھ محسوس کرتا ہے، آنکھوں میں جلن محسوس کرتا ہے ،سر میں درد ہوتا ہے اور مستقل اسی طرح کے معمولات سے انسان دن بدن کمزور ہوتا جاتا ہے،تو بہر حال اتنا مصروف بچے کو نہ کیا جائے کہ اُسے کچھ وقت تفریح کے لئے بھی نہ ملے۔

والد بچوں کا نظام الاوقات بنائیں

والدین بچوں کا نظام الاوقات بنادیں کہ اس وقت سونا ہے،اس وقت کھانا ہے،اس وقت پڑھنا ہے اوراس وقت کھیلنا ہے،اب اِس کی پابندی ہو کہ کھیلنے کے وقت بچہ کھیلے، پڑھنے کے وقت پڑھے،کھانے کے وقت کھائے اور سونے کے وقت سوئے۔ اِس سے بچے کی اچھی تربیت ہوگی، اس سے صحت بھی اچھی رہے گی پھر دماغی نشونما بھی ہوگی، ایک اچھا دماغ ہمیشہ ایک اچھے بدن میں ہوا کرتا ہے ،اسلئے بچوں کی زندگی کا ایک نظم بنا کر اُس پر انہیں کاربند کریں۔

97......وعدہ خلافی سے بچنے کی ترغیب دیں

اولاد کو وعدہ خلافی کی بری عادت سے بچانا چاہیے، کیونکہ یہ اچھے مسلمان کا شیوہ نہیں کہ وہ وعدہ خلافی کرے۔ بلکہ اچھا مسلمان تو وہی ہے جو وعدہ کر کے پورا کرے۔لہٰذا بچوں میں دوران تعلیم یہ عادت ڈالی جائے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کریں تو اُسے پورا کریں، وعدہ خلافی سے آپس میں چونکہ نفرت پیدا ہوتی ہے،اس لئے اس سے شدت کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔وعدہ خلافی بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے اور گناہ میں شمار ہوتا ہے،اس لئے اس سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچانا ضروری ہے۔

وعدہ خلافی منافق کی نشانی ہے،مؤمن آدمی کبھی وعدے کے برخلاف نہیں کرتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

منافق کی تین علامتیں ہیں: جو بات کرے تو جھوٹ بولے۔ "وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ" وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔ ❶

معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی کرنا ایک منافق کا کام ہے، مؤمن وعدے کی پاسداری کرتا ہے، یہ تب ہوگا جب ماں باپ بھی وعدے کو پورا کریں گے، جب کسی سے کوئی وعدہ کیا، کسی سے قرضہ لیا وقت پر دے رہے ہیں، کسی سے کہا ہم آپ کے پاس آئیں گے وقت پر آئے، تو جب وہ اپنے وعدوں کی پاسداری کریں گے تو بچہ بھی والدین سے سیکھ کر وعدے کی پاسداری کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وعدے کا پاس اور ایران کے مشہور سپر سالار کا قبول اسلام

ایران کا مشہور سپر سالار ہرمزان قیدی بنا کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا ہے، آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیوں کہ اس نے اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا تھا۔ جب اس کے قتل کی تیاری ہوگئی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا:

میں پیاس سے نڈھال ہوں، کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے پینے کے لیے پانی دیا جائے۔ حکم ہوا کہ اسے پانی پلایا جائے، ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: یہ پانی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اسے پینے تک آپ لوگ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟ فرمایا: جب تک تم پانی نہیں پیو گے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

---

❶ صحيح البخاری: كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ۳۳

اس نے جلدی سے پانی کو نیچے گرا کر ضائع کر دیا اور کہا: امیر المؤمنین! دیکھئے آپ نے وعدہ کیا ہے اب اس کو پورا کیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں قتل کرنے سے فی الحال رُک جاتے ہیں، میں تمہارے معاملے میں غور وفکر کروں گا، پھر جلاد کو حکم دیا کہ تلوار ہٹا لو۔ اب اس نے بلند آواز میں پکارا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام لے آئے ہو، اچھا کیا۔ مگر یہ تو بتاؤ جب میں نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تھی اس وقت تم نے قبول کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا: مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس وقت اسلام قبول کروں گا تو میرے بارے میں کہا جائے گا کہ موت سے گھبرا کر اسلام لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عُقُوْلُ فَارِسٍ تَزِنُ الْجِبَالَ.

ترجمہ: اہل فارس کی عقلیں پہاڑوں جیسی ہیں۔

مراد یہ کہ یہ بڑے عقل مند و دانا ہیں، ان کی عقلیں عظیم الشان ہیں۔ [1]

ایک اعرابی کے ایفاء وعدے پر حجاج کا قتل نہ کرنا

حجاج بن یوسف کے دور میں مختلف بغاوتیں ہوتی رہیں جن کو حجاج بڑی سختی سے کچلتا رہا۔ بغاوت کی مرتکب ایک قوم پر اسے غلبہ حاصل ہوا تو اس نے فوجیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ جلادوں نے قتل کرنا شروع کیا، جب ایک اعرابی باقی رہ گیا تو نماز کا وقت ہو گیا۔ حجاج نے اپنے ایک سالار اور معتمد قتیبہ بن مسلم کو بلایا اور کہا کہ یہ شخص آج رات تمہارے پاس رہے گا، کل اسے ہمارے ہاں پیش کیا جائے۔

[1] الطبقات الکبریٰ: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج۳ص ۲۸۶

قتیبہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی کو اپنے ہمراہ لیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس نے مجھ سے بڑی لجاجت سے کہا کہ قتیبہ! اگر تمہارے اندر کوئی جذبہ خیر ہے تو میں ایک بات کہوں۔ میں نے کہا کہ ہاں بتاؤ، کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور کل حجاج مجھے قتل کرنے والا ہے، کیا ایسا ممکن ہے کہ تم مجھے گھر جانے دو تاکہ میں لوگوں کی امانتیں واپس کردوں، حق داروں کا حق ادا کروں اور جو کچھ مجھے لینا دینا ہے اپنے ورثاء کو بتا آؤں۔ میں رب العزت کو اپنا کفیل بناتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا۔

میں نے اس کی بات پر بڑا تعجب کیا اور مسکرایا بھی کہ یہ کس قسم کی بات کررہا ہے، اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا کہ میں رب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا، مجھے جانے دو، میں مسلسل انکار کرتا رہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں چھوڑ دوں اور تم واپس آجاؤ گے، اس شخص کا اصرار جاری رہا اور مسلسل میری منت سماجت کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے اس پر ترس آگیا اور اعتبار کرلیا۔ چنانچہ میں نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

جیسے ہی اسے اجازت ملی وہ فوراً اپنے گھر روانہ ہوگیا اور ادھر اس کے جانے کے بعد مجھے پچھتاوا لگ گیا کہ یہ میں نے کیا کردیا۔ اسے کیوں چھوڑ دیا! یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ واپس آئے، ادھر حجاج کا ڈر کہ اس کو قیدی نہ دیا تو اس کا میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ بہرحال وہ رات میری زندگی کی سب سے بھیانک رات تھی، جو مسلسل غم اور مناجات میں گزری۔

اگلے دن صبح سویرے ہی میرے گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا، میں فوراً باہر گیا دیکھا تو وہ اعرابی دروازے پر کھڑا تھا، میں نے اس کو دیکھا تو میری جان میں جان آئی، پوچھا

کہ واپس آ گئے ہو، کہنے لگا: ہاں، تمہارے سامنے تو کھڑا ہوں۔ دراصل مجھے اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے کہا:

جَعَلْتُ اللّٰهَ كَفِيْلًا وَلَا أَرْجِعُ؟

جب میں نے رب العزت کو اپنا کفیل بنایا تھا تو واپس کیسے نہ آتا؟

میں اسے ہمراہ لے کر حجاج کے پاس حاضر ہوا، قیدی کو میں نے دربان کے پاس چھوڑا۔ حجاج نے دیکھتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ قتیبہ! وہ ہمارا قیدی کدھر ہے؟ میں نے کہا کہ امیر کی خیر اور سلامتی ہو، دروازے پر کھڑا ہے۔ میں دروازے کی طرف لپکا اور اس کو حجاج کی خدمت میں پیش کر دیا اور رات والا واقعہ بھی بیان کر دیا۔ حجاج نے اس قیدی کو اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر دیکھنا شروع کر دیا، گویا وہ کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ اچانک حجاج کی آواز گونجی:

وَهَبْتُهُ لَكَ.

یہ قیدی میں نے تمہیں بخش دیا۔ اب جو اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تمہاری مرضی ہے۔ میں نے قیدی کو ہمراہ لیا اور باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر قیدی سے کہا: جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔

اعرابی نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ.

اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرا شکر ہے۔

اس کے بعد اس نے نہ کوئی دوسرا کلمہ کہا اور نہ ہی میرا شکریہ ادا کیا اور ایک طرف چل دیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میں نے اس شخص کو موت کے چنگل سے نکالا ہے، مگر اس نے میرا شکریہ ادا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: رب کعبہ کی قسم!

یہ بدو مجنون ہے، پاگل ہے۔

اگلے دن وہ اعرابی دوبارہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

یَاهٰذَا، جَزَاکَ اللّٰهُ عَنِّیْ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ، وَاللّٰهِ! مَا ذَهَبَ عَنِّیْ أَمْسِ مَا صَنَعْتُ، وَلٰکِنْ أَنْ أُشْرِکَ فِیْ حَمْدِ اللّٰهِ أَحَدًا. ❶

ترجمہ: بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ دے، اللہ کی قسم! میں نے کل جاتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی تھی اور اسی کا شکر ادا کیا تھا، اور تیرا کوئی شکریہ ادا نہ کرسکا، اس کا مجھے خیال ہے، تم برا مت ماننا، میں نے ایسا اس لیے کیا کہ یہ بات مجھے اچھی نہ لگی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے شکر میں کسی غیر کو شریک کروں۔

98......بچوں کو ایثار کی تعلیم دیں

ایثار کہتے ہیں اپنی ضرورت کی چیز دوسروں کو دے دینا مثلاً: بچے کے پاس پانچ دس روپے ہیں، اسے بتایا بیٹا! اگر اور کوئی مستحق نظر آیا آپ کے پاس دس روپے ہیں اس کے پاس خرچہ نہیں ہے تو پانچ روپے اس کو دے دینا، آپ کے پاس بیس روپے ہیں دس اس کو دے دینا، یہ چیز میں نے آپ کو بیس روپے کی خرید کردی اگر کوئی مستحق نظر آئے تو آدھی تم اس کو دے دینا، یہ تمہارے پاس دو کھلونے ہیں کوئی اور ساتھی مانگنے لگا ایک اس کو دے دینا، تو جب ہم ابتداء سے ایثار کی تربیت کریں گے تو وہ ہمیشہ بانٹ کر کھائے گا صرف اپنے لیے جمع نہیں کرے گا، وہ سمجھے گا کہ رزق وہی ہوتا ہے جو تقسیم کر کے کھایا جاتا ہے، کھلونے وہی ہوتے ہیں جو تقسیم کیے جاتے ہیں، سامان وہی ہوتا ہے جو بانٹ دیا جاتا ہے، تو ابتداء سے بچے کے دل میں ایثار کی محبت ڈالیں، قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی مدح کی گئی ہے:

---

❶ الکشکول للهمداني: وفاء أعرابي، ج ۲ ص ۳۱۴، ۳۱۵

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

ترجمہ: اوران کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوہ عورت کے ساتھ ایثار ہمدردی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگا رہے تھے، لوگوں کی ضروریات معلوم کر رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت ملی، جس پر حاجت مندی کے آثار نمایاں تھے، حیا وشرم سے کہنے لگی: اے امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا گواہ ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ان بچوں کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اور میں خفاف بن ایماء الغفار کی بیٹی ہوں، جو حدیبیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، اور بشاشت کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قریبی نسب پر خوش آمدید، خوش آمدید، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، اس پر دو بوریاں غلہ کی بھر کر لادیں، اور کپڑے اور ضروری سامان رکھا، پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: یہ لے جاؤ، یہ سامان ختم نہیں ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیں گئے۔ ایک آدمی نے جو اس عطا و بخشش کو دیکھ رہا تھا، کہا کہ اے امیر المومنین! آپ نے اسکو بہت زیادہ دے دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا ناس ہو:

وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيُّ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھتا تھا ان دونوں نے ایک

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، رقم الحديث: ۴۱۶۰

مدت تک قلعہ کا محاصرہ رکھا تھا، پھر اس کو فتح کیا اور ہم لوگ اس میں ان کے حصے غنیمت کے طور پر دینے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایثار و ہمدردی میں رعایا کے بچوں کا وظیفہ مقرر کرنا

مدینہ منورہ میں پڑوس کے چند وفود آئے، ہر طرف ہنگامہ اور شور برپا ہونے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلو! ہم اس رات چوری وغیرہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے پہرہ دیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات رات بھر پہرہ دیتے رہے اور جس قدر اللہ نے ان کے لئے لکھا تھا نمازیں پڑھتے رہے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی، تو آواز کی طرف متوجہ ہوئے اور جا کر اس کی ماں سے کہا جو اس کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی، خدا کا خوف کرو، اپنے بچے کا خیال کرو، یہ کہہ کر اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد بچہ کے رونے کی آواز آئی، تو دوبارہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسی طرح اس کو سمجھا کر واپس آ گئے، رات کے آخری حصہ میں اس بچے کے رونے کی پھر آواز آئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچہ کی ماں کے پاس آئے اور سختی سے کہا کہ تیرا ناس ہو، لگتا ہے کہ تم بری ماں ہو، کیا بات ہے کہ تمہارا یہ بچہ ساری رات بے چین رہا؟ ماں نے پریشانی اور بھوک کے عالم میں جواب دیا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے آج کی رات پریشان کیا، میں اصل میں اس بچہ کو دودھ چھڑانے کی مشق کرا رہی ہوں، مگر یہ انکار کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ ایسا کیوں کر رہی ہو؟ بچہ کی ماں نے کہا کہ اس لئے کہ حضرت عمر اسی بچہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جس کا دودھ چھڑا لیا گیا ہو، (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوف سے کانپنے لگے اور اس سے پوچھا کہ اس بچہ کی کتنی عمر ہے؟ اس کی ماں نے بتایا کہ

اتنے مہینے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيْحَكَ لَا تُعْجِلِيهِ! فَصَلَّى الْفَجْرَ وَمَا يَسْتَبِينُ النَّاسُ قِرَاءَتَهُ مِنْ غَلَبَةِ الْبُكَاءِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: يَا بُؤْسًا لِعُمَرَ كَمْ قَتَلَ مِنْ أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ! ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: أَلَا لَا تُعْجِلُوا صِبْيَانَكُمْ عَنِ الْفِطَامِ فَإِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ، وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى الْآفَاقِ: إِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ. ❶

ترجمہ: تیرا ناس ہو تو اس کا دودھ جلدی نہ چھڑا، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، فجر کی نماز پڑھائی تو لوگ آپ کے رونے کی وجہ سے آپ کی قرأت نہ سمجھ سکے، جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ عمر کے لئے تنگی ہو، مسلمانوں کے کتنے بچے اس نے قتل کر دیئے؟ پھر ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ جا کر یہ اعلان کر دو کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کرتے ہیں، پھر یہ حکم لکھ کر تمام شہروں کی طرف بھیج دیا کہ ہم نے ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ایثار و ہمدردی کا بے مثال واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کر دی، "**فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ**" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی کہ میری بیویوں اور میرے مال کو آدھا آدھا

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۲۹ / تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۵۵

بانٹ لو، تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے بازار بتا دو۔ وہاں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو (تجارت کرکے) نفع میں کچھ پنیر اور کچھ گھی ملا۔ چند دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زردی کا کچھ اثر دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری خاتون سے نکاح کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرواگرچہ ایک ہی بکری سے ہو۔ ❶

نادار صحابہ کے ساتھ ایثار و ہمدردی کا تعاون دیکھ کر حضور کا چہرہ خوشی سے چمک گیا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ دیہاتی آدمی اونی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے ان کی بدحالی دیکھ کر ان کی حاجت وضرورت کا اندازہ لگا لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی، پس لوگوں نے صدقہ میں کچھ دیر کی، تو آپ کے چہرہ اقدس پر کچھ ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے، پھر انصار میں سے ایک آدمی دراہم کی تھیلی لے کر حاضر ہوا، پھر دوسرا آیا، پھر صحابہ نے متواتر اتباع شروع کردی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب کیف آخی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بین أصحابه، باب، رقم الحدیث: ۳۹۳۷

مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. ❶

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اس عمل کرنے والے کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی، اور جس آدمی نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس پر اس عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر گناہ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

نزع کی حالت میں حضرات صحابہ کرام کا ایثار

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے نکلے اور ساتھ میں ایک پانی مشکیزہ لے لیا تا کہ اگر وہ مل جائیں اور پانی کی ضرورت پڑے تو پریشانی نہ ہو، کہتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک جگہ پالیا، وہ نزع کی حالت میں زخمی پڑے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں پانی پلاؤں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں ان کے قریب ایک اور شخص زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا، انھوں نے آہ کی اور پانی کی تمنا کی، میرے چچازاد بھائی نے کہا کہ پہلے ان کو پانی پلاؤ، دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہشام بن العاص تھے، میں ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ کیا پانی پلاؤں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں

❶ صحیح مسلم: کتاب العلم، بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ، رقم الحدیث: ۱۰۱۷

ایک اور شخص کے کراہنے کی آواز آئی تو ہشام کہنے لگے کہ اس کو پہلے پلا دو، حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا، لہٰذا میں ہشام کے پاس آیا، دیکھا تو ان کا بھی انتقال ہوگیا، یہ دیکھ کر میں اپنے چچا زاد بھائی کے پاس آیا کہ ان کو پانی پلا دوں، مگر جب ان کے پاس پہنچا تو ان کا بھی وصال ہو چکا تھا۔ ❶

عید کے موقع پر ایثار و ہمدری کا ایک نادر واقعہ

علامہ واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، فاقوں تک نوبت پہنچی، گھر سے اطلاع آئی کہ عید کا موقع ہے اور گھر میں کچھ نہیں، بڑے تو صبر کرلیں گے، لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گزاریں گے؟ یہ سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا، وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سربمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ تھمادی، میں گھر آیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا، اس کے گھر میں افلاس وغربت نے ڈیرہ ڈالا تھا، وہ قرض رقم چاہتا تھا، میں نے گھر جاکر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی، کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا، تھیلی کی رقم نصف نصف تقسیم کرلیں گے، اس طرح دونوں کا کام چل جائے گا، کہنے لگی، بڑی عجیب بات ہے، آپ ایک عام آدمی کے پاس گئے، اس نے آپ کو بارہ سو درہم دیے اور آپ اسے ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں، آپ اسے پوری تھیلی دے دیں۔ چنانچہ میں نے وہ تھیلی کھولے بغیر سربمہر اس کے حوالہ کردی، وہ تھیلی لے کر گھر پہنچا تو میرا تاجر دوست اس کے پاس گیا، کہا، عید کی آمد ہے، گھر میں کچھ

❶ تاريخ مدينة دمشق لابن العساكر: ترجمة: عبيد بن حذيفة بن غانم بن عامر بن عبد الله، ج۳۸ ص ۱۸۰ / مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۶ ص ۲۴

نہیں، کچھ رقم قرض چاہیے۔ ہاشمی دوست نے وہی تھیلی سربمہر اس کے حوالہ کر دی، اپنی ہی تھیلی اسی طرح سر بہ مہر دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ وہ تھیلی ہاشمی دوست کے ہاں چھوڑ کر میرے پاس آیا، میں نے اسے پورا قصہ سنایا، درحقیقت تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا وہ سارا مجھے دے گیا تھا، اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا، ہاشمی نے جب وہ حوالہ کرنا چاہا تو راز کھل گیا۔

ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعہ کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے، کہنے لگے، ان میں دو ہزار آپ کے، دو ہزار آپ کے ہاشمی دوست کے، دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں کیوں کہ وہ تو سب میں زیادہ قابل قدر اور لائق اعزاز ہے۔ [1]

ایک غلام کا کتّے کے لیے کھانے کا ایثار کرنا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمہ اللہ ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہے تھے راستے میں ایک باغ پر گزر ہوا، وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا، اس کی روٹی آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا اور اس غلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی، اس کتّے نے اس کو کھا لیا اور پھر کھڑا رہا، اس نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی، کل تین ہی روٹیاں تھیں وہ تینوں کتے کو کھلا دیں، حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمہ اللہ غور سے کھڑے دیکھتے رہے، جب وہ تینوں ختم ہو گئیں تو حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روز آنہ آتی ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ

---

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن عمر بن واقد أبو عبد الله الواقدي، ج٣ص ٢٢٩، رقم الترجمة: ١٢٥٥

تو فرمالیا تین ہی آیا کرتی ہیں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟ غلام نے کہا حضرت یہاں کتے رہتے نہیں ہیں یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا ایک دن فاقہ کرلوں گا یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے، یہ غلام تو مجھ سے بڑھ کر سخی ہے، یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا سب کو اس کے مالک سے خریدا اور خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس غلام کو ہبہ کر دیا۔ [1]

99...... بڑوں کو نام کے بجائے القابات سے پکارنے کا درس دیں

بچہ جب بھی کسی بڑے کو نام سے پکارے اُسے تنبیہ کی جائے، آج بہت سے بچے تربیت نہ ہونے کی وجہ سے نام لیکر پکارتے ہیں، اپنے چچا کو نام لے کر پکار رہے ہیں، ماموں ہے اس کو نام لے کر پکارا جاتا ہے، ایسا بچہ بے ادب سمجھا جاتا ہے، کہا جاتا ہے اس کو کسی کا ادب ہی نہیں ہے، بچوں کو بتایا جائے، بیٹا! یہ آپ کے چاچوں ہیں، ماموں ہیں، بڑے بہن بھائی ہیں، ان کو نام لیکر مت پکارو، جب بھی کسی بڑے کو پکارو تو لقب سے پکارو، چچا جان کہہ کر، ماموں جان کہہ کر، ابو جی کہہ کر پکارو، جب سے ہمارے اندر غیروں کے رسم ورواج آئے، جو پیارے اور محبت والے نام اور القابات تھے وہ ختم ہوگئے، ابو جی، امی جی چچا جان، ماموں جان، اب اس کی جگہ انکل آ گیا، مما آ گئی، پاپا آ گیا، ڈیڈی آ گیا، جو محبت اور تعظیم والے الفاظ تھے جس سے عقیدت اور محبت چھلکتی تھی وہ ختم ہوگئے۔ پیارے بچو! ایک تو القابات سے نام لو، دوسرا نام لیتے

[1] إحیا علوم الدین: کتاب ذم البخل وذم حب المال، ج ۳ ص ۲۵۸

ہوئے ادب کو ملحوظ خاطر رکھو، کوئی مولانا ہے تو مولانا صاحب، قاری صاحب، حافظ صاحب، ڈاکٹر صاحب، پروفیسر صاحب، آخر میں صاحب لگاؤ۔اس طرح آپس میں محبت بڑھتی ہے اور اگر کوئی چھوٹا ہو کر بڑے کو نام سے پکارے تو اُس کی نظروں میں گر جاتا ہے۔

100......مجلس میں بیٹھنے کے آداب سکھائیں

بچے کو سکھایا جائے جب کسی مجلس میں جاؤ گے کیسے بیٹھو گے،عموماً دیکھنے میں آیا جب کوئی مجلس میں اپنے بچوں کو لاتا ہے اب یا تو وہ بچہ پوری مجلس کے اندر کھیلتا رہتا ہے، مجلس کی جو ایک فضا بنی ہوتی ہے وہ سب خراب ہو جاتی ہے، جو مجلس کے اندر سیکھنے سکھانے کی جو فضاء ہے، نظم و نسق ہے، وہ سب خراب ہو جاتا ہے، دوران گفتگو پوری مجلس کی توجہ اس کی طرف چلی جاتی ہے، تو اسے ترتیب کے ساتھ بیٹھنا سکھایا جائے، یہ مجلس کے آداب ہیں، کسی کے ہاں آپ چلے گئے سب بیٹھے ہوئے ہیں جگہ نہیں ہے بعض بچے زبردستی اندر گھستے ہیں، ماں باپ بیٹھے ہیں دیگر رشتہ دار بڑے بیٹھے ہیں جگہ نہیں ہے اور یہ دو آدمیوں میں جائے گا ایک کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ادھر کرے گا دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اُدھر کرے گا بیچ میں بیٹھ جائے گا، مسجد میں جگہ نہیں ہے صفوں کے اندر گھس جاتے ہیں یہ تربیت کی کمی ہے،عموماً ہم یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ بچہ ہی تو ہے، یہی ہوتا ہے بچہ کہہ کہہ کر چھوڑتے ہیں پھر جب بڑا ہوتا ہے تو اس کی تربیت اسی طرح ہوتی ہے، جب بچپن سے اچھے اخلاق نہیں سکھائے تو بڑے ہو کر وہ تہذیب و اخلاق نہیں سیکھتے۔

101......مجلس میں کسی کی بات نہ کاٹیں

بچوں کو بتایا جائے کہ گھر میں کسی مجلس میں بڑے بیٹھے ہوں، استاذ ہوں، والدین

ہوں، بڑے بہن بھائی، ماموں چاچوں ہوں، غرض کوئی بھی ہوں دوران گفتگو دوسرے کی بات نہ کاٹیں، دوران گفتگو شور شرابا نہ کریں، جب تک اُن کی بات مکمل نہ ہو آپ بات نہ کریں، آج کل دیکھنے میں آتا ہے بڑوں کی مجلس ہوتی ہے بچے آ جاتے ہیں اور مجلس کے دوران کوئی بڑا بات کر رہا ہوتا ہے بچہ اس کو ٹوک رہا ہوتا ہے، بات کے دوران اپنی بات شروع کر دیتا ہے، جس سے دوسروں کے دل میں محبت کم ہو جاتی ہے، اور ایسا بچہ بے ادب سمجھا جاتا ہے، تو یہ مجلس کے آداب میں سے ہے جب تک پہلے کی بات مکمل نہ ہو انسان اپنی بات شروع نہ کرے۔

102......چغل خوری کرنے پر تنبیہ کریں

بچہ گھر میں آ کر کسی کی چغل خوری کرے یا شکایت لگائے تو اسے تنبیہ کی جائے، چغل خوری کہتے ایک کی بات دوسرے کو فساد کی نیت سے پہنچانا، عموماً بچیوں میں یہ بات ہوتی ہے ایک بات سن لی دوسرے کو پہنچا دی، دوسروں کے گھر کی کوئی بات اِس گھر میں لے آئے، اِس گھر کی بات دوسرے گھر والوں کو کہہ دی، اس سے فضا خراب ہوتی ہے، جس سے بچوں اور بڑوں میں بسا اوقات جھگڑے ہو جاتے ہیں، بعض نا سمجھ بچے یہ حرکت کر لیتے ہیں اور اس کی نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ بڑوں میں بھی ناچاکی ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. [1]

ترجمہ: چغل خور انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

[1] صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب ما یکرہ من النمیمة، رقم الحدیث: ٦٠٥٦

چغل خور کی وجہ سے بارش کا نہ ہونا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل قحط کا شکار ہوئے ،تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار بارش کی دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اللہ پاک نے آپ کی طرف وحی کی ، میں نہ آپ کی دعا قبول کروں گا اور نہ ہی ان کی جو آپ کے ساتھ ہیں،اس لیے کہ تم میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو چغل خور ہے،اور بار بار چغل خوری کرتا ہے۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ''یَا رَبِّ مَنْ هُو؟'' اے رب وہ کون ہے،تا کہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! ''أَنْهَاكُمْ عَنِ النَّمِيمَةِ أَكُونُ نَمَّامًا'' جس چیز سے میں تم بندوں کو منع کرتا ہوں کیا میں خود ایسا کروں۔بس ان سب نے اجتماعی توبہ کی تو بارش ہوگئی۔ (1)

چغل خوری کے سبب دو خاندانوں میں جنگ وجدال

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ عنہ نے واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک جگہ ایک غلام فروخت ہو رہا تھا اور بیچنے والا یہ ندا لگا رہا تھا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ چغل خور ہے، ایک شخص نے یہ غلام خرید لیا اور اس عیب کو معمولی سمجھا ، چند دنوں کے بعد اس غلام نے اس شخص کی بیوی سے کہا کہ کچھ خبر بھی ہے کہ تمہارے میاں ایک اور عورت سے شادی کرنے والے ہیں اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے ، اگر تم چاہتی ہو کہ وہ تم سے محبت کرے تو تم اس کے سونے کے وقت اس کی داڑھی کے نیچے سے چند بال استرے سے کاٹ کر اپنے پاس رکھ لو تو وہ ہمیشہ تم سے محبت کرے گا، اس عورت نے سوچا کہ شاید یہ کوئی عمل ہوگا اور اس غلام کی تدبیر پر عمل کرنے کا ارادہ کرلیا، اس

---

(1) إحياء علوم الدين: كتاب الأذكار والدعوات،الباب الثاني ،فضيلة الدعاء، ج ۱ ص ۳۰۷

غلام نے پھر اس کے آقا سے جا کر کہا کہ تمہاری بیوی نے اپنا دوست بنا رکھا ہے اور وہ تم کو ختم کرنے کی تدبیر کر رہی ہے، اگر تم کو میری بات کی تصدیق نہ ہو تو آج رات تم بستر پر یوں ہی لیٹ جاؤ اور سونے والوں کی طرح اپنے آپ کو ظاہر کرو پھر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے، جب رات ہوئی تو بیوی بال کے لیے شوہر کی ٹھوڑی کی طرف استرہ لے کر بڑھی ادھر شوہر جو کہ پہلے سے بیدار تھا فوراً اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور غلام کی بات کو سچ سمجھ کر بیوی کو قتل کر دیا، پھر بیوی کے خاندان والوں نے شوہر کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس طرح جنگ وجدال اور قتل وقتال کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ ❶

بچوں کو اس بات کی ترغیب دیں کہ بیٹا! گھر میں والدین، بہن بھائیوں کی باتیں دوسروں کو نہ بتائیں اور نہ دوسروں کی باتیں گھر میں آ کر بتائیں، مجلس میں جو باتیں ہوں ان کو مجلس سے باہر کسی جگہ نقل نہ کریں، ایسی باتیں جو راز کی ہوں، یا اُن کے پھیلانے سے انتشار اور فساد۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ. ❷

ترجمہ: مجالس کی باتیں امانت ہیں۔

103......بچوں کو دوسروں سے مانگنے سے بچائیں

بچوں کو ترغیب دی جائے کہ بیٹا! کسی سے کچھ نہیں مانگنا، کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا، عموماً والدین خود ترغیب دے رہے ہوتے ہیں، مثلاً والد کے پاس نہیں تو ماں کہتی ہے، جا اپنے چچا سے پیسے مانگ لے، اپنے تایا سے لے لو، اپنی پھوپھی سے لے لو، جب پتہ چلتا ہے وہ مانگ کر آیا تو ان کی حوصلہ شکنی نہیں کی جاتی خاموش

❶ الكبائر للذهبى: الكبيرة الثالثة والأربعون: النمام، حكاية، ص: ١٦٢

❷ سنن أبى داؤد: كتاب الأدب، باب فى نقل الحديث، رقم الحديث: ٤٨٦٩

ہوجاتے ہیں، مسکرا جاتے ہیں تو بچہ اس کو پھر اپنا کمال سمجھتا ہے، یہ کمال نہیں، اس لئے کہ یہ اعزاء واقارب ایک دو دفعہ تو دے دیں گے لیکن اِن کے دل میں آئے گا کہ اس بچے نے کیا بری عادت بنا دی ہے، پھر بچہ تو بچہ ہے اسے ہر محفل کے آداب کا پتہ نہیں ہوتا، اب وہ کسی جگہ چچا کے پاس گیا اس کے پاس پیسے کھلے نہیں ہے اب وہ تو جان نہیں چھوڑ رہا، بچہ کہتا مجھے پیسے دو، اب اُس کے پاس کھلے پیسے موجود نہیں ہیں، اب بدنامی بھی ہے، بے عزتی بھی ہے، بھری مجلس میں انسان کی رسوائی ہوجاتی ہے پھر وہ جس جس سے مانگتا ہے تو ان کی نظروں میں وہ بچہ گر جاتا ہے، وہ جا کر بتاتے ہیں فلاں کا بچہ تو سب سے مانگتا ہے، تو اس سے انسان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے اور سب سے زیادہ لوگ لعن طعن اس کے ماں باپ کو کرتے ہیں کہ ماں باپ نے تربیت ٹھیک نہیں کی، اگر تربیت اچھی ہوتی تو یہ بچہ کسی سے نہیں مانگتا، تو اس کی بنیادی وجہ کیا بنی؟ ہم نے بچے کو اس کام سے نہیں روکا، اس لئے والدین کا حق بنتا ہے کہ بچوں کو تنبیہ کریں، اور اس بات کی ترغیب دیں کہ بیٹا! کوئی بھی ضرورت ہو اللہ سے مانگو غیر اللہ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا، انسان جس سے مانگتا ہے اُس کی نظر میں گر جاتا ہے، اس کے دل میں نفرت آجاتی ہے، بیٹا! آپ کسی سے سوال نہیں کرو، اس سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت نہیں رہے گی۔ ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کہا: یا رسول اللہ! ایسا عمل بتاؤ، اللہ بھی مجھ سے محبت کرے، سارے کائنات کے انسان بھی مجھ سے محبت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِزْهَدْ فِی الدُّنْيَا يُحِبَّکَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِی أَيْدِی النَّاسِ يُحِبُّکَ النَّاسُ. (1)

---

(1) سنن ابن ماجة: كتاب الزهد ،باب الزهد فی الدنيا،رقم الحديث: ۴۱۰۲

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، دنیا والوں کے ہاتھ میں جو پیسہ دولت ہے اس کی طرف توجہ نہ کرو وہ بھی تم سے محبت کریں گے۔

اس لئے انسان کو چاہے کہ سب اُس سے محبت کریں دوسروں کی دولت کی طرف کوئی نگاہ نہیں رکھنی چاہیے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر سواری پر ہوتے اور ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا سواری سے اترتے کوڑا خود اٹھاتے تھے کسی کو بولتے نہیں تھے، ایک مرتبہ کوڑا سواری سے نیچے گرا تو خود اٹھایا، صحابہ کرام نے کہا: ہمیں کہہ دیتے تو آپ نے فرمایا:

أَمَرَنِي أَنْ لَّا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا.[1]

ترجمہ: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے لوگوں سے کبھی کوئی چیز نہ مانگو۔

یہ بہت اچھی صفت ہے، انسان دنیا میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگے، اپنا کام خود کرے، تو بچے کو بھی ترغیب دیں، بیٹا! اپنا کام خود کرو، دنیا میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگو، انسان جس سے کچھ مانگتا ہے اس کی نظر میں گر جاتا ہے، خاص طور پر جب دنیا کسی سے مانگو گے اُن کی نظر میں بے حیثیت ہو جاؤ گے۔

104......غیبت کرنے پر تنبیہ کریں

بچہ جب غیبت کرے اُسے ٹوکیں، ٹوکنے سے بچہ سمجھ جائے گا کہ یہ برا عمل ہے، یہ گناہ ہے میرے والد کو والدہ کو پسند نہیں ہے، بچوں کو بتائیں کہ شریعت نے اِس عمل سے روکا ہے، قرآن کریم میں بھی اللہ رب العزت نے فرمایا غیبت کرنا ایسا ہے، جیسے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے:

[1] مسند أحمد: مسند أبی بکر الصدیق، ج ۱ ص ۲۲۸، رقم الحدیث: ۶۵/صفة الصفوة: ترجمة: أبو بکر الصدیق، ج ۱ ص ۹۶

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾(الحجرات: ۱۲)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اللہ کا رسول جانتا ہے، آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: ''ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ'' اپنے بھائی کی وہ بات ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ حضور سے کہا گیا، یا رسول اللہ! اگر وہ بات اس میں موجود ہو جو ہم کہہ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس میں وہ بات موجود ہو تو، تب تو آپ نے غیبت کی، اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو، تو آپ نے اس پر بہتان باندھ لیا۔ یعنی اگر واقعی اس میں وہ بات ہے تو غیبت ہے، اگر اس میں وہ بات نہیں ہے اور آپ نے کہہ دی تو یہ بہتان ہے، اور یہ بہتان تو گویا غیبت سے بڑا گناہ ہے۔[1]

تو بحر حال جب ابتداء سے گناہوں پر روک ٹوک ہوگی آہستہ آہستہ بچوں کی زندگی سے یہ گناہ ختم ہو جائیں گے۔

105...... بچے اگر کسی کا تمسخر اڑائیں تو اُن کی سرزنش کریں

بچہ کسی دوسرے کا مذاق اڑائے والدین فوراً تنبیہ کریں، بعض والدین بچے کے مذاق اڑانے پر خوش ہوتے ہیں، ہنستے ہیں، اور پھر سب کے سامنے کہتے ہیں ذرا نقل اتار

[1] صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، رقم الحديث: ۲۵۸۹

کے تو دکھاؤ، وہ نقل اتارتا ہے والدین مسکراتے ہیں، عموماً دیکھنے میں آتا ہے بزرگ گلیوں سے گزر رہے ہیں بچے پیچھے سے طعنے کس رہے ہوتے ہیں، ان کے ماں باپ کو بتایا جائے تو وہ کہتے ہیں یہ بچہ ہی تو ہے یعنی اگر ایسی حرکت کر لے تو کیا حرج ہے؟ یاد رکھیں ابتداء میں وہ بچہ ہی ہوتا ہے، لیکن پھر یہ حرکتیں پختہ ہو جاتی ہیں اور پھر یہ عادت بن جاتی ہے اور جب بن جائے تو پھر اصلاح نہیں ہوتی اور اگر والدین ابتداء ہی سے سرزنش کریں ڈانٹیں اور اس کی حوصلہ شکنی کریں، تو بچے کی اصلاح ہو جائے گی، سمجھائیں کہ بیٹا! اللہ تعالی نے سب کو ایک جیسا پیدا نہیں کیا، کسی کا قد چھوٹا ہوتا ہے، کسی کا قد لمبا ہوتا ہے، کوئی کمزور ہوتا ہے کوئی فربہ ہوتا ہے، کوئی ذرا حسین اور جمیل ہوتا ہے، کوئی بظاہر بدصورت ہوتا ہے، کوئی اعلی خاندان والا ہوتا ہے کسی کا تعلق ادنیٰ خاندان سے ہوتا ہے، کوئی مالدار ہوتا ہے تو کوئی غریب ہوتا ہے، کسی کے والدین اور عزیز واقارب میں علماء صلحاء ہوتے ہیں اور کوئی ایسے گھرانے سے تعلق رکھنے والا نہیں ہوتا، اس لیے آپ کسی کا مذاق نہ اڑائیں اللہ تعالی نے ہر انسان کو خوبصورت سانچے میں پیدا کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (التين : ۴)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔

اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اللہ نے آپ کو اچھا بنایا، خدا نہ کرے اگر آپ اندھے ہوتے پھر کیا کرتے، بہرے ہوتے پھر کیا کرتے، گونگے ہوتے کیا کرتے، ہم اللہ کا شکر ادا کریں اللہ نے ہمیں آنکھوں کی شنوائی دی، کانوں کی سماعت دی، زبان کی گویائی دی، چلنے کے لئے اللہ نے پاؤں دیئے۔ اگر اللہ نے کسی کو معذور بنایا تو اِس میں بھی

اُس کی کوئی حکمت ہے اس کا کبھی مذاق نہ اُڑائیں۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اس سے منع کیا ہے کہ تم کسی کا مزاق اڑاؤ، کسی پر مت ہنسو، ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں تم سے بہتر ہو، سورۂ حجرات میں ہے:

﴿يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوالَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ﴾

(الحجرات: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے کوئی دوسرے کا مزاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ اللہ کے ہاں بہتر ہو، (تو اصل اعتبار صورت کا نہیں ہے اصل اعتبار انسان کے اعمال اور تقوی کا ہے۔)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أُحِبُّ أَنِّی حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِی كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ: میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں کسی شخص کی نقل اتاروں اگرچہ میرے لئے ایسا اور ایسا ہی کیوں نہ ہو۔(یعنی اگر کوئی مجھے بے حساب مال وزر اور کتنا ہی زیادہ روپیہ پیسہ بھی دے، تو بھی میں کسی کی نقل اتارنا گوارا نہ کروں گا۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ کسی موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا کہ حضرت صفیہ بس اتنی سی ہے (یعنی اس کے حسن وغیرہ کی کوئی مزید خامی بتانے کی ضرورت نہیں ہے پستہ قد ہونا ہی کافی ہے) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ. ❷

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق، باب صفةأوانی الحوض، باب، رقم الحديث: ۲۵۰۳

❷ سنن أبی داود: كتاب الأدب، باب فی الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۵

ترجمہ: تونے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اِسے سمندر میں ملادیا جائے تو سمندر کو بھی بگاڑ ڈالے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی نقل اتارنا گناہ ہے، اور سخت ممنوع ہے۔

ایک شخص نے اپنے گھر پر ایک بیوہ عورت کو پناہ دی اور اس کی خبر گیری کرتا تھا، الگ سے اس کے لئے جگہ بنائی ہوئی تھی، اس بیوہ کا کوئی اور تھا نہیں کمانے والا، لیکن اس کی ایک بچی تھی جو لنگڑی تھی، لنگڑا لنگڑا کے چلتی تھی، تو یہ شخص تو اُن کا خیال رکھتا خرچہ بھی ان کو دیتا، لیکن جب بھی اس بیوہ کی بچی اس کے پاس آتی تو یہ اُس کو کہتا ''لنگڑی، لنگڑی'' اس طرح یعنی نام نہیں لیتا تھا بچی کو لنگڑی کہہ کر پکارتا تھا، پھر اسی شخص کی بیوی حاملہ تھی اور اس سے بچی پیدا ہوئی تو وہ بھی اسی طرح لنگڑی تھی اور پھر تھوڑی بڑی ہو کر اِسی طرح لنگڑا کر چلتی تھی جس طرح وہ بچی چلتی تھی۔ ❶

اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے، جب انسان کسی کے عیوب کو اچھالتا ہے اور اُن کی فطرتی تخلیق پر اعتراض کرتا ہے، تو ایسا شخص درحقیقت اللہ پر اعتراض کر رہا ہے، اس کو پیدا تو اللہ نے کیا، مصنوع پر اعتراض حقیقت میں صانع پر اعتراض ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اللہ نے ہمیں صحیح سالم پیدا کیا، اِس کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے، اولاد کو بتانا چاہیے بیٹا! اگر کوئی لنگڑا ہے، اندھا ہے، رنگ کے اعتبار سے سیاہ فام ہے تو اِس سب میں اللہ کی حکمت ہے،، اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح بنایا، ہم اللہ کا شکر ادا کریں، کہیں ناقدری اور استہزاء کی وجہ سے ہم بھی اِن نعمتوں سے محروم نہ ہو جائیں۔

106......گالی دینے پر مناسب سزا دیں

بعض بچوں میں یہ بہت بری عادت ہے کہ وہ آتے جاتے بات بات پر گالی دے رہے ہوتے ہیں اور بعض نادان اتنے زور سے گلی اور سڑکوں پر گالی دیتے ہیں کہ گھروں میں

❶ مکافاتِ عمل: ص

آواز آرہی ہوتی ہے، آٹھ دس سال کا بچہ ایسی گالیاں دے رہا ہے کہ گھر کے اندر کوئی ماں باپ اس کو سننا گوارا نہیں کر سکتے، بعض والدین ان سب کو دیکھنے اور سننے کے باجود بچوں کو کچھ نہیں کہتے، کہا جائے تو کہتے ہیں یہ بچے ہیں بڑے ہو کر خود صحیح ہو جائیں گے، یہ والدین کی غلط فہمی ہے۔

بہرحال گالی دینے پر بچے کو مناسب سزا دیں، اور اسے سمجھائیں کہ کسی دوسرے کو گالی دینا گویا اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے، صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو کسی شخص سے ممکن ہی نہیں کہ اپنے ماں باپ کو گالی دے، فرمایا کہ ہاں انسان خود تو ان کو گالی نہیں دیتا، لیکن جب وہ کسی دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دے اور اس کے نتیجہ میں وہ دوسرا اس کے ماں باپ کو گالی دے، تو اس گالی دلوانے کا سبب یہ بیٹا بنا، تو یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے اس نے خود گالی دی۔ ❶

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ گالی دینے والے نے اپنی ماں یا اپنے باپ کو تو گالی نہ دی، لیکن چونکہ دوسرے سے گالی دلوانے کا ذریعہ بن گیا اس لیے خود گالی دینے والوں میں شمار ہو گیا۔

گالم گلوچ میں پہل کرنے والے پر وبال

حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں سب کا وبال اسی پر ہوگا جس نے گالی دینے میں پہل کی ہے۔ ❷

اور بچوں کو اس بات کی ترغیب دیں کہ کوئی آپ کو گالی دے تو آپ صبر کریں، اس پر

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان ،باب بيان الكبائر وأكبرها،رقم الحديث: ٩٠

❷ صحيح مسلم : كتاب البر والصلة والآداب،باب النهى عن السباب، رقم الحديث: ٢٥٨٧

اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا کرے گا۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا۔ایک صاحب نے جو اپنے ہی تھے پرچہ دیا، جس میں لکھا تھا کہ جب یہ مدمقابل کے لوگ گالی دے رہے ہیں تو آپ گالی کیوں نہیں دیتے؟ کیا آپ کے منہ میں زبان نہیں؟ میں نے کہا، ہاں بھائی! میرے منہ میں زبان نہیں۔ زبان حق تعالیٰ شانہ کی نعمت ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو اچھے کاموں میں مشغول رکھا جائے۔ ذکر کریں، تلاوت کریں، وعظ کہیں، غلط جگہ اس کو استعمال کرنا ناشکری ہے۔ بتایئے اگر کسی شخص کے پاس طرح طرح کے عطر ہوں، خوشبوئیں ہوں اور کوئی آ کر اس سے کہے کہ آپ کے پاس گوبر تو ہے ہی نہیں، تو وہ کہنے والا بے وقوف، پاگل خانہ میں بھیجنے کے لائق ہے۔ اسی طرح زبان کو سمجھ لو۔ اس لئے میں تو گالی والی زبان سے محروم ہوں۔ ❶

107 ...... بچے بات پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

بچے نہیں سنتے والدین کی بہت عام شکایت ہے۔ لیکن، کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ اس برتاؤ میں بہت اہم کردار والدین خود ادا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں چند اہم باتیں والدین کی حیثیت سے آپ کے سامنے ہونی چاہئیں۔ اگر ان باتوں پر آپ عمل کر لیں تو آپ کے بچے آپ کی بات سننے کے قابل ہو سکیں گے۔

بچے سے بات کریں تو اُسے کہیے کہ وہ آپ کی طرف دیکھے۔ عموماً بچے جب اپنے کھیل میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ اتنے محو ہوتے ہیں کہ والدین خاص کر ماں کی سنی اَن سنی کر دیتے ہیں۔ جب آپ بچے سے کچھ کہیں اور وہ آپ کی طرف نہ دیکھے تو اسے

---

❶ ملفوظات فقیہ الامت: ج ۲ قسط ۷، ص ۱۱۲

ٹوکیے اور اپنی طرف دیکھنے یا توجہ دلانے کا کہیے، اِسے بتایئے کہ گفتگو کرنے کا یہی درست طریقہ ہے۔ ایسے میں ماں یا باپ کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داری بھی یہ بنتی ہے کہ بچے کی طرف دیکھ کر اس سے گفتگو کریں۔ مخاطب کی طرف دیکھنے کا مطلب ہے کہ اس کی طرف متوجہ ہونا۔

بچے کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُس کی تعریف کیجیے۔ مثال کے طور پر وہ صبح سویرے روئے دھوئے بغیر بستر سے اٹھ جائے، ہاتھ منہ دھو لے، مسواک کرے یا نماز کو جائے تو ہر بار اس کے ہر عمل کی تعریف کرنی چاہیے۔ یوں بچے کو خوشی ہوتی ہے اور اس میں اچھے کام کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے۔ بچہ اگر کوئی بڑا کام اچھا کر ڈالے تو اسے کوئی انعام بھی دینا چاہیے، جیسے کوئی کھلونا یا کھانے کی چیز وغیرہ اِس سے بچے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

ماہرین یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ گھر میں ایک چارٹ آویزاں کر لیا جائے جس میں تمام بچوں کے نام، دن، ان کے اچھے کام اور ان کے آگے انھیں جو انعام دیا گیا ہے وہ لکھا ہوا ہو۔ یوں، چلتے پھرتے ان میں مزید اچھے کام کرنے کی تحریک پیدا ہوگی۔

108...... بڑوں اور بزرگوں کا ادب واحترام کریں جواب نہ دیں

والدین بچوں کو بڑوں کا ادب واحترام سیکھائیں، بیٹا! بڑے جو حکم دیں، کسی کام کا کہیں، آواز دیں فوراً ''جی'' کہنا ہے، بات ماننا ہے، آگے سے جواب نہیں دینا، ورنہ انسان بڑوں کی، اساتذہ کی نگاہوں میں گر جاتا ہے۔ بڑوں میں کوئی سخت بات کہے تو خاموش رہیں، سر جھکا لیں جواب نہ دیں، اس میں اللہ آپ کو عزت دے گا، یہ جواب دینا نہ ماننا شیطان کا کام تھا کہ اُس نے آگے سے تاویلیں شروع کیں، دیکھیں! شیطان نے کہا میں تو آگ سے بنا بھلا میں کیوں سجدہ کروں؟ اگر وہ بات مان لیتا

سجدہ کر لیتا تو راندہ درگاہ نہ ہوتا۔ اس لیے بہترین صفت ہے کہ کبھی بھی بات کا جواب نہ دیا جائے، جس بات کا کہیں اُسے پورا کیا جائے اور جس کام کا کہیں وہ خود کریں، آج کل یہ بات بچوں کی زندگیوں سے تقریباً رخصت ہو رہی ہے کہ بڑوں کا ادب و احترام نہیں، اگر بڑا کسی کام کا کہہ دے اول تو بچے سنتے نہیں اور اگر سن لیں گے تو وہ بچہ دوسرے کو آگے بھیجے گا، وہ آگے کسی اور کو بھیجے گا، اِس کو بھیجا بیٹا پانی لاؤ وہ دوسرے سے کہے گا پانی لاؤ، اس کو بھیجا بیٹا دودھ لے کر آؤ، وہ دوسرے کو آگے بھیج رہا ہے تو لے کر آ، مہمان گھر میں بیٹھے بیٹھے انتظار انتظار میں چلے جاتے ہیں، اور تین منٹ کے راستے کی مسافت گھنٹہ میں طے ہوتی ہے اور وہ دودھ نہیں پہنچتا، تو اس لیے بچوں کو سکھائیں کہ کوئی بڑا، کوئی بزرگ یا والدین میں سے کوئی کام کا کہے تو وہ کام خود کیا کریں، اس سے وہ خوش ہوں گے اور آپ کے لیے دعا کریں گے۔

حضرات سلف بزرگوں سے دعائیں لیتے تھے، جو بھی بڑا عالم گزرا ہے اللہ نے جس سے دین کا بڑا کام لیا اُس کی زندگی کا وصف تھا وہ بڑوں اور بزرگوں کا ادب واحترام کرتے تھے، آگے سے جواب نہیں دیتے تھے۔

109......ازار ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی عادت بنائیں

والدین کو چاہیے کہ جب دیکھیں بچوں کی ازار ٹخنوں سے نیچے ہے، انہیں بلا کر ازار کو ٹخنوں سے اوپر کرنے کا کہیں، یہاں سے بچہ سیکھے گا، جب آپ کئی بار اس عمل کو کریں گئے تو بچہ سمجھ جائے گا کہ ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنا درست نہیں، اسے اوپر رکھنا چاہیے، بعض والدین اس نیت سے ازار اوپر کرتے ہیں تا کہ ازار گندی نہ ہو، میلی نہ ہو اگر یہ نیت ہوگی تو بچے بھی پھر اسی نیت سے اوپر کریں گے، آپ انہیں بتائیں کہ احادیث مبارکہ میں ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ حدیث پر عمل

کریں گے تو سنت پر عمل کا اور اتباع رسول کا اجر وثواب ملے گا، اور ضمناً کپڑے بھی صاف رہیں گے، دگنا فائدہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ. ❶

ترجمہ: ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَاسُفْيَانَ بْنَ سَهْلٍ، لَا تُسْبِلْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ. ❷

ترجمہ: اے سفیان بن سہل! پائنچے مت لٹکاؤ، یقیناً اللہ تعالی پائنچے لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان احادیث سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہ پر کس قدر سخت الفاظ میں وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

آج کل ایک فیشن بنتا جا رہا ہے عورتوں کے پائنچے اوپر جا رہے ہیں مردوں کے نیچے آ رہے ہیں، یعنی ہر وہ فیشن جو غیروں کی طرف سے آتا ہے جو شریعت اور دین کے خلاف ہوتا ہے، وہ ہمارے ہاں رواج پا لیتا ہے۔ تو بہرحال بچوں کو کہیں ہمیشہ ازار کو ٹخنوں سے اوپر رکھیں، اور بچیوں کو کہیں کہ وہ اپنے ٹخنوں کو چھپائیں، اپنے ٹخنوں کو ظاہر نہ کریں، اس میں اِن کے لئے ستر عورت زیادہ ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، رقم الحديث: ۵۷۸۷

❷ سنن ابن ماجه: كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟، رقم الحديث: ۳۵۷۴

110......حسن اخلاق سے پیش آنا سکھائیں

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دیں، بڑوں سے کیسے پیش آنا ہے، اساتذہ سے کیسے پیش آنا ہے، پڑوسوں سے کیسے پیش آنا ہے، آج والدین بچوں کو برے اخلاق سکھا رہے ہیں، بچے کو کسی نے برا کہا ماں کہے گی تیرے منہ میں زبان نہیں ہے تو نہیں بول سکتا، کسی نے مارا ماں کہے گی تیرے ہاتھ نہیں، تو نہیں مار سکتا، اپنا بدلہ لیکر گھر آیا کر، تیرے ہاتھ میں چوڑیاں، یہ حسن اخلاق نہیں، بری عادات اور خصلتوں کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اچھے اخلاق کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صِلْ مَنْ قَطَعَکَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ. ❶

ترجمہ: جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کرو۔ (اس چیز کا نام حسنِ اخلاق ہے۔)

والدین بچوں کو ترغیب دیں بچو! اللہ کے ہاں سب سے وزنی اور محبوب عمل وہ اچھے اخلاق ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ. ❷

ترجمہ: سب سے زیادہ وزنی چیز قیامت کے دن جو مؤمن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ عمدہ اخلاق ہیں۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي فِي الْآخِرَةِ مَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا. ❸

❶مسند أحمد: حديث عقبة بن عامر الجهني، ج۲۸ ص ۶۵۴، رقم الحديث: ۱۷۴۵۲

❷سنن الترمذی: أبوابالبر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم الحديث: ۲۰۰۲

❸مسند أحمد: حديث أبی ثعلبة الخشنی، ج ۲۹ ص ۲۶۷، رقم الحديث: ۱۷۷۳۲

ترجمہ: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

بچوں کو بتائیں اگر آپ کے اخلاق اچھے نہ ہوئے، بڑوں سے بداخلاقی سے پیش آئے، بات کو نہ مانا، لوگ یہی کہیں گے کہ اِس نے کیا پڑھا ہے؟ اگرچہ آپ ہر سال پوزیشن لے رہے ہیں، آپ کو قرآن، قاعدہ زبانی یاد ہے، لیکن اگر آپ کے اخلاق اچھے نہیں ہیں تو لوگوں، رشتہ داروں میں یہی تعارف ہوگا اس نے پڑھا نہیں ہے بلکہ اپنا وقت ضائع کیا ہے، تو لوگ آپ کے عمل کو دیکھتے ہیں علم اور معلومات کو نہیں۔

والدین بچوں کو معاف کرنے کا عادی بنائیں، فلاں نے کچھ کہہ دیا، بیٹا کوئی بات نہیں معاف کردو، معاف کرنا اللہ تعالی کو پسند ہے، جو انسان صبر کرتا ہے غصے کو پی جاتا ہے، سہ جاتا ہے، سر جھکا دیتا ہے، اللہ اس کو عزت دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسنِ اخلاق سے متعلق دعا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ.[1]

ترجمہ: اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے پس میرے اخلاق کو بھی اچھا کردے۔

اس دعا کو بھی بچوں کو یاد کرائیں، جتنے آپ کے اخلاق اچھے ہوں گے آپ سے ہر آدمی خوش ہوگا، اخلاق کی خوشبو ہر ایک کو دور سے نظر آتی ہے، جب آپ بڑوں کی بات مانیں گے محبت سے پیش آئیں گے وہ آپ کو دیکھ کر اپنے بچوں کو بھی تعلیم وتربیت سے جوڑیں گے کہ دیکھو فلاں بچے کے اخلاق کتنے اچھے ہیں، اور اگر آپ بداخلاقی سے پیش آئیں گے وہ آپ کے والدین اور اساتذہ پر طعن کریں گے کہ

[1] شعب الإيمان: حسن الخلق، ج ١١ ص ٦١، رقم الحديث: ٨١٨٣

انہوں نے ان کی اچھی تربیت نہیں کی۔اسلافِ امت کے اخلاق کیسے عالی تھے اس کا اندازآنے والے واقعات سے ہوگا۔

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے حسن اخلاق

حضرت علی بن حسین المعروف امام زین العابدین رحمہ اللہ کی خادمہ ان کے لیے وضو کا پانی لے کر آرہی تھیں، لوٹا پانی سے بھرا ہوا تھا، جب وہ خادمہ قریب پہنچیں تو اُن کا پاؤں کسی چیز میں الجھ گیا، جس کی وجہ سے وہ بھرا ہوا پانی کا لوٹا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے چہرے پر گرا، چہرہ زخمی ہوگیا، کپڑے پانی سے تر ہوگئے، ایسے وقت میں انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، اور انسان کتنا غضب ناک ہوتا ہے، اور وہ یہ فعل کسی نوکر سے ہوتو غصہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، دیکھیں اپنے بیٹے سے گر جائے غصہ تو آتا ہے برداشت کرلیتا ہے، بیوی سے گر جائے غصہ آتا ہے، انسان برداشت کرلیتا ہے، لیکن نوکر کی چھوٹی بات بھی ہوتو اسے انسان بڑھا دیتا ہے، اور نوکر مرد نہ ہو عورت ہوتو پھر تو انسان کا غصہ، اور بڑھ جاتا ہے، تو یہ نوکرانی ہے اور چہرہ زخمی بھی ہوگیا، لیکن یہ آل رسول میں سے ہیں، انہوں نے یوں نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو اس خادمہ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی ”وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ“ کہ ایمان والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے غصوں کو پی لیتے ہیں۔تو انہوں نے فوراً اپنے غصے کو پی لیا، کہا: ایمان والے وہ ہوتے ہیں ”وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ“ جو لوگوں کو معاف بھی کرتے ہیں، انہوں نے اسے معاف بھی کردیا، کہا: ایمان والے تو وہ ہوتے ہیں ”وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ“ جو بڑے نیکوکار بھی ہوتے ہیں، تو کہا: جا میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کردیا۔ معاف بھی کردیا، معاف کرنے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے آزاد بھی کردیا، یہ ہیں حسن اخلاق کہ جو تکلیف پہنچائے اس کو انسان معاف کردے، اس کے ساتھ حسن

سلوک کرے، یہ عمل اللہ تعالی کو بہت زیادہ پسند ہے۔ ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پاکیزہ کردار شخصیت اور عالی اخلاق

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت کے لیے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظّمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت میری لونڈی کو خدمت و اخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَ عَلَى النَّاسِ عِلْمَ الْحَلَالِ وَالْحرَامِ اِحْتَاجَ اَنْ يَّصُوْنَ نَفْسَهُ عَنِ الْفِتْنَةِ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ جَارِيَتَکَ مُنْذُ خَرَجْتَ إِلَى أَنْ رَجَعْتَ. ❷

ترجمہ: آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ (عام لوگوں سے بڑھ کر) اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علی بن الحسين بن علی بن أبی طالب، ج ۴۱ ص ۳۸۷/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ۱۷ ص ۲۴۰

❷ أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ذكر ماروی فی أمانة أبی حنيفة، ص ۴۹، ۵۰/عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنيفة النعمان: ص ۲۴۲

ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عالی اخلاق کے سبب مجوسی کا قبولِ اسلام

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہو گیا تھا، ایک روز امام صاحب اس مجوسی کے گھر مطالبہ کے لئے گئے، جب اس کے مکان کے دروازے کے قریب پہنچے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، آپ نے اس سے نجاست کو دور کرنے کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار پر لگ گئی، اس صورت حال سے امام صاحب بڑے رنجیدہ و پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے، چنانچہ آپ نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی جس پر ایک لونڈی باہر آئی، آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کر دیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے، مجوسی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ورع وتقویٰ اور زہد اور کمال اور عالی اخلاق دیکھ

کر کہا:

فَأَنَا أَبْدَأُ بِتَطْهِيرِ نَفْسِي فَأَسْلَمَ فِي الْحَالِ. ❶

ترجمہ: میں پہلے اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں، پس اُسی وقت وہ مسلمان ہو گیا۔

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عالی اخلاق تھے کہ معمولی سے بات کے معافی کے لئے مجوسی کے پاس گئے، اور آپ کے یہی عالی اخلاق اُس کے ایمان لانے کا ذریعہ بن گئے۔

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کے حسنِ اخلاق سے مجوسی ہمسایہ مسلمان ہو گیا

مشہور بزرگ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کو دنیا سے رخصت ہوئے زمانہ گزر چکا ہے، لیکن ان کی زندگی کی ہر روشن جھلک آج بھی روشنی دکھاتی ہے، حضرت کے پڑوس میں بالکل ہی دیوار کے نیچے ایک مجوسی رہا کرتا تھا، حضرت اپنے پڑوسی کے ساتھ ہر طرح سے اچھا سلوک کرتے، لیکن پڑوسی نہ جانے کیوں حضرت سے دلی بغض رکھتا تھا، دل کی جلن نکالنے کے لئے وہ روزانہ رات گئے دیوار سے اپنے گھر کا کوڑا اور غلاظت حضرت سہل رحمہ اللہ کے گھر میں ڈال دیا کرتا۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ بھی ظاہر ہے انسان ہی تھے، اس بدسلوکی پر تکلیف فطرتی بات تھی، لیکن طبیعت پر صبر سے کام لیتے اور خاموشی سے کوڑا اور غلاظت اپنے ہاتھ سے اٹھا کر باہر پھینک آتے، کافی عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا، مجوسی کوڑا پھینکتا رہا، اور حضرت صاف کرتے رہے، اس دوران حضرت نے خاموشی سے مجوسی کو متوجہ کرنے کی کوشش بھی کی، لیکن پھر بھی وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا، حضرت یہ تکلیف سہتے رہے، لیکن جواب میں صبر اور خاموشی کے سوا کبھی کوئی حرکت نہیں کی، گھر والے زیادہ پریشان ہوتے اور کچھ کرنا چاہتے تو

❶ التفسير الكبير: الباب الخامس، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۰۴

حضرت صبر کی تلقین کرتے، اور رات ہی میں کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینک دیتے، تاکہ گھر والے دیکھ کر مشتعل نہ ہوں، حضرت بیمار ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو آپ رحمہ اللہ نے پڑوسی مجوسی کو بلوایا، اور تنہائی میں اس سے کہا: بھائی! تم جو رات کو کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، میں صحت مند تھا اور میں رات ہی میں اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا اور اب میں جس حال میں ہوں تم دیکھ رہے ہو، خدا کے لئے اب تم ایسا نہ کرو اس لئے کہ میرے بعد میرے گھر کے لوگ تمہاری اس حرکت کو برداشت نہ کر سکیں گے اور اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی سخت تکلیف پہنچا دیں۔

حضرت کے اس انداز سے مجوسی کا دل بھر آیا، شرمندگی سے اس نے سر جھکایا اور بولا حضرت خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے، بے شک میں نے آپ کو بہت ستایا اور آپ نے جس صبر کا مظاہر کیا یہ بے مثال صبر دینِ اسلام ہی کی بدولت ہے، مجھے معاف کیجئے اور مجھے اسلام کا کلمہ پڑھائیے۔ [1]

امیر شریعت رحمہ اللہ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر پورا گھرانہ مسلمان ہو گیا

مولانا نور الحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں اور راقم الحروف نے بھی یہ واقعہ خود حضرت عطاء اللہ شاہ رحمہ اللہ کی زبانی سنا کہ خیر المدارس جالندھر کے جلسہ میں شریک تھے۔ کھانے کے دستر خوان پر بیٹھے تو سامنے ایک نوجوان بھنگی کو دیکھا، شاہ جی رحمہ اللہ نے کہا کہ آؤ بھائی کھانا کھالو، اس نے عرض کیا، جی میں تو بھنگی ہوں، شاہ جی نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا، انسان تو ہوا اور بھوک تو لگتی ہے، یہ کہہ کر خود اُٹھے، اس کے ہاتھ دھلا کر ساتھ بٹھا لیا وہ بے چارا تھر تھر کانپتا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ ''جی میں تو بھنگی ہوں'' شاہ جی رحمہ اللہ نے خود لقمہ توڑا، شوربے میں بھگو کر اس کے منہ میں دے دیا، اس کا

[1] الکبائر للذهبي: الکبیرة الثانیة والخمسون، ج۲۰۸، ۲۰۹

کچھ حجاب دور ہوا تو شاہ جی نے ایک آلو اس کے منہ میں ڈال دیا، اُس نے جب آدھا آلو دانتوں سے کاٹ لیا تو باقی آدھا خود کھالیا، اسی طرح اس نے پانی پیا تو اس کا بچا ہوا پانی خود پی لیا، وقت گزر گیا، وہ کھانے سے فارغ ہو کر غائب ہو گیا، اس پر رقت طاری تھی، وہ خوب رویا، اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔ عصر کے وقت اپنی نوجوان بیوی جس کی گود میں ایک بچہ تھا لے کر آیا اور کہا، شاہ جی! اللہ کے لیے ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجیے اور میاں بیوی دونوں اسلام لے آئے۔ ❶

111......اولاد کی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی فکر کریں

والدین کو چاہیے کہ اولاد کی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی فکر کریں، دنیا کی فکر تو ہر ایک کو ہوتی ہے،، ہمارا بیٹا پڑھ لکھ کر دنیا کے بڑے عہدوں پر پہنچ جائے، انجینئر بن جائے ماسٹر کر لے، ڈاکٹر بن جائے، یہ فکر مذموم نہیں، البتہ دین اور آخرت کی فکر دنیا سے زیادہ ہونی چاہیے، ایسے والدین بہت کم ہیں جن کی یہ چاہت ہو کہ ہمارا بیٹا، قرآن کریم کا حافظ بن جائے، دین کا عالم بن جائے، مبلغ بن جائے، مفسر و محدث بن جائے، ملک وملت کا پاسبان بن جائے، ایسی سوچ والدین کی کم ہے۔

اُسوہ انبیاء اور اولاد کی دینی ترقی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پنی اولاد کے لئے جو دعائیں کیں وہ بڑی تفصیل سے قرآن پاک میں موجود ہیں، اللہ تعالی نے جب ابتلاء اور آزمائش کے بعد یہ بشارت سنائی:

إِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ إِمَامًا. (البقرة: ۱۲۴)

ترجمہ: میں آپ کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا۔

❶ بخاری کی باتیں ص: ۲۹، ۳۰

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بے ساختہ درخواست کی:

قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ.(البقرة: ۱۲۴)

آپ نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کو نبوت سے نوازیئے۔

اپنی اولاد کے لیے دنیا نہیں دین اور آخرت مانگی، ایسی اولاد انسان کے دنیا اور آخرت دونوں میں کام آئے گی، بیٹا حافظ، عالم ہے، وہ قرآن کے پڑھنے پڑھانے اور دین کی اشاعت میں لگا ہوا ہے، اس کا اجر وثواب والدین کو ملتا رہے گا۔

علم دین صدقہ جاریہ ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِمَّا يَلۡحَقُ الۡمُؤۡمِنَ مِنۡ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعۡدَمَوۡتِهٖ عِلۡمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ. ❶

ترجمہ: بیشک ان چیزوں میں سے جو مؤمن کو موت کے بعد پہنچتی ہیں یعنی اس کے عمل اور اس کی نیکیاں، ان میں ایک تو علم ہے جسے اُس نے حاصل کیا اور پھیلایا۔

آپ نے بیٹے کو عالم بنایا، اس کے علم سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا، اس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگردوں آگے پڑھاتے رہے اگرچہ دنیا سے گذرے ہوئے آپ کو ایک عرصہ گذر جائے لیکن اجر وثواب ملتا رہے گا۔

صاحب علم کا اعمال نامہ موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتا

موت کے بعد بھی اس کا فیض جاری رہتا ہے جو اس کے لئے صدقہ جاریہ ہوتا ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الۡإِنۡسَانُ انۡقَطَعَ عَنۡهُ عَمَلُهٗ إِلَّا مِنۡ ثَلَاثَةٍ.

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا

---

❶ سنن ابن ماجه: باب ثواب معلم الناس الخير، رقم الحديث: ۲۴۲

ہے، مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔

(۱) مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ.

ترجمہ: کوئی صدقہ جاریہ کیا اس کا ثواب ہوگا۔

(۲) أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ.

ترجمہ: جو علم سیکھا اور آگے پھیلایا اس کا ثواب ہوگا۔

(۳) أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَه. ❶

ترجمہ: صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔

کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہوتا ہے، ان کے اثرات مرنے کے بعد دنیا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں، مثلاً: نماز، روزہ وغیرہ ایسے اعمال ہیں، جو انسان کی زندگی میں ادا ہوتے تھے، ان کا ثواب بایں طور باقی رہتا ہے کہ وہ ذخیرہ آخرت ہو جاتے ہیں اور مرنے کے بعد اس پر جزاء ملتی ہے، مگر ان کا سلسلہ مرنے کے بعد آئندہ جاری نہیں رہتا کیونکہ زندگی میں جب تک یہ اعمال ہوتے تھے اس کا ثواب ملتا رہتا تھا، جب زندگی ختم ہوگئی تو یہ اعمال بھی ختم ہوگئے، اور جب یہ اعمال ختم ہوگئے تو اس پر جزاء سزا کا ترتب بھی ختم ہوگیا۔

لیکن کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ نہ صرف یہ کہ زندگی میں ملتا ہے، بلکہ مرنے کے بعد باقی و جاری رہتا ہے، ایسے ہی اعمال کے بارے میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ زندگی ختم ہوجانے کے بعد بھی ان کے ثواب کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اور مرنے والا برابر اس سے منتفع ہوتا رہتا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحديث: ۱۶۳۱

سب سے بڑا سخی علم پھیلانے والا ہے

حضور اقدس صلی للہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

هَلْ تَدْرُونَ مَنْ أَجْوَدُ جُودًا؟ قَالُوا: اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: اَللَّهُ أَجْوَدُ جُودًا، ثُمَّ أَنَا أَجْوَدُ بَنِي آدَمَ، وَأَجْوَدُهُمْ مَنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمِيرًا وَحْدَهُ أَوْ قَالَ: أُمَّةً وَحْدَهُ. [1]

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے پھر میں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا پھر اس کو پھیلایا، یہ شخص قیامت کے دن تنہا ایک امت کے برابر ہوگا۔

تو بتائیں! اس حافظ اور عالم کے برابر کوئی ڈاکٹر اور انجینئر ہوسکتا ہے، اللہ تعالی کی نظر میں اس حافظ کی، اس عالم کی بڑی قدر ہے، اس علم کی ابتداء ہی بسا اوقات والدین کے لیے نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بیٹے کے بسم اللہ پڑھنے سے عذاب میں مبتلا والد کی بخشش ہوگئی

حضرت عیسی علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس قبر والے کو سزا دے رہے ہیں، جب وہ واپس لوٹے تو کیا دیکھا کہ رحمت کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس نور کے طاقچے ہیں، تو انہیں بڑا تعجب ہوا کہ کچھ دیر پرلے عذاب ہو رہا تھا اور اب یہ رحمت کا معاملہ، تو آخر انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسی! یہ شخص گناہ گار تھا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا، اس کی اہلیہ حاملہ تھی ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش

[1] شعب الإيمان: نشر العلم، ج۳ص ٢٦٦، رقم الحديث: ١٦٣٢

ہوئی تو انکی اہلیہ نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ بڑا ہوا تو اسکو تعلیم کیلئے بھیجا، اب جب اس بچے نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھا تو اللہ تعالی فرماتے ہیں مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں اس کے والد کو زمین کے نیچے سزا دوں جب کہ اس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے، تو بیٹے کے تسمیہ پڑھنے سے باپ کی بخشش ہوگئی۔ ❶

تو اس علم کی برکت سے اللہ آخرت تو سنوارتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ اللہ پاک دنیا بھی بناتے ہیں، لوگ کہتے ہیں عالم، حافظ بن گیا تو کھائے گا کہاں سے، مدرسے، مسجد کی تنخوائیں بارہ پندرہ ہزار سے اوپر نہیں ہوتیں، زندگی کیسے گزارے گا، دیکھا جائے تو آج مہنگائی کا طوفان ہے، ہر زبان پر مہنگائی کے گیت ہیں، اس مہنگائی کے طوفان میں بھی علماء سب سے اچھا وقت گزار رہے ہیں، پندرہ سے بیس ہزار تنخواہ لیکر زبان پر شکوہ نہیں ہے، آج کا اٹھارہ بیس سال کا بچہ تیس سے پینتیس ہزار تنخواہ لا رہا ہے، پھر بھی رونا ہے، اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ پاک آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی بنائے گے۔ اور اگر زندگی میں اخلاص وتقوی ہوا تو اللہ رب العزت وقت کے بادشاہوں کو خدمت میں لگا دے گا۔

بادشاہ وقت کا محمد نامی چار محدثین کی خدمت اور رزق کی فراوانی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ محمد نام کے چار محدثین کا ایک واقعہ لکھا، تیسری صدی ہجری میں مصر میں چار محدثین بہت مشہور ہوئے، چاروں کا نام محمد تھا اور چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں:

۱......محمد بن نصر مروزی۔ ۲......محمد بن جریر طبری۔ ۳......محمد بن المنذر۔ ۴......محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔ یہ لوگ ایک مکان میں جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ التفسیر الکبیر: الکتاب الثانی، الباب الحادی عشر، ج ۱ ص ۱۵۵

حدیثیں جمع کرنے لگے، صبح سے شام تک حضور کی روایات کو جمع کرتے تھے، ان کے پاس کھانے پینے کیلئے کچھ نہیں تھا، دوپہر تو گزر گئی رات کا وقت آیا تو بھوک کی حالت کچھ بڑھ گئی، تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے تو کہا چلو رات گزارتے ہیں صبح قرعہ اندازی کریں جس کا نام نکلے گا وہ محنت مزدوری کر کے لائے، بقیہ لوگ حضور کی حدیثیں جمع کریں تا کہ آنے والے اُمت تک یہ ذخیرہ پہنچ جائے، رات انہوں نے گزار دی صبح جب ہوئی تو قرعہ اندازی کی تو نام نکلا محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کا، اب انہوں نے کہا تم تینوں حضور کی حدیثیں لکھو اور میں جاتا ہوں، محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے دل میں آیا میں کیوں دنیاداروں مالداروں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور ان سے مانگوں، میں اس رب سے کیوں نہ مانگوں جس نے کائنات کے نظام کو بنایا ہے، جو مالداروں کو بھی دیتا ہے، تنگدستوں کو بھی دیتا ہے، وہ سب کا رب ہے، مسجد میں گئے نماز پڑھی اور دعا کی: اے اللہ! ہم تیرے حبیب کی حدیثوں کو جمع کر رہے ہیں تو ہمارے لئے رزق کا انتظام فرما لے، اگر ہم سب اس میں لگ گئے تو حضور کی یہ حدیثیں اُمت تک نہیں پہنچ سکیں گی، یہ دعا کر رہے تھے دوپہر کا وقت تھا، اس وقت مصر کے بادشاہ احمد بن طولون سوئے ہوئے تھے، احمد بن طولون کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا احمد محمد نام کے چار محدثین میری حدیثوں کو جمع کر رہے ہیں، فلاں مقام پر موجود ہیں، اور ان پر فاقہ ہے، انہوں نے کل سے کچھ نہیں کھایا، جاؤ ان کی مدد کیلئے پہنچو، احمد بن طولون اسی وقت اٹھے اپنے وزیر کو بلایا کہا مختلف قسم کے کھانے بنواؤ، شاہی کھانے بنوائے گئے اور بڑے ہی استقبال کے ساتھ اس جگہ پہنچے، یہ چاروں محدثین کچھ گھبرا گئے تھے، اتنی بڑی تعداد آ گئی شاید ہمیں کوئی گرفتار کر رہا ہے، یہ کس لئے آئیں ہیں، جب پہنچے تو

بادشاہ نے کہا بتاؤ محمد بن نصر مروزی کون ہے؟ انہوں نے کہا وہ تو کمائی کیلئے نکلا تھا اب تک لوٹا نہیں، بادشاہ نے کہا: تلاش کرو، جب اس کے خدام تلاش کرنے لگے تو دیکھا محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ مسجد میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے ہیں، اللہ سے مانگ رہے ہیں، تو پیچھے سے ایک آیا کمر پر ہاتھ رکھا کہا: اٹھو، اللہ نے تمہاری دعا کو قبول کر دیا ہے اور بادشاہ کو تمہارے قدموں میں لایا ہے۔ جب رب سے تعلق مضبوط ہوتا ہے، بادشاہ قدموں میں آتا ہے اور جب رب سے تعلق کٹتا ہے تو مسلمان بادشاہوں کے قدموں جاتے ہیں، مالداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں، کہا بادشاہ آیا ہے اٹھو، محمد بن نصر رحمہ اللہ اٹھے بادشاہ نے ایک ہزار دینار دیئے، دینار سونے کا ہوتا ہے، اس جگہ کو خرید کر مسجد کیلئے وقف کر دیا، چاروں محدثین سے کہا تم حدیثیں جمع کرو، تم جب تک مصر میں رہو گے تمہارا کھانا پینا تمہارے تمام اخراجات میری طرف سے ہوں گے، حدیث کی تمام کتابیں فراہم کر دیں، جگہ خرید کر مسجد کیلئے وقف کر دی اور حدیث کیلئے الگ ایک دار الحدیث تعمیر کر دیا۔ ❶

112......بچوں میں انسانی ہمدردی پیدا کریں

والدین کو چاہیے کہ بچوں میں انسانی ہمدردی اور احساس پیدا کریں، یہ نہایت اہم بات ہے، کہ بچوں کو بچپن سے ہی انسانی ہمدردی اور احساس سکھایا جائے، کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہمدردی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ سمجھ سکے کہ وہ ایک منفرد فرد ہے اور اس کا اپنا ایک تشخص ہے۔ بچے کے لیے یہ سمجھنا بھی لازم ہے کہ دوسروں کے پاس اس سے مختلف خیالات اور جذبات ہو سکتے ہیں اور اس کے لیے بچے کو اس قابل بنانا ہوگا کہ وہ ان عام احساسات کو پہچان سکیں، جن کا زیادہ تر لوگ تجربہ کرتے ہیں جیسا

❶ البداية والنهاية: سنة أربع وتسعين ومائتين، ترجمة: محمد بن نصر المروزى، ج٦ ص ١٢١

کہ خوشی، حیرت، غصہ، مایوسی، اداسی وغیرہ۔ ہمارے لیے اہم ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بتائیں کہ وہ اپنے اندر یہ محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا کریں کہ ایک خاص قسم کی صورتِ حال میں ان کے دوست کیسا محسوس کریں گے اور اس کے لیے اپنے ذاتی تجربے کو بنیاد بنائیں۔ بچوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ جاننے کی کوشش کریں کہ کسی مشکل صورتِ حال میں انہیں اپنے دوستوں کی طرف کیسا رویہ اپنانا چاہیے۔ دوسروں کو سمجھنا اور ہمدردی کا مظاہرہ کرنا بہت سی معاشرتی اور جذباتی مہارتوں میں شامل ہے، جو بچے اپنی زندگی کے پہلے سالوں میں سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک محفوظ، مضبوط، محبت کرنے والا رشتہ قائم کرنا پہلا سنگِ میل ہے۔ آپ کے قبول شدہ اور سمجھے ہوئے محسوس ہونے سے آپ کے بچے کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ وہ بڑے ہوتے ہی دوسروں کو کیسے قبول اور سمجھ سکتا ہے۔ تقریباً چھ ماہ کی عمر میں ہی، بچہ معاشرتی حوالہ استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب وہ والدین یا کسی دوسرے پیار کرنے والے شخص پر اپنے ردِعمل کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال کے موقع پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ بچے کے ذہن میں پیغام بھیجتا ہے کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ سماجی حوالہ یا نئے حالات میں والدین کے ردِعمل سے حساس ہونا، بچوں کو دنیا اور آس پاس کے لوگوں کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ اپنے بچے میں ہمدردی کے احساس کی پرورش کے لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے بچے کے ساتھ ہمدردی کریں۔ اگر وہ کسی چیز سے خوف محسوس کر رہا ہو تو اس کا حوصلہ بڑھائیں۔ بچوں سے دوسروں کے جذبات کے بارے میں بات کریں، انہیں یہ سمجھنے میں مدد کریں کہ ان اقدامات کا دوسرے لوگوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔ بچوں کو بتائیں کہ ہمدردی کیسے ظاہر کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آئیں حسن کی

بلی کے لئے کچھ کھانا ڈھونڈنے میں اس کی مدد کریں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مختلف احساسات کے بارے میں واقعات پڑھیں۔ خود کو بچوں کے لیے ایک رول ماڈل بنائیں۔ جب آپ اپنے بچے کے ساتھ ایک مضبوط اور احترام کا تعلق استوار کرتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور شائستگی کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں تو آپ کا بچہ آپ کی مثال سے ہی سیکھتا ہے۔

113......اولاد کو اطاعت گزار بنانے کے لئے دعائیں کریں

اولاد کو اطاعت گزار بنانے کے لئے جہاں ترغیب اور دیگر اسباب ہیں، وہاں دعاؤں کا بھی اہتمام کریں، حضرت ابراہیم اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہما السلام جس وقت مل کر خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے، تو اس قبولیت کی ساعت میں جہاں آپ نے اپنے لئے دعا کی اپنی اولاد کو بھی فراموش نہیں فرمایا اور الحاح وزاری کے ساتھ درخواست پیش کی:

رَبَّنَاوَاجْعَلْنَامُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاأُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ. (البقرة:۱۲۸)

ترجمہ: رب العالمین! ہمیں اپنا اور زیادہ فرمانبردار بنالے اور میری اولاد میں سے ایک جماعت کو مطیع بنا۔

یہ ایک ایسے باپ کا دلی جذبہ ہے اپنی اولاد کی خیر خواہی کے لئے جو اپنے وقت کا سب سے بڑا برگزیدہ انسان اور خدا کا سب سے زیادہ پیارا ہے اور ساتھ ہی جہان کے لئے نبی کی حیثیت رکھتا ہے، اپنی اولاد کی اطاعت گزاری کے لیے دعا کر رہے ہیں، آج نہ ہم اپنی اولاد کے لئے دینی تعلیم کا بطور خود انتظام کرتے ہیں اور نہ خدا کے آگے گڑگڑا کر ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں پھر اولاد کہاں سے فرمابردار اور اطاعت گزار ہو۔

ماحول کے اثرات اور دین پر ثابت قدمی کی دعا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اپنی اولاد کے لیے کس قدر فکر مند تھے، اور اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں کس قدر جدو جہد فرما رہے ہیں، ماحول کا اثر کس دل پر من حیث الانسان ہونے کے نہیں پڑتا اور کون مؤمن اس ماحول میں گھٹن محسوس نہیں کرتا ہے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تو برگزیدہ نبی ہیں، اور اپنے گرد وپیش ظلمت وضلالت اور بُت گری وبُت پرستی دیکھ دیکھ کر گھبرا چکے ہیں، اس لئے اگر آپ مختلف پہلو سے اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ،رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ. (إبراهيم: ۳۵،۳۶)

ترجمہ: ابراہیم نے درخواست کی رب العالمین! اس شہر کو امن والا بنا دیجئے، اور خود مجھے اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھئے، اے پروردگار! ان بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

جہاں امن وامان کی دعا کرتے ہیں وہاں اس کی بھی دعا کرتے ہیں کہ ہمارے بچے کفر وشرک کے اس ایمان کش ماحول سے متأثر نہ ہوں۔

114......بچوں کو والدین کے مقام سے آگاہ کریں

بچوں کو والدین کے مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں، انہیں بتائیں کہ قرآن وحدیث میں والدین کا درجہ ومقام کس قدر ہے، اللہ رب العزت نے جہاں کہیں اپنا تذکرہ فرمایا تو والدین کا بھی اطاعت وشکر گزاری میں ذکر فرمایا، اور اولاد کو تاکید کی کہ والدین کے سامنے اُف نہ کہو، والدین اولاد کو بتاتے نہیں ہیں، والدین خود اطاعت گزاری کی تعلیم نہیں دیتے، بتائیں کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (الإسراء: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ یا رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پایا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔

اُف نہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے سامنے صرف اسی لفظ کا استعمال منع ہے، بلکہ ہر وہ لفظ عمل اور کلام جو ان کے لئے نا قابل برداشت اور نا گوار ہو، جیسے انہیں جھڑکنا، بلند آواز سے بات کرنا، لاپرواہی سے ان کی کسی بات کا جواب دینا خود اپنی ہلاکت و بربادی کو دعوت دینا ہے۔ خصوصاً والد کی تعظیم و اکرام میں کمی نہ کریں، بسا اوقات والد طیش میں آکر بد عادے دیتا ہے جس سے نقصان ہوتا ہے، والد اپنی اولاد سے تعظیم و اکرام اور خدمت کا زیادہ خواہش مند ہوتا ہے، اور غصہ بھی زیادہ آتا ہے، اسلئے اُن کے مزاج کے مطابق زندگی گزاریں، والدہ میں چونکہ شفقت زیادہ ہوتی ہے، اسلئے وہ حتی الامکان اولاد کے حق میں بد عانہیں کرتی، والدہ کی خدمت زیادہ ہو اور والد کے اکرام و تعظیم میں کمی نہ ہو۔

والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے:

فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِکَ البَابَ أَوْ احْفَظْهُ. ❶

ترجمہ: اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رِضَیَ الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِوَسَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ. ❷

ترجمہ: باپ کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہےاور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

115......امتحانات میں اچھے نمبرات لینے پر حوصلہ افزائی کریں

والدین کے لیے ضروری ہے کہ امتحانات میں اچھے نمبرات پر بچے کی حوصلہ افزائی کی جائے، بطورِ انعام کوئی چیز دی جائے جو اس کے لیے فائدہ مند ہو، بعض والدین اچھے نمبرات آنے پر موبائل خرید کر دے دیتے ہیں، موٹر سائیکل خرید کر دے دیتے ہیں، پھر بچہ پورا دن انہیں میں مشغول رہتا ہے، ہر وہ چیز جو بچے کی پڑھائی میں خلل پیدا کرے، ایسی چیزیں خرید کر نہ دیں۔ بچے کے سب کتابوں کے نمبرات دیکھیں، جس کتاب میں نمبر کم ہوں، اس کتاب پر محنت کروائیں، اس کی مشق کروائیں، عام

---

❶سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فیرضاء الوالدین، رقم الحدیث: ۱۹۰۰

❷سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضاء الوالدین، رقم الحدیث: ۱۸۹۹

طور پر دیکھنے میں آتا ہے والدین اسکول کے امتحانات کے لیے بچوں پر خوب محنت کرتے ہیں، تیاری کرواتے ہیں، بڑے فکر مند ہوتے ہیں،لیکن مدرسے کے امتحانات کی خبر ہی نہیں ہوتی،آئے اور ختم بھی ہو گئے،جبکہ مدرسے کے امتحانات کے لیے زیادہ فکر مند ہونا چاہیئے، یہ دینی علوم ہے اس پر محنت کرنے پر، بار بار یاد کروانے پر اللہ کی طرف سے اجر وثواب ملتا ہے،اسکول کی کتابوں پر نصوص میں اجر وثواب نہیں ہے، جب والدین کی محنت ہوگی،تو پھر اللہ تعالی اس کا صلہ دیں گے،آگے جا کر یہ بچہ کامیاب ہوگا ہے، حافظ وعالم بنے گا، نیک صالح، باکردار انسان بنے گا،اللہ تعالی اس سے اپنے دین کا کام لیں گے،اگر آپ کے بچوں کو اللہ تعالی نے اس نعمت سے نوازا ہے کہ وہ ممتاز نمبرات سے پاس ہوتے ہیں،اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں اور اِن کے لئے استقامت کی دعا کرتے رہیں۔

116......مل بیٹھ اور مل بانٹ کر کھانے کی تعلیم دیں

والدین کو چاہیے کہ ایک دسترخوان پر سب بچوں کو کھانا کھلائیں، الگ الگ کھانے پر تنبیہ کریں،اور انہیں ترغیب دیں، جب بھی اور جہاں بھی کھانا کھاؤ تو مل بیٹھ کر کھانا کھاؤ،بعض گھروں میں اور بعض بچوں میں یہ عادت ہوتی ہے الگ الگ ہو کر کھانا کھاتے ہیں،ایک نے اپنے لیے کھانا ڈالا، دوسرے نے اپنے لیے کھانا ڈالا،الگ الگ کمروں میں کھانا کھالیا اور ایک بچہ بارہ بجے آ کر کھانا کھا رہا ہے دوسرا بچہ ایک بجے آ کر کھانا کھا رہا ہے، کھانے کا کوئی وقت طے نہیں، اس سے رزق میں بے برکتی آتی ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا"یَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ"، اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔

فرمایا"فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ" تم الگ الگ کھاتے ہوں گے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا"فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ" مل کر کھایا کرو اور کھانے سے قبل اللہ کا نام لیا کرو، اِس سے تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔❶

بہرحال بچوں کو اس بات کی ترغیب دیں کہ مل بیٹھ کر اجتمائی طور پر کھانا کھائیں۔

مسلمانوں کیساتھ اجتماعی طور پر کھانے سے امریکن حبشی مسلمان ہوگیا

ملتان کی ایک تبلیغی جماعت کافی عرصہ پہلے امریکہ گئی، کام سے فارغ ہوکر کھانا کھانے کے لئے دستر خوان لگایا، اسی دوارن میں ایک امریکن حبشی آیا، اس نے انگریزی میں کہا کہ آپ سے چند سوالات کرنے آیا ہوں، جماعت کے ساتھیوں نے اسے کھانے میں شریک کیا اور کافی اکرام کیا میٹھا وغیرہ کھلایا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو کہا کہ مجھے مسلمان بنادیں۔

جماعت کے ساتھیوں نے کہا: کہ آپ کیا سوالات پوچھنے آئے ہیں؟

اس نے جواب دیا کہ جس سادگی اور محبت سے آپ نے کھانا کھلایا ہے، آج تک تو میری ماں نے بھی نہیں کھلایا، گھر میں میری علیحدہ پلیٹ علیحدہ چمچا، کانٹا اور گلاس ہے، جس کو میں ہی ہاتھ لگاتا ہوں اور اس میں صرف میں ہی کھاتا ہوں، گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ والدین بھی میری چیزوں سے دور رہتے ہیں، یہاں تو ہم سب نے ایک ہی پلیٹ میں کھایا اور ایک ہی گلاس سے پانی پیا، اگر اسلام یہی ہے تو مجھے قبول ہے، چنانچہ اس نے مسلمان ہوکر جماعت کے ساتھ کچھ وقت لگایا اور بہت خوش تھا کہ اللہ کی ذات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی برکت سے ایمان کی دولت سے نوازا۔❷

---

❶سنن ابن ماجة: كتاب الأطعمة، باب الإجتماع على الطعام، رقم الحديث: ٣٢٨٦

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۲۰

دیکھیں! اجتماعی طور پر کھانے کی برکت کے سبب وہ غیر مسلم مسلمان ہوگیا، ہرسنت کی بڑی برکتیں ہیں، افسوس ہم نے غیروں کے طریقوں کو اپنا کر سنتوں سے محروم ہوگئے۔ اس کے علاوہ بھی جو کھانے کے آداب ہیں وہ کھانے میں برکت کا ذریعہ ہیں، مثلاً کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، شروع میں بسم اللہ پڑھنا، کھانا سیدھے ہاتھ سے کھانا، اپنے سامنے سے کھانا، کھانے میں عیب نہ نکالنا، کھانے کے بعد برتن کو اچھی طرح صاف کرنا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا، نوالہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھانا، آخر میں دعا پڑھنا۔ یہ سارے آداب بھی کھانے میں برکت کا ذریعہ ہیں۔

اور اس بات کی ترغیب دیں کہ مل بانٹ کر کھانا کھایا کرو، آپ کے پاس کھانے میں کوئی ایسی چیز ہے جو دوسرے کے پاس نہیں ہے، یا آپ کے پاس زائد ہے دوسرے بھائی کے پاس کم ہے اس کو کھانے میں شریک کردو، کچھ نہ کچھ دیدو، اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے، ہمدردی بڑھتی ہے، جو بچہ دوسروں کو کھانے میں شریک نہیں کرتا وہ خود غرض ہوتا ہے، وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، صرف اپنے لیے سوچتا ہے، خود غرض شخص زندگی بھر بے سکون رہتا ہے۔

117......اولاد کو قرآن اور دینی کتابوں کا ادب سکھائیں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو قرآن کریم، عم سپارہ اور قاعدہ کا ادب کرنا سکھائیں، بچوں کے قرآن قاعدے کے لیے غلاف بنائیں اور بتائیں بیٹا! اسے سینے کے ساتھ لگا کر جانا ہے، قرآن کو سینے کے ساتھ لگانے سے دل میں نور آئے گا، تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ دیکھنے میں آتا ہے بعض بچے قرآن یوں پکڑ کے لا رہے ہوتے ہیں جس طرح انسان نے ہاتھ میں شوپر پکڑا ہوتا ہے، سامان پکڑا ہوتا ہے، بعض قاعدہ کو دو انگلیوں سے پکڑتے ہوئے جا رہے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے راستے میں اوراق گر

جاتے ہیں، آسان نماز کے ورق راستے میں گرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس میں والدین کی طرف سے کمی ہے، آپ بتائیں کہ بیٹا! آپ جتنا ادب کریں گے، جتنی آپ کے دل میں قرآن کی محبت ہوگی قرآن کریم کو چومے گے بوسہ دیں گے، اِتنا قرآن کا علم آپ کے سینے میں بیٹھے گا، آج پانچ پانچ سال بچے حفظ پر لگا رہے ہیں، پھر بھی قرآن یاد نہیں، اس کی ایک وجہ قرآن کریم کا ادب نہیں ہے، اسلاف میں ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے چند دنوں اور مہینوں میں قرآن حفظ کیا۔

صرف تین دن میں حفظ قرآن کریم

ابوالمنذر ہشام بن محمد السائب کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن مجید یاد نہ کرنے پر ملامت کیا کرتے تھے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلامِ باری تعالی حفظ نہ کرلوں اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ میں نے پورے تین دن میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کرلیا۔ (1)

اسلئے جتنا ادب واحترام ہوگا حافظہ میں برکت ہوگی، تھوڑے وقت میں اللہ تعالی حفظ کی توفیق عطا فرما دے گا، ادب سے اساتذہ اور بزرگوں کی دعائیں ملتی ہیں جو کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

118......سپارے، ڈیسک اور دیواروں پر لکھنے سے منع کریں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو تنبیہ کریں کہ اپنی کتابوں، کاپیوں، سپاروں اور دیواروں پر بے جا لکھنے اور پینٹنگ کرنے سے بچیں، اکثر بچوں کے سپاروں پر پین پنسل کے نشانات لگے ہوتے ہیں، سپاروں پر پھول بنائے ہوتے ہیں، اسٹیکر لگائے ہوتے ہیں، جس ڈیسک پر بیٹھے ہوتے ہیں اس پر اپنا نام اور مختلف شکلیں بنائی ہوتی ہیں، جس

(1) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: هشام ابن الكلبى، ج ٦ ص ٨٢

دیوار کے قریب ہوتے ہیں اس دیوار پر پین پنسل کے نشانات لگے ہوتے ہیں، یہ انتہائی نازیبا عمل ہے، قرآن پر لکھنا، قرآن کی بے ادبی ہے، ڈیسک پر لکھنا، ڈیسک کی بے ادبی ہے، والدین بچوں کو بتائیں جو بچہ قرآن کا، آلات علم کا ادب نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا، جب آپ آلات علم کا ادب کروگے تو اللہ تبارک وتعالی آپ کو کامیاب کریں گے۔

ایک عالم نے اپنے دو طالب علموں کو دو حال میں پایا، ایک تکیہ کا سہارا لئے مطالعہ کررہا تھا اور دوسرا مستعد بیٹھا کتاب دیکھنے میں مشغول تھا اور کچھ لکھتا بھی جاتا تھا، جوہر شناس استاذ نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت فرمایا:

إِنَّهُ لا يَبْلُغُ دَرَجَةَ الْفَضْلِ.

ترجمہ: یہ فضیلت کے درجہ کو نہ پہنچے گا۔

اور دوسرے کے متعلق فرمایا:

سَيَحْصُلُ الْفَضْلُ وَيَكُوْنُ لَهُ شَأْنٌ فِي الْعِلْمِ. ❶

ترجمہ: یہ عنقریب فضل حاصل کرے گا اور اس کے لئے علم میں ایک بڑی شان ہوگی۔

مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ إِلَّابِالْحُرْمَةِ وَمَاسَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّابِتَرْكِ الْحُرْمَةِ. ❷

ترجمہ: جو بھی بلندیوں تک پہنچا حسنِ ادب کی وجہ سے پہنچا اور بلندیوں سے جو بھی گرا ترکِ ادب کی وجہ سے گرا۔

معلوم ہوا حسن ادب ہی اصل چیز ہے جس کی وجہ سے علم میں نور پیدا ہوتا ہے، اسی بناء پر وہ بلندیوں کا سفر طے کرتا ہے جہاں ہر کس وناکس کی رسائی ممکن نہیں۔

---

❶ تعليم المتعلم: فصل فی تعظيم العلم وأهله، ص۲۷

❷ تعليم المتعلم: فصل فی تعظيم العلم وأهله، ص ۲۱

محض پڑھنے پڑھانے سے علم تو حاصل ہو جاتا ہے مگر علم کا نور حاصل نہیں ہوتا، علم کا نور تو اساتذہ اور کتابوں کے ادب سے حاصل ہوتا ہے۔

119......تلاوت کرنے کا اہتمام کروائیں

والدین کو چاہیے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اِسے قرآن کریم کی تلاوت کا کہیں، روزانہ کی بنیاد پر تلاوت کرنے کی ترغیب دیں، بچوں کو ایک دوسرے سے تلاوت میں آگے پڑھنے کی ترغیب دیں کہ بیٹا! ہر ماہ میں ایک قرآن کریم تو کم از کم لازمی ختم کریں، زیادہ کی کوشش کرنی ہے، دن میں دو دو سپارے، تین تین سپارے پڑھیں تا کہ ایک مہینے میں آپ کے دو قرآن، تین قرآن مکمل ہو جائیں، خصوصاً رمضان المبارک میں ہر عبادت کا ثواب بڑھ جاتا ہے، نوافل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے اور فرض کا ثواب بھی بڑھ جاتا ہے، اس لیے تلاوت زیادہ سے زیادہ کریں۔ اسلافِ امت کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، عثمان بن عبد الرحمٰن تیمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ آج رات میں مقام ابراہیم پر غالب رہوں گا، چنانچہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم پر پہنچا، میں وہاں کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے میری کمر پر ہاتھ رکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے سورہ فاتحہ شروع کی پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر دیا پھر رکوع سجدہ کیا:

فَبَدَأَبِأُمِّ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ حَتَّى خَتَمَ الْقُرْآنَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ. (1)

(1) معرفة الصحابة: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۱۷، رقم: ۲۷۷

ترجمہ: پس انہوں نے سورہ فاتحہ سے قرآن شروع کیا اور یہاں تک کہ قرآن مکمل کر دیا، رکوع کیا اور سجدہ کیا (یعنی نماز مکمل کی اور چلے گئے۔)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ایک رکعت میں ختم قرآن

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے:

دَخَلَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْكَعْبَةَ فَقَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِيمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَتَيْنِ. [1]

ترجمہ: ایک مرتبہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کعبہ میں داخل ہوئے اور ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم تلاوت کیا، رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب اور عشاء کے درمیان ایک قرآن تلاوت کرتے تھے (آپ عشاء کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے) نیز آپ کا معمول ہر دو راتوں میں ایک قرآن پاک ختم کرنے کا تھا۔

120......تہجد میں بچوں کو ساتھ اٹھائیں

ماہِ رمضان میں عموماً سحری میں والدین اٹھتے ہیں، تہجد کا اہتمام کرتے ہیں، تو ساتھ اُن بچوں کو جو روزہ رکھتے ہیں ان کو بھی تہجد کے لیے اٹھائیں، اور بتائیں اس وقت اللہ خاص دعائیں قبول کرتے ہیں، دو رکعت، چار رکعت پڑھ کر اپنے حافظے کے لیے، اپنے مستقبل کے لیے، حسن اعمال و اخلاق کے لئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ضرور قیامِ لیل کیا کرو (نمازِ تہجد پڑھا کرو)

فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ،

---

[1] حلية الأوليا: ترجمة: سعيد بن جبير، ج۴ ص ۷۳/ أخبار القضاة: ج۳ ص ۵۴

وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ. ❶

ترجمہ: کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا شعار اور طریقہ رہا ہے، اور قربِ الٰہی کا تمہارے لیے خاص وسیلہ ہے، اور وہ برائیوں کو مٹانے والی اور معاصی سے محفوظ رکھنے والی چیز ہے۔

نمازِ تہجد صالحین کا شیوہ ہے، جو اس کا اہتمام نہیں کرتا وہ صالحین (کاملین) میں سے نہیں۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی، انہیں بڑا افسوس ہوا، اپنی اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے، ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ❷

بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! رات کو تہجد کی نیت کر کے سویا کریں، انسان رات سوتے وقت تہجد کی نیت کر لے کہ میں (ان شاء اللہ) رات کو اٹھوں گا، تہجد کی نماز پڑھوں گا، بالفرض اس کی آنکھ نہیں کھلتی تو اللہ پاک اس کو وہ ہی اجر دیگا جو رات کو تہجد پڑھنے کا ہے، یعنی اسلام میں اتنی آسانی ہے کہ نیت کرنے پر بھی اجر وثواب ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بستر پر آئے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اٹھ کر نماز پڑھوں گا۔ پھر اس پر نیند کا غلبہ

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب فی فضل التوبہ والاستغفار، باب منه، رقم الحدیث: ۳۵۴۹/صحیح ابن خزیمة: کتاب الصلاة، باب التحریض علی قیام اللیل ......الخ، ج ۲ ص ۱۷۶، رقم الحدیث: ۱۱۳۵

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: تمیم بن أوس بن خارجة، ج ۱۱ ص ۷۷/سیر أعلام النبلاء: ج ۲ ص ۴۴۵/مرقاة المفاتیح: ج ۱ ص ۳۷۲

ایسا ہوا کہ سوتے سوتے صبح ہوگئی:

كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ. ❶

ترجمہ: تو اس کو جس عمل (نماز تہجد) کی اس نے نیت کی اس کا ثواب بھی ملے گا اور اس کی نیند رب کی جانب سے اس پر صدقہ ہے۔

تہجد کی نماز حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب بن گئی

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فَقَالَ طَاحَتْ تِلْكَ الإِشَارَاتُ، وَغَابَتْ تِلْكَ العِبَارَاتُ، وَفَنِيَتْ تِلْكَ الْعُلُوْمُ، وَنَفِدَتْ تِلْكَ الرُّسُوْمُ، وَمَا نَفَعَنَا إِلَّا رَكَعَاتٌ كُنَّا نَرْكَعُهَا فِي الأَسْحَارِ. ❷

ترجمہ: اشارات اڑ گئے، عبارات غائب ہوگئیں، علوم و حقائق سب فناء ہو گئے، ہمیں فائدہ نہیں دیا سوائے ان چند رکعتوں نے جو ہم سحری کے وقت پڑھا کرتے تھے (یعنی تہجد کی نماز نے ہمیں فائدہ دیا، اور یہی ہماری مغفرت کا سبب بن گئیں۔)

تو بہر حال بچوں کو بتائیں نیک انسان بننے کے لیے، اللہ تعالی کا محبوب بننے کے لیے آپ کو تہجد کا اہتمام کرنا ہوگا، بزرگوں کا کمالِ بزرگی تک پہنچنا نمازِ تہجد کے بغیر مشکل ہے، اسی بنا پر علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا:

عطؔار ہو، رومؔی ہو، رازؔی ہو یا غزاؔلی　　　کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

---

❶ سنن النسائی: كتاب قيام الليل، باب من أتى فراشه وهو ينوي القيام فنام، رقم الحديث: ۱۷۸۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: الجنيد بن محمد بن الجنيد، ج ۷ ص ۲۵۶ / سير أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۹۴

121......کھانے پینے کے آداب سیکھائیں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر گھروں کے بچے کھانے پینے کے آداب سے ناواقف ہوتے ہیں، جب کھانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو اپنے سامنے سے نہیں کھاتے دوسروں کے سامنے سے اٹھاتے ہیں، اچھی چیز اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں، بچوں کی یہ عادت انتہائی بری ہیں، اس حوالے سے بچوں کی تربیت ضروری ہے، والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو کھانے پینے کے آداب سیکھائیں، آداب یہ ہیں کہ دوزانو بیٹھیں، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھیں، اپنے سامنے سے کھائیں، بڑے بڑے نوالے نہ بنائیں، بتائیں کہ بڑے بڑے نوالے لینا یہ حرص کی علامت ہے، جتنا آپ کا منہ ہے اتنا لقمہ لیں، اسی طرح جب کھانے کی طلب ابھی باقی ہو کھانا چھوڑ دیں، جو بچہ بہت زیادہ کھاتا ہے پھر وہ کھانا الٹی ہو جاتا ہے، اتنا کھایا کریں کہ ابھی بھوک آپ کی باقی ہو آپ کھانا چھوڑ دیں، اور جب تک بھوک نہ لگے کھانا نہ کھائیں اور کھانے کے اوپر کبھی کھانا نہ کھائیں، ایک دفعہ کھالیا اب اگر کوئی بڑی لذیز چیز بھی لے آئے دوبارہ نہ کھائیں، کھانے پر جب آدمی کھانا کھاتا ہے اس کا نقصان ہوتا ہے وہ کھانا ہضم نہیں ہوتا، اسی سے بیماریاں لگتی ہیں، بچوں کے معدے میں اتنی صلاحیت اور اتنی تیزی نہیں ہوتی عموماً وہ کھانا قے ہو جاتا ہے، اس لئے والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھائیں۔

122......کھانا کھانے میں مسنون طریقہ سکھائیں

والدین بچوں کو کھانے پینے میں مسنون طریقہ سکھائیں، مسنون طریقے پر کھانا کھلانے کا اہتمام کریں، بتائیں کہ بیٹا! کھانے سے پہلے ہاتھ دھویا کرو، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھویا کرو، اور دستر خوان بچھا کر کھانا کھایا

کرو، یہ سنت عمل ہے، دستر خوان بچھا کر کھانے پر اللہ تعالی اجر وثواب عطا کرتے ہیں، دو زانوں ہوکر یا تشہد کی صورت میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرو، چار زانوں بیٹھ کر کھانے کی عادت نہ بناؤ، کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اور آنحضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت تھا (ایک موقع پر جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں مصروف تھا) میرا ہاتھ رکابی میں ادھر ادھر جلدی سے گھوم رہا تھا (میری اس حرکت کو دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. ❶

(کھانا کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور (پلیٹ کے) اس جگہ سے کھاؤ جو تمہارے نزدیک ہے۔

بچوں کو بتائیں کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر نہ کھایا تو شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے، اگر شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھا تو یاد آنے پر " **بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ** "، پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ. ❷

ترجمہ: جب تم سے کوئی شروع کرے اُسے چاہیے کہ وہ بسم اللہ پڑھے، اگر شروع میں بھول جائیں تو یاد آنے پر "بسم اللہ اولہ وآخرہ" پڑھ لے۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، رقم الحديث: ٥٣٧٦

❷ سنن الترمذی: أبواب الأطعمة، بان ما جاء فی التسمية على الطعام، رقم الحديث: ١٨٥٨

اور جب کھانا کھا چکیں تو یہ دعا پڑھیں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ'' حدیث میں آتا ہے، جو بندہ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ. ''غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ وَمَا تَأَخَّرَ'' اس کے تمام پچھلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ❶

کھانے میں چار باتیں جمع ہو جائیں تو وہ نہایت بابرکت ہو جاتا ہے

حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کھانے میں چار چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ نہایت بابرکت اور قابل کفایت ہوتا ہے:

۱......حلال آمدنی سے تیار کیا گیا ہو۔

۲......اللہ کا ذکر کرتے ہوئے تیار کیا گیا ہو۔

۳......کھانے والے زیادہ ہوں۔

۴......کھانے کے بعد دعا پڑھی گئی ہو۔ ❷

دسترخوان سمیٹنے کا طریقہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے والد ماجد مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کے گھر ملاقات کے لئے گئے ہوئے تھے، کھانے کا وقت آ گیا تو بیٹھک میں دسترخوان بچھا کر کھانا کھایا گیا، کھانے سے فارغ ہونے پر والد صاحب دسترخوان سمیٹنے لگے تا کہ اسے کہیں صاف کر آئیں، حضرت میاں صاحب نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ والد صاحب نے عرض کیا

❶ سنن أبی داؤد: کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۴۰۲۳

❷ حلیة الأولیاء: ترجمة: شهر بن حوشب، ج٦ ص ٦١

کہ حضرت دستر خوان سمیٹ رہا ہوں تاکہ اسے کسی مناسب جگہ پر صاف کردوں۔ میاں صاحب بولے کیا آپ کو دستر خوان سمیٹنا آتا ہے؟ والد صاحب نے کہا کہ کیا دستر خوان سمیٹنا بھی کوئی فن ہے جسے سیکھنے کی ضرورت ہو؟ میاں صاحب نے جواب دیا جی ہاں یہ بھی ایک فن ہے اور اسی لئے میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کام آتا ہے یا نہیں؟ والد صاحب نے درخواست کی کہ حضرت پھر تو یہ فن ہمیں بھی سکھا دیجئے، میاں صاحب نے فرمایا کہ آیئے میں آپ کو یہ فن سکھاؤں۔

یہ کہہ کر انھوں نے دستر خوان پر بچی ہوئی بوٹیاں الگ کیں، ہڈیوں کو الگ جمع کیا، روٹی کے جو بڑے بڑے ٹکڑے بچ گئے تھے انہیں الگ رکھا، پھر روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو برادے کی شکل میں پڑے رہ گئے تھے انہیں چن چن کر الگ اکٹھا کر لیا، پھر فرمایا کہ میں نے ان میں سے ہر چیز کی الگ جگہ مقرر کی ہوئی ہے، یہ بوٹیاں میں فلاں جگہ اٹھا کر رکھتا ہوں، وہاں روزانہ ایک بلی آتی ہے اور یہ بوٹیاں کھا لیتی ہے، ان ہڈیوں کی الگ جگہ مقرر ہے۔

کتے کو وہ جگہ معلوم ہے اور وہ وہاں سے آکر یہ ہڈیاں اٹھا لیتا ہے اور روٹی کے یہ بڑے ٹکڑے میں فلاں جگہ رکھتا ہوں وہاں پرندے آتے ہیں اور یہ ٹکڑے ان کے کام آجاتے ہیں اور یہ جو روٹی کے بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں یہ میں چیونٹیوں کے کسی بل کے پاس رکھ دیتا ہوں اور یہ ان کی غذا بن جاتی ہے۔ ❶

123...... پانی پینے میں مسنون طریقہ سکھائیں

والدین خود مسنون طریقہ پر پانی پینے کا اہتمام کریں، جب والد خود اس کا اہتمام نہیں کرتا، خود کھڑے ہو کر پیتا ہے، ایک سانس میں ہی پی رہا ہے، پھر اولاد بھی اسی روش

❶ اصلاحی خطبات: کھانے کے آداب، ج ۵ ص ۱۶۳، ۱۶۴

پر چل جاتی ہے، خود بھی اہتمام کریں اور بچوں کو بھی بتائیں کہ بیٹا! کھڑے ہو کر پانی نہیں پیتے، ایک سانس میں نہیں پیتے، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيرِ، وَلَكِنْ اشْرَبُوا مَثْنَى وَثُلَاثَ.

ترجمہ: تم ایک سانس میں پانی مت پیو جس طرح اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو یا تین سانس میں پیو۔

ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ پانی دو سانس میں پیا جائے، تاکہ اونٹ کی مشابہت لازم نہ آئے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تین سانس میں پینا بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے، کئی سانس میں پانی پینا اچھی طرح سیراب کرتا ہے اور پیاس کو بجھاتا ہے، بدن کو صحت بخشتا ہے اور خوب ہضم ہوتا ہے، اور پھر فرمایا:

وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ.

ترجمہ: اور جب تم پانی پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب (پینے کے بعد) برتن کو اپنے منہ سے ہٹاؤ تو حمد کرو، یعنی الحمدللہ کہو۔

جب کوئی آدمی پانی پئے تو اسے چاہیے کہ وہ پانی پینے کے دوران اسی برتن میں سانس نہ لے جس میں وہ پانی پی رہا ہے، جب اسے سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے جدا کر دے، تاکہ منہ یا ناک سے کوئی چیز نکل کر پانی میں نہ گر پڑے۔ یعنی چار چیزوں کا بیان ہے، تین سانس میں پیو۔ اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کرلو۔ اور پانی بسم اللہ کہہ کر پیو، اور پی کر ''الحمدللہ'' کہو۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[1] سنن الترمذی: کتاب الأشربة، باب ما جاء فی التنفس فی الإناء، رقم الحدیث: ۱۸۸۵

جو بندہ خالص پانی پیے "فَيَدْخُلُ بِغَيْرِ أَذًى، وَيَخْرُجُ بِغَيْرِ أَذًى" اور وہ پانی بغیر کسی تکلیف کے اندر چلا جائے اور پھر بغیر کسی تکلیف کے (پیشاب کے ذریعہ سے) باہر آجائے "إِلَّا وَجَبَ عَلَيْهِ الشُّكْرُ" تو اس پر شکر ادا کرنا واجب ہو گیا۔ ❶

برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے منہ لگا کر پانی نہیں پیں، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ. ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے سوراخ سے پانی پینے سے منع فرمایا: نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے بھی منع فرمایا۔

کیونکہ ٹوٹی ہوئی جگہ سے ہونٹوں کی گرفت اچھی نہیں ہوگی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہاں سے پانی نکل کر بدن اور کپڑوں پر گرے گا، دوسرے یہ کہ برتن کی دھلائی کے وقت اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ اچھی طرح صاف نہیں ہو پاتی وہاں مٹی وغیرہ لگی رہ جاتی ہے اس صورت میں پاکیزگی وصفائی کا تقاضا بھی یہی ہے اس جگہ منہ نہ لگایا جائے۔

ایک ادب حدیث میں آیا ہے کہ انسان بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی نہ پیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ. ❸

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر نہ پیئے اگر کسی شخص نے بھول سے کھڑے ہو کر پی لیا تو اس کو چاہیے کہ وہ قے کر ڈالے۔

---

❶ الشكر لابن أبي الدنيا: باب مامن عبد يشرب من الماء، رقم الحديث: ۱۹۲

❷ سنن أبي داود: كتا ب الأشربة، باب في الشرب من ثلمة القدح، رقم الحديث: ۳۷۲۲

❸ صحيح مسلم: كتاب الأشربة ،باب كراهية الشرب قائما، رقم الحديث: ۲۰۲۶

حدیث میں قے کرڈالنے کا جو امر (حکم) بیان کیا گیا ہے وہ وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ بطریق استحباب ہے، چنانچہ اس حدیث کی صراحت کے مطابق اگر کسی شخص نے بھول سے کھڑے ہوکر پانی پیا ہےتو اس کے لئے یہ مستحب ہے وہ قے کرڈالے۔ اس حدیث میں بیٹھ کر پانی پینے کی تلقین اوراس کے خلاف پر تادیب وتنبیہ ہے۔

پانی دیکھ کر پینے کا فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تم پانی پینے لگوتو پانی کو دیکھ کر پیا کرو، ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا میں پانی پینے کیلئے جب اٹھا تو رات کا وقت تھا تو میں نے چراغ جلایا کہ حضور کی سنت ہے پانی دیکھ کر پیوٴں تو میں نے جیسے دیکھا تو کیا دیکھا کہ پانی کے اندر ایک بچھو آیا ہوا ہے، فرماتے ہیں کہ اگر پانی بغیر دیکھے پیا جاتا تو کتنا نقصان ہوتا، لیکن پانی کو دیکھ کر پیا اللہ نے مجھے اس کے زہر کے اثرات سے محفوظ رکھا۔

جب والدین ان تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پانی پینے کا اہتمام کریں گے، تو بچے بھی اہتمام کریں گے، اور بچوں کو بتائیں کہ یہ تمام آداب مسنون ہیں، اس پر چلنے سے اللہ پاک اجر وثواب عطا کرتے ہیں۔

124......گھر میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کے شرعی آداب سکھائیں

عموماً بچے چھٹی کے بعد دوڑتے ہوئے گھر میں داخل ہوجاتے ہیں، گھر میں آنے کی اطلاع نہیں دیتے، اور بعض بچے چھٹی کے بعد بجائے گھر کے ادھر اُدھر چلے جاتے ہیں، والدین بچوں کو آداب سیکھائیں، ادب کا طریقہ یہ کہ جب گھر میں داخل ہوں تو آرام سے دروازہ کھولیں، اگر دروازہ بند ہےتو معمولی سی دستک دیں، ایک دفعہ دیں

تھوڑی دیر انتظار کریں، نہ ہو دوسری دفعہ دستک دیں، کوئی بھی گھر میں ہوگا وہ آپ کے لئے دروازہ کھولے گا۔ جیسے اندر داخل ہوں ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہیں، اتنے زور سے نہ کہیں کہ کسی کے آرام اور نیند میں خلل آئے۔ یہ تربیت اور آداب سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے، والدین سمجھتے ہیں ساری تربیت مدرسہ کے استاذ کے ذمہ ہے، نہیں، ہر بات استاذ کے ذمہ نہیں، زیادہ وقت بچہ کا والدین کے پاس گزرتا ہے، والدین وقتاً فوقتاً تربیت کرتے رہیں، اور جب بچہ گھر میں داخل ہو تو دعا پڑھنے کا اہتمام کروائیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے گھر کے اندر آنے اور گھر سے باہر جانے کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں۔ ہم اللہ کے نام کے ساتھ ہی گھر میں آتے ہیں اور اللہ کے نام کے ساتھ ہی گھر سے جاتے ہیں، اور اپنے پروردگار اللہ جل شانہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے۔

اور بچہ جب اسکول مدرسہ جائے تو اسے اس دعا کے پڑھنے کا عادی بنائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان سے باہر نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر مذکورہ بالا دعا پڑھتے:

مَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ، أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ، أَوْ أُزَلَّ، أَوْ

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب مایقول الرجل اذا دخل بیته، رقم الحدیث: ۵۰۹۶

أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں خود گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا میں (راہ مستقیم سے) خود پھسلوں یا پھسلایا جاؤں، یا میں (کسی پر) ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں خود (کسی کے ساتھ) جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کروں، یا میرے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کیا جائے۔

والدین کو بھی چاہیے کہ بچوں سے ان دعاؤں کا اہتمام کروائیں۔

125...... بڑوں سے بات چیت کے آداب سکھائیں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو بڑوں سے یعنی والدین، اساتذہ، بڑے بہن بھائیوں سے بات کرنے کا طریقہ سکھائیں، بات چیت کس طرح کرنی ہے، میں مختصرا کچھ آداب ذکر کر دیتا ہوں، والدین بچوں کو یہ آداب سیکھائیں:

۱...... بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! بڑوں کا نام تعظیم سے لینا چاہیے، والد محترم، استاذِ محترم کہنا چاہیے بہتر ہے نام نہ لیا جائے۔

۲...... جب تک والدین یا اساتذہ میں کوئی بات کر رہا ہو تو اپنی بات پیش نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

۳...... بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہنی چاہیے۔

۵...... بات اس قدر بلند کی جائے کہ سامنے والے کو آواز پہنچ جائے۔

۶...... ادھوری بات نہیں کرنی چاہیے، بات ہمیشہ پوری اور اطمینان سے کرنی چاہیے۔

۷...... بات سامنے بیٹھ کر کرنی چاہیے، پشت کے پیچھے نہیں بیٹھنا چاہیے۔

۸...... دوران گفتگو کھنکھارنا نہیں چاہیے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے، کھنکھارتے

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، رقم الحديث: ۵۰۹۴

ہیں تاکہ یہ شخص میری طرف متوجہ ہو اور میری بات سنے، یہ طریقہ اذیت کا سبب ہے۔

126...... ہر چیز اپنی جگہ پر رکھنے کی عادت بنائیں

جب آپ کا بچہ اسکول، مدرسہ سے واپس آئے اُسے اس بات کا پابند کریں کہ وہ ہر چیز اپنی جگہ پر رکھے، اُسے بتائیں کہ بیٹا! آپ اپنا بستہ، اپنی وردی، اپنے جوتے اپنی جگہ پر رکھیں، مدرسے سے جب آئیں قرآن کریم، سپارہ اپنی جگہ پر رکھیں، ٹوپی اپنی جگہ پر رکھیں، عموماً بچے رکھتے نہیں ہیں، چھٹی میں آئے، معاذ اللہ! قرآن کریم کو ایک جگہ رکھا، قاعدوں کو دوسری جگہ، ٹوپی ایک جگہ پھینکی اور جوتے ایک جگہ، جب اگلا دن ہوتا ہے تو سارا گھر تلاش کرتے کرتے پندرہ بیس منٹ لگ جاتے ہیں اور جوتا نہیں ملتا، سپارہ نہیں ملتا، ٹوپی نہیں ملتی، تو اُس کی وجہ کیا ہے کہ اشیاء کو اپنی جگہ پر نہیں رکھا، اس میں والدین کی طرف سے تربیت میں کمی ہے، دو چار مرتبہ کہنے سے بچہ اپنی جگہ رکھنا شروع کر دیتا ہے، بچپن سے تربیت میں کمی کی وجہ سے بچہ پھر پوری زندگی بے ترتیب زندگی گزارتا ہے۔

127...... اپنے بچوں کی مہمانوں سے شکایت نہ کریں

والدین مہمانوں سے بچوں کی شکایت نہ کریں، گھر میں ماموں آئے چاچو آئے، دیگر رشتہ دار آئیں ان کے سامنے بچوں کی شکایت نہ کی جائے، اِس سے بچہ ضدی اور ہٹ دھرم بنتا ہے، آخر بچے کی بھی عزت نفس ہے اس کو سب سامنے مجروح کرنا کسی طرح بھی درست نہیں، آپ کا بچے کو دوسروں کے سامنے ڈانٹنا ان کیلئے شرمندگی کا باعث ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بڑے ہونے پر وہ سماجی بے چینی کا شکار ہوتا ہے اور ساتھ ہی اپنے والدین سے دوری اختیار کرتا ہے۔

کسی عقل مند کا قول ہے کہ بچہ سات سال تک بادشاہ، چودہ سال تک غلام، اور چودہ کے بعد وزیر ہے،، گویا ہم ساری عمر اپنی اولاد کو نفسیاتی غلام بنائے رکھتے ہیں۔ اس کو تو

اس چودہ سال کی عمر میں آزاد اور سمجھ دار انسان تسلیم کرنا چاہیے۔لیکن آپ ساری عمر اپنی اولاد کو انسان سمجھتے ہی نہیں، آپ کے بچے والدین بن جاتے ہیں مگر آپ کو لگتا ہے وہ بے سمجھ ہیں، صرف ایک فطری عمل سے گزر کر ان کو یہ رتبہ مل گیا ہے، ایسا نہیں ہے، ہمیں اپنی سوچ پر نظر ثانی کی شدید ضرورت ہے، لیکن اگر آپ اس رویہ کو نہیں بدلیں گے تو پھر بغاوت، اولاد کی نافرمانی، بدتمیزی، اور اس طرح کے تمام مسائل کا شکار ہونا پڑے گا، کیونکہ یہ مسائل نہیں صرف ردعمل ہیں۔

128......بچوں کی جسمانی اور دماغی صحت کا خیال رکھیں

والدین بچوں کو بازار کی چیزوں کے کھانے کا عادی نہ بنائیں، خود والدین عادی بناتے ہیں، کبھی بازار سے سموسے، پکوڑے لے آئے، کبھی کباب لیکر آئے، اب بازار کے اندر دیکھیں وہ تیل ہوتا ہے جو کئی کئی دن سے استعمال ہوتا ہے اور سب سے ناقص تیل ان سموسے، پکوڑوں میں استعمال ہوتا ہے، اور روڈ کی ساری گرد وغبار اور مٹی اس پر پڑتی ہے، اور اب اُس تیل کے اندر سموسے، پکوڑے تلے جاتے ہیں، اور ان میں زیادہ مرچ مصالحہ والی چیزیں ہوتی ہیں جو جسم کو نقصان دیتی ہے، لہذا ایسی چیزیں والدین گھر میں نہ لائیں، کام کاج سے آتے ہوئے تازہ فروٹ لیکر آئیں، موسم کا پھل استعمال کروائیں، ہر موسم میں جو اللہ نے پھل پیدا کیے ہیں وہ لیکر آئیں، وہ جسم کو طاقت دے گا، خشک میوہ جات استعمال کروائیں، رات سونے سے پہلے دودھ کا استعمال کروائیں، دودھ سے انسان کے دماغ کو بڑی تقویت ملتی ہے، حافظہ تیز ہوتا ہے، نیند خوشگوار آتی ہے، دماغی صلاحیتیں میں اضافہ ہوتا ہے جوڑ طاقتور ہوتے ہیں، ایسی چیزوں کا استعمال کروائیں جو بچے کی صحت کے لیے فائدہ مند ہو، ہر اس چیز سے بچوں کو دور رکھیں جس سے بچوں کی صحت پر برا اثر پڑے۔

129......دماغی صحت کے لیے تین چیزوں کا اہتمام کروائیں

(۱) بادام (۲) سر کی مالش (۳) رات سوتے وقت نیم گرم دودھ۔

بہتر یہ ہے کہ بادام رات کو سات دانے یا چودہ دانے پانی میں ڈالے صبح نہار منہ چھلکا اتار کے بچوں کو کھلائیں، اور اسی طرح تیل سے ہر دوسرے تیسرے دن بچوں کے سر کی مالش کریں، منقع کا استعمال کریں، اور رات کو سوتے وقت گرم دودھ کا استعمال کروائیں، کھجور کا استعمال کریں، یہ خشک میوہ جات وہ چیزیں ہیں جس کے ذریعہ انسانی دماغی میں صلاحیتوں اضافہ ہوتا ہے۔

130......سونے سے پہلے مسنون دعائیں پڑھائیں

بچہ جب سونے لگے تو اس کو مسنون دعا پڑھائیں، اگر اِسے یاد ہیں تو اسے پڑھنے کا کہیں، اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بتائیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں اپنے بستر پر تشریف لاتے اور سونے کے لئے لیٹتے تو اپنا ہاتھ یعنی اپنی داہنی ہتھیلی اپنے دائیں گال کے نیچے رکھتے اور یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْیَا.

ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی نام پر مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام پر زندہ ہوتا یعنی جاگتا ہوں۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ. [1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

[1] صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن، رقم الحدیث: ۶۳۱۴

فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر آ کر (یعنی سونے کے وقت) تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِی لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَیُّ القَیُّومُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ. ❶

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، چاہے وہ دریا کے جھاگ کے برابر یا عالج کی ریت کے ذرات کے برابر ہوں اور جو زندہ مخلوق کی خبر گیری کرنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

131......قیلولہ کا اہتمام کروائیں

قیلولہ یعنی دوپہر میں کچھ دیر آرام کرنا، کچھ دیر لیٹے کو قیلولہ کہتے ہیں، یہ آرام بچے کی صحت کے لیے انتہائی مفید ہے، بچہ جب اسکول سے واپس آئے تو کھانا کھانے کے بعد بچے سے کچھ دیر آرام کرایا کریں، بعض بچے فوراً بیگ رکھ کر باہر کھیلنے کے لیے چلے جاتے ہیں، اس سے بچے کی صحت پر اثر پڑتا ہے، قیلولہ مسنون عمل ہے، صحابہ کرام اور صلحاء اس کا خاص اہتمام کرتے تھے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کا ایک عامل دن میں قیلولہ نہیں کرتا، تو آپ نے اس کو ایک خط لکھا جس کا مضمون اس طرح تھا: ”اَمَّا بَعْدُ، فَقِلْ! فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَقِیْلُ“ یعنی قیلولہ کرو کیوں کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ ❷

132......بلاضرورت باہر گھومنے اور بازاروں میں چکر لگانے پر تنبیہ کریں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کی نگرانی کریں، بچہ گھر سے باہر کہاں جاتا ہے، بعض بچے

❶ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء إذا أوی إلی فراشه، باب منه، رقم الحدیث: ۳۳۹۷

❷ مختصر قیام اللیل للمروزی: باب الإستعانة بقائلة النهار علی قیام اللیل، ص ۱۰۴

سڑکوں، بازاروں، مارکیٹوں میں گھوم رہے ہوتے ہیں، ایسی جگہوں پر اگر بچہ نظر آئے تو اُسے تنبیہ کی جائے، بچوں کے لیے کھیلنے کی ایک حد مقرر کی جائے، اپنی گلی محلّہ مقرر کیا جائے، اور بچوں کو بتایا جائے، کہ بیٹا! اپنی گلی سے باہر نہیں جانا، جب بچوں کی تربیت نہیں ہوتی تو پھر بچے بازاروں پر سڑکوں پر نظر آتے ہیں، ایسی جگہوں پر انسان پر شیطانی اثرات غالب آتے ہیں، ہر اچھا اور برا انسان بازار میں ہوتا ہے، اور بازاروں میں بہت سے گناہ ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں، عام طور پر جھوٹ، دغا، مکرو فریب اور چالبازیوں کی کثرت ہوتی ہے، پھر یہ کہ بازاروں کو شیاطین کی سلطنت کہا جاتا ہے، اس لیے کہ بازار شیاطین کا اڈا ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا'' کہ سب سے پاکیزہ اور بہترین جگہیں مساجد ہیں'' وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا'' اور مبغوض ترین جگہیں بازار ہے۔ (1)

133...... ہر اچھے کام کے آغاز میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کی ترغیب دیں

والدین خود ہر اچھے کام کے آغاز میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھیں، اور بچوں کو پڑھنے کی ترغیب دیں، بتائیں کہ جب بھی آپ کسی کتاب کو پڑھیں یا سبق لکھنے لگیں تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھا کریں، اِس سے اللہ رب العزت اُس کام میں برکتیں ڈال دیتے ہیں اور پھر وہ کام پائے تکمیل تک پہنچتا ہے، ادھورا نہیں رہتا اور جس کام کے آغاز میں رب العالمین کا تذکرہ نہیں ہوتا وہ کام ناقص اور ادھورا رہتا ہے، اور

(1) صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، رقم الحدیث: ۶۷۱

بتائیں کہ اس کے پڑھنے پر اجر وثواب ہے، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' میں کل حروف جو بنتے ہیں وہ اُنیس ہیں اور ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں تو جو آدمی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ لیتا ہے تو گویا اس کو ایک سو نوے نیکیاں ملتی ہیں۔

134......جلدی سونے کا اہتمام کروائیں

عشاء کی نماز کے بعد پندرہ سے بیس منٹ تعلیم کروائی جائے، جس میں انبیاء کرام، صحابہ اور صحابیات کے واقعات ذکر کیے جائیں، فضائل اعمال میں پہلا باب ہے حکایات صحابہ، اس میں واقعات موجود ہیں، اس سے تعلیم کروائی جائے، یا میری ایک تصنیف ہے ''خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات'' اس میں ابتدائے اسلام سے لیکر اب تک کے زہد وتقوی اور عفت و پاک دامنی پر مشتمل اور محبت الٰہی پر ابھارنے والے واقعات جمع کیے ہیں، اس کی تعلیم کرائی جائے، اس کے بعد فوراً سونے کی ترتیب بنائی جائے، جب والدین خود جلدی سوئیں گے تو بچے جلدی سونے کے عادی بنیں گے، جو بچہ رات کو جلد سوتا ہے وہ صبح جلد اٹھتا ہے، ایسے بچے کا پورا دن خوشگوار گزرتا ہے، آج کل والدین خود رات کو موبائل، انٹرنیٹ اور بے فائدہ گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں، تو اُن کے دیکھا دیکھیں بچوں میں بھی یہ بات سرایت کر جاتی ہے، جس کی وجہ صبح کی نماز، تلاوت اور ذکر واذکار سے محروم ہوتے ہیں، اسلئے رات جلد سونے کا خود بھی اہتمام کریں اور بچوں سے بھی کروائیں۔

عشاء کے بعد قصہ گوئی کی ممانعت

رات کو افسانہ گوئی میں بہت سے مفاسد اور وقت کا ضیاع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کو مٹانے کے لئے عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد فضول قصہ گوئی کو منع فرمایا، حکمت یہ تھی کہ عشاء کی نماز پر انسان کے اعمال یومیہ ختم ہو رہے ہیں،

جو دن بھر کے گناہوں کا بھی کفارہ ہوسکتا ہے، یہی اس کا آخری عمل اس دن کا ہو تو بہتر ہے، اگر بعد عشاء فضول قصہ گوئی میں لگ گیا تو اولاً یہ خود فعل عبث اور مکروہ ہے، اس کے علاوہ اس کے ضمن میں غیبت، جھوٹ اور دوسرے طرح طرح کے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے، اسی لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کسی کو عشاء کے بعد فضول قصوں میں مشغول دیکھتے تو تنبیہ فرماتے تھے، اور بعض کو سزا بھی دیتے تھے، اور فرماتے کہ جلد سو جاؤ، شاید رات کے آخری حصے میں تہجد کی توفیق مل جائے۔ ❶

135......اندھیرے میں لکھنے اور پڑھنے سے منع کریں

جب بچے لکھنے یا پڑھنے کے لیے بیٹھے تو ان کے لیے مناسب روشنی کا اہتمام کیا جائے، اندھیرے میں لکھنے، پڑھنے سے منع کیا جائے، اندھیرے میں لکھنے، پڑھنے سے آنکھوں کی صلاحیتوں کو نقصان پہنچتا ہے، بینائی کمزور ہو جاتی ہے، جتنی مناسب روشنی ہوگی اُتنی بچوں کی آنکھوں کی بینائی ٹھیک رہے گی اور بچوں کے دماغ پر زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا۔

136......والدین بچوں کو سزا کیسے دیں؟

والدین اکثر بچوں کی غلطیوں پر انہیں جسمانی سزا دیتے ہیں یعنی مارتے ہیں، یہ ایک غلط طریقہ ہے۔ بچے مار سے سدھرنے کے بجائے ضدی ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کے دوران والدین کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ نرمی سے سمجھائیں اور سزا دینا ضروری ہو تو ہلکی سزا دیں، بچوں پر ڈانٹ ڈپٹ اتنی اثر انداز نہیں ہوتی جتنی نرمی سے کہی گئی بات ہوتی ہے، جسمانی سزا کیا ہے؟

یعنی ایسی کوئی سزا جس میں جسمانی طاقت کا استعمال کیا جاتا ہو جس کا مقصد درد یا

❶ تفسیر القرطبی: سورة المؤمنين، آیت نمبر ٦٧ کے تحت، ج ١٢ ص ١٣٨

تکلیف دینا ہو۔ مثلاً: ہاتھ سے مارنا، لاٹھی، لکڑی، جھاڑو، جوتا، چمچہ یا اس سے ملتی جلتی اشیاء سے مارنا، لات مارنا، جھنجھوڑنا یا اٹھا کر پھینکنا، جھٹکا دینا، بچے کو غیر آرام دہ حالت میں رہنے پر مجبور کرنا۔

137......سنت کے مطابق وضو کرنا سکھائیں

بچوں کو وضو سکھانا چاہیے، وضو کس طرح کیا جاتا ہے، بعض بچے ہاتھ، پاؤں دھو کر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں، یا اسی طرح ہاتھ، پاؤں دھو کر کلاس میں بیٹھ جاتے ہیں، مکمل وضو نہیں کرتے، پورا دن قرآن کو اٹھائے رہتے ہیں جبکہ قرآن کو بغیر وضو کے نہیں چھونا چاہیے، پھر اسی وضو سے نماز بھی پڑھتے ہیں۔

عموماً دیکھنے میں آیا کہ بچہ بعض ایسے بھی ہیں جو لڑکپن تک پہنچ جاتے ہیں اُنہیں وضو کا طریقہ نہیں آتا، وضو کے فرائض کا پتہ نہیں ہوتا، نماز کے اندر کتنے فرائض اور واجبات ہیں نماز میں مکروہات کتنے ہیں، مسنون اعمال کتنے ہیں اس کا پتہ نہیں ہوتا، اس کے لیے بہتر ہے آسان نماز لے کر انسان خود بھی بچوں کو سکھائیں یہ صرف قاری صاحب کی ذمہ داری نہیں ہے ہم نے تو یہ سمجھا کہ میں نے مسجد بھیج دیا بس میری ذمہ سے بات ہٹ گئی، صرف اتنا کافی نہیں ہے، ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے ہم خود بھی اس پر توجہ دیں بچوں کو نماز کے فرائض، واجبات سکھائیں، عملی نماز سکھائیں ان کے سامنے خود کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، عملی طور پر وضو کا طریقہ سکھائیں تا کہ بچے کے اندر اگر کوئی کمی ہے تو وہ دور ہو جائے۔

وضو کا مکمل طریقہ کار

خود والدین بھی مسنون طریقہ پر وضو کرنے کی کوشش کریں اور اولاد کو بھی مسنون وضو سکھائیں، مسنون وضو یہ ہے کہ جب وضو کرنے کا ارادہ ہو تو اول دل میں یہ نیت

کریں کہ میں یہ وضو خالص اللہ تعالی کی رضا اور ثواب کے لئے کرتا ہوں، وضو شروع کرتے وقت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھیں اور دائیں چلو میں پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو کلائی تک مل کر دھوئیں اور اس طرح تین بار کریں، پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر کلی کریں، پھر مسواک کریں، پھر دو کلیاں اور کر لے، ساتھ غرارے بھی کریں، پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر ناک میں پانی ڈالیں، اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں، تین بار ناک میں پانی ڈالے اور ہر بار نیا پانی لے، پھر دونوں ہاتھ میں پانی لے کر دونوں ہاتھوں سے ماتھے کے اوپر سے نیچے کو پانی ڈالیں، پانی نرمی سے ڈالیں، منہ پر نہ ماریں اور تمام منہ کو مل کر دھوئیں، پیشانی یعنی سر کے بالوں کی ابتداء سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی پہنچ جائیں، کوئی جگہ بھی بال برابر بھی خشک نہ رہے، پھر دو دفعہ اور پانی لے کر منہ کو اسی طرح دھوئے، گیلے ہاتھوں سے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک ملے، پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی ہر ایک ہاتھ پر تین تین دفعہ پانی ڈالے یعنی پہلے دائیں ہاتھ پر پھر بائیں ہاتھ پر کہنیوں سمیت پانی ڈالے اور مل کر دھوئیں کہ بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے، پھر انگلیوں کا خلال کرے اسطرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے اور پانی ٹپکتا ہوا ہو، پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو تر کرے اور ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کریں پھر کانوں کا مسح کریں، کلمہ کی انگلی سے کان کے اندر کی طرف اور انگوٹھے سے باہر کی طرف اور دونوں چھنگلیا دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالیں پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کریں۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھوئیں اور ہر بار اس کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے نیچے سے اوپر کو کریں، پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع

کریں اور اس کے انگوٹھے پر ختم کریں، پھر اسی طرح دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اس طریقے کے مطابق وضو کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے اچھی طرح پورا پورا وضو کیا، تو اس کے تمام بدن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں ''حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِه'' یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ [1]

وضو کے فرائض

وضو کے فرائض چار ہیں:

(۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ایک مرتبہ منہ دھونا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ایک مرتبہ دھونا۔

(۳) پورے سر کے کسی چوتھائی حصہ کا ایک مرتبہ مسح کرنا۔

(۴) دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا۔

وضو کی سنتیں

(۱) نیت کرنا۔

(۲) تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔

(۳) کانوں کا مسح کرنا۔

(۴) بسم اللہ پڑھنا۔

(۵) داڑھی کا خلال کرنا۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، رقم الحدیث: ۲۴۵

(٦) ہر عضو کو تین بار دھونا۔

(٧) گٹوں تک ہاتھ دھونا۔

(٨) ہاتھوں کو انگلیوں سے دھونا۔

(٩) ترتیب سے وضو کرنا۔

(١٠) مسواک کرنا۔

(١١) ہاتھ پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

(١٢) پے درپے وضو کرنا۔

(١٣) تین بار کلی کرنا۔

(١٤) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔

(١٥) اعضاء کو مل مل کر دھونا۔

138......وضو کے بعد کی مسنون دعائیں یاد کرائیں

جب تک والدین کی زندگی مسنون اعمال پر نہیں ہوگی، والدین خود مسنون دعاؤں کا اہتمام نہیں کریں گے، تو اولاد کی زندگی میں بھی مسنون اعمال نہیں ہوں گے، بچوں کو ترغیب دے کر مسنون اعمال پر، نیک اعمال پر لگائیں، بتائیں کہ بیٹا! وضو کے بعد جو شخص دعا پڑھتا ہے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس دروازے میں سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں جو آدمی وضو کرے اور اِس کو انتہاء پر پہنچا دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ اور پورا وضو کرے، پھر پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُوْلُهُ.

ترجمہ: (یعنی میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی اللہ واحد کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔) تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس دروازے میں سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنِ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. [1]

ترجمہ: اے اللہ! مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل کر۔

139......مسجد کے آداب سکھائیں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو مسجد کے آداب سکھائیں کہ بیٹا! مسجد میں بلند آواز سے ایک دوسرے کو نہ پکاریں، مسجد میں نہ بھاگیں، پاؤں کو قبلے کی طرف یا پھیلا کر نہ بیٹھیں، بعض بچے آتے ہیں چھالیا کھا کے مسجد میں پھینک دیتے ہیں، اب وہ چھالیے کے جو دانے ہوتے ہیں کوئی بوڑھا آدمی آتا ہے جب ان چھالیے کے دانوں پر پاؤں آتا ہے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے، خاص طور پر آدمی سجدے میں جاتا ہے جب پیشانی پر یا گھٹنوں کے نیچے وہ چھالیہ کا دانا آجائے تو سجدہ کرنے والے کو بڑی تکلیف ہوتی

[1] صحیح مسلم: کتاب الطھارة، باب ذکر المستحب عقب الوضوء، رقم الحدیث: ۲۳۴/ سنن الترمذي: أبواب الطھارة، باب ما یقال بعد الوضوء، رقم الحدیث: ۵۵

ہے۔ والد کو چاہیے کہ بچے کو اپنے ساتھ رکھے، آزاد نہ چھوڑے کہ بچہ کبھی دائیں اور کبھی بائیں جارہا ہے، اس سے دیگر نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

140......نمازی کے آگے سے گزرنے پر تنبیہ کریں

بچہ نمازی کے آگے سے گزرے تو اُسے تنبیہ کریں اور اسے بتائیں کہ بیٹا! جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو چاہے گھر میں ہو یا مسجد میں ہو تو اس کے آگے سے نہ گزریں، جب تک وہ نماز ختم نہ کردے، نمازی کے آگے سے گزرنے والا بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَى الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ انْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَه مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. [1]

ترجمہ: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتا ہو کہ اس کی سزا کیا ہے۔ تو وہ چالیس (سال یا مہینہ وہاں) کھڑا انتظار کرتا اور یہ اس کے لیے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔

خود والدین بھی گھر میں ایک طرف ہو کر ایک کمرے میں نماز پڑھیں، گھر کے صحن میں یا آنے جانے کے راستے میں نماز نہ پڑھیں، بہتر ہے گھر میں نماز کے لیے ایک کمرہ خاص کریں اور اسی میں نماز پڑھیں۔

141......مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا مسنون طریقہ سکھائیں

جب والد مسجد بچے کو ساتھ لیکر جائے تو اسے مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا مسنون طریقہ بتائے کہ بیٹا! مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھا جاتا ہے اور دعا

[1] سنن الترمذی: أبواب الصلوة، باب ما جاء فی کراهية المرور بين يدی المصلی، رقم الحديث: ۳۳۶

پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اور مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالا جاتا ہے اور یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. ❶

بچے کا یہی سیکھنے کا وقت ہے، اگر ابھی سے اسے مسنون اعمال کی اہمیت سکھائیں گئے، تو پھر پوری زندگی مسنون اعمال کے مطابق گزارے گا، اس لیے والدین بچپن ہی سے بچوں کو مسنون اعمال پر لگائیں۔

142...... بچے کے کیبل، لیپ ٹاپ اور موبائل پر نظر رکھیں کہ بچہ کیا دیکھتا ہے

بچہ اگر کیبل دیکھ رہا ہے، انٹرنیٹ استعمال کر رہا ہے تو والدین کی نظر ہو کہ ہمارا بیٹا موبائل پر کیا دیکھتا ہے، ہم نے تو اسے موبائل لے کر دے دیا کہ یہ بچہ ہے اس سے سیکھ رہا ہے، آج کل کے بچے سیکھتے کم ہیں، منفی اور بے فائدہ استعمال زیادہ کرتے ہیں، اس لئے عبادات اور اخلاقیات سے دن بدن دور ہوتے جا رہے ہیں، اس لیے بچے کا لیپ ٹاپ کبھی چیک کیا جائے، اس کے موبائل کی میموری کو دیکھا جائے، اس کا ڈیٹا چیک کیا جائے، اس لیے کہ وہ بیٹا ہے والدین کی ذمہ داری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ

❶ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب مايقول إذا دخل المسجد، رقم الحديث: ۷۱۳

فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. ❶

ترجمہ: خبردار تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم سے ہر شخص کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا، لہٰذا امام یعنی سربراہ مملکت وحکومت جو لوگوں کا نگہبان ہے اس کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی، مرد جو اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس کو اپنے گھر والوں کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی، عورت جو اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے، اس کو ان کے حقوق کے بارے میں جواب دہی کرنی ہوگی اور غلام مرد جو اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس کو اس کے مال کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی، لہٰذا آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ہم سے سوال ہوگا اس کے بارے میں بچہ تو ناسمجھ ہے اسے اپنے فائدے اور نقصان کا اس وقت کما حقہ نہیں پتہ، تو جب اسے معلوم ہوگا کہ میرا والد میری ان چیزوں پر نظر رکھتا ہے کبھی اس کو غلط استعمال نہیں کرے گا، ہم یہ کہہ دیتے ہیں بچے کا موبائل ہے میں کیوں دیکھوں، لیکن وہ بچہ ابھی شعور کو نہیں پہنچا، اسے اچھے برے کی تمیز نہیں ہوئی، اسے وقت کا ضیاع اور وقت کو کارآمد بنانے کا پتہ نہیں ہے، اسے حیا پاک دامنی کی اہمیت وفضیلت اور بدنظری کے نقصانات کا پتہ نہیں، اسلئے والدین کی ذمہ داری ہے وہ ان پر نگاہ رکھیں۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، رقم الحدیث: ۸۹۳

143......بچے کو قناعت کی تعلیم دیں

قناعت کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے دیا ہے اس پر شکر کریں، جو اللہ رب العزت دے دے اس پر اللہ کا شکر ادا کر دیا جائے زیادہ کی حرص نہ ہو، یہ کامیاب لوگوں کی صفت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا،وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ.❶

ترجمہ: یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہے، جس کو اللہ نے اتنا رزق دیا جو اس کے لیے کافی ہے، اور اللہ نے اس کو قناعت دے دی اس پر جو اللہ نے اس کو عطا کیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامیاب آدمی کی تین صفات بیان کی، (۱) مسلمان ہوگا، معلوم ہوا کافر کامیاب نہیں، ہم سمجھتے ہیں کافر نے بڑی ترقی کر دی، دولت، پیسہ، ثروت، جائیداد اس کے پاس ہے یہ کامیاب ہے، اللہ کے رسول فرما رہے ہیں کہ صرف ''مسلمان'' کامیاب ہے۔

(۲) وہ کامیاب ہے جس کو اللہ نے اتنا رزق دیا جو اس کے لیے کافی ہے۔

(۳) جس کو اللہ نے قناعت کی دولت دے دی۔

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَيَبْتَلِي الْعَبْدَ بِمَا أَعْطَاهُ فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ لَهُ وَسَّعَ عَلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ.❷

ترجمہ: اللہ پاک بندے کو آزماتے ہیں جو مال دولت اسے دیا ہوتا ہے، اگر وہ اللہ تعالی

❶صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب فی الکفاف والقناعة، رقم الحدیث: ۱۰۵۴

❷مسند أحمد: مسند البصریین،باب حدیث رجل من بنی سلیم، ج۳۳ ص۴۰۳، رقم الحدیث: ۲۰۲۷۹،إسناده صحیح

کی تقسیم پر راضی ہوتا ہے (قناعت کرتا ہے، شکر ادا کرتا ہے) اللہ اس میں اور کشادگی دیتے ہیں، اگر وہ راضی نہیں ہوتا تو اللہ اس سے برکت کو اٹھا دیتے ہیں۔

والدین خود دنیا میں زہد وقناعت یعنی حلال اور جائز کوشش سے بقدرِ ضرورت جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہیں، مزید دنیا کی رغبت نہ رکھیں، یا دنیا کو ضرورت کے درجہ میں رکھیں، مقصد نہ بنائے کہ دنیا ہاتھ میں تو ہو، دل میں نہ ہو، اور دنیا میں ایسے رہیں جیسے کشتی پانی میں، خود دنیا میں رہیں، لیکن دنیا کو اپنے دل میں ہرگز نہ رکھیں، یہ حال تھا حضراتِ صحابہ کرام اور اسلافِ امت کا حتیٰ کہ ان میں بعض کا حال تو یہ تھا کہ دنیا اپنی ساری دولت و زینت سمیت ان کے قدموں میں آئی، مگر وہ اس کی طرف دل سے متوجہ نہ ہوئے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو بھول گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو گئے، دیکھا تو وہ رو رہے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ بھائی! کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہیں اٹھائی؟ کیا یہ بات تم میں نہیں ہے؟ (اِن کے اوصاف اور مناقب بیان کئے اور آخرت کا تذکرہ کیا) تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان دو باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے بھی نہیں روتا، نہ تو دنیا کی حرص کی وجہ سے بخیلی کی راہ سے اور نہ اسوجہ سے کہ میں آخرت کو برا جانتا ہوں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک نصیحت کی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ شاید میں نے اس کو پورا نہیں کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نصیحت کی تھی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ. ❶

ترجمہ: تم میں سے ایک کو دنیا میں اس قدر کافی ہے جتنا سوار کو کافی ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔

لیکن تو اے سعد! جب حکومت کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب تقسیم کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب کسی کام کا قصد کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا۔

ثابت راوی نے کہا: مجھے خبر پہنچی کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا مگر بیس سے کچھ زائد دراہم، وہ ان کے خرچ میں سے ان کے پاس باقی رہ گئے تھے۔

اندازہ کریں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو گورنر بھی گزرے ہیں اور وفات کے وقت صرف بیس دراہم ہیں اور وہ ان کو بھی دنیا جمع کرنے سے تعبیر کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل نہیں کر سکے اور ہم نے دنیا جمع کر لی، حالانکہ صرف بیس درہم ہیں، یہ زہد و استغناء، آج اگر ایک غریب شخص بھی انتقال ہو تو وہ بھی بہت سا ساز و سامان اور دنیا چھوڑ کر جاتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گورنر ہو کر تارکِ دنیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو بڑے بڑے امراء اور گورنروں سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا: کونسا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوعبیدہ، لوگوں نے کہا: وہ ابھی آنے والے ہیں، چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہو کر آئے اور سلام کیا اور لوگوں سے کہا: آپ سب اب چلے جائیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے ساتھ انکے گھر تشریف

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الزهد فى الدنيا، رقم الحديث: ۴۱۰۴

لے گئے ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے گھر پر صرف تین چیزیں دیکھیں: تلوار، ڈھال اور اونٹنی ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: بھائی ! کچھ سامان بنوالو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنَّ هَذَا سَيُبَلِّغُنَا المَقِيلَ. ❶

یہ ساز وسامان ہمیں اصل ٹھہرنے کی جگہ آخرت تک پہنچا دے گا، دنیا میں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ وقت کے گورنر ہوکر کتنی سادگی اور زہد واستغناء کے ساتھ انہوں نے زندگی گزاری۔

حضورِاکرم کے ایک صحابی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ اِنتہائی عابد وزاہد صحابی تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا گورنر بنا دیا تھا،لیکن اِس کے باوجود اِن کے زُہد میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، دُنیا سے اِس قدر بے رغبت تھے کہ حیرت ہوتی ہے، اِن کے زہد وتقوی کا ایک واقعہ علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حمص کا امیر (گورنر) بنایا۔ایک عرصہ بعد اہل حمص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا: اپنے فقراء کے نام لکھ دو تا کہ ہم ان کی مدد کرسکیں۔انہوں نے فقراء حمص کے نام لکھ کر پیش کیے تو ان میں ایک نام حضرت سعید بن عامر کا تھا۔ پوچھا کون سعید بن عامر؟ کہا: ہمارا امیر، پوچھا: تمہارا امیر فقیر ہے؟ کہا: جی ہاں ! کئی دن گزر جاتے ہیں اوران کے گھر میں آگ نہیں جلتی ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور ایک

---

❶تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عامر بن عبد الله بن الجراح ، ج۲۵ ص ۴۸۰،رقم الترجمة: ۳۰۵۱

ہزار دینار ان کے لئے بھیجے۔ جب وہ دینار ان کو ملے تو یک دم ''اِنَّـا لِلّٰـه'' پڑھنے لگے۔ بیوی نے کہا کیا بات ہے۔ امیر المؤمنین انتقال کر گئے؟ کہا: معاملہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، دنیا میرے پاس آنے لگی، فتنہ میرے پاس آنے لگا، مجھ پر چھانے لگا۔ کہنے لگی اس کا تو حل ہے، راہِ خدا میں تقسیم کر دیجئے۔ چنانچہ اگلے دن وہ ساری رقم مجاہدین میں تقسیم کر دی۔ ❶

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت ہشام بن عبدالملک کعبہ آئے تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے، تو ہشام نے ان سے کہا: کوئی ضرورت ہو تو بتائیں، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّی لَأَسۡتَحۡیِیۡ مِنَ اللَّهِ أَنۡ أَسۡأَلَ فِیۡ بَیۡتِ اللَّهِ غَیۡرَ اللَّهِ.

ترجمہ: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کے گھر میں غیر اللہ سے مانگوں۔

جب حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کعبہ سے باہر آئے تو ہشام بھی ان کے پیچھے آئے اور کہا: اب اللہ کے گھر سے باہر آ گئے ہو اب مانگو، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: دین کی حاجت یا دینا کی حاجت مانگوں؟ ہشام نے کہا کہ دنیا کی حاجت مانگو، تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

مَاسَأَلۡتُ مَن یَّمۡلِکُهَافَکَیۡفَ أَسۡأَلُ مَنۡ لَا یَمۡلِکُهَا. ❷

ترجمہ: جو دنیا کی حاجتوں کا مالک ہے میں نے اس سے نہیں مانگا تو جو مالک نہیں ہے اس سے کیسے مانگوں؟

❶ أسد الغابة: ترجمة: سعيد بن عامر، ج ۲ ص ۴۸۳، رقم الترجمة: ۲۰۸۴

❷ صفة الصفوة: الطبقة الأولى، ترجمة: سالم بن عبدالله بن عمر، ج ۱ ص ۳۵۳، رقم الترجمة: ۱۶۳

حضراتِ صحابہ کرام اور سلف کے یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ اِن حضرات نے دنیا سے کسی طرح بے رغبتی کے ساتھ زندگی گزاری، اور کسی قدر زہد وتقوی اور قناعت کے ساتھ زندگی گزار کر چلئے گئے، تو والدین خود بھی قناعت کی زندگی گزاریں اور بچوں کو قناعت کی تعلیم دیں، بیٹا! جو اللہ نے دے دیا یہ ہمارا رزق ہے، مقدر سے زیادہ نہیں ملتا جو مل گیا اس پر اللہ کا شکر ادا کرو، تو بچہ زیادہ کی حرص میں نہیں پڑتا، انسان موجودہ نعمت کو کب حقیر سمجھتا ہے جب وہ زیادہ کے پیچھے پڑ جاتا ہے، جب ایک مکان خدا نے دیا اب وہ دو کے پیچھے پڑ گیا تو ایک کا شکر نہیں کرتا، دسترخوان پر تین نعمتیں پڑی ہیں اب وہ جب چھ کے پیچھے جاتا ہے تو اس تین کا شکر اس کی زندگی سے ختم ہو جاتا ہے، اللہ نے نعمت موٹر سائیکل کی دی جب وہ گاڑی پر نظر رکھتا ہے موٹر سائیکل کی نعمت کا شکر ختم ہو جاتا ہے، تو جو اللہ نے دیا جب انسان اس پر شکر نہیں کرتا آگے پر نظر رکھ دیتا ہے تو جو نعمت رب نے دی ہوتی ہے وہ کم نظر آنا شروع ہو جاتی ہے اور پھر اس پر شکر نہیں ہوتا، ساری زندگی آگے کیلئے لگا رہتا ہے اور رات کا آرام اور دن کا سکون ختم ہو جاتا ہے، وہ اسی میں لگا رہتا ہے ایک سے دو اور دو سے چار ہو جائیں اور چار کو چھ کرتے کرتے ایک وقت آتا ہے مسجد سے اعلان ہوتا ہے فلاں صاحب کا انتقال ہو گیا اور ظہر کی نماز کے بعد اس کی نماز جنازہ ہو گی، تو بچوں کو قناعت کا درس دیں کہ جو اللہ تعالی نے دیا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، شکر سے اللہ تعالی نعمت میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

144......بچوں کی ناکامی پر پریشان نہ ہوں

والدین بچوں کی ناکامی سے پریشان نہ ہوں، بچہ کمزور ہے اسے کمزوری کا طعنہ نہ دیا جائے اس سے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ بچے تو اس قدر دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں کہ وہ پڑھنا لکھنا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ تمام وجوہات بچوں کو

پڑھائی کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر بھی متاثر کرتی ہیں۔اس لیے بچوں کی علمی محرومی سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیں کہ کہیں آپ بھی قصوروار تو نہیں!

بسا اوقات علمی محرومی اور ناکامی والدین کی طرف سے ہی ہوتی ہے، والدین کے لاڈ پیار ناکامی اور بگاڑ کا سبب بنتا ہے، جا بجا بچوں سے اسکول، مدرسہ کی چھٹی کروانا اور چھٹی کرنے پر کچھ نہ کہنا، بار بار ناغہ کرنے سے تعلیمی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب والدین ضرورت کے تحت بچوں کو ڈانٹیں تو بھی بچوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا، ایسا اکثر پڑھائی کے وقت ہوتا ہے۔جب والدین بچوں کو کسی بات پر ڈانٹتے ہیں تو ان کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

بعض والدین اپنے بچوں کا مقابلہ ان ہی کے عمر کے بچوں کے ساتھ کرواتے ہیں اور اگر کوئی بچہ اچھے نمبر لے آئے تو بچے کو بات بات پر جتلاتے رہتے ہیں کہ والدین کا یہ رویہ سراسر غلط ہے، کیوں کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر بچہ ذہنی طور پر ایک جیسے ہو۔

145 ...... ماں بچے کے دل میں باپ کا رعب اور احترام پیدا کرے

بچہ ماں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتا ہے، عموماً والد کام کاج کے لیے جاتا ہے، والد کا وقت زیادہ گھر سے باہر گزرتا ہے اور ابتداء میں بچے کا زیادہ وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے، ماں کی گود ہی اس کی پہلی درسگاہ ہے، اگر ماں بچے کے دل میں باپ کی محبت ڈال دے، باپ کے احترام کا درس دے، والد کا رعب، ہیبت، عظمت اور ان کی دن رات کے محنتیں اور تگ ودو اُن کے سامنے بیان کرے، تو یہ بچہ کبھی غلط حرکت نہیں کرے گا، اس لئے کہ میرا والد موجود ہے وہ مجھ سے پوچھنے والا ہے، باز پرس کرنے والا ہے تو بہر حال باپ کا درجہ، باپ کی عزت ماں بیٹے کو بتائے کہ بیٹا! باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِکَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ. ❶

ترجمہ: اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

والد کی ہر بات کو ماننا ہے، جب آپ چھوٹے تھے آپ کی ہر بات کو پورا کیا، ہر بات کو مانا اور سنا، اب آپ نے باپ کی ہر بات کو پورا کرنا ہے، باپ کی کسی بات پر غصہ نہیں ہونا، یہ ماں کی طرف سے بچہ کی تربیت ہے، ہر ماں اپنے بیٹے کو باپ کی محبت اور شفقت، عزت اور احترام سیکھائے۔

والد کی بچپن میں شفقت اور بڑھاپے میں اولاد کی بے رخی

ایک صاحب بوڑھے ہوگئے، انہوں نے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلا کر فاضل بنا دیا، ایک دن صحن میں بوڑھے باپ بیٹھے ہوئے تھے، ایک کوا آیا اور گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا، باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا کہ ابو جان یہ کوا ہے، تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ابو جان یہ کوا ہے، جب تھوڑی دیر ہوگئی تو پھر باپ نے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا ابو جان ابھی تو آپ کو بتایا تھا کہ کوا ہے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر باپ نے پوچھا بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ اب بیٹے کے لہجے میں تبدیلی آ گئی اور جھڑک کر کے کہا کہ ابو جی کوا ہے کوا، پھر تھوڑی دیر کے بعد باپ نے پوچھا بیٹا کیا ہے؟ اب بیٹے سے رہا نہ گیا، اس نے کہا کہ آپ کے سمجھ میں نہیں آتی ہے، بار بار ایک بات کو پوچھے چلے جاتے ہیں، اس طرح سے بیٹے نے باپ کو ڈانٹا، تھوڑی دیر کے بعد اس کے والد اپنے کمرے میں اٹھ کر گئے اور ایک

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی فضل رضاء الوالدین، رقم الحدیث: ۱۹۰۰

پرانی ڈائری نکال کر لائے اور اس ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور بیٹے کو ڈائری دی، چنانچہ اس نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ آج میرا بیٹا صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک کوا آ گیا تو بیٹے نے مجھ سے (۲۵) مرتبہ پوچھا، ابو جان یہ کیا ہے؟ تو میں نے اس کو (۲۵) مرتبہ جواب دیا کہ بیٹا یہ کوا ہے، اس کے پڑھنے کے بعد باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا! دیکھو باپ اور بیٹے میں یہ فرق ہے، جب تم بچے تھے تو تم نے مجھ سے (۲۵) مرتبہ پوچھا تھا اور میں نے بالکل اطمینان سے جواب دیا تھا اور آج میں نے تم سے صرف (۵) مرتبہ پوچھا تو تمہیں برداشت بھی نہ ہوا اور اتنا غصہ آ گیا۔ ❶

اور بیوی بھی اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، جب بچہ باپ کے ساتھ ماں کے اس حسن سلوک کو دیکھے گا تو وہ بھی اپنے والد کا ادب اور احترام کرے گا اور جب ان کی زندگی میں ہی تکرار ہوگا تو بچے کی زندگی بھی اِنہی جھگڑوں اور تکرار کو دیکھ کر ضائع ہو جائے گی۔

146......بچوں کو دعا کرنے کا عادی بنائیں

والدین خود بچوں کے سامنے دعا مانگنے کا اہتمام کریں، آج والدین خود فرض نماز کے بعد فوراً اٹھ کے چلے جاتے ہیں، فرض نماز کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں، تلاوت کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، رات کے آخری پہر میں دعا قبول ہوتی ہے، اور بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، جو مانگا جائے وہ عطا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ. ❷

---

❶ انمول واقعات: ص: ۱۷۵

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، رقم الحديث: ۳۳۷۳

ترجمہ: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

دعا کی قبولیت کا دروازہ ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنَ الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْإِجَابَةِ. [1]

ترجمہ: تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دیے گئے۔

بیٹے کو بتائیں بیٹا! اگر آپ کا ذہن کمزور ہے آپ کو سبق یاد نہیں ہوتا، دعائیں یاد نہیں ہوتیں، تو آپ اللہ تعالی سے مانگا کریں، اللہ رب العزت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، دو رکعت نماز پڑھیں اور اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے مانگیں، اے اللہ! تو مجھے اس طرح حافظہ دے جیسے تو نے فلاں کو دیا، میرا ذہن تیز کر دے کہ مجھے سبق یاد ہو جائے، میں جو پڑھوں فوراً یاد ہو جائے، اللہ تعالی بچوں کی دعائیں رد نہیں کرتا، جو اللہ تعالی امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ کو حافظہ کی نعمت دے سکتا ہے، وہ اللہ مجھے اور آپ کو بھی دے سکتا ہے، اللہ کسی کی دعا کو رد نہیں کرتا اور جب انسان ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالی اُن ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا، آپ اللہ سے مانگیں اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، اللہ تعالی دعاؤں پر کیسے عطا کرتا ہے۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی محنت اور دعا کے سبب حیرت انگیز حافظہ اور استعداد میں اضافہ

ایک بڑے عالم تھے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ اُن کا حافظہ بڑا کمزور تھا جو سبق یاد کرتے یاد نہ ہوتا، سبق سمجھ نہ آتا، ایک دن کہتے ہیں میں نے خواب دیکھا تو خواب میں مجھے میرا

[1] مصنف ابن أبی شیبة: کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، ج٦ ص ٢٢، رقم الحدیث: ٢٩١٦٨

ساتھی کہہ رہا تھا آؤ باہر چلتے ہیں ذرا گھوم پھر کر آتے ہیں، تو میں نے خواب میں اس سے کہا کہ مجھے سبق یاد نہیں ہوتا، گھوموں گا پھروں گا پھر تو بالکل سبق یاد نہیں ہوگا، پھر وہ دوبارہ آئے تو میں نے کہا نہیں، میں سبق یاد کر رہا ہوں، تیسری مرتبہ انہوں نے کہا تمہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہا ہے ہیں، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ دوڑتے ہوئے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف فرما تھے، فرمایا تفتازانی! تم کیوں نہیں آئے؟ کہا: یارسول اللہ! مجھے معلوم نہیں کہ آپ بلا رہے ہیں، فرمایا تاخیر کیوں کی؟ کہا میں سبق یاد کر رہا تھا، میرا حافظہ بہت کمزور ہے آپ دعا فرمائیں میرا حافظہ تیز ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِفْتَحْ فَمَکَ'' منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور دعا دے کر فرمایا کہ جاؤ۔ بیدار ہو کر جب آپ اپنے استاذ قاضی عضد الدین کی مجلس میں حاضر ہوئے اور درس شروع ہوا تو اثنائے درس میں آپ نے کئی اشکالات کئے، تو ساتھیوں نے خیال کیا کہ یہ سب بے معنی اشکالات ہیں، مگر استاذ سمجھ گئے اور فرمایا: ''یَاسَعْدُ! إِلَيَّ فَإِنَّکَ الْیَوْمَ غَیْرُکَ فِیْمَا مَضَی'' اے سعد! ادھر آؤ آج تم وہ نہیں ہو جو اس سے پہلے تھے، تو آپ نے پورا واقعہ سنایا۔ ❶

پھر اللہ نے ان سے دین کا اتنا بڑا کام لیا، ایسی کتابیں لکھ کر گئے آج جو عالم بنتا ہے ان کی کتابیں پڑھ کر بنتا ہے، انہوں ''التھذیب'' لکھی ''مختصر المعانی'' لکھی ''المطول'' لکھی، اور انہوں نے ''التلویح'' لکھی، ''شرح المقاصد فی علم الکلام'' لکھی، بڑی بڑی کتابیں لکھیں تو دیکھیں وجہ کیا بنی؟ دعا! اس لئے والدین بچوں کو بچپن سے ہی دعا کرنے کا عادی بنائیں۔

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة إحدى وتسعين و سبعمائة، ج۸ ص۵۴۸، ۵۴۹

دعا کی وجہ سے قید سے رہائی مل گئی

محمد بن یوسف فریابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور نے اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ کو گرفتار کرلیا اور انکو جیل میں قید کرنے کا آڈر کردیا۔ وہ ایک دیوار کے پاس سے گزرے جس پر انہوں نے ایک دعا لکھی ہوئی پائی تھی، وہ اسکو پڑھتے رہے اور دعا کرتے رہے حتی کہ انکی رہائی ہوگئی، پھر دوبارہ اس دیوار کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دعا لکھی ہوئی نہیں پائی (یعنی یہ اللہ کی طرف غیبی نصرت تھی) وہ دعا یہ تھی:

يَا وَلِيَّ نِعْمَتِيْ، وَيَاصَاحِبِيْ فِيْ وَحْدَتِيْ، وَعُدَّتِيْ فِيْ كُرْبَتِيْ. ❶

ترجمہ: اے میری نعمتوں کے مالک! اور اے میرے تنہائی کے ساتھی اور میرے مصیتوں میں اثاثہ!

ایک مجبور شخص کی دعا پر مطلوبہ رقم لے کر امام وقت خود اُن کے قدموں میں پہنچے

امام اسحاق بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے "أَغِثِ الْمَلْهُوْفَ" مصیبت زدہ کی فریاد رسی کیجئے۔ میں بیدار ہوا اور میں نے کہا: ہمارے پڑوس میں دیکھو کوئی ضرورت مند ہے؟ لوگوں نے کہا: کوئی نہیں ہے۔ میں دوبارہ سو گیا، پھر کہنے والے نے کہا "تَنَامُ وَلَمْ تُغِثِ الْمَلْهُوْفَ" تم سو رہے ہو اور تم نے ضرورت مند کی فریاد رسی نہیں کی۔ میں بیدار ہوا اور غلام سے کہا: خچر پر زین کس دے اور میں نے اپنے ساتھ تین سو درہم لیے اور خچر پر سوار ہوا اور اسکی لگام کو یونہی چھوڑ دیا، (اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ جہاں وہ مصیبت زدہ ہے یا اللہ مجھے وہاں پہنچا دے تاکہ میں اِس کی مدد کرسکوں) خچر چلتے چلتے ایک مسجد کے پاس آکر خود رک گیا، میں نے نظر دوڑائی تو ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا،

❶ الفرج بعد الشدة لابن أبی الدنيا: ج ۶۹، الرقم: ۶۹

میں اسکے قریب گیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! اس وقت یہاں آپ کو کونسی مجبوری لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا: میں ایک ضرورت مند ہوں، میرے پاس سو درہم تھے جو میرے ہاتھ سے چلے گئے اور میں دوسو درہم کا مقروض بھی ہوں ۔ (یعنی مجھے تین سو درہم کی ضرورت ہے) میں نے تین سو درہم نکالے اور کہا: یہ پورے تین سو درہم ہیں، اسکو لیجئے، اس نے لے لیے۔ میں نے پھر اس سے کہا: کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: میرا نام اسحاق بن عباد ہے، اگر آپ کو کوئی مصیبت یا پریشانی آئے تو میرے پاس آنا، میرا گھر فلاں فلاں جگہ ہے، اس نے کہا:

رَحِمَکَ اللّٰهُ إِنْ نَابَتْنَانَائِبَةٌ فَزِعْنَاإِلٰی مَنْ أَخْرَجَکَ فِی هٰذَاالْوَقْتِ حَتّٰی جَاءَ بِکَ إِلَیْنَا. ❶

ترجمہ: اللہ آپ پر رحم کرے، اگر ہمارے اوپر کوئی مصیبت آئی تو ہم گھبرا کر اُس ذات کے پاس جائیں گے جو ذات آپ کو گھر سے ابھی نکال کر یہاں لائی ہے۔ (یعنی جب مصیبت آئے گی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری تکلیف کو دور کرنے کے لئے تمہیں نیند سے جگا کر جتنے دراہم کی ہمیں ضرورت ہوگی اتنے دراہم تم خود لے کر ہمیں تلاش کر کے دونوں ہاتھ باندھ کے دو گے، یعنی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے تمہارے دروازے پر نہیں آئیں گے۔)

دعا کے سبب قیدی کی بیڑیاں کھل گئیں

حجاج بن یوسف نے ایک بڑے شخص کو طلب کیا اور جب اُس پر قدرت ہوئی تو اسے قید کر دیا اور بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا، جب وہ قید خانہ میں گیا اور اُس کے پیروں میں

---

❶ شعب الإیمان: الرجاء من اللّٰه تعالی، ج ۲ ص ۳۵۷، الرقم: ۱۰۵۷/البر والصلة لابن الجوزی: الباب الثانی والخمسون، ص ۲۵۶، ۲۵۷

بیڑیاں ڈالی گیں تو اُس نے سر اُٹھایا اور دعا کرنے لگا: ”لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِکَ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ“ جب رات ہوئی تو قید خانہ کے دارغہ نے دروازے بند کر دیئے، صبح جو ہوئی تو بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور وہ شخص موجود نہ تھا، درواغہ جیل گھبرا گیا کہ اب حجاج کو کیا جواب دوں گا، اسی اثناء میں وہ اپنے گھر آیا، اور اپنے گھر والوں سے آخری ملاقات کی، اُسے یقین تھا کہ حجاج اِس کی پاداش میں اِسے قتل کردے گا، پھر حجاج کو آکر اس شخص کی اطلاع دی، اس نے دریافت کیا کہ جب تو نے اِسے گرفتار کیا تھا اُس نے کچھ کہا تھا، اِس نے جواب دیا: ہاں، جب میں نے اُس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی تھیں تو اُس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی تھی، اور یہ کلمات پڑھے تھے: ”لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِکَ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ“ حجاج بولا جو کچھ تیری موجودگی میں اُس نے پڑھا تھا اُسی نے تیری عدم موجودگی میں اس کو خلاصی دیدی۔ [1]

امام حیوہ بن شریح رحمہ اللہ کی دعا سے سونے کے دیناروں کا ڈھیر لگ گیا

حضرت حیوہ بن شریح رحمہ اللہ مصر کے بہت ہی نامور فقیہ اور مشہور عابد وزاہد وباکرامت ولی تھے۔ یہ ابوہانی وسالم بن غیلان وربیعہ بن یزید دمشقی وغیرہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں عبداللہ بن مبارک، ابوعبدالرحمٰن مقری، ابوعاصم رحمہم اللہ بھی ہیں۔ ابن یونس رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ بہت ہی صاحب فضیلت وباکرامت بزرگ تھے اور عام طور پر ان کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ مستجاب الدعوات ولی ہیں اور مصر میں ان کی یہ کرامت بہت ہی مشہور ہے ”إِنَّ الْحَصَاةَ كَانَتْ تَتَحَوَّلُ فِيْ يَدِهٖ تَمْرَةً بِدُعَائِهٖ“ کہ کنکریاں ہاتھ میں لے کر دعا

---

[1] نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج ۱ ص ۹۰

فرماتے تو ان کی دعا سے کنکریاں کھجور بن جاتی تھیں۔ پھر یہ ان کھجوروں کو فقراء ومساکین میں تقسیم کردیتے تھے۔ ابن وضاح سے منقول ہے: ایک شخص کعبہ معظّمہ کا طواف کررہا تھا اور وہ طواف کے وقت صرف یہی ایک دعا کرتا تھا:

اَللّٰھُمَّ اقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ فَرَأَی فِی الْمَنَامِ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ وَفَاءَ الدَّیْنِ فَائْتِ حَیْوۃَ بْنَ شُرَیْحٍ یَدْعُوْ لَکَ فَأْتِیْ اِلَی الْاِسْکَنْدَرِیَّۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَالَ فَأَقَمْتُ حَتّٰی صَارَ مَاحَوْلَہُ دَنَانِیْر فَقَالَ لِیْ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَأْخُذْ اِلَّاقَدْرَ دَیْنِکَ فَأَخَذْتُ ثَلَاثُمِائَۃٍ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں بہت قرضدار ہوں تو میرے قرض ادا ہونے کا سامان پیدا فرما دے، یہ شخص طواف سے فارغ ہوکر سوگیا، تو کسی نے خواب میں آکر اس کو یہ بشارت دی کہ اگر تم اپنا قرض ادا کرنا چاہتے ہو تو یہاں سے اسکندریہ چلے جاؤ اور وہاں حیوہ بن شریح سے دعا کراؤ، چنانچہ یہ شخص اسکندریہ پہنچا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی اور طوافِ کعبہ اور اپنے خواب کا سارا ماجرا بیان کیا، تو حیوہ بن شریح نے جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو تھوڑی دیر میں اس شخص نے دیکھا کہ آپ کے اردگرد سونے کے دیناروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے شخص! دیکھ خدا سے ڈر اور اپنی حاجت سے زیادہ اس میں سے مت لینا، چنانچہ اس شخص کا بیان ہے کہ میں تین سو دینار کا قرض دار تھا تو میں نے گن کر تین سو دینار اس میں سے اٹھالئے اور اسکندریہ سے اپنے وطن چلا آیا۔

حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ کی دعا کے سبب چاروں دعائیں قبول ہوگئیں

ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شراب پی رہا تھا، اِس نے اپنے غلام کو چار درہم

❶ تھذیب التھذیب: ترجمۃ: حیوۃ بن شریح، ج۳ص ۶۹، ۷۰، رقم الترجمۃ: ۱۳۵

دیئے تا کہ کچھ پھل خرید لائے مجلس والوں کے واسطے، غلام وہ درہم لے کر حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ کی مجلس سے گزرا، اور فرما رہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار درہم دے گا، میں اُسے چار دعائیں دوں گا، غلام نے وہ چار دراہم اس فقیر کو دے دیئے، حضرت منصور رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ کیا دعا چاہتے ہے؟ کہا ایک یہ ہے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں اس کی قید سے چھٹکارا چاہتا ہوں، انہوں نے اِس کے لیے دعا کی۔ کہا دوسری کونسی؟ کہا خدا تعالیٰ مجھے اپنے دراہم کا عوض عطا فرما دے۔ انہوں نے اس کے لئے دعا کی۔ فرمایا: تیسری اور چوتھی کونسی؟ کہا: اللہ تعالیٰ مجھے، میرے مالک، آپ کو اور ساری قوم کو بخش دے، انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ تجھے، تیرے مالک کو اور مجھے اور ساری قوم کو بخش دے۔ اس کے بعد غلام اپنے مالک کے پاس گیا، مالک نے کہا اے غلام اتنی دیر کیوں لگا دی؟ اِس نے سارا قصہ بیان کیا، مالک نے پوچھا اس نے کیا کیا دعا کی، کہا ایک تو یہ کہ تم مجھے آزاد کر دو، کہا: جا تو آزاد ہے اللہ کے واسطے۔ دوسری دعا کیا ہے؟ کہا اللہ مجھے ان کے عوض دراہم ملیں، کہا جا تو چار ہزار درہم میرے مال سے لے لے۔ کہا تیسری دعا کیا ہے؟ کہا خدا تعالیٰ تجھے اور مجھے توبہ نصیب کرے، کہا: میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں، آج کے بعد اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا، چوتھی دعا کیا ہے؟ کہا:

أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ تَعَالَى لِيْ وَلَكَ وَلِلْمُذَكِّرِ وَلِلْقَوْمِ ، فَقَالَ: هٰذِهٖ لَيْسَتْ إِلَيَّ، فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ لَهُ: أَنْتَ قَدْ فَعَلْتَ مَا كَانَ إِلَيْكَ ، أَفَتَرَانِي لَا أَفْعَلُ مَا كَانَ إِلَيَّ؟ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلِلْغُلَامِ وَلِمَنْصُوْرِ بْنِ عَمَّارٍ وَلِلْقَوْمِ الْحَاضِرِيْنَ وَأَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. [1]

---

[1] روض الرياحين: الحكاية السادسة بعد المئتين، ص: ١٩٩ / الرسالة القشيرية: باب الصمت، ١ ص ٢٦٤ / إحياء علوم الدين: كتاب الخوف والرجاء، ج ۴ ص ١٥۴

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مجھے، تمہیں نصیحت کرنے والے حضرت منصور اور جملہ قوم کو بخش دے۔
مالک نے کہا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب رات کا اندھیرا چھا گیا، تو مالک نے خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا ہے کہ جب تو نے اپنے اختیار کا کام کر لیا تو کیا میں اپنا کام نہیں کروں گا؟ میں نے تجھے، غلام، منصور بن عمار اور سارے حاضرین کو بخش دیا، اور میں تمام رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔

147......بچوں کو دعا کے آداب سکھائیں

دعا چونکہ ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب کی رعایت رکھ کر دعا کریں گے تو دعا جلد قبول ہوگی، یہ آداب گھر میں بچوں کو سکھائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلا شبہ قبولیت کی علامت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو ایسا نہ کرے کہ دُعا ہی کو چھوڑ دے، دعا ان شاء اللہ ہر حال میں مفید ہے۔ دعا میں درج ذیل پانچ باتوں کا اہتمام کرے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے، یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (المؤمن: ٦٥)

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کر کے پکارو۔

(۲) دعا کے قبول ہونے کی پوری اُمید رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے، وہ بلا شبہ قبول کرے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ. ❶

ترجمہ: اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔

(۳) دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھو، اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. ❷

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ دل کے ساتھ دعا کرے۔

غرضیکہ دعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع وخضوع اور سکون قلب ورقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

(۴) دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ. ❸

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی وثنا سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔

❶ سنن الترمذی: أبوب الدعوات، باب جامع الدعوات عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب، رقم الحدیث: ۳۴۷۹

❷ سنن الترمذی: أبوب الدعوات، باب جامع الدعوات، عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب، رقم الحدیث: ۳۴۷۹

❸ سنن الترمذی: أبوب الدعوات، باب جامع الدعوات عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب، رقم الحدیث: ۳۴۷۷

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[1]

ترجمہ: دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔

(۵) دعا آہستہ اور پست آواز سے کریں یعنی دعا میں آواز بلند نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ (الأعراف: ۵۵)

ترجمہ: تم لوگ اپنے پروردگار سے دُعا کیا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ۔

دعا قبول ہونے کی علامت

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجانا، اس کے بعد اطمینان قلب اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ اُتار لیا ہو۔ جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہوکر اس کی خوب حمد وثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دعا کریں۔ ان شاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔ دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت متعین ہے اور نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہیے اور

---

[1] سنن الترمذی: أبواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۸۶

یوں نہیں کہنا چاہیے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناامید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شئی انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعا مظہر عبدیت اور ایک اہم عبادت ہے، اس لئے ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی وسستی نہیں کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

148......بچوں کو مال سے زیادہ اعمال کا حریص بنائیں

والدین اپنی اولاد کو بچپن سے ہی نیک اعمال کا حریص بنائیں، آج ہوتا کیا ہے کہ والدین اپنے اولاد کو بچپن سے ہی مال دولت اور دنیا کا حریص بناتے ہیں، دنیا کا کوئی معمولی سا نقصان ہو جائے اس پر تنبیہ کی جاتی ہے، کہا جاتا ہے اس میں عقل نہیں یہ بے وقوف ہے، لیکن دین کا نقصان ہو، بیٹا کئی کئی وقت کی نماز نہیں پڑھتا، اس پر کوئی تنبیہ نہیں، اس پر کوئی غصہ نہیں، جبکہ حدیث میں آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.[1]

ترجمہ: کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو مال سے اعمال کی طرف متوجہ کرنا

حضرت عبید اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے ان سے بیان کیا:

لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ غَنَائِمَهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا مَا رَبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ

[1] سنن الترمذی: أبواب الإیمان، باب ماجاء فی ترک الصلاة، رقم الحدیث: ۲۶۱۸

أَهْلِ هَذَا الْوَادِي قَالَ: وَيْحكَ وَمَا رَبِحتَ؟ قَالَ: مَا زِلْتُ أَبِيعُ وَأَبْتَاعُ حَتَّى رَبِحتُ ثَلَاثَ مِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أُنَبِّئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رَبِحَ. قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ. [1]

ترجمہ: جب ہم نے خیبر کو فتح کیا تو لوگوں نے اپنی اپنی غنیمتوں کو نکالا، جس میں سامان بھی تھا اور قیدی بھی تھے، پس وہ آپس میں خرید وفروخت کرنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! آج میں نے اتنا نفع حاصل کیا ہے جتنا اس بستی کے لوگوں میں سے کسی نے آج تک حاصل نہ کیا ہوگا۔ آپ نے اس سے پوچھا، تو نے کتنا نفع حاصل کیا؟ وہ بولا میں مسلسل بیچتا رہا اور خریدتا رہا یہاں تک کہ تین سو اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) میں نے نفع میں کمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَنَا أُنَبِّئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رَبِح" میں تجھے وہ آدمی بتاؤں جس نے تجھ سے بہتر نفع کمایا؟ وہ بولا یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: "رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاة" جس نے فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھیں۔

دیکھیں! یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مال سے اعمال کی طرف متوجہ کیا، کہ تین سو اوقیہ سے بہتر یہ کہ تم فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھ لیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آل کو مال سے اعمال کی طرف متوجہ کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ان کے ساتھ ایک چادر، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔ میں نے

[1] سنن أبی داود: کتاب الجهاد، باب فی التجارة فی الغزو، رقم الحديث: ۲۷۸۵

ایک دن حضرت فاطمہ سے کہا: کنویں سے ڈول کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں تکلیف شروع ہوگئی ہے اور تمہارے والد محترم کے پاس اللہ نے قیدی بھیجے ہیں، جاؤ اور ان سے خادم مانگ لاؤ۔ حضرت فاطمہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے بھی اتنی چکی پیسی ہے کہ میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی! کیسے آئی ہو؟ حضرت فاطمہ نے کہا: بس آپ کو سلام کرنے آئی ہوں اور شرم کی وجہ سے غلام نہ مانگ سکیں اور یوں ہی واپس آ گئیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ انھوں نے کہا: میں تو شرم کی وجہ سے غلام نہ مانگ سکی۔ پھر ہم دونوں اکٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کنویں سے پانی کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔ حضرت فاطمہ نے کہا: چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ نے آپ کے پاس قیدی بھیجے ہیں اور کچھ وسعت عطا فرمائیے، اس لیے ہمیں بھی ایک خادم دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! صُفّہ والے سخت فقر و فاقہ میں ہیں اور بھوک کے مارے ان کا برا حال ہے، ان پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس اور کچھ ہے نہیں، اس لیے یہ غلام بیچ کر میں ساری رقم ان پر خرچ کروں گا، اس لیے میں تمھیں کوئی خادم نہیں دے سکتا۔ ہم دونوں واپس آ گئے، ہمارا ایک چھوٹا سا کمبل تھا ''إِذَا غَطَّتْ رُؤُوسَهُمَا تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا'' جب اس سے سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے ''وَإِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رُؤُوسُهُمَا'' اور جب پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، رات کو ہم دونوں اس میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ ہم دونوں اٹھنے لگے تو فرمایا: اپنی جگہ لیٹے رہو۔ پھر فرمایا: ''أَلَا أُخْبِرُكُمَا

بِـخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟'' تم نے مجھ سے جو خادم مانگا ہے کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ ہم نے کہا: ضرور بتادیں۔ فرمایا: ''كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيهِنَّ جِبْرِيلُ'' یہ چند کلمات مجھے حضرت جبرئیلؑ نے سکھائے ہیں، ''تُسَبِّحَانِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا'' تم دونوں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ (سُبْحَانَ اللَّهِ) ''وَتَحْمَدَانِ عَشْرًا'' دس مرتبہ (اَلْحَمْدُ لِلَّهِ) ''وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا'' دس مرتبہ (اَللَّهُ اَكْبَرُ) کہا کرو، تو ۳۳ مرتبہ (سُبْحَانَ اللَّه) ۳۳ مرتبہ (اَلْحَمْدُ لِلَّهِ) اور ۳۴ مرتبہ (اَللَّهُ اَكْبَرُ) کہا کرو۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''فَوَاللَّهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' اللہ کی قسم! جب سے میں نے یہ تسبیحات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں کبھی نہیں چھوڑیں۔ [1]

دیکھیں ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام اور اپنے اہل وعیال کو دنیا سے ہٹا کر اعمال پر لگاتے تھے، اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو بچپن سے ہی نیک اعمال کا حریص بنائیں، مال دولت اور دنیا کا حریص نہ بنائیں۔

اللہ والوں میں نیکی کی حرص

امام ابو داود رحمہ اللہ بہت بڑے محدث ہیں، وہ دریا کے کنارے کھڑے تھے اور کنارے پر پانی کم تھا، ایک جہاز دو تین سو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا، کنارے تک آ نہیں سکتا تھا، کشتی میں ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے ''اَلْحَمْدُ لِلَّهِ'' کہا اور اتنے زور سے کہا کہ ان کے کان میں آواز آئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اس کا جواب ''يَرْحَمُكَ اللَّهُ'' کہہ کر دینا چاہیے۔

[1] مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج۲ ص۲۰۳، رقم الحديث: ۸۳۸

یہ لوگ چونکہ نیکیوں کے حریص تھے، چھوٹی سی نیکی ملنے کا امکان ہو تو چھوڑنا نہیں چاہتے، نیکی اور خیر کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، جہاز دور تھا، آواز پہنچ نہیں سکتی تھی، تین درہم میں کشتی کرایہ پر لی، اور اس شخص کے قریب جا کر کہا ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ''، تو غیب سے آواز کان میں آئی کہ اے ابوداود! آج آپ نے تین درہم میں جنت کو خرید لیا۔ ❶

149......بچوں کو عاجزی اور انکساری کی تعلیم دیں

اس کا مطلب ہے ابتداء سے بچوں کے ذہن میں بٹھایا جائے کہ بیٹا عاجزی کو اپناؤ تکبر سے اپنے آپ کو بچاؤ، عموماً دیکھنے میں آتا ہے ماں باپ بچوں کو ایسا لباس ایسے کھلونے ایسی اشیاء خرید کے دیتے ہیں پھر ان کے سامنے خود فخر یہ جملہ کہتے ہیں، بیٹا! جو کپڑے ہم نے تمہارے لیے لائے ہیں، کسی کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں، کسی کے پاس ایسے کھلونے نہیں ہیں، کسی کے پاس ایسا زیور نہیں ہے، کسی کے پاس ایسی گھڑی نہیں ہے، ان کے دل میں ہم خود عجب پیدا کر رہے ہوتے ہیں، پھر اگر کوئی ہلکا لباس پہن کر آئے تو بچوں کے سامنے ہم ان کی تذلیل و تحقیر کرتے ہیں، تو بچہ سمجھ جاتا ہے کہ زندگی میں تکبر لانا، مہنگا لباس پہننا، تعیش پسندی کی زندگی گزارنا، یہ کمال ہے، پھر وہ اس کو اپنا کمال سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور اگر کوئی سستا لباس پہنے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ اگر دیکھے کوئی بچہ کسی غریب کا مذاق اڑا رہا ہے اس کے لباس پر، اس کے کھانے پینے پر، اس کی وضع قطع پر تو بچے کی سرزنش کرنی چاہیے اور کہنا چاہیے بیٹا! اللہ کا شکر کرو، اللہ نے ہمیں اچھا کھانا، اچھا پینا، اچھا لباس دیا اور دعا کرو اللہ اُنہیں بھی عطا کرے، رب العالمین کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، ہمیں دیا ہے آزمائش کے لئے اور اللہ نے اُنہیں اس حالت میں رکھا امتحان کے لئے، تو عموماً ہم غریبوں کی

❶ انمول واقعات: ص ۹۵

تذلیل کررہے ہوتے ہیں جس سے بچے کا ذہن بن جاتا ہے وہ ابتداء ہی سے تعیش پسند ہوجاتا ہے عجب اور تکبر اس کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

متکبر بادشاہ واثق باللہ کی عبرت ناک موت

اس چندروزہ زندگی پر مغرور عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ واثق باللہ تھا، اقتدار نے اس کو موت فراموش کردیا تھا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ اقتدار کا نشہ دائمی ہے، خلیفہ واثق باللہ کا خادم خاص جو الواثقی کے نام سے مشہور تھا، اس کا بیان ہے کہ واثق جب بیمار ہوا تو اس کی تیمارداری مجھ سے متعلق تھی، حالت واثق کی جب خراب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی ہے، میں نے محسوس کیا کہ وہ ختم ہوگیا ہے، پاس میں جو لوگ تھے ان کو بلایا اور ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ واثق کے قریب جا کر واقعی دیکھے کہ اس کی روح پرواز کرچکی یا کچھ زندگی کی رمق باقی ہے، لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی، آخر میں ہی دل کو مضبوط کرکے آگے بڑھا، میں نے آہستہ سے اس کی ناک پر سانس کا پتہ چلانے کے لئے انگلی رکھی کہ اچانک واثق نے آنکھیں کھول دیں۔

الواثقی کہتا ہے کہ نہ پوچھو کہ اس واقعہ کا مجھ پر کیا اثر مرتب ہوا، اس کے الفاظ ہیں ”فَكِدتُّ أَنْ أَمُوتَ“ (اتنا گھبرایا کہ قریب تھا کہ میں خود مرجاتا) گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ موت کے انتساب کو واثق کی زندگی ہی میں گویا ممکن قرار دے دیا (کیونکہ بادشاہوں اور امراء کے لئے سب سے بری اور قابل نفرت شی تو موت ہے، جو دنیا کی عیش وعشرت اور تمام لذتوں سے ان کے تعلق اور رشتہ کو منقطع کردیتی ہے) باز پرس کے خوف نے اس پر یہ ہیبت طاری کی، لیکن خیر گزری کہ واثق کی آنکھیں آخری دفعہ کھلی تھیں اور پھر ہمیشہ کے لئے بند ہوگئیں۔

الواثقی کہتا ہے کہ ڈر کے مارے میں گر پڑا تھا، تلوار تک ٹوٹ گئی، اور میرے بدن میں کچھ گھس بھی گئی، بہر حال الواثق واقعی اس کے بعد مر گیا، تب واثقی نے یہ یقین کر لینے کے بعد کہ درحقیقت اب خلیفہ کی روح پرواز کر چکی ہے لاش پر چادر ڈال دی، اس عرصہ میں واثقی کو محسوس ہوا کہ آنکھوں کے سامنے کوئی چیز حرکت کر رہی ہے، وہ پھر گھبرایا، چادر اٹھائی تو دیکھتا ہے کہ ایک چوہا واثق کی آنکھیں نکالے بھاگے جا رہا تھا، بے ساختہ زبان پر واثقی کے جاری ہو گیا ”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ“ یہی آنکھ تھی جس کی معمولی حرکت سے کچھ دیر پہلے میں مرنے کے قریب ہو گیا تھا، گر پڑا، تلوار ٹوٹی، اور چند لمحوں کے بعد اسی آنکھ کو ایک چوہا نکال کر لے بھاگا۔ [1]

تکبر کے سبب اولاد کشکول لے کر بھیک مانگتی تھی

ایک بڑا زمیندار آدمی تھا، انگریزوں کی حکومت نے اسے اتنی زمینیں دیں کہ ریل گاڑی چلتی تو اگلا اسٹیشن اس کی زمین سے آتا تھا، پھر ریل گاڑی چلتی تو دوسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین ہی میں آتا تھا، پھر ریل گاڑی چلتی تو تیسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں آتا تھا، گویا ریل گاڑی کے تین اسٹیشن اس کی زمینوں میں آتے تھے، وہ اربوں پتی آدمی تھا، اس کا عالیشان گھر تھا، خوبصورت بیوی تھی اور ایک ہی بیٹا تھا، اس کی زندگی ٹھاٹ کی گزر رہی تھی، وہ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہر کے ایک چوک میں کھڑا آئس کریم کھا رہا تھا، اسی دوران اس کے دوستوں نے کہا کہ آج کل کاروبار اچھا نہیں ہے، کچھ پریشانی ہے اور ہم مصروف رہتے ہیں یہ سن کر اس کے اندر ”میں“ آئی اور وہ کہنے لگا یار! تم بھی کیا ہو، ہر وقت پریشان پھرتے ہو کہ آئے گا کہاں سے؟ لیکن میں تو

[1] تاریخ بغداد: ترجمة: الواثق باللّٰه بن محمد، ج۱۴ ص ۱۹، ۲۰/تاریخ مدینة دمشق: ج۷۳ ص ۳۳۱

پریشان پھرتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پر؟ میری تو اکیس نسلوں کو بھی کمانے کی پرواہ نہیں ہے، جب اس نے تکبر کی یہ بات کی تو اللہ تعالی کو سخت ناپسند آئی، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ چھ مہینوں کے اندر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر نا اہل اولاد وارث ہوئی اور انہوں نے سارا پیسہ عیاشی میں لگایا، اور نشہ میں مبتلا ہو گئے، پھر ایک وقت آیا کہ اسی چوک پر اس کے بیٹے کشکول لیکر بھیک مانگتے تھے۔ اللہ تعالی کو تکبر اور بڑا بول پسند نہیں، رب العالمین کو بندے سے عاجزی وانکساری پسند ہے۔ ❶

150......کھیل میں شرط لگانے پر تنبیہ کریں

والدین بچوں کو دورانِ کھیل شرط لگانے پر تنبیہ کریں، عموماً بعض بچے آپس میں شرط لگاتے ہیں ہارنے والا کھانا کھلائے گا، بوتل پلائے گا، اس طرح کی شرط جائز نہیں، یعنی جس چیز میں اگر شرط ایک طرف سے لگائی جائے (یعنی یوں کہا جائے کہ اگر آپ جیتے تو میں کھانا کھلاؤں گا اور اگر میں جیت گیا تو آپ کچھ نہ کھلائیں) تو ایسی شرط لگانا درست ہے، اور اگر شرط دوطرفہ ہو (یعنی یوں کہا جائے کہ اگر میں جیتا تو آپ کو کھانا کھلاؤں گے اور اگر آپ جیتے تو میں کھانا کھلاؤں گا) تو ایسی شرط لگانا جائز نہیں یہ ''جوا'' ہے۔

151......بچوں کے سامنے بات بات میں اللہ اور اس کے رسول کا تذکرہ کریں

بچے کے سامنے جب بھی بات ہو ہر بات میں اللہ کا ذکر ہو اللہ کے رسول کا ذکر ہو، تاکہ بچے کے دل میں اللہ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیوست ہو جائے، دیکھیں جس چیز کا تذکرہ زیادہ ہوتا ہے اس سے محبت ہوتی ہے، آج ہم چونکہ زیادہ

❶ بکھرے موتی: ج۵ص ۴۰۹، ۴۱۰

ذکر دنیا کا کرتے ہیں پیسے کا، دولت کا، گاڑی کا، موبائل کا تو بچے کے دل میں ان چیزوں کی محبت ہوتی ہے، اگر ہم زیادہ تذکرہ اللہ کی نعمتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے احسانات کا کریں گے بچے کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت زیادہ پیدا ہوگی، بچوں کے سامنے اللہ کی طرف سے دی گئی نعمتوں اور اللہ کی کبرائی اور بڑائی کا تذکرہ کریں۔

بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! کائنات کا جو اتنا بڑا نظام ہے ایک اکیلا اللہ چلا رہا ہے اور کوئی اللہ کے ساتھ اس میں شریک نہیں، آسمانوں کو اتنی بلندی اور خوبصورتی کے ساتھ بنانے والا، ان میں درخشاں کواکب، روشن ستارے اور گردش کرنے والے افلاک بنانے والا، اور زمین اور اس میں پہاڑ، نہریں، چشمے، سمندر، اشجار، کھیتیاں اور انواع واقسام کے حیوانات وغیرہ پیدا کرنے والا اور آسمان سے بارش برسا کر اس کے ذریعہ سے بارونق باغات اگانے والا اللہ اکیلا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ. وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ﴾(الروم: ۲۲،۲۳)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے، یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں، اور اس کی نشانیوں کا ایک حصہ تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور اللہ کا فضل تلاش کرنا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو بات سنتے ہوں۔

دیکھیں! بیٹا! کائنات میں کتنے لوگ بس رہے ہیں، ہر ایک کی زبان الگ، ہر ایک کا

رنگ الگ، ایک مارکیٹ میں بننے والی چیز ایک جیسی ہوتی ہے، لیکن اللہ رب العزت جوانسان کو پیدا کر رہا ہے، ہر انسان کی دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ، دو پاؤں ہیں، ہر ایک کا دماغ، ہر ایک کا معدہ اور دل ایک ہے، لیکن ہر ایک کی شکل وشباہت دوسرے سے الگ ہے، ایک ماں سے پیدا ہونے والے دس بھائی، لیکن ہر بھائی کا مزاج الگ، ہر بھائی کے چلنے کا انداز الگ، ہر بھائی کے گفتگو کا طریقہ الگ، ہر ایک کی شکل و شباہت الگ، اللہ رب العزت نے ایسا بنایا کہ کائنات میں اور ایسا کوئی بنانے والا نہیں، جب بچوں کے سامنے اللہ کی معرفت اور اللہ کی بڑائی کا تذکرہ ہوگا تو بچوں کے دلوں میں اللہ کی محبت آئے گی اور ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ کریں، جب تک زندگی تھی امت ہی کی فکر اور درد تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا. [1]

ترجمہ: ہر ایک نبی کے لئے ایک دعا ہے جو قبول کی جاتی ہے، چنانچہ ہر نبی نے اپنی دعا کے بارہ میں جلدی کی لیکن میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کی خاطر قیامت کے دن تک کے لئے محفوظ رکھی ہے، پس میری یہ دعا اگر اللہ نے چاہا تو میری امت کے ہر اس شخص کو فائدہ پہنچائے گی جو اس حال میں مرا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

[1] صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب إختباء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۹۹

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ، لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ، وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ. [1]

ترجمہ: جنت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا میں ہوں گا (یعنی اپنی امت کو) جنت میں داخل کرنے کی یا اہل جنت کی مراتب درجات کی ترقی کی سفارش سب سے پہلے میں کروں گا) انبیاء میں سے جتنی تصدیق میری کی گئی ہے اتنی کسی کی نہیں کی گئی ہے (یعنی میری نبوت و رسالت کی تصدیق کرنے والوں اور مجھ پر ایمان لانے اور رکھنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، اس طرح تمام امتوں کے مقابلہ میں میری امت سب سے بڑی ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ انبیاء میں سے ایک نبی ایسے بھی گذرے ہیں جن کی تصدیق صرف ایک مرد نے کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے روز بھی اپنی امت کو نہ بھولنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا تو آپ کو ایک دستی اٹھا کر دی گئی کیونکہ دستی کا گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا، آپ نے اس کو تناول فرمایا، پھر ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ روزِ قیامت تمام اولین و آخرین ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے، وہ میدان ایسا ہموار اور وسیع ہوگا کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب سن سکیں گے اور دیکھنے والا سب کو دیکھ سکے گا، سورج بہت قریب آجائے گا لوگوں کو ایسی تکلیف ہوگی کہ برداشت نہ کرسکیں گے، وہ کہیں گے دیکھو! کتنی بڑی تکلیف

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، أنا أول الناس، رقم الحدیث: ۱۹۶

ہو رہی ہے کسی سفارشی کو تلاش کرو، بعض کی رائے ہوگی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو، لہذا سب ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے آپ ابو البشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور اپنی روح آپ میں پھونکی ہے اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا ہے، ہماری سفارش فرمایئے دیکھئے ہم کیسی تکلیف میں مبتلا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے کہ آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس نے مجھے ایک درخت کے قریب جانے سے روکا تھا تو میں اس سے شرمندہ ہوں اور وہ نفسی نفسی کہیں گے، اور فرمائیں گے کہ تم سب حضرت نوح کے پاس جاؤ، وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ پہلے نبی ہیں اور اللہ نے آپ کو اپنے شکر گزار بندے کے نام سے یاد فرمایا ہے، لہذا آپ ہماری سفارش کیجئے کیونکہ ہماری حالت بہت خراب ہو رہی ہے، حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غصہ میں ہے میں نے ایسا غصہ کبھی نہیں دیکھا اور اس نے تو مجھے ایک دعا دی تھی وہ میں اپنی امت کے لئے مانگ چکا ہوں، پھر وہ بھی نفسی نفسی فرمائیں گے اور لوگوں سے کہیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ خلیل اللہ ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہیں، آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غصہ میں ہے، ایسا غصہ جو نہ پہلے آیا اور نہ پھر آئے گا، پھر وہ نفسی نفسی پکاریں گے اور لوگوں سے فرمائیں گے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ تمام لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اللہ نے آپ سے باتیں کیں اور آپ کو لوگوں پر بزرگی عطا فرمائی ہے، آپ ہماری شفاعت فرمایئے دیکھے ہم کس مصیبت میں مبتلا

ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آج تو میرا رب بہت خفا ہے اس سے پہلے اتنے غصہ میں نہیں آیا اور نہ آئندہ آئے گا، میں نے دنیا میں ایک خطا کی تھی ایک آدمی کو مار ڈالا تھا جس کے مارنے کا حکم نہیں تھا آج مجھے اپنی فکر پڑی ہے۔تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہ کلمہ ہیں جو اللہ نے حضرت مریم پر ڈالا تھا، آپ اللہ کی روح ہیں آپ نے بچپن میں لوگوں سے باتیں کی ہیں، لہذا ہماری سفارش کیجئے دیکھئے ہم کیسی مصیبت میں مبتلا ہیں، وہ فرمائیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے نہ پہلے ایسا غصہ آیا نہ آئندہ آئے گا، اور نفسی نفسی فرمائیں گے اور کہیں گے آج تو تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے، آپ ہماری شفاعت فرمائیے دیکھئے! ہم کیسی تکلیف میں ہیں، اس وقت میں عرش کے نیچے سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ اپنی حمد و تعریف کا ایسا طریقہ مجھ پر منکشف فرمائے گا جو اس سے قبل کسی کو نہیں بتایا گیا، لہذا میں اس طرح اس کی حمد بجا لاؤں گا پھر حکم باری ہوگا:

يَا مُحَمَّدُ اِرُفَعُ رَأْسَکَ سَلُ تُعْطَهُ وَاشُفَعُ تُشَفَّعُ فَأَرُفَعُ رَأْسِی فَأَقُولُ أُمَّتِی يَا رَبِّ أُمَّتِی يَا رَبِّ أُمَّتِی.

ترجمہ: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے سر کو اٹھائیے اور مانگئے جو آپ مانگنا چاہتے ہیں، جو شفاعت آپ کریں گے قبول کی جائے گی میں سجدے سے سر کو اٹھا کر "يَا رَبِّ أُمَّتِیُ يَا رَبِّ أُمَّتِیُ" کہوں گا۔

حکم ہوگا:

يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت میں ان لوگوں کو جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا داہنے دروازے سے جنت میں داخل کر دیجئے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جنت کے ایک دروازہ کی چوڑائی اتنی ہے جیسا مکہ اور حمیر کے درمیان کا فاصلہ، یا مکہ اور بصری کے درمیان کی مسافت۔

152......بچوں کی صحیح تربیت کے لیے تین اہم چیزیں

بحیثیت والدین اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بچوں کی اچھی تربیت کریں تو اس کے لیے تین چیزیں ہیں، جنھیں آپ نے پورا کرنا ہے۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کی یہ تین ضروریات پوری کیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے بچوں کی تربیت کا حق ادا کیا۔

۱......خود شناسی: آپ کا بچہ جس صلاحیت کے ساتھ اس دنیا میں آیا ہے، اس کو دریافت کرنے میں اس کی بھرپور مدد کریں۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ چند سال کے بچے کا مزاج اور رجحان بھی دریافت کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس سے مختلف طرح کی سرگرمیاں کروائیں، اس کو کھلونے وغیرلا کر دیں، اس کی گفتگو کو نوٹ کریں تو 100 فی صد نہ سہی کم از کم آپ اس بات کے قریب قریب پہنچ جائیں گے کہ آپ کے بچے کا مزاج کیا ہے اور وہ کیا بننا پسند کرتا ہے۔

۲...... ادب و اخلاق: اپنے بچوں کو ادب و آداب اور اخلاقیات سے منور کریں۔ یہ وہ چیز ہے جو اس کو ایک بہترین انسان بنائے گی، یہ چیز ان کی فطرت میں شامل کریں،

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الایمان، بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا، رقم الحدیث: ۱۹۴

ان کو مجبور نہ بنائیں کہ جب آپ ان کے سامنے ہوں تو وہ ٹھیک ہوں لیکن جیسے ہی آپ کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو پھر وہ بے ادب و گستاخ بن جائیں۔

۳......**معاشرتی اقدار:** چونکہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم نے انسانوں کے ساتھ معاملات کرنے ہیں، اس لیے اپنے بچوں کو سماجی زندگی اور اس کے اصولوں سے متعارف کروائیں، جیسے سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، گھر کا دروازہ کھولنا، مہمان کو خوش آمدید کہنا وغیرہ وغیرہ۔

153......بچے کو مصنوعی غصے میں سزا دیں

بچے کو جب سزا دینی ہو فطرتی غصے میں نہ دی جائے، مصنوعی غصے میں سزا دی جائے، فطرتی غصے میں انسان اعتدال پر باقی نہیں رہتا، جب انسان کو غصہ آ گیا اب جب وہ سزا دیتا ہے تو جرم چھوٹا ہوتا ہے سزا بہت زیادہ دے دیتا ہے، یا ایسی سزا دے دیتا ہے جس سے بچے کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے، اور یا ایسی سزا دے دیتا ہے کہ ساری زندگی پر پچھتاوا ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے واقعہ سنایا کہ ایک بچے کی عمر آٹھ سے نو سال تھی، ویڈیو گیم کھیلنے چلا گیا باپ کو پتہ چلا گھر والی نے بتایا کہ بیٹا تو ویڈیو گیم کھیلتا ہے، اب یہ کام سے تھکا ہوا آیا تھا غصے میں تھا بیٹے کو تلاش کرتا کبھی ایک گیم میں، کبھی دوسرے میں کبھی تیسرے میں تلاش کرتا رہا، آخر دیکھا واقعی بیٹا ویڈیو گیم کھیل رہا تھا، تو یہ غصے میں گیا اپنے بچے کو اٹھا کر نیچے زمین پر مارا، جیسے مارا تو بچے کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی، اب بچہ ساری زندگی کے لیے محتاج ہو گیا۔

نقصان اپنا کیا اب وہ بچہ ٹھیک نہیں ہوا چلنے کے قابل نہ رہا، زندگی بھر کیلئے معذور اور اپاہج ہو گیا، اس نے تو لوگوں کے سامنے اپنے غصے کا اظہار کیا، لیکن گھر آ کر ساری عمر روتا رہا، پھر وہ بچہ اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکا، تو غصے میں انسان اعتدال پر نہیں رہتا،

اس لیے میں نے ایک بات عرض کی کہ فطرتی غصے میں سزا نہ دیں، جب غصہ تھوڑا سا ٹھنڈا ہو جائے پھر انسان مصنوعی طور پر اپنے اوپر غصہ لائے کہ بیٹا تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ جو مصنوعی غصہ ہو گا اس میں آدمی اعتدال پر رہے گا اور جب سزا اُتنی ہی دی جائے جتنا جرم ہو تو بچے میں سرکشی نہیں بڑھتی، ہم چھوٹے جرم پر سزا زیادہ دیتے ہیں تو بچہ ڈھیٹ بن جاتا ہے، بچے میں سرکشی ہو جاتی ہے، پھر وہ سزا کا عادی ہو جاتا ہے اور سزا اس کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہے، پھر اس کو باپ کا ڈر، باپ کی مار کا کوئی خوف نہیں رہتا پھر وہ سزا کا عادی ہو کر رفتہ رفتہ جرائم کا عادی ہو جاتا ہے۔

154......والدین بچوں کے سامنے نہ آپس میں الجھیں نہ جھگڑیں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بچہ پانچ سال، چھ سال کا کم عمر ہے اور یہاں میاں بیوی میں آپس میں تکرار رہے، پس شوہر نوکری سے واپس آیا اور بیوی نے بات شروع کر دی جھگڑا شروع ہو گیا، صبح جھگڑا ہے، رات جھگڑا ہے، دن کھانے میں جھگڑا ہے، جب آئے دن جھگڑے اور تکرار ہوں گے تو بچہ بھی یہی سیکھے گا کہ ماں باپ کی زندگی میں تو یہی گالم گلوچ ہے پھر وہ یہی گالیاں سیکھے گا، باپ کے ساتھ بیٹھے گا تو ماں کی نفرت، ماں کی مجلس میں بیٹھے گا تو باپ کا بغض، نتیجہ یہ ہے کہ جب بڑا ہو گا نہ باپ کا ہو گا نہ ماں کا ہو گا، کیونکہ اس نے دونوں کی محبت تو سیکھی نہیں، دونوں کی برائیاں سامنے آتی رہیں، دونوں کی خوبیوں پر تو پردہ پڑ گیا، خامیاں ہی ہر ایک دوسرے کے بیان کرتا رہا، پھر یہی ہو گا یہ جوان ہو گا اور یہ کورٹ میرج کرے گا، عشق معشوقی کر کے لڑکی کو لے کر نکل جائے گا، پھر یہ بوڑھے ماں باپ ایک گھر میں اکیلے ہوں گے، بیٹے کے چہرہ دیکھنے کو ترستے رہیں گے اور پھر وہ نہیں آئے گا، اور یا زندگی کی آخری سانسیں اولڈ ہوم میں ایڑیاں رگڑتے رگڑتے گزار دیں گے۔

میاں بیوی کے جھگڑے نے ایک بے گناہ کی جان لے لی

ایک ڈاکٹر صاحب اوران کی اہلیہ میں جھگڑا رہتا تھا، ایک دن وہ میڈیکل اسٹور سے اپنے استعمال کے لئے سیرپ لائے اور گھر میں آکے رکھ دیا، اہلیہ صاحبہ نے اس سیرپ میں زہر ملا دیا، جب ڈاکٹر صاحب نے دوسرے وقت سیرپ کی خوراک لینا چاہی تو انہیں شک سا پڑ گیا کہ اس سے تو اور طرح کی بو آرہی ہے، وہ اسی طرح اس سیرپ کو اٹھا کر میڈیکل اسٹور پر پہنچے اور شکایت کی بھئی! یہ تو خراب لگتا ہے۔

اسٹور والے نے کہا: ڈاکٹر صاحب آپ کمال کرتے ہیں یہ کیسے خراب ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کو وہم پڑ ہی گیا ہے تو لاؤ میں ابھی آپ کو پی کر دکھاتا ہوں اس سے کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ اس نے اسی وقت اس سیرپ کی خوراک لی اور وہیں ڈھیر ہوگیا، بعد میں تحقیقات ہوئیں تو معلوم ہوا کہ یہ میاں بیوی کی آپس کی ناچاقی کا کرشمہ ہے جس نے اس میڈیکل اسٹور والے کی جان لے لی۔

یہ ہے گھریلو جھگڑے کی نحوست آئے، روز خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آج فلاں جگہ ایک آدمی نے گھریلو جھگڑے سے تنگ آکر خودکشی کرلی، آج گھریلو جھگڑے کی وجہ سے یہ ہوگیا، فلاں جگہ اتنے آدمی مارے گئے فلاں جگہ یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہلاکت خیز بیماری سے نجات عطا فرمائے اور ہمارے گھروں اور خاندانوں میں محبت وعافیت نصیب کرے۔ (۱)

155......بچوں کو عربی زبان سکھایئے

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو عربی زبان سکھائیں، آج کے والدین کی ساری توجہ انگریزی زبان پر ہے، انگریزی زبان سکھانا برا نہیں، سکھانی چاہیے، لیکن جس طرح

(۱) ناقابل فراموش سچے واقعات: ۱۹۴

غیر مادری اور غیر ملکی ان انگریزی زبانوں کے لیے بچوں پر محنت کی جاتی ہے، بڑے مہنگے کوچنگ سینٹر اختیار کروائے جاتے ہیں، ہزاروں روپے فیسوں میں دیے جاتے ہیں، اسی طرح انہیں عربی زبان کی تعلیم بھی دینی چاہیے، کیونکہ یہ زبان اسلام کی زبان ہے، قرآن مجید اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے، اس سے ہمیں قرآن مجید، حدیث شریف، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے اور سمجھنے میں مدد ملے گی۔

اسلام نے عربی زبان کو جو اہمیت دی ہے اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں اتارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی اسلام عربی زبان سے دنیا میں پھیلا اور سب سے بڑی بات جنت میں جنتیوں کی زبان بھی عربی ہوگی۔

اس کی آسان صورت یہ ہے کہ سکھانے والی کوئی عربی کتاب خرید کر بچوں کو پڑھائیں اور چند چیزوں کے نام عربی میں یاد کرواتے رہیں، روزانہ مشق کروائیں اور ماحول فراہم کریں، ان شاء اللہ تھوڑے عرصے میں عربی زبان کے سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

156......بچوں کو سخاوت کی تعلیم دیں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو سخاوت کی تعلیم دیں، بچوں کے ہاتھوں سے پیسہ اور کھانا وغیرہ غریبوں کو دلوائیں تاکہ ان کے دل میں فراخدلی، سخاوت اور فیاضی پیدا ہو جائے، مسجد، مدرسہ غریبوں اور مستحقین کے ساتھ تعاون اور صدقہ کو بچوں کے ہاتھوں کروائیں، کبھی کبھی یہ موقع بھی فراہم کریں کہ کھانے پینے کی چیزیں بہن بھائی خود ہی آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی عادت پیدا ہو۔

جب بچپن سے تقسیم اور سخاوت کی عادت ہوگی، پھر یہی بچے بڑے ہوکر عوام الناس کی خدمت کریں گے، اور بچوں کو سخاوت کے فضائل بتائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُلُقَانِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ، وَخُلُقَانِ يَبْغَضُهُمَااللَّهُ، فَأَمَّا اللَّذَانِ يُحِبُّهُمَااللَّهُ: فَالسَّخَاءُ وَالسَّمَاحَةُ، وَأَمَّا اللَّذَانِ يَبْغَضُهُمَا اللَّهُ فَسُوءُ الْخُلُقِ وَالْبُخْلُ، وَإِذَاأَرَادَاللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ عَلَى قَضَاءِ حَوَائِجِ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، اور دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، وہ خصلتیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، وہ سخاوت اور سماحت یعنی بخشش کرنا ہے، اور دو خصلتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں وہ ہیں برے اخلاق اور بخل، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، تو اس کو لوگوں کی ضروریات پورا کرنے میں لگا دیتے ہیں۔

سخاوت کے سبب اللہ رب العزت نے اُس سے بہتر عطا فرمایا

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو، انہوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو اس نے کہا افطار کس چیز سے کریں گے، فرمایا دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھیجوا دیا، تو انہوں نے لونڈی کو بلا کر کہا: "**هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ**"، یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے۔❷

---

❶شعب الإيمان: التعاون على البر والتقوى، ج۱۰ ص۱۱۶، رقم الحديث: ۷۲۵۳

❷مؤطا مالک: كتاب الصدقة، باب الترغيب فى الصدقة، ج۲ ص۹۷

دیکھیں سخاوت کے سبب اللہ رب العزت نے اس سے بہتر دنیا میں عطا فرمایا اور آخرت کا اجر و ثواب تو اس کے علاوہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک دن میں ایک لاکھ اسی ہزار دراہم کی سخاوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم بھیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دی، یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کر دی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندھی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انہوں نے عرض کیا کہ: "أَمَا اسْتَطَعْتِ أَنْ تَشْتَرِيَ لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ نُفْطِرُ عَلَيْهِ؟ کیا آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں ایک درہم کا گوشت ہمارے لیے نہیں خریدا جا سکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: "لَوْ كُنْتِ ذَكَّرْتِينِي لَفَعَلْتُ" اگر تم نے مجھے یاد دلایا ہوتا تو میں ایسا کر لیتی۔

یہ حیرت انگیز قسم کی سخاوت ہے کہ اپنی تو فکر نہیں اور ساری دنیا پر لٹا دیا اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم، کیا ٹھکانہ ہے اس سخاوت کا!۔ (1)

اخلاص کے سبب تیس ہزار دراہم لینے سے انکار کرنا

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا ذمہ دار و نگران مقرر کیا اور انھیں تین لاکھ

(1) تذكرة الحفاظ: الطبقة الأولى، ترجمة: أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها، ج ۱ ص ۲۶

اس خدمت کے عوض دینے چاہے، تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کردیا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار بطورِ معاوضہ کے دینے چاہے، لیکن انھوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے تو اللہ کے لیے کام کیا تھا۔ (1)

157......کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ترغیب دیں

والدین اپنے بچوں میں عادت ڈالیں کہ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالیں اُسے پایہ تکمیل تک پہنچائیں، کام شروع کرکے ادھورا نہ چھوڑیں۔

158......بچوں کو نظم وضبط کی پابندی سکھائیں

بچے چھوٹے ہوں یا بڑے ان کو نظم وضبط کی زندگی سکھانا انتہائی ضروری ہے، والدین کا فرض بھی ہے اور ضرورت بھی۔ بلکہ یہ نظم وضبط سب انسانوں کے لئے ضروری ہے، یہ نظم وضبط بچوں کو زندگی میں کامیابی کی راہ دکھاتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو پوری کائنات نظم وضبط کی پابند ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ کسی نہ کسی قاعدے اور قانون میں جکڑا ہوا ہے۔ جس طرح ایسی سیڑھی پر چڑھنا بہت آسان ہوتا ہے جس کے اطراف میں حفاظتی جنگلا موجود ہو۔ اسی طرح بچے کو بھی حفاظتی جنگلے کی ضرورت ہوتی ہے یعنی والدین کو اسے نظم وضبط کا پابند بنا کر اس کی زندگی کو محفوظ اور آسان بنانا چاہیے، اس سے بچے کو خود آگہی حاصل ہوتی ہے اور یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کا ایک اہم فرد ہے۔

---

(1) أسد الغابة: ترجمة: عبداللّٰه بن الأرقم، ج۳ص ۱۷۱ /سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عبداللّٰه بن الأرقم، ج۲ ص ۴۸۲

بچوں کے مطالعے کرنے اور کھیلنے کے اوقات مقرر ہونے چاہییں اور باہر گھومنے کی حدود مقرر ہونی چاہییں، دوست متعین ہونے چاہیے، اور جو بھی اصول وضع کیے جائیں ان پر عملدرآمد کرانے کی کوشش کی جائے، مثلاً یہ اہم اصول کہ گھر کا کوئی فرد عشاء کے بعد تک بلاوجہ گھر سے باہر نہ رہے، کیونکہ آج اس کراچی کے حالات آپ کے سامنے ہیں، برے ساتھیوں کے دوست بننے میں دیر نہیں لگتی، برے لوگوں کے ہاتھ لگنے میں دیر نہیں لگتی، والدین کی تھوڑی سی لاپرواہی سے بچہ کی زندگی برباد ہو جاتی ہے، آج آپ دیکھیں ساتھ ساری اسکول، ویران جگہیں، خالی میدان، قبرستان، نالوں اور کچرا کنڈیوں پر بچے، نوجوان چرس، افیون پیتے نظر آتے ہیں، اسٹیشنوں پر، مزاروں پر نوجوان راستوں پر پڑے ہوتے ہیں، ان کی صحیح تربیت نہ ہوئی، صحیح ماحول نہ ملا جس کی وجہ سے آج یہ نوجوان ضائع ہو گئے، ان کے ضائع ہونے میں والدین ذمہ دار اور قصوروار ہیں، پھر بعد میں والدین روتے پھرتے ہیں، اس لیے والدین کو چاہیے کہ پہلے ہی سے بچوں پر گہری نظر رکھیں۔

بعض بچے رات دیر تک رشتے داروں کے گھروں میں ہوتے ہیں، والدین اس طرف توجہ نہیں دیتے، جبکہ یہ بھی خطرے سے خالی نہیں۔

بعض والدین چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد ہر کام اور حرکت ان کی مرضی کے مطابق کرے۔ حتیٰ کہ سوچ بھی اسی انداز سے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں، یہ بہت غلط رویہ ہے جو بچے کی شخصیت اور انفرادیت کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔ مکمل طور پر اپنے اصولوں اور احکامات پر چلانے کے بجائے بچے کو خود اصول اور منصوبے بنانے دیں، انہیں غلطیاں کرنے دیں اور کیونکہ اگر وہ غلطیاں نہیں کریں گے تو سیکھیں گے کیسے؟

مفید اصولوں کا پابند بنانے کے لئے کبھی کبھار سزا دینا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ سزا

سے مراد صرف جسمانی سزا ہی نہیں، یہ سختی تنبیہ کرنا، زائد کام کروانا، وقتی طور پر لاتعلقی کا اظہار کرنا یا کسی سہولت سے محروم کرنا بھی ہوسکتا ہے۔ سزا بہت سوچ بچار کے بعد دینی چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے بچے کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ اگر بچہ پڑھتا نہیں گستاخ ہوگیا یا بہت بگڑ گیا ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہورہا ہے، اگر کیوں کا جواب مل جائے تو بچے کی اصلاح بہ آسانی ہوسکتی ہے۔

159......بچوں کو چھپ کر کام کرنے سے روکیں

بعض بچے چھپ کر کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں، اندھیرے میں جا کر کام کرتے ہیں، دروازہ بند کر کے کام کرتے ہیں، لحاف کے اندر کوئی چیز دیکھ رہے ہوتے ہیں اُن کو منع کیا جائے، بیٹا! جو کام کرنا ہے روشنی میں کرنا ہے، جو کام کرنا ہے لائٹ لگا کے کرنا ہے، کام کرتے ہوئے دروازہ بند نہیں کرنا، اس سے ان کو پتہ چلے گا میرے والدین کی میرے اوپر نظر ہے، عموماً جب اس چیز کا عادی نہیں بنایا جاتا بیٹا ایسی جگہوں کا انتخاب کرتا ہے جن جگہوں میں اندھیرا ہو، جہاں کسی کی نظر نہ پڑے، کسی گلی کونے میں، کسی مکان کے اطراف میں، کسی میدان اور ویران جگہوں پر بیٹھ کر عموماً ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جس سے ان کا وقت ضائع ہوجاتا ہے۔

160......بچوں کو جگانے کے لیے معتدل آواز دے کر محبت سے پکاریں

بچے کو اگر نیند سے جگانا ہے معتدل آواز دیں، بہت زیادہ چیخنا چلانا نہ ہو، انسان جب نیند میں ہوتا ہے اس کی روح اس کے جسم سے نکل جاتی ہے، من وجہ روح کا تعلق باقی ہوتا ہے من وجہ نہیں ہوتا، بسا اوقات بہت زیادہ چیخنے چلانے سے بچہ گھبرا جاتا ہے، اٹھ بیٹھتا ہے اور وہ اپنی اصل حالت میں نہیں ہوتا، تو معتدل آواز سے پکارا جائے، محبت سے پکارا جائے، مجرم نہیں ہے صاحبزادہ ہے، بیٹا! اٹھو نماز پڑھ لو، بیٹا! اٹھو تلاوت کر

لو، آپ کے اسکول کا وقت ہو گیا، بیٹا! اٹھو، آج تو ''بیٹے'' کا لفظ باپ کی زبان پر ہے ہی نہیں، وہ جب پکارے گا کمینہ، ذلیل، بے غیرت، خبیث کہہ کر، وہ محبت کا لفظ ''بیٹا'' جس میں اپنائیت تھی وہ تو ختم ہی ہو گیا، حضرت لقمان کے نصائح قرآن میں ہیں، انہوں نے جب پکارا ''اے میرے پیارے بیٹے'' کہہ کر پکارا، اس سے بچے کے دل میں والد کی محبت آتی ہے، وہ بات کو توجہ سے سنتا ہے اور عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

161......وقتاً فوقتاً بچوں کو نصیحت کرتے رہیں

والدین کو چاہیے کہ موقع بموقع بچوں کو نصیحت کرتے رہیں، حضرت لقمان کی وہ نصیحتیں جن کا والدین کو علم ہونا ضروری ہے، گلی کے کنارے، کھیل کے میدان، اسکول ہوٹل، کمرہ جماعت، بس یا وین میں۔ ہماری وہ بچے جو علم سیکھنے، پڑھنے لکھنے جاتے ہیں۔ کبھی ان کی گفتگو تو سنیں۔ ہر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے سے پہلے گالی دے گا۔ دوسرا جواب میں گالی دے گا، آج باپ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اتنا مصروف ہے، دو دو، تین تین نوکریاں کر رہا ہے، لیکن اتنا وقت نہیں ان بچوں کی تربیت کے لیے کچھ وقت نکال سکے۔

قرآن کریم میں سورہ لقمان میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرما رہے ہیں اللہ رب العزت کو یہ نصیحتیں بہت پسند آئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پوری سورت کا نام ''سورہ لقمان'' رکھا اور حضرت لقمان کی وہ نصیحتیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی اللہ نے قرآن میں ان کا تذکرہ کیا، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ والد کی اولاد کو نصیحتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں، حضرت لقمان نے کیا نصیحتیں کی سب سے پہلی نصیحت کی عقیدے کے بارے میں فرمائی کہ بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقین جانو شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

سب سے پہلے بیٹے کو رب کا تعارف کروایا۔ کہا بیٹا! عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ دنیا میں ان کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس عمل کو شرک کہا جاتا ہے۔ عبادت سے مراد کیا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا، اُس سے مانگنا، اس کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے آگے سجدہ کرنا یا جھکنا، کسی اور کے نام پر صدقہ، خیرات، نذر و نیاز اور قربانی کرنا، یہ تمام عمل عبادت کے زمرے میں آتے ہیں۔ کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ آج مسلمانوں کے بچوں کو عبادت کے مفہوم ہی کا علم نہیں۔ نہ انہیں توحید و شرک میں تمیز ہے۔ تو سب سے پہلے اپنے بیٹے کے عقائد کی درستگی کی، کیونکہ نجات کا دارومدار اعمال پر نہیں ہے عقیدے پر ہے، عقیدہ ٹھیک ہوگا تو نجات ہوگی، اعمال پہاڑ کے برابر ہوں عقائد ٹھیک نہ ہو نجات نہیں ہوگی، قرآن کریم نے اعمال کو عقیدے کے ساتھ جوڑا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

ترجمہ: جس شخص نے بھی مؤمن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہوگا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔

تو مومن ہونا شرط اور ضروری ہے تو سب سے پہلے بچوں کے عقائد کی درستگی ہے۔

(۲) جب عقیدہ بچے کا ٹھیک ہو گیا اب اس کے دل میں خوف خدا راسخ کریں، حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرمانے لگے:

﴿یَابُنَیَّ إِنَّهَا إِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِی صَخْرَةٍ أَوْ فِی السَّمَاوَاتِ أَوْ فِی الْأَرْضِ یَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِیفٌ خَبِیرٌ﴾(لقمان: ۱۶)

ترجمہ: پیارے بیٹے! اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو۔ چٹان کے اندر ہو، آسمانوں میں ہو، زمین میں ہو۔ تیرا رب قیامت کے دن اس عمل کو لے کر آئے گا۔ یقیناً تیرا رب باریک بین ہے ہر بات پر باخبر ہے۔

دیکھیں! حضرت لقمان اپنے بیٹے کو کیا فرما رہے ہیں؟ کہ بیٹا آسمانوں کے اندر کوئی عمل کرو زمین کے اندر کوئی عمل کرو، زمین اور آسمان کے درمیان میں کوئی عمل کرو، پہاڑوں میں چھپ کر کرو، چٹانوں غاروں میں چھپ کر کرو، تیرا رب باریک بین ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ خبیر ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، اس لیے جب یہ بات بچپن سے بیٹھ جائے گی بچہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا، اب حضرت لقمان آگے نصیحت کر رہے ہیں پہلی نصیحت عقائد کی درستگی سے متعلق تھی، اور دوسری نصیحت تعلق مع اللہ، خشیت، تقوی اور خوفِ الٰہی سے متعلق ہے۔

(۳) تیسری نصیحت فرمائی:

﴿یَا بُنَیَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ﴾

پیارے بیٹے نماز قائم کرنا۔

نماز کے معاملے میں سستی نہیں، ہم ہر چیز میں سستی گوارا کر لیتے ہیں آج کے ماحول میں معاشرے میں دیکھیں بچہ اسکول نہ جائے ماں باپ تنبیہ کرتے ہیں، بیٹا! اسکول کیوں نہیں گئے، کالج یونیورسٹی ٹیوشن کیوں نہیں گئے، نوکری پر کیوں نہیں گئے، بیٹا اگر

نماز نہ پڑھے کبھی نہیں پوچھتے کہ بیٹا نماز کیوں نہیں پڑھی، ہماری نظر میں نماز کی اہمیت نہیں، ہماری نظر میں تلاوت کی اہمیت نہیں، ہم دنیا کے نقصان کو نقصان سمجھتے ہیں، دین کے نقصان کو نقصان نہیں سمجھتے، دنیا کا معمولی نقصان ہو جائے بہت بڑا نقصان ہے، دین کا اتنا بڑا نقصان ہو جائے ہم نقصان نہیں سمجھتے۔

﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (لقمان:۱۷)

ترجمہ: پیارے بیٹے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا۔ یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔

جب آدمی امر بالمعروف کرتا ہے نہی عن المنکر کرتا ہے تو اس کو تکلیفیں پہنچتی ہیں، کبھی لوگ طعنے دیتے ہیں، جملے کستے ہیں، کبھی کوئی بات نہیں سنتا، کبھی گرمی سردی کے حالات کا سامنا ہوتا ہے، کبھی مختلف لوگوں کے مختلف باتیں سننے میں آتی ہیں، اس لیے حضرت لقمان نے بیٹے سے کہا: بیٹا! جب دین کی دعوت دو گے تو ہر آنے والے مصائب اور حالات میں تم نے صبر کرنا ہے۔

(۴) جب بیٹے کے عقائد بھی درست ہو گئے، اعمال بھی درست ہو گئے، دل میں خوف خدا بھی پیدا ہو گیا، اب ہے معاشرت، معاشرے میں کیسے رہنا ہے، معاشرے میں زندگی کیسے گزارنی ہے، حضرت لقمان اب بیٹے سے کہہ رہے ہیں:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان:۱۸)

ترجمہ: اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

یہ اشارہ تکبر نہ کرنا، روگردانی نہ کرنا، لوگوں سے اعراض نہ کرنا، بے رخی نہیں کرنا، ہر ایک سے محبت سے ملنا، خندہ پیشانی سے ملنا، بشاشت والے چہرے سے ملنا، سلام میں پہل کرنا، عاجزی سے ملنا، جھک کر بات کرنا۔

عاجزی کے ساتھ چلنا، انسان کو اپنی حیثیت نہیں فراموش کرنی چاہیے، وہ تو پیدا ہوا ایک بے حقیر نطفے سے جس کے نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، دو مرتبہ انسان شرمگاہ سے نکلا، پہلی مرتبہ باپ کی شرم گاہ سے نکلا نطفے کی صورت میں، دوسری مرتبہ ماں کی شرمگاہ سے نکل کر دنیا میں آیا، تو انسان اپنی اصلیت پر غور کرے، اور انسان دیکھے انسان کے اندر کتنا بول و براز اور گندگی بھری ہوئی ہے، یہ تو اللہ رب العزت کا احسان کہ ہم پر کھال کا پردہ ڈال کر ہماری گندگیوں کو چھپا دیا ورنہ انسان میں خون، پیپ، اندر موجود بول و براز، آج مر جائے دو دن بعد دیکھو کتنا تعفن ہو جاتا ہے کوئی قریب بیٹھ نہیں سکتا، یہ تو رب العالمین نے انسان پر بہت بڑا احسان کیا کہ ہمارے عیوب پر پردہ ڈال دیا، اسلئے تکبر نہیں کرنا چاہیے، عاجزی اور تواضع کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔

(۵) اب جب لوگوں کے ساتھ گفتگو ہوگی مزاج ٹھیک ہو گیا تواضع آ گئی اور انسان اپنے رخساروں کو نہیں پھلا رہا، عاجزی سے بات کر رہا ہے تو اب رفتار کی چال اور گفتگو کرتے وقت آواز کی کیا کیفیت ہونی چاہیے تو فرمایا:

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾ (لقمان: ۱۹)

ترجمہ: اپنی رفتار میں اعتدال لے کر آنا، اپنی آواز کو پست کرنا، بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔

آواز کا تیز ہونا کمال ہوتا تو گدھا با کمال ہوتا، سب سے زیادہ تیز اس کی آواز ہے، آواز کا تیز ہونا کمال نہیں، معتدل آواز میں خندہ پیشانی اور محبت کے ساتھ اچھے اخلاق سے گفتگو کرنا یہ کمال ہے۔ تو بہر حال حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کیں تو ﴿یَا بُنَیَّ﴾ پیارے بیٹے، پیارے بیٹے کہہ کر، تو معلوم ہوا باپ کی نصیحتیں بیٹے کو اتنی کارآمد ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ان کا تذکرہ فرما رہے ہیں، اسلئے والدین کو چاہیے کہ وہ بھی وقتاً فوقتاً موقع محل کی مناسبت سے نصیحتیں کرتے رہیں، ان شاء اللہ اس کے بہتر نتائج بچے کی زندگی میں آئیں گے اور وہ مستقبل کی زندگی آپ کے اصولوں کے مطابق گزارے گا۔ اسلافِ امت میں والد اپنے بیٹوں کو اور والدہ اپنی بیٹیوں کو رخصتی کے وقت اہم نصائح کیا کرتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو تین باتوں کی نصیحت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المؤمنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) تمہیں بلاتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کے ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں، لہٰذا تم میری تین باتیں یاد رکھنا:

اِتَّقِ اللَّهَ لَا يُجَرِّبَنَّ عَلَيْكَ كِذْبَةً، وَلَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَا تُعَاتِبَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا. [1]

ترجمہ: اللہ سے ڈرتے رہنا، کبھی ان کے تجربہ میں یہ بات نہ آئے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، یعنی کبھی ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔ اور ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا۔ اور کبھی ان

[1] حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: عبد اللّٰه بن العباس، ج ۱ ص ۳۱۸

کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ان تین باتوں میں سے ہر بات ایک ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔ انھوں نے فرمایا: نہیں، ان میں سے ہر ایک دس ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔

رخصتی کے وقت ایک عقل مند والدہ کی اپنی بیٹی کو نصیحت

بیٹی! آج تو اس گھر سے جا رہی ہے، آج کے بعد تیرا آشیانہ وہ ہوگا جس کی سیڑھیاں تو آج چڑھے گی، ایک ایسے آدمی کے پاس تو جا رہی ہے جسے تو نہیں پہچانتی، ایک ایسے ہمسفر کے پاس جس سے تو مانوس نہیں ہے۔ لہٰذا تو اس کے لیے لونڈی بن جا، وہ تیرا غلام بن جائے گا، شوہر کے متعلق میری دس باتیں یاد رکھنا، زندگی بھر تیرے کام آئیں گی۔ پہلی اور دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑے پر صبر کرتے ہوئے اس کی تابعداری کرتی رہنا اور اس کی ہر بات غور سے سن کر اس کی پیروی کرنا۔ تیسری اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس کی آنکھ اور ناک کی پسند کا خاص خیال رکھنا وہ تیری کوئی قبیح حرکت نہ دیکھنے پائے اور وہ ہمیشہ تجھ سے اچھی خوشبو سونگھے۔ پانچویں اور چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے سونے اور کھانے کے وقت کا دھیان رکھنا، کیوں کہ مسلسل بھوک آدمی کو شعلے کی مانند بھڑکا دیتی ہے، اور بے آرامی سے وہ غضب ناک ہو جاتا ہے، ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کرنا اور خدام اور اس کی اولاد پر شفقت کرنا، اور تیری بقا کا راز اس میں مضمر ہے کہ اس کے مال میں حسن تقدیر (عمدہ میانہ روی) اور اہل وعیال میں حسن تدبیر (عمدہ تربیت) سے کام لینا۔

نویں اور دسویں بات یہ ہے کہ نہ اس کی کسی بات کی نافرمانی کرنا اور نہ اس کے راز سے پردہ اٹھانا، کیوں کہ اگر تو اس کی کسی بات کی مخالفت کرے گی تو اس کے غصہ کو بھڑکائے

گی اور اگر اس کا راز افشا کرے گی تو تو بھی اس کی بے وفائی سے محفوظ نہیں رہے گی۔
اور پھر (آخری نصیحت زندگی بھر کے لیے یاد رکھ!) جب وہ غم زدہ ہو تو کبھی اس کے سامنے اترا کر نہ چلنا، اور جب وہ خوش ہو تو کبھی غمگین اور شکستہ دل نہ ہونا۔
(بیٹی نے ان نصیحتوں پر عمل کیا) پھر اس سے مشہور شاعر امرئ القیس کا دادا حارث بن عمرو جیسا جوان پیدا ہوا۔ ❶

162......بعض کاموں میں بچوں سے بھی رائے لیں

بعض کاموں میں بچوں سے بھی مشورہ لیا جا سکتا ہے، بچہ جب سمجھ دار ہو اور کاموں کو سمجھتا ہو تو اُن سے رائے لی جائے، بسا اوقات انسان کے ذہن میں وہ بات نہیں آتی، اور بچہ اچھی رائے دے دیتا ہے، مشورے کی مثال چراغ کی ہے، جتنے چراغ زیادہ جلتے ہیں اُتنی روشنی زیادہ ہوتی ہے، جتنے بلب زیادہ جلتے ہیں اتنی روشنی بڑھ جاتی ہے، انسان کے ایک عقل ہوتی ہے تو روشنی کم ہوتی ہے، جب آٹھ دس آدمیوں کی آراء سامنے آجاتی ہے روشنی بڑھ جاتی ہے، تو جس طرح دس چراغوں سے روشنی میں اضافہ ہوتا ہے دس بلب سے روشنی بڑھ جاتی ہے، مختلف چار پانچ آراء سے اس چیز کے مختلف پہلو انسان کے سامنے کھل جاتے ہیں، اس لیے ایک بات میں نے عرض کی کہ بعض کاموں میں اولاد کو مشورے میں شریک کیا جائے۔

163......بچے کو گھٹیا اور برے ناموں سے نہ پکاریں

آج دیکھنے میں آتا ہے اپنا بیٹا ہے جب پکارتے ہیں تو کبھی ذلیل کہہ کر، کبھی کمینہ، کبھی بے غیرت، کبھی بیوقوف، کبھی نکمہ، کبھی نالائیک، کبھی گدھا کہہ کر پکارتے ہیں، حالانکہ اپنی اولاد ہے، پکارنے کا ادب یہ ہے کہ جب پکارا جائے تو "پیارے بیٹے" کہہ

❶ العقد الفرید: قولهم فی المناکح، ابن حجر و ابن محلم، ج۷ ص ۸۹، ۹۰

کر پکاریں، جب محبت سے پکاریں گے اس کے دل میں والد کے لیے والدہ کے لیے محبت پیدا ہوگی، محبت کے لہجے میں، محبت کے الفاظ میں پکارا جائے اس سے اپنائیت اور پیدا ہوتا ہے، بچے کی عزت نفس مجروح نہ کریں، اس طرح کے جملوں سے بچے کی شخصیت مجروح ہوتی ہے اور دوستوں میں اس کی عزت اور حیثیت میں کمی آتی ہے۔

164......نظریں جھکانے کی تعلیم دیں

والدین بچوں کو نگاہوں کی حفاظت کرنے کی ترغیب دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں، آتے جاتے نظریں جھکا کر چلیں، ایک طرف ہوکر چلیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہے کہ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اے متقیوں اور پرہیزگاروں کی جماعت! آؤ میں تمھیں اللہ کی خشیت سکھاؤں:

أَيُّمَا عَبْدٍ مِنكُمْ أَحَبَّ أَنْ يَحْيَا وَيَرَى الْأَعْمَالَ الصَّالِحَةَ فَلْيَحْفَظْ عَيْنَيْهِ أَنْ تَنظُرَ إِلَى السُّوءِ. ❶

ترجمہ: تم میں سے جو بندہ یہ چاہے کہ زندگی اعمال صالحہ کے ساتھ گزارے اُسے چاہیے کہ اپنی نگاہوں کو بری جگہ دیکھنے سے بچائے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِيَّاكَ أَنْ تَنظُرَ بِالْعَيْنِ الَّتِي بِهَا تُشَاهِدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى غَيْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَسْقُطَ مِنْ عَيْنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: اپنی اس آنکھ سے جس کے ذریعے تم اللہ تعالی (کی تجلیات اور نعمتوں) کا مشاہدہ کرتے ہو اس سے اللہ کی غیر کی طرف دیکھنے سے بچو، ورنہ تم اللہ کی نگاہ سے گر جاؤ گے۔

---

❶ ذم الهوى: الباب الحادى عشر فى الأمر بغض البصر، ص ۸۴

❷ ذم الهوى: الباب الحادى عشر فى الأمر بغض البصر، ص ۸۵

حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے شیر اور سانپ کے پیچھے چاہے تو چل لے مگر عورت کے پیچھے مت چلنا۔

بدنظری کے آخرت میں نقصانات تو ہی ہے لیکن دنیا میں بھی بہت سے نقصانات ہیں، اس سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، دل ہر وقت پریشان رہتا ہے، عبادت کی لذت وحلاوت ختم ہو جاتی ہے، چہرے کی رونق چلی جاتی ہے، سکون کی نینداور قلبی اطمینان ختم ہو جاتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ یہ گناہ انسان کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔

165......سوالات کے جوابات نرمی سے دیں

بچہ اگر کوئی سوال کرے اس کو جواب نرمی سے دیں، لہجے میں سختی نہ ہو، اس کو خاموش نہ کرائیں، اس کو ڈھانٹے نہیں، اس سے بچے کے سیکھنے سمجھنے کی صلاحیتیں مسدود ہو جاتی ہیں، فہم وفراست ماند پڑ جاتی ہے، ذہانت میں کمی آتی ہے، بچہ جتنے سوال کر رہا ہوتا ہے اتنی اس کی فہم بڑھ رہی ہوتی ہے، جتنا پوچھ رہا ہوتا ہے اِتنا سیکھ رہا ہوتا ہے، اس لئے جب بچہ سوال کرے اسے جواب دیا جائے، اورحتی الامکان اسے مطمئن کریں، تا کہ وہ ضروری امور میں آپ ہی کی طرف رجوع کرے۔

166......بچوں کو اسلامی اصطلاحات اوران کا استعمال بتائیں

اسلامی اصطلاحات کا مطلب یہ ہے بچے کو بتایا جائے بیٹا! جب کسی سے ملاقات ہو تو ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ“ کہنا، بیٹا جب آپ کے ساتھ کوئی ملے اور کوئی آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اس کو ”جزاک اللّٰہ خیرا“ کہنا ہے، آج ہم نے اپنی اولاد کو اسلامی اصطلاحات اوران کا استعمال نہیں سکھایا، آج ہمارے بچے کو نہیں پتہ کہ کسی نے تعاون کیا، راستہ دکھا دیا، کوئی چیز اٹھا کے ساتھ لے گئے، بیگ اٹھا دیا ہم کہتے ہیں ”تھینک یو“ ”شکریہ“ کہہ دیا، ”جزاک اللّٰہ

خیـــــرا ‘‘ اس کو نہیں سکھایا، نہ ماں باپ کی زندگی میں دعائیہ کلمات ہیں، نہ اولاد کی زندگی میں، ماں باپ میں بھی نہیں کہ وہ بچے کو بات بات پر دعا دیں، پہلے ہوتا یہ تھا کہ جب کوئی بچہ کام کر لیتا بڑے بزرگ دعا دیتے ،اللہ تجھے ہدایت دیدے، اللہ تیرا بیڑا پار کر دے، اللہ تجھے حافظہ دیدے، کاروبار میں برکت دیدے۔ اللہ تمہیں عزت دے، آج نہ باپ دعا دیتا ہے نہ بزرگ دیتے ہیں، ٹائم ہی نہیں کسی کے پاس موبائل نے ایسا مصروف کر دیا، انگریزی کی اصطلاحات زبان پر آ گئیں، بات شروع کی تو ’’ہیلو‘‘ بات ختم ہوئی تو ’’ تھینک یو‘‘ تھینک یو کا کوئی مطلب نہیں ہے، ہیلو کوئی مغنی خیز لفظ نہیں۔ یہ گڈ مارننگ اور گڈ نائٹ کا کوئی مفہوم نہیں، اسلام نے ہمیں جو سکھایا اس میں سلامتی اور دعائیں ہیں، اس لئے یہ اسلامی اصطلاحات اِن کو سکھانی چاہیں، تاکہ بچے کی زندگی میں غیروں کی نقالی نہ آئے اور وہ سنت کے اجر وثواب اور برکات سے محروم نہ ہو۔

یہ عاجز (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ) ایک مرتبہ شاید 1997ء کی بات ہے۔ پیرس سے نیویارک کی طرف جا رہا تھا۔ جہاز کے اندر جب ایک سیٹ پر بیٹھا تو قدرتی بات ہے کہ میرے ساتھ والی سیٹ پر ایک فرانسیسی لڑکی آ کر بیٹھ گئی۔ جس کے پاس اس کی تین چار سالہ بیٹی تھی، اب تین ہی سیٹیں ہوتی ہیں ایک سیٹ پر ماں تھی ایک سیٹ پر اس کی بیٹی تھی اور ایک سیٹ پر یہ عاجز بیٹھا تھا۔ یہ عاجز کی عادت ہے کہ جہاز کے دوران کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی ہے۔ جس کو پڑھتے رہنے کی وجہ سے ادھر ادھر نگاہیں ہرگز نہیں اٹھتیں اور وقت اچھی طرح کٹ جاتا ہے، اس لئے عاجز نے کتاب پڑھنا شروع کی تھوڑی دیر کے بعد ائیر ہوسٹس نے کہا کہ کھانا کھانا ہے، عاجز نے تو معذرت کر لی کہ پیرس کا کھانا معلوم نہیں کیسا ہوگا۔ اس لئے سفر کے دوران یا تو

اپنا پکا ہوا کھانا ساتھ رکھتا ہوں اگر نہ ہو تو پھر برداشت کر لیتا ہوں۔ منزل پر پہنچ کر کھانا کھا لیتا ہوں۔ معذرت کر لی مگر اس لڑکی نے تو کھانا لے لیا۔ اب جب کھانا اس نے لے لیا اپنی بیٹی کو کھلانے لگی اور خود بھی کھانے لگی کیونکہ ساتھ والی کرسی پر تو تھی تو انسان نہ بھی متوجہ ہوا سے اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے، چنانچہ میں کتاب پڑھ رہا تھا۔ مگر مجھے اندازہ ہو رہا تھا اس کی حرکات سے کہ یہ کیا کر رہی ہے۔ اس نے اپنی بچی کے منہ میں ایک لقمہ ڈالا چاولوں کا، تو جب لقمہ بچی نے کھا لیا وہ کہنے لگی: شکریہ، ماں کھانا کھلاتی رہی بچی شکریہ کرتی رہی، میرے اندازے کے مطابق اس فرانسیسی لڑکی نے اس کھانے کے دوران 36 مرتبہ کہا، شکریہ کی عادت واقعی بچی کی گھٹی میں پڑی تھی، اب یہ ساری عمر شکریہ ادا کرنے والی بن جائے گی، تو یہ عمل تو مسلمانوں کا تھا۔ مسلمان بیٹیوں نے بھلا دیا اور کافروں کی بیٹیوں نے اسے اپنا لیا۔ ❶

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم بچپن سے ہی بچے کو یہ عادات سکھائیں۔ سلام کرنے کی عادت ڈالیں، شکریہ کرنے کی عادت ڈالیں۔ جب ماں نے بچے کو شکریہ کی عادت نہیں ڈالی ہوتی تو بڑا ہو کر یہ بچہ نہ باپ کا شکریہ ادا کرتا ہے نہ بہن کا شکریہ ادا کرتا ہے، نہ والدین کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ یہ غلطی کس کی تھی ماں نے ابتداء سے یہ عادت ڈالی ہی نہیں تھی اس لئے جب بھی بچے کو کوئی چیز دیں بچے کو کوئی چیز کھلائیں اس کو کپڑے پہنائیں، کپڑے بدلوائیں، کوئی بھی بچے کا کام کریں تو بچے کو کہیں کہ بیٹا مجھے ”جزاک اللّٰہ خیرا“ کہو۔ تو پھر بچہ جب آپ کو ”جزاک اللّٰہ خیرا“ کہے گا تو پتہ ہوگا کہ میں نے شکریہ ادا کرنا ہے، یہ ایک اچھی عادت ہوگی جو بچے کے اندر پختہ ہو جائے گی۔

❶ تربیت اولاد کے سنہری اصول: ص ۲۰۹، ۲۱۰

167......بچوں کی لڑائی میں اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کریں

بچے سے کوئی غلطی ہوجائے ،اسے مناسب سزا دیں،تنبیہ کریں،معافی مانگنے کی ترغیب دیں، دیکھنے میں آتا ہے اگر بچوں کی لڑائی ہوگئی تو والدین اپنے بچے کی حمایت کریں گے،قصور بھی اپنے بچے کا ہوگا، پتھر بھی اس نے مارا، زخمی بھی اس نے کیا، دھکا بھی اس نے دیا،اب اسی کی حمایت کی جارہی ہے،تواب وہ سمجھ جاتا ہے کمال اسی میں ہے دوسروں کو تکلیف پہنچانا،اس سے بچے کو ڈھیل مل جاتی ہے پھر اسے پراوہ نہیں ہوتی ،اسے معلوم ہوتا ہے کہ والدین یہ جرم کسی اور پر ڈال دیں گے،اس لیے وہ جرم کا عادی بن جاتا ہے، ہمارے ہاں ایک بچہ ہے،اس کا کہنا ہے ہمارے والد نے کہا ہے جو بھی آپ کو تنگ کرے،گالی دے، اِسے خوب مارو، پھر میں جانو اور وہ جانے ،اب اس بچپن میں یہ والد اپنے بچے کی کیسی تربیت کررہا ہے،اب بتائیں کہ یہ بچہ بڑا ہوکر لوگوں کے خیر کا ذریعہ بنے گا یا شر کا؟ ایسے والدین بعد میں جیل اور عدالتوں کے چکر لگاتے اور روتے نظر آتے ہیں،اگر بچے نے کسی کو مارا اور اس کو چوٹ لگی ،ہڈی ٹوٹ گئی، یا کسی کو مارا اور اس کا حادثہ ہوگیا،تکلیف کا ذریعہ بنا،ماں باپ ہی کے لئے پریشانی ہوتی ہے،اس لئے ابتداء سے بچوں کو عفو و درگزر کرنا سکھانا چاہیے،اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے واقعات بیان کئے جائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف میں پتھر مارے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف فرمادیا تو انہیں سیرت،صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے عفو درگزر کے واقعات سنائیں،تو بچے کی زندگی میں ابتداء ہی سے معافی اور تحمل مزاجی پیدا ہوگی اور صحیح نہج پر تربیت ہوگی۔

168......اچھے کاموں پر بچوں کی تعریف کریں

بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے اس کی تعریف کی جائے، نماز کے لیے وقت پر مسجد جائے تعریف کریں، ماشاء اللہ آج ہمارے بیٹے نے تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی، آج الحمدللہ میں نے اس کو تلاوت کرتے ہوئے دیکھا، آج یہ وقت سے پہلے اٹھ گیا، آج خود سے یہ اسکول گیا، مدرسے گیا، آج اس نے فلاں بزرگ کی خدمت کی تعریف کریں، ہم لوگ تعریف کے معاملے میں بخیل ہیں تنقید کے معاملے میں سخی ہیں، تنقید کرنی ہو تو پل باندھ دیتے ہیں، تعریف کے دو بول نہیں بولتے، تو کسی کی مدح کے لیے کوئی بات نہیں کریں گے، تنقید کے لئے ہمیں صرف بات ملنی چاہیے، بال برابر جگہ ہو پہاڑ بنانا ہمارا کام ہے، ذرہ برابر جگہ ہو اس کو ٹیلا بنا دینا ہمارا کام ہے، لیکن کوئی اچھا کام دیکھیں تو اس کا تذکرہ نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عادت ہے؟ آپ فرما رہے ہیں کہ میری امت کا اگر صدیق ہے سچ بولنے والا ہے تو ''ابوبکر'' ہے، میری امت کے اندر شجاعت ہے اگر کوئی دلیر ہے، قوت طاقت والا ہے، عدل اور انصاف والا ہے تو وہ ''عمر'' ہے، حیا والا ہے تو وہ ''عثمان'' ہے، فیصلہ کرنے والا ہے تو وہ ''علی'' ہے، میری امت کے اندر امانت دار ہے تو وہ ''ابوعبیدہ بن جراح'' ہے، حلال اور حرام کے مسائل جاننے والا ہے تو وہ ''معاذ بن جبل'' ہے، میراث کے مسائل جاننے والا ہے تو وہ ''زید بن ثابت'' ہے۔ ❶

آپ نے ہر ایک کی خوبیوں کو ابھارا اور اُن اوصاف میں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی، ہم ان کی خوبیوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں ان پر تنقید کر کر کے ان کی صلاحیتوں کو مٹا دیتے ہیں۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت......الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۰

169......وقت کی قدر و قیمت کا احساس دلائیں

بچے کو بتایا جائے سب سے اہم چیز وقت ہے کہ بیٹا وقت دنیا میں ایسی چیز ہے جو واپس نہیں آتا، باقی جتنی چیزیں ہیں انسان سے چلی جائیں لوٹ کر آ جاتی ہیں، یہ دولت پیسہ سب آ جائے گا آپ کے ہاتھ سے جو وقت چلا گیا یہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔

بچوں کو بتائیں کہ وقت کی مثال برف کی ہے، برف سے فائدہ لے لو ٹھیک ہے ورنہ وہ برف پگھل جاتی ہے اور کیچڑ بن جاتا ہے اور اگر اس برف کو پانی میں ڈال دیا تو پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔اسلافِ امت کا ایک نظام الاوقات تھا اور وہ اُسی کے مطابق زندگی گزارتے تھے، امام عبد الغنی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ) نے اپنے اوقات کار کی ترتیب اس طرح بنائی تھی کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

امام عبد الغنی مقدسی رحمہ اللہ نے عمرِ عزیز کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، فجر کی نماز پڑھتے پھر قرآن شریف کی تلاوت کرتے کبھی حدیث کا درس دیتے، پھر کھڑے ہو کر وضو کرتے اور ظہر سے پہلے تک تین سو رکعتیں پڑھتے، پھر کچھ دیر آرام کرتے، نماز ظہر کے بعد مغرب تک وہ سننے یا لکھنے میں مشغول ہو جاتے، مغرب میں اگر روزہ ہوتا افطار فرماتے، ورنہ عشاء تک نماز میں مشغول رہتے، بعد نماز عشاء نصف شب تک آرام کرتے، نصف شب کے بعد اُٹھ کر وضو کرتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔ ❶

وقت کی قدر و قیمت سے متعلق سلف کے اقوالِ زریں

۱......حضرت مسیّب بن رافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) نے فرمایا:

❶ تذکرة الحفاظ: ترجمة: عبد الغنی بن عبد الواحد بن علي، ج ۴ ص ۱۱۳

إِنِّـي لَأَبْـغَـضُ الـرَّجُـلَ أَنْ أَرَاهُ فَارِغًا لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا عَمَلِ الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: میں ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو فارغ اور بے کار ہو، نہ دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو اور نہ ہی آخرت کے کسی کام میں۔

۲......مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس رحمہ اللہ (متوفی ۵۵ھ) اپنے اوقات کے ایک ایک لمحے کی بڑی حفاظت کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کرنی چاہی تو وہ فرمانے لگے: سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کے لئے وقت نکال لوں:

وَمِـمَّـنْ كَـانَ يَـحْـفَـظُ اللَّحْظَاتِ عَامِرُ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ قِفْ أُكَلِّمُكَ قال: أَمْسِكْ الشَّمْسِ فَأُكَلِّمُكَ. ❷

۳......علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس شخص کو یقین ہو کہ اس کی عمر معمولی پونجی ہے جسے لے کر وہ جنت کی دائمی زندگی کے حصول کے لئے سفر کر رہا ہے وہ اس کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، البتہ جس کا جزا وسزا پر ایمان کمزور ہو اور علم کم ہو اور ہمت پست ہو وہ بے کار رہ کر دنیا کی راحت کو ترجیح دے گا، اور توحید خداوندی پر قانع ہو گا جس سے وہ نجات کا امیدوار ہے، اور اعلی درجات ومقامات کے کھو جانے کی فکر نہیں کرے گا۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

دَعِ الْمَكَارِمَ لا تَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا   وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي. ❸

ترجمہ: بلندیوں کے حصول کی کوشش نہ کر، بس بیٹھ جا، کیونکہ تو کھانے پینے اور کپڑے پہننے والا ہے۔

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: فی فضل أبي هريرة، ص ۱۳۱، الرقم: ۸۷۴

❷ صيد الخاطر: اغتنام الزمان، ص ۴۹۲

❸ حفظ العمر لابن الجوزی: الباب الثالث فی ذکر تضييع العمر، ص ۵۷

170......بچوں کو پورا نام لینے کی تعلیم دیں

عموماً گھروں میں بچے بھائی، بہنوں کا نام پورا نہیں لیتے، والدین کو چاہیے کہ بچوں کو بتائیں کہ گھر میں اور باہر محلے میں بچوں کا پورا نام لیا کریں، جس بچے کا جو نام ہے اُسے اس کا نام لے کر پکاریں، کسی بچے کا نام نہ بگاڑیں، اس سے آپ کے دوسرے ساتھی کو تکلیف ہوتی ہے، دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا حرام ہے، ساتھیوں کا پورا نام لیں، شروع میں اگر لفظ ''محمد'' ہے تو وہ لگائیں، مثلاً محمد آصف، محمد طاہر وغیرہ۔ اسی طرح، اسداللہ، انعام اللہ، ان کا نام پورا لیا جائے، صرف رحمان، اسد اور انعام نہ کہا جائے، بلکہ پورا نام عبدالرحمٰن، اسداللہ، انعام اللہ پکارا جائے اور جو آپ سے بڑے ہیں ان کے نام کے ساتھ لفظ'' بھائی'' لگایا جائے، بھائی محمد آصف ، بھائی محمد فیضان، بھائی محمد رضوان، پورا نام لینا یہ مسلمان کا حق ہے، دوسرا اس سے آپس میں محبت بڑھے گی، اور اسی طرح بڑے بھائی کو'' بھائی جان کہہ کر بلائیں، اور بڑی بہن کو '' آپی جان یا باجی'' کہہ کر بلائیں۔

171......بچوں کی معمولی عذر پر اسکول و مدرسہ سے چھٹی نہ کروائیں

بعض والدین بچوں کی پڑھائی کو اہمیت نہیں دیتے، معمولی معمولی عذر کی وجہ بچے سے چھٹی کروا دیتے ہیں، آج شادی پر جانا ہے، آج ختم قرآن پر جانا ہے، آج ماموں کے گھر جانا ہے، آج نانی کے گھر جانا ہے، آج ہمارا چچازاد گاؤں سے آرہا ہے، آج میرے چچا کا بیٹا بیمار ہے، اُس کی عیادت کے لئے جانا ہے، تو یہ چھوٹے چھوٹے عذر کی وجہ سے والدین بچوں سے ناغہ کروا دیتے ہیں، ایک دن کی چھٹی کا بہت نقصان ہوتا ہے، چھٹی سے بچہ بہت پیچھے رہ جاتا ہے، اس سے بے برکتی ہوتی ہے، دل اکھڑ جاتا ہے، پڑھا ہوا بھی بھول جاتا ہے، شوق میں کمی آجاتی ہے، بار بار چھٹی کرنے سے

پڑھائی سے مناسبت پیدا نہیں ہوتی، علم کی اور استاذ کی ناقدری ہوتی ہے، جس کے سبب بسا اوقات بچہ علم سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

دَاوِمْ عَلَى الدَّرْسِ لَا تُفَارِقْهُ　　　فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

ترجمہ: اسباق کی بلا ناغہ پابندی اور مداومت کرو کہ علم میں پختگی اور سرفرازی اسی سے آتی ہے۔

آج کل معمولی معمولی بہانے بنا کر کبھی یہاں جانا ہے کبھی وہاں جانا ہے، کبھی سر میں درد ہے اور کبھی پیٹ میں درد ہے، اس طرح چھٹی کرنے سے آپ بہت پیچھے رہ جائیں گے، ایسا بچہ کامیاب نہیں ہوتا۔

فقیہ العصر علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں حضرت استاذی مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پڑھتا تھا، میرے تمام بدن پر خارش نکل آئی، میں ہاتھوں میں دستانہ پہن کر سبق پڑھنے کے لئے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا، ان ایام میں بھی ایک دن سبق ناغہ نہیں کیا، ایک روز مجھ کو زیادہ خارش میں مبتلا دیکھ کر حضرت استاذی رحمہ اللہ نے فرمایا تمہارا تو وہ حال ہو گیا:

یک تن و خیل آرزو دل بچہ مدعا دہم　　　تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔ [1]

صاحبِ ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے ساتھیوں پر فوقیت دی، دین کا آپ سے بہت بڑا کام لیا اور سارے ساتھیوں میں اللہ نے آپ کو بڑی عزت دی اِس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے کبھی بھی درس میں ناغہ نہیں کیا، اس وجہ سے اللہ نے مجھے عزت دی۔ اس لئے کبھی سبق میں بلا عذر

[1] تذکرۃ الرشید: جلد دوم، ص ۲۷۶

ناغہ نہ کریں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں آیا، میں نے خیال کیا کہ مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب دے دوں گا، تو لوگوں نے مجھ سے بعض چیزوں کے متعلق پوچھا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا:

فَجَعَلتُ عَلَى نَفُسِى أَلَّا أُفَارِقَ حَمَّاداً حَتَّى يَمُوتَ، فَصَحِبُتُهُ ثَمَانِىَ عَشُرَةَ سَنَةً. ❶

ترجمہ: میں نے اپنے اوپر لازم کر دیا کہ میں امام حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گا حتی کہ ان کا انتقال ہو جائے، چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ (۱۸) سال رہا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) سے اللہ تعالیٰ نے دین کا بہت بڑا کام لیا ہے، آپ دیکھیں فقہ میں جا بجا جہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء آتی ہیں تو وہیں عموماً امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تذکرہ بھی آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بلند مقام اور فقاہت عطا فرمائی، اِس کی ایک اہم وجہ کہ آپ نے درس میں کبھی ناغہ نہیں کیا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، تو انہوں نے اپنے عزیز و اقارب سے کہا کہ تم اِنہیں غسل دے دو اور تجہیز و تکفین کرلو اس لیے کہ میرے استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا درس شروع ہونے والا ہے اور میں چاہتا ہوں درس میں مجھ سے ناغہ نہ ہو، تو درس میں شرکت کی خاطر بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے، اس قدر درس کی اہمیت ان کے دل میں تھی، کبھی انہوں نے درس میں ناغہ نہیں کیا۔ ❷

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي، ج٦ ص٣٩٨

❷ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج١ ص٤٧٢

اللہ رب العزت نے اِس کی برکت سے اِن سے دین کا بہت بڑا کام لیا، آج کل بچے اپنے لئے عذر تلاش کر لیتے ہیں آج پیٹ میں درد ہے، آج کزن کی شادی ہے، آج ہمارا چچازاد گاؤں سے آرہا ہے، آج میرے چچا کا بیٹا بیمار ہے، اُس کی عیادت کے لئے جانا ہے، تو یہ چھوٹے چھوٹے عذر تلاش کر کے ناغہ کرتے ہیں، اس لئے ہم سبق سے رہ جاتے ہیں، الحمدللہ تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں میں نے متوسطہ سوم سے لے کر دورہ حدیث تک پڑھا، یہ کل نو سال کا عرصہ بنتا ہے، اِس نو سال میں میری ایک چھٹی نہیں ہے، اور نہ ہی رخصت ہے، نہ کسی ایک گھنٹے میں رخصت یا غیر حاضری ہے، الحمدللہ! نو سال صاحب ترتیب رہا ہوں، اب یہ بات نہیں کہ بیمار نہیں ہوتا تھا یا اعذار نہیں تھے، مصائب اور مشاغل بھی پیش آتے، تکالیف اور پریشانیاں بھی آتیں، غم اور خوشی کے مواقع بھی آتے، لیکن میری کبھی چھٹی نہیں ہوئی، اور بفضل اللہ تعالی سابعہ تک ہر امتحان میں کوئی نہ کوئی پوزیشن بھی آتی رہی اور اللہ رب العزت کی توفیق تھی اولیٰ سے دورہ حدیث تک ہر کتاب کا تکرار بھی کرایا، تو یہ سب تب ہوتا ہے جب انسان درس میں شرکت کرتا ہے، اس لئے ناغہ کبھی نہ کریں، کوئی بھی عذر ہو جائے کوشش کریں پہنچیں، الا یہ کہ بہت زیادہ بیماری ہو، چھوٹے موٹے امراض، یہ نزلہ، زکام، بخار یہ تو زندگی کا حصہ ہیں، یہ تو ہر دن آئیں گے جائیں گے، موسم بدلے گا کبھی بخار ہوگا، کبھی نزلہ ہوگا، تو اِن کی وجہ سے آپ نے اپنے سبق میں ناغہ نہیں کرنا، آپ خود کوشش کریں کہ ناغہ نہ ہو تو اللہ رب العزت کی غیبی مدد بھی آپ کے ساتھ شامل ہوگی، اور ناغہ کی بے برکتی سے آپ محفوظ رہیں گے۔

172......بچے کو شروع سے صفائی کا عادی بنائیں

والدین بچوں کو صفائی کا عادی بنائیں، بچے بڑھتی عمر میں اپنے اِرد گرد کے ماحول سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ بچوں کو جس سانچے میں ڈھالا جائے وہ ڈھل جاتے ہیں۔ بچّوں کو اسی عمر سے صفائی ستھرائی کا عادی بنانا چاہیے کیونکہ بچپن سے ڈالی گئی عادات عمر بھر بچوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ بچوں میں صفائی کی عادت ڈالنے کے لئے درج ذیل کام بچوں سے بار بار کروایئے:

ا......صبح اُٹھنے کے بعد انہیں سب سے پہلے ہاتھ منہ دھونے، دانت صاف کرنے اور بالوں میں کنگھا کرنے کا کہیں۔ گرمی کے موسم میں روزانہ جبکہ سردی کے موسم میں کچھ وقفہ کر کے نہانے کی ترغیب دیجئے، خاص طور پر جب وہ باہر سے کھیل کر آئیں یا گرمی کے باعث پسینہ آ گیا ہو۔ روزانہ نہانے سے ان کا جسم بھی صاف رہے گا اور بیمار ہونے کے امکانات بھی کم ہوں گے۔

۲......کھانے سے پہلے ان کے ہاتھ ضرور دھلوایئے، ان کی یہ عادت مضبوط کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ خود بھی ان کے ساتھ یہ کام کیجئے تا کہ وہ آپ کو دیکھ کر ان کاموں کو سیکھ سکیں۔

۳......کافی دن تک اگر ناخن نہ تراشے جائیں تو ان کے نیچے میل جمع ہو جاتا ہے جو بُرا لگنے کے ساتھ مختلف بیماریوں کا باعث بھی بنتا ہے۔ اس کے لئے ہفتے یا دس دن میں ایک بار بچوں کے ناخن ضرور تراشیں۔

۴......بچے پورا دن کھیل کُود اور مختلف کاموں میں مصروف رہتے ہیں جس کی وجہ سے کپڑوں اور جسم پر مٹی وغیرہ بھی لگ جاتی ہے، لہٰذا کھیلنے کے بعد اگر جسم یا کپڑوں پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو ان کے کپڑے اور ہاتھ پاؤں ضرور صاف کروایئے۔

۵......کم عمر بچے کھیلنے کے لئے کھلونے استعمال کرتے ہیں۔ کھیلنے کے بعد اکثر وہ کھلونے بکھرے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں، کھیلنے کے بعد انہیں سمیٹنا بھی سکھائیے۔ اسی طرح کھانا کھانے کے بعد برتن سمیٹنے، دستر خوان اُٹھانے وغیرہ جیسے چھوٹے چھوٹے کام بھی کروائیے، اس طرح ان میں اپنے اِرد گرد کی چیزوں کی حفاظت کرنے اور سمیٹ کر رکھنے کی عادت پختہ ہوگی۔

۶......بچوں کو اس بات کا شعور دلائیے کہ اسکول یا مدرسے سے آنے کے بعد اپنا یونیفارم، اسکول بیگ اور جوتے وغیرہ ان کی مقررہ جگہ پر رکھیں، اسی طرح ہوم ورک کرنے کے بعد پنسل، کلرز، کاپیاں، کتابیں وغیرہ بھی سنبھال کر رکھنے کا کہئے، اس طرح انہیں چیزوں کی اہمیت کا احساس ہوگا۔

۷......بچوں کو اپنے کپڑوں اور دیگر ضروریات کی چیزوں کی حفاظت کرنا سکھائیے، انہیں بار بار سمجھائیے کہ وہ اپنے کپڑوں کو گندگی اور داغ دھبوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں، گندی جگہوں پر نہ کھیلیں، کھانا احتیاط سے کھائیں تاکہ کپڑے کھانے وغیرہ کے داغ سے محفوظ رہیں، کپڑے دھلنے کے بعد اپنے کپڑے انہیں خود تہہ کر کے الماری میں ترتیب سے رکھنا سکھائیے۔ اس طرح ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھنے لگے گی کہ ہر چیز کی حفاظت کا طریقہ مختلف ہے۔

۸......بچے عموماً طرح طرح کی چیزیں کھاتے رہتے ہیں مثلاً ٹافیاں، بسکٹ وغیرہ اور کھانے کے بعد ان کی پھنیاں جگہ جگہ پھینک دیتے ہیں، لہٰذا بچوں کو اس بات کا بھی عادی بنائیے کہ وہ چیزیں کھانے کے بعد کچرا ڈسٹ بِن میں پھینکیں۔

۹......اردگرد کے صاف ستھرے ماحول کا دل و دماغ پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ آپ بھی اپنے آس پاس کا ماحول صاف رکھئے اور بچوں کو بھی ماحول صاف رکھنے کا شعور دیجئے،

اس کے لئے آپ ان سے گھر کی صفائی کے کچھ ہلکے پھلکے کام بھی کروایئے جو وہ بآسانی کرسکیں، مثلاً ایک دن ٹیبل کی صفائی کروالیجئے، کچھ دن بعد پلنگ کی سٹنگ کروالیجئے۔ انہیں یہ کام بطور ٹاسک دیجئے اور کام مکمل کرنے کی صورت میں کوئی نہ کوئی انعام بھی دیجئے، اس طرح وہ مزید بہتر انداز میں ماحول کو صاف رکھنا سیکھیں گے اور شوق سے یہ کام کریں گے۔

۱۰...... جب آپ بچوں کو صفائی کا عادی بنا رہے ہوں، اس وقت انہیں یہ بھی بتاتے رہیے کہ صفائی نہ صرف ہمارے لئے ضروری ہے بلکہ اللہ پاک کو بھی پاکیزگی پسند ہے، ہمارے دین میں صفائی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفائی کو پسند فرماتے تھے۔ ہمارے دین میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح بچوں کو دین کی آگاہی ملتی رہے گی، لیکن یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ سمجھانے اور ترغیب دلانے میں سخت انداز ہرگز نہ ہو۔

173......بچوں کو اپنی اشیاء کی حفاظت کی ترغیب دیں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو اس بات کی تعلیم دیں کہ بیٹا! آپ نے اپنی اشیاء کی خود حفاظت کرنی ہے، آج ہر دوسرے ماہ بچوں کو چپل خرید کر دینی پڑتی ہیں، جہاں جاتے ہیں وہاں چپل چھوڑ کر آجاتے ہیں، اپنے قاعدے، سپارے کی حفاظت نہیں کرتے، کلاس میں آتے ہوئے جلدی میں چپلیں دائیں بائیں اتار دیتے ہیں، پھر چھٹی کے وقت ڈھونڈ رہتے ہیں اور اسی طرح اپنا قاعدہ، سپارہ مخصوص جگہ پر نہیں رکھتے پھر تلاش کرتے رہتے ہیں، والدین کو چاہیے کہ بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! مسجد میں جائیں تو چپل ایک طرف رکھیں، بہتر ہے شاپر میں ڈال کر رکھیں، آپ اپنی ہر ہر چیز کی خود حفاظت کریں۔

174......فلموں اور ڈراموں کے دس معاشرتی نقصانات

۱......فلموں میں فحاشی و عریانی کے مناظر نے بچوں کے افعال و کردار اور ان کے اذہان کو پراگندہ کر دیا ہے۔

۲......فلموں نے بچوں کو ذہنی و جسمانی اور دیگر کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔

۳......بچوں نے فلمی اداکاروں کو اپنا آئیڈیل بنا لیا ہے۔اس وجہ سے وہ وہی کام کرنا پسند کرتے ہیں جو ان کے ہیرو نے کیا ہوتا ہے۔ وہ خود کو ہیرو تصور کرتے اور اسی طرح اپنے آپ کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

۴......تشدد، قتل اور جارحیت پر مبنی ایکشن فلمیں بچوں کی سوچ اور رویوں میں سرایت کر چکی ہیں۔اس سے ان میں عدم برداشت اور جرائم کا عنصر پروان چڑھا ہے۔ایسی فلمیں دیکھ کر وہ بہادر بننے کی کوشش کرتے ہیں اور نتیجتاً سرعام ٹریفک سگنل توڑتے، چوریاں کرتے، بسوں کی توڑ پھوڑ کرتے اور لڑائی جھگڑا کرنا اپنی شان سمجھتے ہیں۔

۵......فلموں سے بچوں میں سگریٹ و شراب نوشی اور منشیات جیسی برائیوں کو فروغ ملا ہے۔

۶...... ہندی فلموں سے ہندوانہ کلچر تیزی سے مسلمان بچوں میں پھیلا ہے۔خوشی و غمی کی تمام رسمیں ہندوانہ کلچر سے آج ہمارے معاشرے میں رواج پکڑ چکی ہیں۔مسلمان بچے گھروں میں کھلونوں کے سامنے ہاتھ جوڑے ہندوانہ پوجا پاٹ کی ایکٹنگ کرتے نظر آتے ہیں۔

۷......خاندان میں شادی بیاہ ہو تو بچے سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ دلہا دلہن شادی میں سات پھیرے کب لیں گے؟

۸......فلموں کی وجہ سے فیشن پرستی کو رواج اور تقویت ملی ہے، یہ موجودہ دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

۹......فلموں سے بچوں میں حاکمیت کا تصور جنم لے چکا ہے، ان کی زندگی کا مقصد زیادہ سے زیادہ دولت کمانا اور دنیا کو اپنا غلام بنانا ہے۔

۱۰......فلموں نے بچوں کو اخلاقیات سے عاری کر دیا ہے، فلموں میں استعمال ہونے والی غیر معیاری زبان گالی گلوچ اور غلیظ الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے، بچے اس کی نقالی کرتے ہیں۔

175......قرآن اور سپاروں کو بے وضو اٹھانے پر تنبیہ کریں

بچہ اگر قرآن کو بے وضو اٹھائے اُسے منع کریں اور بتائیں کہ بیٹا! قرآن کو بے وضو ہاتھ نہیں لگاتے، بعض بچے بے وضو قرآن اور سپارے اٹھا لیتے ہیں، یہ قرآن کے ادب اور عظمت کے خلاف ہے، قرآن میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿لَا یَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾(الواقعة:۷۹)

ترجمہ: اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے، جب انہوں نے اپنی بہن سے قرآن مانگا، بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو، قرآن کو تو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں، لہٰذا جاؤ غسل کرو یا وضو کرو! حضرت عمر نے وضو کیا پھر ان کے سامنے قرآن پڑھا گیا اور وہ ایمان لے آئے۔[1]

176......بچوں کے سامنے اپنے والدین اور بزرگوں کا احترام کریں

بچے کے سامنے جب ماں باپ اپنے والدین کا یعنی بچے کے دادا دادی کا، بچے کی نانا نانی کا تذکرہ ادب اور احترام سے کریں گے تو بچہ بھی ادب و احترام کرے گا، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بیٹے بزرگوں کا احترام نہیں کرتے، وجہ یہ ہے کہ ہم خود نہیں

[1] أسد الغابة: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۶۴۳

کرتے، ہم خود اگر اپنے والد کا ادب واحترام کریں وہ بچہ ہم سے سیکھے گا، آج ماں باپ اپنے والدین کو بچوں کے سامنے جواب دیتے ہیں، ڈانتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، والدین کو ستاتے ہیں اور اپنی اولاد سے اچھی امیدیں رکھتے ہیں، یہ ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے؟ اللہ کا قانون ایسا نہیں، جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

انڈیا کا واقعہ ہے، انڈیا کے کسی شہر میں ایک سکھ تھا وہ بوڑھا ہوگیا اور بیٹا جوان تھا، بوڑھے کو دمے کا مرض لاحق ہوگیا، اب رات ہوتے ہی دمے کا شدید زور ہو جاتا، کھانسی اور بلغم نکلنا شروع ہو جاتی۔ چنانچہ ساری رات یہ سلسلہ جاری رہتا وہ بیچارہ خود بھی پوری رات جاگتا اور شور کی وجہ سے دوسرے بھی جاگتے۔ بیٹا سارا دن کام سے تھکا ہارا ہوتا بار بار نیند اکھڑتی تو بہت تنگ ہوتا آخر پھر سوچتا کہ کوئی بات نہیں باپ ہے، لیکن رفتہ رفتہ جب دیکھا کہ روز کا ہی قصہ ہے نہ تو یہ مرتا ہے نہ جان چھوڑتا ہے، یہ تو ساری رات جگاتا ہی ہے، ایک دن اس کو خیال آیا کہ کیوں نہ اس کا کام ختم ہی کر دوں، قریب میں ایک دریا بہتا تھا ایک دن اس نے اپنے بوڑھے باپ کو کندھوں پر اٹھایا اور دریا کی طرف چل دیا، اب باپ خاموش کچھ نہیں بول رہا کہ کہاں لے جا رہے ہو اور کیوں لے جا رہے ہو؟ بیماری کی وجہ سے ویسے ہی سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا مقابلے کی سکت نہیں تھی اور دل کا چور جانتا تھا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

چنانچہ جیسے ہی بیٹا دریا میں اترا اور پانی پنڈلیوں تک آیا اور پھینکنے کا ارادہ کیا تو باپ نے کہا: بیٹا! ذرا اس جگہ سے ہٹ کر فلاں جگہ پر مجھے پھینک دے، یہاں مت پھینک، بیٹے نے کہا: یہاں میں اور وہاں میں کیا فرق ہے؟ یہاں بھی پانی ہے وہاں بھی پانی ہے، باپ نے کہا بس میری خواہش ہے، بیٹے نے کہا پہلے مجھے بتاؤ، اس میں کیا راز ہے پھر پھینکوں گا، باپ کہنے لگا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں نے بھی اپنے باپ کو یہیں

پھینکا تھا۔

بیٹا سمجھدار تھا کہنے لگا اچھا تو یہ بات ہے فوراً دریا سے نکلا اور سیدھا واپس اپنے گھر گیا جا کر باپ کا کمرہ صاف کیا، بستر کو دھویا چادر بدلی اور صبح جب ہوئی تو اس کو ڈاکٹر کے پاس لے گیا دوا دلوائی اور بقیہ زندگی خوب اس کی خدمت کی۔

جب ہم اپنے والدین کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتے ہوں تو پھر ہم کیسے اپنے بچوں سے خدمت کی امید کر رہے ہیں؟ ❶

177......ممنوع کھیل سے منع کریں

والدین بچوں کو ممنوع کھیل کھیلنے سے منع کریں، جیسے نرد، شطرنج، کبوتر بازی، اور جانوروں کو لڑانا وغیرہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ. ❷

ترجمہ: جو شخص جوا کھیلتا ہے وہ اپنے ہاتھوں خنزیر کے خون میں رنگتا ہے، اب اس کی مرضی ہے جتنا خنزیر کا خون اپنے ہاتھوں میں لگائے تھوڑا لگائے یا زیادہ لگائے۔

ایک جگہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. ❸

ترجمہ: جس نے شطرنج کھیلا اس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی۔ (تو جوا کھیلنا حقیقت میں اللہ، اور رسول کی نافرمانی کرنا ہے۔)

❶ اولاد کی تربیت کیسے کریں: ص:۵۶

❷ صحیح مسلم: کتاب الشعر، باب تحریم اللعب بالنرد شیر، رقم الحدیث: ۲۲۶۰

❸ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی النهی عن اللعب بالنرد، رقم الحدیث: ۴۹۳۸

اسی طرح بچوں کو کبوتر بازی کے شوق سے روکیں، بعض بچے اسی میں لگے رہتے ہیں، کبوتر ایک جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ گئی تو وہاں جاتے ہیں، اس کی پیچھے لگے رہتے ہیں، اور اپنے پڑھائی کا قیمتی وقت اس میں ضائع کر دیتے ہیں، اسلئے شریعت نے اِس سے منع کیا۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانَةً. ❶

ترجمہ: ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے دوڑا جارہا ہے۔

مرغ بازی، بٹیر بازی، اور دیگر جانوروں کو لڑانے سے شریعت نے منع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح سے جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت فرمائی ہے، چاہے مرغیوں کو لڑایا جائے یا بٹیر کو، یا کتے اور ریچھ کو جس کے لڑانے کا معاشرے میں عام رواج ہے، یا کسی اور جانور کو لڑایا جائے:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ. ❷

موجودہ زمانے کے چند کھیل

پتنگ بازی: جو حکم کبوتر کے پیچھے دوڑنے کا ہے، وہی حکم پتنگ کے پیچھے دوڑنے کا ہے، یعنی ناجائز۔ حدیث میں ایسے شخص کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اور ناجائز کھیلوں کی طرح متعدد مفاسد ومضرتیں پائی جاتی ہیں اور بعض علاقوں میں خاص مواقع پر سنت منانے کے عنوان سے وہ ہلّڑ بازی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ! اس کے علاوہ قوم کا لاکھوں کروڑوں روپے محض پتنگ بازی کے نذر ہوجاتے ہیں۔ بعض اوقات چھتوں

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی اللعب بالحمام، رقم الحدیث: ۴۹۴۰

❷ سنن أبی داود: کتاب الجهاد، باب فی التحریش بین البهائم، رقم الحدیث: ۲۵۶۲

سے گر کر جان کا ضیاع بھی ہوتا ہے، کٹے ہوئے پتنگ کو زبردستی لوٹ لیا جاتا ہے بے پردگی الگ ہوتی ہے، ان امورِ قبیحہ کی وجہ سے پتنگ بازی بھی شرعی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے۔

تاش بازی: یہ کھیل بھی شرعی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے، اس لیے کہ تاش عام طور پر باتصویر ہوا کرتے ہیں۔ تاش کھیلنا عام طور پر فاسق وفاجر لوگوں کا معمول ہے۔ بالعموم جوا اور قمار کی شمولیت ہوتی ہے۔ اس کھیل میں تفریح کی جگہ پر الٹا ذہنی تکان ہوتی ہے، اگر جوے کے بغیر بھی کھیلا جائے، تو شطرنج کے حکم میں ہوکر مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ بعض احادیث میں شطرنج کی ممانعت آئی ہے۔ جو مصلحت شطرنج کو منع کرنے میں ہے، وہی بات تاش کھیلنے میں پائی جاتی ہے۔

باکسنگ، فائٹنگ: موجودہ زمانہ میں باکسنگ مُکّا بازی، بیلوں کے ساتھ کشتی، کیرم بورڈ، ویڈیو گیم۔ ان میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہیں (۱) انہماک زیادہ ہونا (۲) فرائض وواجبات سے غافل ہوجاتے ہیں (۳) وقت کا بے پناہ ضیاع ہوتا ہے (۴) اکثر کھیلوں میں ستر پوشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے (۵) سٹے بازی، جوے بازی، میچ فکسنگ لہٰذا مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے ان کھیلوں سے اجتناب کیا جائے۔

178......بچوں کو کھانے پینے، لباس اور ہدایا میں بچیوں پر ترجیح نہ دیں

ہمارے معاشرے میں دیکھنے میں یہ آیا ہے عموماً ہر چیز میں بیٹے کو ترجیح دی جاتی ہے، کھانے میں بھی پہلے بیٹے کو کھانا دیا جاتا ہے، اچھا لباس بھی ہو تو بیٹے کو پہنایا جاتا ہے، کوئی ہدایہ بھی ہو تو بیٹے کو پہلے دیا جاتا ہے، کوئی تحفہ بھی لایا جائے تو بیٹے کو پہلے نوازا جاتا ہے، خرچہ بھی دینا ہو تو بیٹے کو زیادہ دیتے ہیں بچی کو کم دیتے ہیں، یہ تقسیم نہیں ہونی ہو چاہیے، یہ دونوں آپ کے بچے ہیں، عموماً بیٹی کے دل میں والدین کی محبت

زیادہ ہوتی ہے، اس نے چند سال رہنے کے بعد دوسرے کے ہاں جانا ہے، اس لیے محبت اور تعظیم میں اس کو مقدم رکھا جائے۔

179......اولاد کے درمیان سلوک میں مساوات رکھیں

اولاد ہونے کے ناطے سب بچے برابر ہیں، والدین کو چاہیے کہ سب کے درمیان یکساں سلوک رکھیں، کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے پہلی بیوی یا پہلے شوہر کی اولاد اور موجودہ شریک حیات کی اولاد کے درمیان برابری کا سلوک نہیں کیا جاتا، یا جس بیوی سے جدائی ہو چکی ہے اس کے مقابلے میں نئی بیوی کی اولاد کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ ان کے والد نے انہیں ایک غلام ہبہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ آپ کو گواہ بنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ'' اپنی تمام اولاد کو تم نے ہبہ کیا؟ عرض کیا نہیں، فرمایا: ''فَارْدُدْهُ'' پھر یہ (غلام بھی) واپس لے لو۔ ❶

کچھ مائیں ظالم بن جاتی ہیں، شوہر کی پہلی اولاد پر ظلم کرتی ہیں، بات بات پر ڈانٹتی ہیں، گھر کا سارا کام کاج ان سے کرواتی ہیں، اپنی اولاد کو کام کی زحمت نہیں دیتیں، وہ اولاد دن رات پڑی سوئی رہتی ہے، ان سے کام نہیں کروایا جاتا، اپنی اولاد ہی کا کہنا مانتی ہیں، یہ ظلم ہے، پھر ایسی ظالم عورتیں اللہ تعالی کی گرفت میں آتی ہیں۔

سوتیلی اولاد کو زہر دے کر ہلاک کرنے والی ظالم عورت پر اللہ کی گرفت

ضلع مانسرہ کے ایک دیہاتی علاقے میں ایک گھرانہ تھا، میاں بیوی اور تین بچوں پر مشتمل یہ گھرانہ بڑی خوشحال زندگی گزار رہا تھا، قحط سالی کا دور دورہ تھا لیکن عام قحط

❶ صحیح مسلم: کتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، رقم الحديث: ۱۶۲۳

کے باوجود یہ گھرانہ اچھے حال میں تھا، اللہ کا فیصلہ کچھ اس طرح ہوا کہ اس گھر کی عورت کا انتقال ہوگیا اور تینوں بچے ماں کی مامتا سے محروم ہوگئے، بڑی لڑکی کی عمر تقریباً سات سال ہوگی اور اس کے بعد والے لڑکے کی عمر تقریباً پانچ سال ہوگی اور چھوٹا بچہ جو دودھ پینے کا زمانہ کاٹ رہا تھا، ان کے والد نے کافی دوست واحباب کے مشورے سے دوسری شادی کا پروگرام بنایا اور جگہ کا انتخاب کرنے لگے، بالآخر ایک جگہ رشتہ طے ہوگیا، وہ عورت بیوہ تھی، اس کے دو بچے بھی تھے، نکاح ہونے کے بعد وہ عورت دونوں بچوں سمیت اس شخص کے گھر آ گئی، پہلے شوہر کا واقعہ مرگ بھی ایک عجیب دردناک و دلخراش منظر پیش کرتا ہے، اس عورت نے اپنے خاوند کو چھپکلی کھانے میں ملا کر کھلائی اور وہ آدمی موقعہ پر ہی ہلاک ہوگیا، بہرحال اس ظالم عورت نے ادھر دوسرے شوہر کے گھر آ کر بھی ایک عجیب دردناک فعل کا ارتکاب کیا وہ اس طرح کہ اپنے موجودہ شوہر کو ہر وقت پریشان کرنا شروع کر دیا، کبھی کہتی کہ ان بچوں کو میرے سامنے سے دور کر دو، کبھی کہتی کہ میں ان بچوں کو زہر دے کر ماردوں گی، خاوند بے چارہ اب مجبور تھا کچھ فیصلہ نہ کر سکا۔

ایک دن موقع پا کر اس عورت نے خاوند کی غیر موجودگی میں چائے کے پیالی میں زہر ملا کر ان تینوں کو پلادی، جو بڑا بچہ تھا وہ انتہائی خوبصورت تھا اور انتہائی خوش اخلاق تھا، اس زہر آلود چائے کے ساتھ موقع پر ہی ہلاک ہوگیا اور بڑی لڑکی کو قے آئی اور وہ قے کرتی رہی یہاں تک کہ زہر کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی، والد کے آنے پر اس کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا اور اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ وہ بچ گئی اور وہ دودھ پیتا بچہ بھی اللہ نے بچا دیا اور پھر ان دونوں کو اس ظالم عورت سے جدا کر کے بچوں کی دادی کے حوالے کر دیا، اور دادی جو انتہائی نیک تہجد گزار عورت تھی، اس نے ان بچوں کی اس

طرح پرورش کی کہ ان بچوں کو کبھی بھی ماں کی یاد نہیں آئی، آج یہ دونوں جوان ہیں، شادیاں ہوگئی ہیں اور خوشحال ہیں لیکن اللہ نے اس ظالم عورت کے ظلم کا بدلہ اس طرح لیا کہ اس کا نوجوان بیٹا جو اس خاوند سے اس کے بطن سے پیدا ہوا، گاڑی سے گر کر اچانک موت کی وادی میں پہنچ گیا اور اس عورت کو اللہ نے ایک ایسی سزا میں مبتلا کر دیا کہ پورا جسم پھول جاتا اور سارے گھر والے اوپر چڑھ کر دباتے ہیں اور گدھے کی طرح منہ سے آوازیں نکلتیں تھیں۔

اللہ پاک ہر انسان کو ظلم سے بچائے اور اپنے قہر سے بچائے۔ ❶

180 ...... بچوں کے دوستوں اور مجلسوں پر نظر رکھیں

بچہ کن دوستوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اس پر نظر ہو، کس مجلس میں اٹھتا بیٹھتا ہے اس پر نظر ہو، اس لئے کہ بچہ اپنے دوستوں اور مجلس سے سیکھتا ہے، جیسے دوست ہوں گے کل آگے جا کر وہی طور طریقے اخلاق اور کردار اس میں آئیں گے، جس مجلس میں بیٹھے گا وہی کچھ سیکھے گا، اگر ان مجلسوں میں جس میں نشہ ہے، منشیات ہیں کل آگے جا کر یہی بچہ منشیات کا عادی بن جائے گا، نشے میں مبتلا ہو جائے گا، اچھی مجلسوں میں جائے گا تو نیک بنے گا۔

جیسے حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً. ❷

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۱۰۴

❷ صحیح البخاری: کتاب البیوع، باب فی العطار وبیع المسک، رقم الحدیث: ۲۱۰۱

ترجمہ: اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی مشک والے کے پاس سے تم بغیر فائدے کے واپس نہ ہوگے، یا تو اسے خریدو گے یا اس کی بو پاؤ گے اور لوہار کی بھٹی تیرے جسم کو یا تیرے کپڑے کو جلادے گی یا تم اس کی بدبو سونگھو گے۔

یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہوا، تب بھی کچھ تو ضرور ہوجاوے گا اور بدصحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہوجاوے گا۔

اچھے لوگوں کی صحبت کو تشبیہ دی مشک، خوشبو سے، تو انسان خوشبو نہ بھی خریدے خوشبو والے کی دکان پر بیٹھا رہتا ہے تو خوشبو اُس کو محسوس ہوتی رہتی ہے، اور برے آدمی کی مثال دی ہے جس طرح کہ لوہار کی بھٹی ہے، آدمی اگر وہاں پر چلا جاتا ہے کچھ نہ بھی خریدے تو بھی بدبو آتی رہتی ہے، تعفن بھی ہوتا ہے دھواں بھی ہوتا ہے، کوئی چنگاریاں اٹھیں تو نقصان بھی ہوتا ہے، اس لئے والدین اپنے بچوں کے دوستوں پر نظر رکھیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ:

اَلرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ. ❶

ترجمہ: کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر ایک دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

یعنی والدین دیکھیں کہ بچوں کا دل کس سے لگتا ہے، کون سا ساتھی اس کے ساتھ زیادہ وقت گزارتا ہے، اگر وہ اچھا ہے تو آپ کا بچہ بھی اچھے ہے، اگر وہ برا ہے تو تمہارا بچہ بھی برا ہے، انسان چور کے ساتھ رہے گا تو چوری نہ صحیح، ہیرا پھیری تو کرے گا، جھوٹے کے ساتھ رہے گا تو جھوٹ نہ صحیح، مبالغہ تو کرے گا۔

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب من یؤمر أن یجالس، رقم الحدیث: ۴۸۳۳

181......بچوں کو دستک دینے اور اجازت لینے کے آداب سکھائیں

بچہ اگر کسی گھر میں جائے تو اس کو دستک دینے کے آداب سکھانے چاہیں، عموماً آج کے بچے کہیں جاتے ہیں اتنے روز سے دستک دیتے ہیں اگر کوئی بچہ سو رہا ہو، یا کوئی بوڑھا یا مریض آرام کر رہا ہو تو ان کے آرام میں خلل آ جاتا ہے۔ کسی کے گھر میں جائیں پہلے دستک دیں، ہوسکتا ہے وہ لوگ کھانے پینے میں دیگر اپنے مشغولیات اور مصروفیات میں ہوں، آپ کے فوراً جانے سے ان کو تکلیف ہوگی تو دستک دینے کے بعد جایا کریں فوراً داخل نہ ہوں اور گھر کے اندرونی کمروں میں نہ جائیں، اگر دروازہ بند ہے تو انتظار کریں بغیر اجازت کے کسی گھر میں داخل نہ ہوں، اور تین دفعہ اجازت لیں، اگر اجازت نہ ملے تو واپس آ جائیں، دوسروں کے دروازے نہ توڑیں کہ وہاں کھڑے ہو جائیں جب تک یہ کھولے گا نہیں میں جاؤں گا نہیں، ایسا نہ کریں ممکن ہے وہ کسی اہم کام میں مشغول ہو۔

قرآن کریم نے تین مواقع بیان کیے کہ ان میں بغیر اجازت کے تم داخل نہیں ہو سکتے، یہ حکم تمام انسانوں کو، آزاد کو، غلاموں کو، بچوں کو سب کو یہ حکم دیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾ (النور: ۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو چاہیے اجازت طلب کرے تمہارے ماتحت اور وہ بھی جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تین اوقات میں۔

﴿مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ﴾

فجر کی نماز سے پہلے۔

فجر کی نماز سے پہلے انسان آرام کر رہا ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا اجازت

لے کر آ ؤ۔

(۲) ﴿ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِنَ الظَّهِيرَةِ ﴾

اور دوپہر کے وقت جب تم زائد کپڑے اتار دیتے ہو۔

انسان دوپہر کو قیلولہ کرتا ہے آرام کرتا ہے تو فرمایا اس وقت بھی اجازت لے کر آ ؤ۔

(۳) ﴿وَمِنْ بَعْدِ صَلاةِ الْعِشَاء﴾

اور عشاء کی نماز کے بعد۔

عشاء کے بعد انسان آرام کرتا ہے، فرمایا:

﴿ثَلاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ﴾

یہ تین اوقات تمہارے پردے کے اوقات ہیں۔

یہ پردے کے اوقات ہیں فجر سے پہلے، عشاء کے بعد اور ظہر کے بعد، اس میں جو بھی آئے اجازت لے کر آئے، یہاں تک کہ غلام ہے وہ بھی اجازت لے کر آئے، تو اس سے معلوم ہوا انسان بچوں کو آداب سکھائے دستک دینے کے، دوسرے کے گھر جانے کے، بعض ماں باپ ترغیب دیتے ہیں بیٹا دروازہ نہیں کھولا تو پتھر لے لینا، یعنی گویا جب تک وہ کھولے نہیں تو تم نے چھوڑنا نہیں ہے، تو ہم نے خود جب ان کو تربیت ایسی دی ہے تو پھر ہم کیوں دوسروں سے اس بارے میں گلہ کرتے ہیں، تھوڑی دیر تصور کیا جائے اگر ہمارے دروازے پر کوئی اس طرح دستک دے جیسے ہمارے بچے نے دوسرے کے دروازے پر دی ہے تو ہمارے دل پر کیا گزرے گی، اور اِس وقت ہماری کیا کیفیت ہوگی، تو اسی طرح دوسروں کی تکلیف کا بھی احساس کرنا چاہیے۔

182......جانوروں کو تکلیف دینے پر تنبیہ کریں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بعض بچے جانوروں کو مارتے نظر آتے ہیں، کتوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کے گلے میں رسیاں ڈال کر اُنہیں کھینچتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، والدین خوش ہوتے ہیں، ہمارا بچہ بڑا بہادر ہے، بڑا دلیر ہے، بکریوں، بھینسوں کو مارنا یہ دلیری نہیں ہے، بچوں کو بتائیں بیٹا! انسانوں کی طرح یہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں، جیسے ہم اللہ کی مخلوق ہیں یہ جانور بھی اللہ کی مخلوق ہیں، اللہ نے ہمیں بولنے کی طاقت دی اُنہیں بولنے کی طاقت نہیں دی، اُنہیں اللہ نے ہمارے نفع کے لیے پیدا کیا، ہم انہیں ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں، اِن کے دودھ سے نفع لیتے ہیں، اِن کی کھال ہمارے کام آتی ہے، جو اِن جانوروں پر ظلم کرتے ہیں دنیا میں ان کو پھر ظلم کی سزا ملتی ہے، اس لئے کسی بھی جانور پر ظلم نہ کریں، کسی کو پتھر نہ ماریں، کسی جانور کو تکلیف نہ دیں، وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں، تھوڑی دیر تصور کریں اگر آپ کو کوئی پتھر مارے آپ کے بہن بھائیوں کو مارے تو آپ پر کیا گزرے گی، خلق خدا سے مخلوق سے محبت کریں اللہ آپ سے محبت کرے گا۔ اسلافِ امت بڑی مخلوقات تو دور کی بات جن سے ہمیں نفع بھی حاصل ہوتا ہے وہ تو چیونٹی اور مکھی جیسی ادنی مخلوق کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے تھے۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا چیونٹی کے ساتھ حسن سلوک

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت شبلی رحمہ اللہ شہر سے گندم خرید کر سر پر اٹھائے اپنے گاؤں لے آئے، گھر آ کر گٹھڑی کو کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی نکل آئی جو پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑنے بھاگنے لگی، آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم کس کس عزیز سے الگ ہوئی ہوگی اس کا دل ان کی جدائی سے تڑپتا ہوگا،

ساری رات نہ سو سکے، آخر اسی طرح کپڑا باندھ کر پھر سفر کر کے جہاں سے گندم لائے تھے وہیں لاکر اسی دکان پر کپڑا کھولا اور چیونٹی کو اس کے مستقر پر پہنچایا۔ ❶

مکھی کے سیراب ہونے تک پانی نہیں پیا

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احمد چشتی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ابوحامد دوستان رحمہ اللہ مرو میں ایک دکان پر بیٹھے تھے کہ سقہ نے ان کو پانی پینے کے لیے دیا، کچھ دیر پانی کا کٹورا انہوں نے ہاتھ میں رکھا اور دیکھتے رہے، سقہ نے کہا کہ اے شیخ! پانی کیوں نہیں پیتے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے وہ سیراب ہو جائے اس وقت تک میں صبر کر رہا ہوں، کیونکہ حق تعالیٰ کے دوست کسی کی تکلیف دیکھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ ❷

183......بچوں کو چادر ڈال کر سونے کی تعلیم دیں

والدین کو چاہیے کہ جب بچے بارہ تیرا سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں چادر ڈال کر سونے کی تعلیم دیں، بعض بچوں اور بچیوں میں یہ عادت اچھی نہیں کہ وہ سوتے ہیں تو بعض اپنی قمیص وغیرہ اتار دیتے ہیں اور اپنے اوپر کوئی چادر وغیرہ نہیں ڈالتے، تو بچہ جب سویا ہوا ہوتا ہے تو ایک کروٹ پر نہیں ہوتا، معلوم نہیں وہ کس حالت میں سویا ہے، تو والدین ایک باریک چادر لے کر ان کے جسم پر ڈالیں، خاص طور پر بچیوں سے اس کا اہتمام کروائیں۔ اور گرمی ہو یا سردی ہلکی پھلکی چادر وغیرہ ڈالنے کی عادت بنائیں۔

184......بچوں کی دنیاوی تعلیم سے زیادہ دینی تعلیم کی فکر کریں

آج کے والدین اپنا سارا جمع پونجی بچوں کی دنیاوی تعلیم پر لگاتے ہیں، اس تعلیم کی

---

❶ بوستان فارسی: ص ۵۷

❷ نفحات الانس مترجم: ص ۱۱۰

خاطر دوسرے مغربی ممالک بھیجتے ہیں، کئی کئی لاکھ روپے ایک سال کے بھرتے ہیں، ماہانہ کئی کئی ہزار روپے فیس دیتے ہیں، صرف دنیا کی خاطر کل کو یہ بیٹا کچھ کما کے دیگا، ہمارا سہارا بنے گا، دوسرا بیٹا مدرسہ میں پڑھتا ہے، وہاں ماہانہ سو، دوسو فیس دینا مشکل ہے، اور یہاں لاکھوں روپے دینا آسان ہے، یہاں سامنے مال دولت اور دنیا چمکتی ہوئی نظر آرہی ہے، اور اس بیٹے کا بھی یہ ہی نظریہ ہے، کیا ہوا کہ میری تعلیم پر لاکھوں روپے لگ گئے، یہ میری ایک دوسال کی کمائی ہے، ایک دوسال میں، میں یہ رقم پوری کرلوں گا، یہ ہی نظریہ لے کر وہ پڑرہا ہے، اس لیے آج یہ ہسپتال کمائی کے اڈے بنے ہوئے ہیں، بہر حال دنیاوی تعلیم دینا منع نہیں، ڈاکٹر بنانا، انجیئر بنانا منع نہیں، پہلے اُسے انسان بنائیں، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سکھائیں، ورنہ یہ ہی اولاد اس مال کی خاطر آپ کو سکھ کا سانس نہیں لینے دے گی۔

دینی تربیت نہ ہونے کے سبب نااہل اولاد نے والد کے ساتھ کیا سلوک کیا

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اولاد کی دینی تربیت کس قدر ضروری ہے، ایک صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شادی کی اور کچھ عرصہ بعد کسی بیرون ملک ملازمت کیلئے چلے گئے، اکثر ایسا ہوتا کہ سال بعد خود گھر آجاتے یا بعض اوقات بیوی بچوں کو اپنے پاس بلوا لیتے، اللہ تعالی نے دنیا کے ساتھ دین کی سمجھ بھی دی تھی، ان کی کوشش ہوئی کہ بیرون ممالک میں بھی ایسی جگہ رہائش رکھی جائے جو مسجد کے قریب ہو، ایک مرتبہ دوران رہائش مسجد قریب نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے اور مقامی حکومت کی طرف سے مسجد بنانے کی اجازت بھی نہ تھی، انہوں نے ایک پرانا کنٹینر لیکر اسی میں صفیں بچھالیں اور دیگر مقامی مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام کرلیا، بعد میں اس کنٹینر کی جگہ مسجد بن گئی، اکثر حج وعمرہ پر بھی جاتے اور بعض

اوقات بچوں کو بھی حج پر ساتھ لے جاتے ،تقریباً ساٹھ برس کے بعد ریٹائرڈ ہو کر
مستقل طور پر پاکستان آ گئے اور اپنے ہمراہ خوب مال و دولت لے آئے، تمام بچے
والدہ کی نگرانی میں دنیا کی اعلیٰ تعلیم سے تو آراستہ تھے لیکن ان کی دینی تربیت نہ ہونے
کی وجہ سے بچوں نے اپنے والد کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان کی زندگی کا یہ بھیانک
پہلو ہم میں سے ہر شخص کیلئے تازیانہ عبرت ہے اور خاص طور پر ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ
ہے جو زیادہ کمانے کے لالچ میں اپنی بیوی اور بچوں کو اکیلا چھوڑ کر بیرونِ ممالک چلے
جاتے ہیں، بچوں کی دینی تعلیم و تربیت جو کہ والدین کے ذمہ شرعی و اخلاقی فریضہ ہے،
جب اس میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اس طرف توجہ نہیں دی جاتی تو پھر اللہ تعالیٰ اسی
اولاد کو والدین کیلئے کس طرح وبال جان بنا دیتے ہیں اس کی جھلک صاحب واقعہ کی
داستان میں عیاں ہے، ساٹھ برس کی مسلسل محنت سے خوب دولت کما کر واپس آئے
دوران ملازمت بھی کئی پلاٹ اور مکانات خریدے، جس کوٹھی میں رہائش تھی وہ پہلے
ہی اپنی بیوی کے نام کر دی، بیوی بچے وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات کیلئے پیسے مانگتے اور یہ
ہزاروں روپے دیدیتے، بچوں کو مختلف کاروبار بھی شروع کر دیئے لیکن ناکامی ہوئی،
بیوی بچوں کو پیسے دے دے کر جب یہ تھک گئے اور مزید رقم دینے سے انکار کیا، تو ایک
دن بیوی نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا اور موقع ملتے ہی خاوند کو
رسیوں سے باندھا اور منہ پر پٹی زبردستی جیب سے خزانہ کی چابیاں نکال لیں اور سیف
کھول کر تمام سونا و دیگر نقدی اور ضروری کاغذات اٹھا لئے اور انہیں فارغ کر کے گھر
سے نکال دیا چونکہ گھر بیوی کے نام تھا، اس لئے یہ خاموشی سے اپنی ایک شادی شدہ بیٹی
کے پاس چلے گئے، بیٹی نے بھی اپنے پاس اسلئے رہائش دی کہ والد کے پاس جو کچھ
مال بچا ہوا ہے اسے ہتھیا لیا جائے، اپنے گھر کی ضروریات بتا بتا کر لاکھوں روپے خرچ

کر دیئے، دوسری بیٹی نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی خاموش نہ رہ سکی اس نے مطالبہ کر کے والد کو اپنے پاس ٹھہرالیا اور ہزاروں لاکھوں روپے گھر کی ضروریات کیلئے خرچ کر ڈالے، دوسرے بیٹے نے جب دیکھا کہ والد صاحب کو لوٹنے میں میری بہنیں مجھ سے سبقت لئے جارہی ہیں تو اس نے والد کو سمجھایا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے خدمت کا موقع دیں، شادی شدہ بیٹیوں کے گھر آپ کا رہنا مناسب نہیں، بیٹے کی بات مان کر وہ اس کے پاس رہائش پذیر ہوگئے، اس بیٹے کی رہائش علیحدہ تھی پہلے سے ایک مکان اس کی ملکیت کر چکے تھے۔ اس بیٹے نے بھی لاکھوں روپے خرچ کرادیئے، یوں والد کے پاس جو جمع پونجی تھی وہ بیٹیوں اور بیٹے نے خرچ کرادی۔

اس عرصہ میں وہ بیٹا جس نے ماں کی مدد سے والد کو باندھا تھا وہ ایسی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوا کہ دنیا بھر کے ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے، اس کے دماغ میں کوئی ایسا درد اٹھا کہ دیکھنے والے تڑپ جاتے، بدنصیب نوجوان بیٹے کی حالت دیکھ کر والد نے اس کی زیادتیوں کو فراموش کر دیا اور اس کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ کئے لیکن تدبیر پر تقدیر ہی غالب رہی اور اسی کربناک حالت میں اس بیٹے کا عین جوانی ہی میں انتقال ہوگیا، کچھ عرصہ بعد اہلیہ کو فالج ہوا تو اس کے علاج پر بھی بے دریغ روپے بہائے کہ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا لیکن پھر بھی میری رفیقہ حیات ہے، جب اہلیہ کی حالت کچھ درست ہوئی تو ان کے دل میں شدید تقاضہ ہوا کہ عمرہ کیلئے جانا چاہیے، زندگی کے یہ نشیب وفراز دیکھ کر ویسے بھی دل دنیا سے اچاٹ ہو چکا تھا، عمرہ پر جانے سے پہلے دوست احباب کو دعا کیلئے کہا اور خواہش ظاہر کی کہ اب جی چاہتا ہے کہ وہیں میرا انتقال ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے وہاں کی تدفین نصیب فرمادیں، بالآخر عمرہ پر گئے تو کچھ دنوں کے بعد وہیں ان کا انتقال ہوگیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ماشاء اللہ خود دیندار تھے اس لئے آخری سفر نہ صرف بخیر و عافیت ہوا بلکہ قابلِ رشک ہوا، لیکن اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے اولاد نے والد کے ساتھ جو سلوک کیا یہ ہمارے لئے درس عبرت ہے۔

تعلیم اور تربیت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ بچے کو اسکول اور کالج بھیج کر ہم اس کے تربیتی تقاضے پورے نہیں کر رہے بلکہ علمی تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ ❶

دینی اور انگریزی تعلیم کا فرق

لاہور (نمائندہ خصوصی) بستی سیدن شاہ اپر مال میں ایک اسکول ٹیچر نے غربت سے تنگ آکر خود کو پھانسی دے کر خودکشی کر لی، پولیس نے رپورٹ درج کر کے نعش پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوادی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ متوفی ۴۰ سالہ انوار الحق گورنمنٹ ہائی اسکول باغبانپورہ میں سیکنڈ شفٹ میں دسویں جماعت کے بچوں کو پڑھاتا تھا، اس کی تین جوان بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ قلیل تنخواہ میں گھر کی گزراوقات نہ ہوتی تھی، اس نے اپنے مختلف دوست احباب سے قرضہ لے رکھا تھا جو اس سے واپسی کا تقاضا کرتے تھے۔ دو تین ماہ قبل غریب اسکول ٹیچر نے کاروبار بھی کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کا سامنا ہوا۔ ❷

اس جیسی بہت سی خبریں آئے دن اخبارات میں ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں، لیکن اس کے برخلاف یہ خبر نظر سے نہیں گزرتی کہ فلاں مدرسہ کے دینی طالب علم یا فلاں مسجد کے مؤذن یا امام و خطیب نے غربت سے تنگ آکر خودکشی کر لی، حیرت ہے کہ اس کے باوجود لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اپنی اولاد کو دین نہ سکھاؤ ورنہ یہ کھائیں گے پئیں گے کہاں سے، اور ان سے شادی بیاہ کون کرے گا۔

---

❶ عجیب و غریب واقعات: ص ۱۹۱ تا ۱۹۳

❷ روزنامہ نوائے وقت ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء

185......بچوں کو خدمت خلق کی تعلیم دیں

والدین بچوں کو خدمت خلق کی تعلیم دیں، بیٹا! کوئی معزور، کوئی بوڑھا انسان خدمت کا محتاج ہو تو اس کی خدمت کرنی چاہیے ،ضرورت مند ہو تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر خدمت کی جائے ،کوئی معزور یا بوڑھا شخص دوران سفر بس میں کھڑا ہو تو اس کو اپنی سیٹ پر بٹھانا چاہیے، آج ہوتا کیا ہے بس میں سیٹ کے لیے لڑائی ہوتی ہے، ہر ایک کوشش کرتا ہے میں بیٹھ جاؤں، مجھے جگہ مل جائے، جب والدین کی طرف سے تربیت نہیں ہوگی، پھر بس نہیں ہر جگہ یہ ہی جھگڑے کی صورت پیش آئے گی ،جن بچوں کے والدین نے تربیت کی ہوتی ہے، وہ معزور اور بزرگ کو چڑتے دیکھ کر فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ جاتے ہیں، اسے اپنی جگہ پر بٹھاتے ہیں، جب بچوں کی صحیح تربیت ہوتی ہے پھر یہ بچے ہر جگہ لوگوں کے لیے راحت اور آسانی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی کمر پر بوریوں کے نشانات

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوا تو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اہل مدینہ میں سو گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ حضرت جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کی کمر پر وہ نشانات دیکھے جوان تھیلوں کی وجہ سے پڑ گئے تھے جنھیں راتوں کو وہ مساکین کے پاس لے جاتے تھے۔

حضرت عمرو بن ثابت ر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب علی بن حسین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا اور لوگ ان کو غسل دینے لگے تو ان کی کمر پر نشانات دیکھے، تو پوچھا یہ کیا ہے؟

فَقِيلَ كَانَ يَحْمِلُ جُرُبَ الدَّقِيقِ لَيْلًا عَلَى ظَهْرِهِ يُعْطِيهِ فُقَرَاءَ أَهْلِ

الْمَدِينَةِ. ❶

ترجمہ: تو بتلایا گیا آٹے کے تھیلے کمر پر لادتے اور فقراء مدینہ میں تقسیم کرتے تھے اس کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں۔

مولانا مظفر حسین کاندہلوی رحمہ اللہ کا ایک اجنبی بوڑھے شخص کا سامان اٹھانا

ہمارے اسلاف خدمت خلق کا بڑا جذبہ رکھتے تھے، مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے، ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لئے جارہا تھا، بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے مشکل سے چلتا تھا۔ مولوی مظفر حسین صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے وہ بوجھ لے لیا اور جہاں وہ جانا چاہتا تھا پہنچا دیا۔

اس بوڑھے نے اُن سے پوچھا کہ جی تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بھائی میں کاندھلہ میں رہتا ہوں، اس نے کہاں وہاں مولوی مظفر حسین بڑے ولی ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں، غرض بہت تعریفیں کیں، مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ اور تو اس میں کوئی بات نہیں ہے ہاں نماز تو پڑھ لیتا ہے، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کو ایسا مت کہو، مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ٹھیک کہتا ہوں۔ وہ بڈھا ان کے سر ہوگیا، اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو مولوی مظفر حسین کو جانتا تھا، اس نے اس بڈھے سے کہا بھلے مانس، مولوی مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا اُن سے لپٹ کر رونے لگا، مولوی صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔ ❷

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: زين العابدين على بن الحسين، ج۳ص ۱۳۶

❷ حکایات اولیاء: ص:۱۴۲

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اور خدمت خلق

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کی ایک رات میں حضرت مفتی صاحب بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون کے اسٹیشن پر اترے، قصبہ اسٹیشن سے کافی دور تھا، درمیان میں کھیت اور غیر آباد زمینیں تھیں۔ بجلی بھی نہیں تھی رات کے وقت قلی یا سواری ملنا ناممکن تھا۔ چند مسافر ہوتے جو اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے گاڑی حسب معمول رکی اور روانہ ہو گئی، جنگل اور اندھیری رات، اسٹیشن سے قیام گاہ تک آمد و رفت عموماً پیدل ہوتی تھی۔ حضرت مفتی صاحب تنہا تھے سامان بھی ساتھ نہ تھا۔ اچانک آواز آئی قلی قلی یہ آواز بار بار آ رہی تھی، اب اس میں گھبراہٹ بھی شامل ہو گئی تھی کوئی صاحب مع اہل و عیال اسی گاڑی سے اترے قلی ہو تو ملے وہاں ایسا قلی نہ تھا جو آبادی تک سامان پہنچا دے، یہ مفتی صاحب کے ایک واقف کار تھے اور عقیدت مندانہ ملتے تھے مفتی صاحب سے اپنا بوجھ اٹھوانے پر ہرگز راضی نہ ہوتے یا عمر بھر ندامت کے بوجھ میں دبے رہتے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: کہ میں نے جلدی سے سر پر رومال لپیٹ کر اوپر سے چادر ڈالی اور مزدورانہ ہیئت میں تیزی سے پہنچ کر کہا: سامان رکھواؤ کہاں جانا ہے؟

انہوں نے مختصر پتہ بتا کر سر پر سامان لادنا شروع کر دیا پہلا بکس ہی اتنا بھاری تھا کہ مفتی صاحب نے کبھی نہ اٹھایا تھا۔ اس پر دوسرا بکس رکھا تیسرا عدد اور مفتی صاحب کی بغل میں تھمانا چاہتے تھے، مفتی صاحب نے دونوں ہاتھوں سے بمشکل ان بکسوں کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ: حضور میں کمزور آدمی ہوں زیادہ نہیں اٹھا سکتا یہ تیسرا عدد آپ سنبھال لیں، یہ مختصر قافلہ روانہ ہوا بوجھ سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی اس کمزوری کو ٹارچ (بیٹری) نے چھپا لیا تھا جو انہیں راستہ دکھا

رہی تھی اور مفتی صاحب کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتی تھی، ان کی قیام گاہ سامان اتارا وہ یہ کہہ کر ذرا اندر گئے کہ ابھی آ کر پیسے دیتے ہیں، حضرت مفتی صاحب وہاں سے غائب ہو گئے۔ اگلے دن وہ صاحب خانقاہ میں حسب سابق بڑی تعظیم سے ملے مگر انہیں کیا معلوم وہ ایک قلی سے مل رہے ہیں۔ ❶

186......بچوں کو دنیا سے بے رغبتی سکھائیں

والدین بچوں کو دنیا کی زیب زینت کا عادی نہ بنائیں، بچوں کے سامنے ہر وقت اچھے کپڑوں کا تذکرہ، اچھے کھانوں کا تذکرہ، اچھے گھر کا تذکرہ، زیب زینت کا تذکرہ، مال دولت کا تذکرہ، گھر میں والدین کا اس موضوع پر بات کرنے سے بچہ یہ سمجھتا ہے کہ زندگی کا مقصد اور کامیابی یہی ہے کہ اچھے کپڑے مل جائیں، اچھا کھانا مل جائے، اچھا اور خوبصورت گھر مل جائے، بچپن سے ہی اسے دنیا کا دلدادہ بنایا دیا، جبکہ کہ بچوں کے سامنے دنیا کی بے رغبتی کا تذکرہ کیا جائے، ہم اس دنیا میں مسافر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. ❷

ترجمہ: دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک اجنبی آدمی یا مسافر رہتا ہے۔

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کہا: یارسول اللہ! ایسا عمل بتائیں کہ اللہ بھی مجھ سے محبت کرے، ساری کائنات کے انسان بھی مجھ سے محبت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ عجیب وغریب واقعات: ص۵۶، ۵۷

❷ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: کن فی الدنیا......الخ، رقم الحدیث: ۶۴۱۶

اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِیمَا فِی أَیْدِی النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ. ❶

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، دنیا والوں کے ہاتھ میں جو پیسہ دولت ہے اس کی طرف توجہ نہ کرو وہ بھی تم سے محبت کریں گے۔

تو ہم اپنے اولاد کو صحابہ اور صحابیات کے واقعات سنائیں کہ وہ دنیا سے کس قدر بے رغبت تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے اجتناب

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کی ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر عجیب عمدہ کھانے لائے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

وَالَّذِی نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهِ، لَئِنْ خَالَفْتُمْ عَنْ سُنَّتِهِمْ لَیُخَالِفَنَّ بِکُمْ عَنْ طَرِیقَتِهِمْ. ❷

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانے پینے کی لذتوں سے کوسوں دور

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے اور ابلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے نیچے اتار رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ۔ عقبہ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اپنے کھانے پینے اور پہننے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا،

---

❶ سنن ابن ماجة: کتاب الزهد، باب الزهد فی الدنیا، رقم الحدیث: ۴۱۰۲

❷ الزهد والرقائق لابن المبارک: باب ما جاء فی الفقر، ص ۲۰۳، الرقم: ۵۷۸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيُحكَ آكُلُ طَيِّبَاتِيُ فِيُ حَيَاتِي الدُّنيَا وَأَستَمتِعُ بِهَا. ❶

ترجمہ: افسوس تم پر! کیا میں دنیا کی زندگی عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں میں گزار دوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دنیا سے بے رغبتی

مسجد آخر تک بھری ہوئی تھی، لوگ سوالیہ نظروں سے باہم تبادلہ خیالات کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، وہ کہاں ہیں؟ چند لمحوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں سے معذرت خواہی کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا حَبَسَنِي غَسلُ ثَوبِي هَذَا كَانَ يُغسَلُ وَلَم يَكُن لِي ثَوبٌ غَيرُهُ. ❷

ترجمہ: میں اصل میں اپنے یہ کپڑے دھو رہا تھا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں تھا، اس وجہ سے مجھے تاخیر ہوگئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا اپنے بیٹوں کو دنیا سے بے رغبتی کا سبق دینا

خلفاء بنو عباس میں سے ایک خلیفہ نے اپنے زمانہ کے بعض علماء سے یہ خواہش کی کہ آپ کچھ ایسے اہم اور مؤثر واقعات لکھ بھیجے جنہیں آپ نے خود دیکھا ہو یا سنا یا پڑھا ہو، اس خواہش کی تکمیل میں ایک عمر رسیدہ عالم نے لکھا کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو دیکھا ہے، جب یہ مرض موت میں مبتلا تھے تو کسی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ نے اس مال کو اپنے بیٹوں سے دور رکھا ہے، یہ فقیر و بے نوا ہیں، کچھ تو ان کے لئے چھوڑنا چاہیے تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کو بلایا

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۲۹۶

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ص ۱۰۲، الرقم : ۶۵۵

جن کی تعداد دس تھی، جب یہ حاضر ہوئے تو رونے لگے پھر مخاطب ہو کر فرمایا:

يَا بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا مَنَعْتُكُمْ حَقًّا هُوَ لَكُمْ، وَلَمْ أَكُنْ بِالَّذِي آخُذُ أَمْوَالَ النَّاسِ فَأَدْفَعُهَا إِلَيْكُمْ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ أَحَدُ رَجُلَيْنِ: إِمَّا صَالِحٌ، فَاللَّهُ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ، وَإِمَّا غَيْرُ صَالِحٍ، فَلَا أَخْلُفُ لَهُ مَا يَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ، قُومُوا عَنِّي. ❶

ترجمہ: میرے بیٹو! جو تمہارا حق تھا وہ میں نے تم کو پورا پورا دے دیا ہے، کسی کو محروم نہیں رکھا اور لوگوں کا مال تم کو دے نہیں سکتا، تم میں سے ہر ایک کا حال یہ ہے کہ یا تو وہ صالح ہوگا تو اللہ تعالیٰ صالح بندوں کا والی اور مددگار ہے، اور غیر صالح کے لئے میں کچھ چھوڑنا نہیں چاہتا کہ وہ اس مال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مبتلا ہوگا، اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: بس تم سب جاؤ اتنا ہی کہنا چاہتا تھا۔

ایک عالم نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک بڑے فرماں روا اور ایک وسیع مملکت کے مالک تھے، اس کے باوجود ان کی اولاد کو ان کے ترکہ میں سے بیس بیس درہم سے بھی کم ملے، لیکن بعد میں، میں نے دیکھا کہ ان کے یہ لڑکے سو سو گھوڑے فی سبیل اللہ دیتے تھے تاکہ مجاہدین اسلام ان پر سوار ہو کر جہاد کریں۔ عالم نے اس کے بعد لکھا کہ میں نے اس کے برعکس بعض ایسے فرماں رواؤں کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے اپنا ترکہ اتنا چھوڑا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد جب لڑکوں نے باہم تقسیم کیا تو ہر ایک کے حصہ میں چھ چھ کروڑ اشرفیاں آئی تھیں، لیکن میں نے ان لڑکوں میں سے بعض کو غیر صالح ہونے کی وجہ سے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ترکہ کا کثیر مال لہو ولعب اور اسراف وفضول خرچی میں ضائع ہوگیا اور وہ لوگوں کے سامنے

---

❶ السياسة الشرعية: القسم الثاني، ص ۹

بھیک مانگا کرتے تھے۔ ❶

ایک دفعہ مروان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت کم وقت ایسا ہوتا کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی، جب بھی کھالوں تو مجھے رونا آتا ہے تو میں روتی ہوں، مروان نے پوچھا: کیوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، فَوَاللَّهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر گئے تھے، اللہ کی قسم! کبھی گندم کی روٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک اللہ سے جا ملے۔

187......بچوں کو آتش بازی اور فضول اشیاء کے خریدنے کے لئے رقم نہ دیں

بچوں کے بگاڑ کا ایک سبب یہ بنتا ہے کہ جب والدین اُنہیں خرچہ بے تحاشہ دیتے ہیں، ضرورت سے زائد دیتے ہیں اور اُنہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا ان پیسوں سے آتش بازی کا سامان خرید رہا ہے، بچہ ان پیسوں کو لایعنی کاموں میں خرچ کر رہا ہے پھر بھی ماں باپ دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں، یا اس کی اِن حرکتوں کو دیکھ کر مسکراتے نظر آتے ہیں، عموماً ایسا شادی بیاہ میں، رسم و رواج میں، شب برأت کی رات میں یا اسی طرح نئے سال کی رات یعنی 31 دسمبر گزرنے کے بعد یکم جنوری کی رات میں عموماً آتش

❶ السياسة الشرعية: القسم الثاني: الأموال، ص ۹

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۵۱، رقم الحديث: ۹۹۳۶

بازی زیادہ ہوتی ہیں،تو بچے اپنے ماں باپ سے پیسے لیتے ہیں والدین کو معلوم بھی ہوتا ہے پھر بھی وہ دے دیتے ہیں اس سے بچے کی عادت بگڑ جاتی ہے،فضول خرچی اس کی زندگی میں آجاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ ایسی حرکت ہے جس میں کوئی حرج نہیں،ورنہ والدین مجھے منع کر دیتے،تو ابتداء میں بچہ اِنہی چیزوں کو استعمال کرتا ہے، پھر آگے آگے بڑھتے بڑھتے پھر وہ بڑے بڑے آلات اور بڑے بڑے ایسی چیزوں کا استعمال اپنی زندگی میں لے آتا ہے جو دوسروں کے خون خرابے کا،اُن کے مال کے لوٹنے کا اور ان کی جانوں کے ضیاع کا سبب بن جاتا ہے۔

188......بچوں کے سامنے سنجیدہ اور باوقار رہیں

والدین بچوں کے سامنے بے شرمی والی حرکات نہ کریں،کبھی کبھی والدین سے ایسی کئی افعال ہو جاتے ہیں جو بچوں کے ذہن پر غلط تاثر چھوڑ جاتے ہیں کیونکہ مانا جاتا ہے کہ بچوں کا ذہن ایک کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اور اس کورے کاغذ پر کچھ بھی لکھا جاتا ہے تو وہ ہمیشہ کیلئے نقش ہو جاتا ہے،یاد رہے کہ بچپن کی باتیں اور عادتیں آسانی سے ہمارے دماغ سے نہیں جاتیں،اگر وقت پر ان چیزوں پر توجہ نہ دی جائے تو ہماری یہ غلطیاں آگے چل کر ہمارے بچوں کے تابناک مستقبل میں رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہیں۔

189......بچوں کو برداشت اور صبر و تحمل کی تعلیم دیں

والدین بچوں میں برداشت کا مادہ پیدا کریں،صبر تحمل سکھائیں،خود والدین بھی برداشت اور صبر و تحمل والی زندگی اختیار کریں،بچے والدین سے سیکھتے ہیں،پریشانی اور مصیبت کے وقت والدین جس رویہ کو اختیار کرتے ہیں پھر بچے بھی اسی روش پر چلتے ہیں،آج بیٹے کو کچھ ہو جائے،بیمار ہو جائے،چوٹ آجائے تو فوراً شوہر کو فون کیا جاتا ہے،جہاں کہیں ہو گھر پہنچو،وہ بھاگتا بھاگتا گھر پہنچتا ہے،جبکہ ماں کے اندر صبر تحمل ہونا چاہیے،

ہر چھوٹی چھوٹی بات شوہر تک نہیں پہنچانی چاہیے، اور انہیں ہر وقت غمگین اور بے چین نہیں رکھنا چاہیے، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو آزمائشیں ہیں اور اُن حضرات نے صبر و تحمل سے کام لیا اُن کے واقعات سنانے چاہیے اور اُن کے رضا بالقضا کے واقعات سنانے چاہیے تا کہ اِن میں رضا بالقضاء اور ایمان کی پختگی آئے۔

سخت بخار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار چڑھا ہوا تھا، آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ میں نے چادر کے اوپر سے ہاتھ رکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کتنا تیز بخار چڑھا ہوا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا كَذَلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ، وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يَحُوبُهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ، كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ. [1]

ترجمہ: ہم (انبیاء) پر اسی طرح سخت تکلیف وآزمائش آیا کرتی ہیں، اور ہمارا اجر و ثواب بھی دگنا ہوتا ہے، میں نے کہا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کن پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نبیوں پر میں نے کہا: پھر کن پر؟ آپ نے فرمایا: نیک بندوں پر بعضوں پر اتنی تنگ دستی آئی تھی کہ انھیں چوغہ کے علاوہ کوئی اور چیز پہننے کو نہ ملتی تھی، لیکن تمھیں دنیا ملنے سے جتنی خوشی ہوتی ہے انھیں آزمائش اور تکلیف سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی تھی۔

---

[1] سنن ابن ماجه: كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم الحديث: ۴۰۲۴

چچا کی شہادت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و تحمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ بن عبد المطّلب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دردناک منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دردناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا، آپ نے دیکھا کہ ان کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف پر بہت صدمہ ہوا، لیکن اس کے باوجود آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا اور کوئی بدلہ نہیں لیا، البتہ یہ فرمایا کہ میرے سامنے نہ بیٹھو، تاکہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا چچا یاد نہ آئے۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹے کے انتقال پر صبر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہنے لگے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزُنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ. ❷

ترجمہ: بے شک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور دل غمگین ہیں، ہم اس پر کچھ نہیں کہتے سوائے اِس کے جس پر ہمارا رب راضی ہے، اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب، بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحدیث: ۴۰۷۲

❷ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إنا بفراقک یاابراھیم لمحزونون، رقم الحدیث: ۱۳۰۳

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا لیکن آپ کا صبر وتحمل بے مثال ہے، اور آپ کے ایک نہیں تین بیٹوں کا انتقال بچپن میں ہوا، آپ کی زندگی میں آپ کی بیٹیاں حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا، آپ کی زندگی میں آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، آپ کے غم خوار چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا، دنیا میں آنے سے پہلے والد کا انتقال ہوگیا، اور چھ سال کی عمر میں والدہ محترمہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا، آٹھ سال کی عمر میں دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا، احد میں دو دندان آپ کے شہید ہوئے، طائف میں جسم لہولہان ہوا، تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہے، خندق میں پیٹ پر پتھر باندھے، دو دو ماہ گھر میں چولہا نہیں جلا، جتنی آزمائشیں اور تکالیف آپ پر ہیں آج دنیا میں کسی پر اُس کا عشر عشیر بھی نہیں آیا، لیکن اِن تکالیف پر آپ کا صبر وتحمل بے مثال تھا، ہر آزمائش میں آپ کا رجوع الی اللہ بڑھتا گیا اور آپ کے مقام ومرتبہ میں اضافہ ہوتا گیا۔

دنیا میں مصائب بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ ہیں

ایک شخص نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، تو زمانہ جاہلیت میں ان کا ایک خاتون کے ساتھ تعلق تھا، جب اسلام لایا تو وہ خاتون سامنے آگئی، ان کی طرف اچانک نظر پڑ گئی، آگے جاتے جاتے پتہ نہ لگا، دیوار کے ساتھ پیشانی لگی اور پیشانی سے خون بہہ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کہا یا رسول اللہ! اس طرح اس خاتون پر میری نگاہ پڑ گئی تھی، زمانہ جاہلیت میں میرا اس سے تعلق تھا، اب میں نے سارے تعلقات ختم کردیئے لیکن اچانک جو نگاہ پڑی تو نگاہ اس پر پڑی اور میں آگے بڑھ رہا تھا پیشانی دیوار پر لگ گئی، آپ نے فرمایا:

أَنْتَ عَبْدٌ أَرَادَ اللّٰهُ بِكَ خَيْرًا، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ

خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ عُقُوبَةَ ذَنْبِهِ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَكَ عَلَيْهِ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: تم اللہ کے ایسے بندے ہو کہ جس کے ساتھ اللہ نے خیر کا ارادہ فرمایا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُسے اس گناہ کی سزا جلدی دے دیتے ہیں یعنی دنیا میں دے دیتے ہیں، اور جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا روک لیتے ہیں (دنیا میں نہیں دیتے) بلکہ اس کی پوری سزا اسے قیامت کے دن دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا صبر وتحمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، راستے میں اچانک ان کو خبر پہنچی کہ آپ کے اہل میں سے کسی کا انتقال ہو گیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے اترے، وضو کی حالت میں تھے، دو رکعت نماز پڑھی اور صبر کیا، کسی نے پوچھا: حضرت یہ کیوں فرمایا؟ فرمایا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرة: ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے نماز اور صبر کے ذریعے مدد طلب کرو۔

جب میرے اوپر مصیبت آئی تو میں نے فوراً اللہ کی طرف رجوع کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور وہ کیا جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فقر میں صبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶ شعب الإيمان: باب في الصبر على المصائب، ج ۱۲ ص ۲۵۴، رقم الحديث: ۹۳۵۹

❷ المستدرک على الصحيحين: كتاب التفسير، ج ۲ ص ۲۹۶، رقم الحديث: ۳۰۶۷، قال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبي

اَلْفَقْرُ وَالْغِنٰی مَطِیَّتَانِ مَاأُبَالِیْ أَیَّتُهُمَارَکِبْتُ إِنْ کَانَ الْفَقْرُ فَإِنَّ فِیْهِ الصَّبْرُ وَإِنْ کَانَ الْغِنٰی فَإِنَّ فِیْهِ الْبَذْلُ.❶

ترجمہ: فقروغنی دوسواریاں ہیں، مجھے یہ پروانہیں کہ میں ان میں سے کس سواری پرسوار ہوں گا، اگر فقر پرسواری کروں گا تو اس میں صبر ہے اور اگر غنا پرسواری کروں گا تو اس میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا بینائی کے جانے پر صبر

جب حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کی آنکھوں کی بینائی باقی نہیں تھی، لوگ ان کے آنے کی خبر سن کر دوڑے آتے تھے اور ہر شخص ان سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرتا تھا، آپ ہر شخص کے لیے دعا کرتے تھے اور دعائیں قبولیت سے بھی سرفراز ہوتی تھیں کیوں کہ مستجاب الدعوات تھے۔

عبداللہ بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نوعمر تھا، آپ کی شہرت سن کر خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تعارف کرایا، آپ نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا تو مکہ والوں کا قاری ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس کے بعد کچھ اور گفتگو ہوئی، آخر میں میں نے ان سے عرض کیا: عم محترم! آپ لوگوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، اپنے لیے بھی تو دعا کیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ بینائی عطا فرمائے، آپ میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا:

یَابُنَیَّ قَضَاءُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ عِنْدِیْ أَحْسَنُ مِنْ بَصَرِیْ.❷

ترجمہ: بیٹے! اللہ تعالیٰ کا فیصلہ میرے نزدیک بینائی سے بہتر ہے۔

---

❶إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج۴ص ۳۴۹

❷إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج۴ص ۳۵۰

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیماری میں صبر وتحمل

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، پیٹ کی بیماری میں تیس سال مبتلا رہے ہیں اور چت لیٹے رہتے تھے، کروٹ نہیں لے سکتے تھے، عین تیس برس تک چت لیٹے کھانا بھی، پینا بھی، عبادت کرنا بھی، قضائے حاجت کرنا بھی آپ اندازہ کیجئے تیس برس ایک پہلو پر پڑے رہے، اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ اتنی سخت بیماری کہ عرصہ گزر گیا کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں، تو حضرت مطرف یا ان کے بھائی علاء رحمہ اللہ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے، تو انھوں نے فرمایا: مت رو، اللہ رب العزت نے جس حال میں مجھے رکھا ہے میں اس پر راضی ہوں، پھر فرمایا میں تمہیں ایک بات بتا تا ہو جو تمہیں نفع دے گی، اور میری وفات تک اسے چھپائے رکھو، یعنی میری زندگی میں کسی کے سامنے عرض نہ کرو، پھر فرمایا کہ جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا، میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالی کی طرف سے میرے لئے عطیہ ہے، اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی، میں بھی اس پر راضی ہوں، اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ فرشتوں کی زیارت کرتا ہوں اور ان سے مانوس ہوتا ہوں، وہ مجھے سلام کرتے ہیں میں ان کے سلام کو سنتا ہوں۔ (۱)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ یہ کسی گناہ کی سزا نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش ہے جو درجات کی بلندی، خطاؤں کی معافی کے لئے ہے، اور اللہ کی طرف سے خصوصی رحمت ہے، اس لئے کہ جو سزا ہوتی ہے اُس میں حلاوت اور بشاشت نصیب نہیں ہوتی، نہ اطمینانِ قلب، رضا بالقضاء، فرشتوں کی سلامی

(۱) قوت القلوب: ذكر أحكام مقام الرضا، ج۲ ص ۷۰ / إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق، بيان حقيقة الرضا، ج۴ ص ۳۴۹

اور حاضری ہوتی ہے، عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی، غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے، تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہوجائے ملائکہ کی آمد و رفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟ اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے، حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں تسلی دی، بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تعالی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بلند درجات ہیں اور گناہوں کی معافی ہے اور قرب الہی کا ذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کے انتقال پر صبر و تحمل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سخت بیمار ہوئے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیماری سے اتنا شدید غم ہوا کہ لوگ یہ اندیشہ کرنے لگے کہ اس لڑکے کی وجہ سے آپ کو کچھ نہ ہو جائے، اس لڑکے کا انتقال ہو گیا، آپ اس کے جنازے کے ساتھ چلے، اس وقت وہ جس قدر خوش نظر آرہے تھے اتنا خوش کوئی دوسرا شخص نہ تھا، لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی؟ فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ حُزْنِىْ رَحْمَةً لَهُ فَلَمَّا وَقَعَ أَمْرُ اللّٰهِ رَضِيْنَا بِهِ. ❶

ترجمہ: میں اس کی بیماری کے دوران از راہِ شفقت و رحم تکلیف زدہ تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس بلایا تو میں اس سے راضی ہوں۔

190...... بچے کے سوالات کا جواب دیں

بچہ جب بولنا شروع کرے اس سے باتیں کی جائیں، اس کے پوچھنے پر جواب دیا جائے، بسا اوقات بچہ بار بار پوچھتا ہے، ابو جی! اسے کیا کہتے ہیں؟ یہ کیا چیز ہے؟ یہ کونسی جگہ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۴۹

ہے وہ اس وقت بولنا چارہا ہوتا ہے، سیکھنا چارہا ہوتا ہے، اس وقت اسے بتایا جائے، بار بار پوچھنے پر جواب دیا جائے، اور جب والدین بچے سے باتیں کریں تو جواب دینے کیلئے انہیں کچھ وقت دیں، کیونکہ چھوٹے بچے کو سوچنے اور سمجھنے کیلئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے، بچوں کے سامنے جب نئے الفاظ آتے ہیں تو وہ ہچکچاتے ہیں یا الفاظ صحیح طریقے سے استعمال نہیں کر پاتے۔ ایسی صورت میں ان کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے، بلکہ ان سے کہیں کہ کوئی بات نہیں یا انہیں درست الفاظ دہرا کر بتائیں۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بچے صحت منداور چاق و چوبند ہونے کے باوجود بولنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں، اس کمزوری کی تلافی والدین ہی کر سکتے ہیں، بچے کے بولنے کی استعداد بڑھانے میں والدین ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، بچہ مختلف طریقوں سے اپنے جذبات کا اظہار کرنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی مسکراتا ہے کبھی روتا ہے، اور غوں غوں کرنا یہ سب بولنے کی کوشش ہوتی ہے۔ جب بچہ غوں غوں کرنے لگے تو ماؤں کو چاہیے کہ وہ اس آواز کو سمجھیں اسے دہرائیں اور اس کے بارے میں کچھ کہیں بھی، اس طرح سے ماں اور بچے کے درمیان باہمی ربط پیدا ہوتا ہے، اگر والدین اس طرف توجہ نہ دیں، تو وہ اس عمل میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ میں یا اپنی دنیا میں مگن ہو جاتا ہے، لیکن جب بڑا ہوتا ہے تو ایسے بچے کو بولنے میں مشکلات پیش آتی ہیں، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ جو کچھ کر رہیں اس کے بارے میں بچوں کو بتاتے جائیں جب بچے کے کپڑے بدلیں یا اسے کچھ کھلائیں تو مسلسل بولیں اسے بتائیں، جب والدین کسی چیز کے ساتھ اس کا نام لیتے جائیں گے تو بچے کو معلوم ہو جائے گا کہ اس چیز کا کیا نام ہے۔ اس طرح بچے خود بھی الفاظ بولنے لگیں گے یعنی ایک طرح سے ان کے بولنے کی ابتداء ہوگی۔

191......اندھیرے میں بچوں کو باہر نہ جانے دیں

بہتر یہ ہے کہ مغرب کے بعد بچہ اگر چھوٹا ہو اسے باہر نہ بھیجا جائے، جب رات کی تاریکی شروع ہو یعنی مغرب کا وقت شروع ہو تو بچوں کو باہر جانے سے روکنے کا حکم ہے، یہ شیاطین کے منتشر ہونے کا وقت ہے، اگر اس وقت بچے باہر جائیں گے تو ان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، عموماً اندھیرے میں بچوں کا چلا جانا بہت سے خطرات کا باعث بن جاتا ہے، یا بچے خوبصورت ہوتے ہیں نظر بد کا ذریعہ بن جاتا ہے، یا کسی ایسے راستے سے گزرنے کی وجہ سے وہ سحر، جادو اور مختلف جنات کے ان کے ساتھ لگ جانے کا ذریعہ بن جاتا ہے، اس لیے بہتر ہے اندھیرے میں بچوں کو گھر میں رکھا جائیں اور ان پر مسنون دعائیں پڑھ لی جائے، تا کہ وہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہیں۔

192......بچے کو کاہل اور سست نہ بنائیں

بچے کو ابتداء ہی سے کام کا عادی بنائیں، اس سے کام کرواتے رہیں، ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ خود کام کرتے ہیں بچے کو کام کا نہیں کہتے، مہمان آیا ہے دودھ خریدنا ہے بوڑھا باپ ہے خود جائے گا، آٹھ دس سال کا بچہ اس کو نہیں بھیجے گا، بچی گھر میں موجود ہے پانی لاسکتی ہے، ماں خود لا رہی بچی کو نہیں کہہ رہی، تو جب ہم ابتداء سے بچوں کو کام کا نہیں کہتے بچے سست ہو جاتے ہیں، کاہل ہو جاتے ہیں، پھر عمر جتنی بڑھتی جائے پھر ان کو کام کا کہو تو انہیں تکلیف ہوتی ہے، وہ لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اس لئے ابتداء سے ہی بچوں پر ذمہ داری ڈالی جائے، پانچ سال کی عمر ہوئی اب ان پر ذمہ داری ہو وہ گھر کے چھوٹے موٹے کام کریں اور اگر کسی کام کے اندر توقف کریں تو ان کی سرزنش ہو، اور انہیں بتایا جائے تا کہ یہ بوجھ اُن پر آئے، آج دیکھنے میں آتا ہے بچے کو کسی کام کا کہو وہ کسی اور کو بھیج دیتا ہے وہ آگے تیسرے کو بھیج دیتا ہے، گھنٹوں وقت

گزر جاتا ہے مہمان انتظار میں ہوتے ہیں اور دودھ گھر میں پہنچا نہیں، تو اس کی وجہ کیا بنی ہم نے ابتداء سے بچے کو سست اور کاہل بنا دیا۔

193......بچوں کے سامنے غیر مہذب الفاظ کا استعمال نہ کریں

والدین کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بچہ کاپی کرتا ہے، باپ کے تکیہ کلام کو بار بار دہراتا ہے، وہ الفاظ بچے کو بھلے معلوم ہوتے ہیں، بچہ بولنے کے ساتھ ساتھ زندگی کا ایک اور انمول سبق سیکھتا ہے اور وہ ہے، آپ کے نقشے قدم پر چلنا، بحیثیت والدین، آپ کو ہمیشہ ایک چیز کا دھیان رکھنا چاہیے کہ آپ کبھی بھی جانے انجانے میں اپنے بچوں کے سامنے غلط الفاظ کا استعمال نہ کریں۔ کیونکہ بچے بہت جلدی بولنا سیکھتے ہیں اور اگر وہ آپ کو اس کا استعمال کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ سوچتے ہیں کہ اس کا استعمال کرنا اچھا ہے اور پھر بچے بھی اسی زبان کو اپنانے لگتے ہیں جس کے سبب آپ کو شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔

194......بچے کو لعن طعن سے بچائیں

بچوں کو لعن طعن سے بچائیں، اِن پر سب وشتم نہ کریں، عموماً ماں باپ ابتداء سے بچے پر لعنت کرتے ہیں، کہتے ہیں یہ بچہ منحوس ہے، یہ لعنتی ہے، یہ بڑا بدبخت ہے، مختلف جملے کہتے رہتے ہیں تو بچے کے اندر جو صفات تھیں اس کے آگے بڑھنے اور بڑھوتری کی وہ ضائع ہو جاتی ہیں، اس لئے لعن طعن نہیں کرنا چاہیے، بچے کو دعائیں دینی چاہیے، بات بات پر بچے کو دعا دو، پہلے ہوتا یہ تھا کہ اگر کوئی کام کر لیتا بزرگ بھی دعائیں دیتے ، اللہ تجھے سیدھے راستے پر چلا لے، تیرے رزق میں اللہ برکت دے دے، تیرے مستقبل کو اللہ روشن کرے، اللہ مال، جائیداد اور اولاد میں برکت دے، آج ہم دعا

کے معاملے میں بڑے بخیل ہیں، بد دعا کے معاملے میں بڑے سخی ہیں، بد دعا دینی ہوتو ایک ساتھ چار چار دیں گے، کوئی خیر کا کام کر لے دعا نہیں دیتے اور بد دعا دینی ہوتو معمولی عذر تلاش کر لیتے ہیں، معمولی ذرے کو پہاڑ بنا دیتے ہیں اور کئی بد دعائیں دے دیں گے اور اگر اس میں کوئی اچھی صفت ہوتو دعا نہیں دیتے، تو ہونا یہ چاہیے کہ بچے کو لعن طعن نہ کیا جائے کوئی اچھی صفت نظر آئے تو دُعا دی جائے۔

195......بچے کو ناک صاف کرنے کا طریقہ سکھایا جائے

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بچہ اگر کسی مجلس میں آ جائے، یا کہیں مسجد میں وضو کرنے کے لیے جائے تو اسے وضو کرنے کا طریقہ، صفائی ستھرائی کا طریقہ نہیں آتا، جس کی وجہ سے کسی مجلس کے اندر آدمی بیٹھا ہو باوقار مجلس ہو اور بچے کی ایسی حالت ہوتو خود اپنے اوپر بھی شرمندگی ہوتی ہے، اس لیے بہتر ہے آدمی جب مجالس میں اولاد کو لے کر جائے اُنہیں صفائی ستھرائی کے آداب بھی سکھائے، ہر مجلس کے اندر باوقار لوگ ہوتے ہیں، اُن کی نشست و برخاست اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ الگ ہوتا ہے، دیکھنے میں آتا ہے بچے آتے ہیں اور مہینوں گزر جاتے ہیں ان کے دانتوں کی صفائی نہیں ہوتی، ناک کی صفائی نہیں ہوتی، بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں، میل کچیل جسم پر ہوتی ہے، تو انسان اپنے ساتھ لے آتا ہے اور کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تعارف کراتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے اس آدمی کی شخصیت میں صفائی نہیں ہے، اس میں تحمل مزاجی، برداشت، عفو درگزر اور زندگی گزارنے کے طور طریقے نہیں ہیں، اس لیے بہتر ہے بچے کو بچپن سے ہی یہ چیز خاص طور پر سکھائی جائے، اس کے ساتھ ہر وقت ٹیشو پیپر یا رومال موجود ہو جو ضرورت کے وقت وہ استعمال کر سکے۔

196......دوسروں کی اشیاء بغیر اجازت کے استعمال کرنے پر تنبیہ کریں

بچہ اگر دوسروں کی کوئی چیز اٹھالے والدین اُسے تنبیہ کریں، عموماً مشترکہ گھر ہوتا ہے، اب وہاں پر دوسرے کی کوئی چیز اٹھالی استعمال کرلی، چچا کا موبائل لگا ہوا ہے وہ اٹھا کے دیکھ لیا، کسی کا سامان گھر میں تھا اسے اٹھالیا، کوئی کھانے کی چیز تھی اٹھا کے کھالی، اب ماں باپ تو کہہ دیتے ہیں جی بچہ ہی تو ہے کوئی حرج کی بات تو نہیں، یہ جملہ درست نہیں، بلکہ بہت بڑی حرج کی بات ہے، یہ بچے کی ابتدائی زندگی ہے، اگر اسے ابھی تنبیہ نہ کی، یہ اس طرح دوسروں کی چیزیں اٹھاتا رہا پھر اِسی بچے میں آہستہ آہستہ چوری کی عادت بن جائے گا، پھر دوسروں کی چیزوں کو استعمال کرنا اس کے لیے ایک عام سی بات ہوگی، پھر ایک وقت آتا ہے باہر نکل کر اوروں کی اشیاء استعمال کرتا ہے، اس لیے اگر وہ بچہ کسی کی چیز استعمال کرے اجازت کے بغیر اُسے تنبیہ کرنی چاہیے کہ بیٹا! جس کی چیز ہے اُس سے اجازت لو پھر استعمال کرو۔

197......بے جا ضد اور نازیبا حرکتیں کرنے والے بچہ کی اصلاح کیسے کی جائے؟

والدین ضدی اور ہٹ دھرم بچوں کے ساتھ کیسے رہیں، بعض والدین ضدی اور ہٹ دھرم بچوں کے ساتھ ضدی بنے ہوتے ہیں، یہ ان کا علاج نہیں ہے، مثلاً: آپ کا بچہ آپ کو بہت تنگ کرتا ہے، بے جا ضد کرتا ہے نازیبا حرکتیں کرتا ہے، یا خصوصاً مہمانوں کے سامنے بدتمیزی کا اظہار کرتا ہے، اکثر ماؤں کو یہ شکایت ہے دراصل بچہ فطری طور پر بہت معصوم اور بھولا ہوتا ہے۔ ہمارا ماحول اور ہمارا معاشرہ اسے سب کچھ

بنا دیتا ہے۔ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین بچے کو شریر اور بدتمیز بنا دیتے ہیں۔ خدانخواستہ آپ دانستہ طور پر ایسا نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے بچے کی نفسیات کو نہیں سمجھتے۔

بچہ فطری طور پر پیار کا بھوکا ہوتا ہے، یقیناً آپ کو بھی اپنے بچے سے بے حد پیار ہے لیکن بچپن کے زمانے میں جو پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک کا زمانہ ہوتا ہے بچہ کسی موقع پر اس وہم کا شکار ہو جاتا ہے کہ اس کی امی، ابو یا گھر کے دوسرے متعلقین اس سے پیار نہیں کرتے، یا اس کے دوسرے بہن بھائی کو اس کی نسبت زیادہ چاہتے ہیں تو بچہ لاشعوری طور پر آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے مختلف قسم کی حرکتیں کرتا ہے۔ بے جا شور مچاتا ہے، یا خواہ مخواہ کی ضدیں کرتا ہے، جب بچے کو اپنی امی پر اعتماد نہیں رہتا کہ وہ اس کی ہر فرمائشیں پوری کرتی ہیں تو وہ اپنی فرمائشیں مہمانوں کے سامنے کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس میں رونے یا ضد کرنے سے پہلے ہی اس کی فرمائش پوری کر دیں گے تا کہ آپ کو مہمانوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ بعض موقعوں پر بچہ آپ کو چیزیں توڑ ڈالنے یا اپنا ہی سر دیوار کے ساتھ پھوڑ ڈالنے کی دھمکی دیتا ہے۔ دیکھئے! بچہ آپ سے زیادہ عقلمند ہے وہ آپ کی نفسیات کو خوب سمجھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آپ اس نقصان کو برداشت نہیں کریں گی جو وہ توڑ پھوڑ کی وجہ سے کرے گا، یا آپ اپنے لخت جگر کی چوٹ کو برداشت نہیں کریں گی جو وہ دیواروں سے ٹکر مار کر کھائے گا۔ لہٰذا آپ اس کے اس محرک سے پہلے ہی اس کی ضد مان لیں گے، لیکن یہ سب کچھ لاشعوری طور پر کرتا ہے، بچہ دانستہ طور پر سب کچھ نہیں کرتا۔

مختلف بچوں میں مختلف صلاحیتیں خدا تعالیٰ نے ودیعت کر دی ہیں۔ بعض بچے تو قدرتی طور پر سنجیدہ مزاج اور تحمل مزاج ہوتے ہیں لیکن بعض جھگڑالو ہوتے ہیں اور مار کٹائی کو

پسند کرتے ہیں، اس لئے اگر آپ کے بچوں میں سے بعض بہت شریر یا بعض بہت شور مچانیوالے ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو چند احتیاطوں کی ضرورت ہے، قدرت نے مختلف انسانوں کو مختلف ذہن عطا کئے ہیں۔ بعض فطین، بعض ذہین، بعض کم ذہین اور بعض کند ذہن۔ لہٰذا اگر آپ اپنے بچے سے اس کی قدرتی استعداد سے بڑھ کر توقع کریں گے تو آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کوشش کیجئے کہ آپ اپنے بچے کی قدرتی صلاحیت کو اجاگر کریں۔

198......بچوں کو اللہ پر توکل سکھائیں

ابتداء ہی سے بچے کی زندگی میں توکل لائیں، توکل کا مطلب یہ ہے بچے کو یہ بتائیں بیٹا! سب کچھ اللہ رب العزت کی ذات سے ہوتا ہے، بیٹا! دکان سے کچھ نہیں ہوگا، کاروبار سے کچھ نہیں ہوگا، نوکری سے کچھ نہیں ہوگا، ہماری گاڑی سے کچھ نہیں ہوگا، جب تک اللہ کا حکم نہ ہو، اُس کے دل میں عقیدہ پختہ کر دیں، اس کا یقین بنا دیں کہ ساری دنیا ہمیں نفع دے اگر اللہ ہمیں نقصان دینا چاہے تو کوئی نفع نہیں دے سکتا، ساری دنیا ہمیں نقصان دے اگر اللہ ہمیں نفع دینا چاہے کوئی ہمیں نقصان نہیں دے سکتا، تو یہ توکل بچپن سے بچے کو سکھایا جائے، قرآن کریم اس پر زور دیتا ہے اور انسان کا عقیدہ بناتا ہے کہ انسان کو جو بھی نفع اور نقصان پہنچ رہا ہے یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے، فرمایا:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یونس: ۱۰۷)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور

کردے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

تو بچپن سے بچے کو توکل سکھائیں، جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اللہ کرتا ہے، دیکھنے میں آتا ہے آج ہمارے اپنی زندگی میں بھی نہیں ہے اور ہمارے بچوں کی زندگی میں بھی نہیں ہے، توکل جب ہوگا تو ہر بات میں اللہ کا تذکرہ ہوگا، یہ کام کیسے ہوا؟ اللہ نے کیا، بیماری کیوں آئی؟ اللہ کا امر ہے، شفا کس نے دی؟ اللہ نے دی ہے، یہ کھانا کیسے ملا؟ اللہ رب العزت کا امر تھا، یہ کپڑے کیسے آئے؟ اللہ نے عطا کیے، تو جب بچے کا توکل بچپن سے بنے گا اسے معلوم ہوگا سب کچھ اللہ دیتا ہے، انسان صرف کوشش کرے گا ملے گا رب کی ذات کی طرف سے، تو اس کے ایمان ویقین میں پختگی آئے گی، اور پھر ساری زندگی اس کی برکات واثرات نظر آئیں گے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِيْ خَمْسِ خِصَالٍ غِنَى النَّفْسِ وَكَفِّ الْأَذٰى وَكَسْبِ الْحَلَالِ وَلِبَاسِ التَّقْوٰى وَالثِّقَةِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. [1]

ترجمہ: دنیا وآخرت کی بھلائی پانچ باتوں میں ہے، نفس کا استغناء، تکلیف دینے سے باز رہنا، حلال روزی، تقویٰ کا لباس، اور ہر حالت میں اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنا۔

199 ......وعظ ونصیحت اور علماء کی مجالس میں بچوں کو ساتھ لے کر جائیں

اگر کوئی دینی مجلس ہو، وعظ کی مجلس ہو، درس قرآن، درس حدیث ہو، علماء کے بیانات ہوں اس میں بچوں کو لے جانا چاہیے، اس مجلس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مسجد کا پاکیزہ

[1] بستان العارفین: باب فی نفائس ماثورہ، ص ۵۲

ماحول ہوتا ہے، بچے کو نماز پڑھنے کی توفیق مل جاتی ہے اور پھر جب سب بیٹھ کے سن رہے ہوتے ہیں وہ بچے بھی سنتا ہے، اگرچہ ساری باتیں اس کو نہیں سمجھ آتیں، لیکن کم از کم آدھا درس وہ سمجھ جاتا ہے، اپنی عقل کے مطابق بہت سی باتیں سمجھ جاتا ہے، وہ باتیں اس کے دل پر نقش ہو جاتی ہیں، پھر رفتہ رفتہ اس کی زندگی میں آنا شروع ہوتی ہیں، ہم لوگ بچوں کو شادی ہال لے کر جاتے ہیں، بازار لے کر جاتے ہیں، شوپنگ کے لئے لے کر جاتے ہیں، موسیقی کی محفل میں لے کر جاتے ہیں، دین کی مجلس میں نہیں لاتے، مسجد نہیں لاتے، ہماری توہین ہوگی کہ بچہ ہمارے ساتھ مسجد آ گیا، بازار جائیں توہین نہیں ہے، شادی ہال میں جائے توہین نہیں ہے، خدا کے گھر میں کیوں توہین ہے، یہ تو اصل گھر ہے جس سے بندگی پیدا ہوتی ہے، زندگی میں عاجزی آتی ہے، اس لیے بہتر ہے بچہ اگر سمجھدار ہو، بول و براز کا اسے پتہ ہو، شعور ہو تو بچے کو مجلس ساتھ لانا چاہیے اور مسجد کے ماحول میں آئے گا دین سیکھے گا اور ان نیک مجالس کے ذریعے اس کی تربیت ہوگی۔

200......بچوں کے سامنے جھگڑنے اور ایک دوسرے کی دل آزاری سے بچیں

آج کل اکثر والدین اپنے بچوں کے سامنے ہی کسی بھی چھوٹی بڑی بات پر لڑنا یا ایک دوسرے کی توہین کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی توہین اور لڑائی بچوں پر بڑی اثر انداز ہوتی ہے، اس لئے ہر ماں باپ کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے آپسی اختلافات کو بند دروازے کے پیچھے ہی سلجھا لیں اور ایک دوسرے کا احترام کریں اور خود کو اپنے بچوں کی نگاہوں میں ایک بہترین جوڑا ثابت کریں، اگر آپ ہی ایک دوسرے کا احترام نہیں کریں گے تو بچوں کی نگاہوں میں آپ کی شخصیت مجروح ہو جائے گی،

پھر آپ کا اپنے بچوں کی جانب سے عزت واحترام پانا کافی مشکل ہو جائے گا۔

201......مریضوں کی عیادت کے لیے بچوں کو لے کر جائیں

اگر کسی جگہ کوئی بیمار ہو بچہ سمجھ دار ہو ساتھ لے کر جائیں اس کی تین فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ: جب آپ عیادت کے لیے جائیں گے ساتھ کچھ نہ کچھ ہدیہ لے کر جائیں گے بچے کا ذہن بنے گا جب آدمی کسی بیمار کے پاس جاتا ہے تو ہدیہ لے کر جاتا ہے۔

دوسرا: جب بیمار کے پاس پہنچیں گے وہاں ان سے دعاؤں کی درخواست کریں گے اُسے معلوم ہو گا کسی کے ہاں جاتے ہیں تو خاموش رہتے ہیں زیادہ باتیں نہیں کرتے اُن سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

تیسرا: وہاں جاکر وہ مجلس میں بہت سی نیک باتیں سیکھے گا، اچھی باتیں سیکھے گا، اور پھر جب وہ بیماری کا تذکرہ سنے گا اس کے دل میں اپنا بھی خوف پیدا ہوگا، رجوع الی اللہ آئے گا کہ بیماری بھی آتی ہے، دیکھو اس بیماری میں اس کی کیا حالت ہے، اللہ نے ہمیں تندرستی دی ہے، وہ صحت کی نعمت کا شکر کرے گا، تو نعمت کا شکر کب پیدا ہوتا ہے؟ جب اس کی ضد سامنے آتی ہے، جب آدمی بیماری دیکھتا ہے صحت کے قدر آتی ہے، فقر آتا ہے تو پھر انسان کے سامنے مالداری کی قدر آتی ہے، اور جب رات کی نیند چلی جائے پھر نیند کی قدر معلوم ہوتی ہے، اور جب بھوک نہ لگے پھر بھوک کے قدر آتی ہے، جب دن چلا جائے پھر رات کی قدر آتی ہے تو اللہ تعالی نے اسی لئے ضد کو پیدا کیا تاکہ ایک چیز کو دیکھ کر دوسری چیز کی اہمیت ذہن میں آئے۔

بہر حال بچوں کو بتایا جائے کہ بیٹا! عیادت کرنا یہ ایک مسلمان کا حق ہے۔ اگر رشتہ داروں میں، بہن بھائیوں میں کوئی بیمار ہو جائے تو ان کے پاس جا کر کچھ دیر بیٹھا کریں ان کی عیادت کیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ان میں سے ایک ”وَعِیَادَةُ الْمَرِیضِ“ بیمار کی عیادت کرنا۔ ❶

اور ساتھ ساتھ مریض کی عیادت کے فضائل سنائے جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ رَجُلٍ یَعُودُ مَرِیضًا مُمْسِیًا إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَکٍ یَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى یُصْبِحَ، وَکَانَ لَهُ خَرِیفٌ فِی الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَکٍ یَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى یُمْسِیَ، وَکَانَ لَهُ خَرِیفٌ فِی الْجَنَّةِ. ❷

ترجمہ: کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو شام میں بیمار کی عیادت کرے اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نہ نکلیں جو صبح تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صبح میں بیمار کی عیادت کرتا ہے، تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں اور اس کے لیے شام تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عیادت کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کے سرہانے بیٹھ جاتے، پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے:

”اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ. ❸

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز ، باب الأمر باتباع الجنائز، رقم الحدیث: ۱۲۴۰

❷ سنن أبی داود: کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادة علی وضوء، رقم الحدیث: ۳۰۹۸

❸ سنن أبی داود: کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادة، رقم الحدیث: ۳۱۰۶

ترجمہ: میں عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفا دے، (تو اللہ رب العزت اِس کی برکت سے مریض کو شفا عطا کرتے ہیں۔)

202......بچوں کے سامنے زیادہ کھانے کی مذمت بیان کریں

یعنی بچے کا ذہن ابتداء سے بن جائے کہ زیادہ کھانا پینا کمال نہیں ہے، اچھے اخلاق اپنانا کمال ہے، اگر زیادہ کھانا کمال ہوتا ہاتھی سب سے بڑا با کمال ہوتا، سب سے زیادہ ہاتھی کھاتا ہے تو یہ کمال نہیں ہے، جو بچہ زیادہ کھاتا پیتا ہے وہ بچپن سے سست اور کاہل ہوتا ہے، جب آدمی زیادہ کھاتا ہے تو اس کو زیادہ پانی پینے کی حاجت ہوتی ہے اور جب زیادہ پانی پیتا ہے تو اس پر نیند، غنودگی اور غفلت زیادہ آتی ہے، تو اس وجہ سے سستی ہوتی ہے، پھر بچہ کو درسگاہ میں سبق سمجھ نہیں آتا، سبق تب سمجھ آئے گا جب بچہ کی طبیعت میں نشاط ہوگا، چستی ہوگی۔

زیادہ کھانے کے متعدد نقصانات ہیں، مثلاً:

۱......عبادت کی حلاوت جاتی رہی۔

۲......حکمت وفراست اور ذکاوت ونور معرفت کا حاصل ہونا دشوار پڑ گیا۔

۳......مخلوقِ خدا پر شفقت اور ترس کھانے سے محرومی ہوئی کیونکہ سب کو اپنا ہی جیسا پیٹ بھرا ہوا سمجھا۔

۴......معدہ بھاری ہوگیا۔

۵......خواہشات نفسانی زیادہ ہوگئیں۔

یہ حالت ہوگئی کہ مسلمان مسجدوں میں آرہے ہوں گے اور یہ بیت الخلاء جارہا ہوگا اللہ کے بندے بیت اللہ کا چکر لگائیں گے اور یہ بیت الخلاء کا چکر لگا رہا ہوگا۔

تو بہرحال بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! انسان میں کمال زیادہ کھانا نہیں، بلکہ علم اور تقوی ہے،

اللہ سے تعلق اور اچھے اخلاق سے انسان میں کمال آتا ہے، جانور ہم سے زیادہ کھاتا ہے لیکن اِن میں اخلاق نہیں ہے، ہمارے اندر اخلاق اور کردار ہے، تو جب ہم بچے کی حوصلہ شکنی کریں گے اس کے زیادہ کھانے اور پینے پر تو ابتداء سے ہی اس کی زندگی میں زیادہ کھانا پینا نہیں ہوگا، اس کی صحت بھی اچھی رہے گی، کسی کے گھر مہمان بن کر جائے گا تب بھی ماں باپ کی عزت باقی رہے گی، وہ کھانا اس کے کپڑوں پر گرے گا اور دوسروں کے آگے سے نہیں اٹھائے گا، تو اس وجہ سے ماں باپ کی حسن تربیت کا اثر سب لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

203...... بچے کو غسل کا مسنون طریقہ اور غسل کے فرائض سکھائیں

بچوں کو غسل کے فرائض بتائیں عموماً ماں بچوں کو نہلاتی ہے، پوری جسم پر پانی بہادیتی ہے، سنت طریقہ کو اختیار نہیں کیا جاتا، پھر بعد میں بچے بھی پانی بہا کر باہر آجاتے ہیں، یہاں تک کہ شادی بھی ہوجاتی ہے انہیں غسل کے فرائض کا پتہ نہیں ہوتا، اول تو والدین بچوں کو سنت طریقہ پر غسل کرائیں، اور ساتھ ساتھ بچوں کو بتائیں۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئیں، پھر نماز کی طرح مکمل وضو کریں، پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر اور پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالیں اس طرح سے کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے۔ غسل کے وقت پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیرلیں، تا کہ سب جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے کہیں خشک نہ رہے۔

یہ طریقہ سنت کے موافق ہے اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر غسل درست نہیں ہوتا تو آدمی ناپاک ہی رہتا ہے اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے

سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کریں تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ غسل میں فرض صرف تین چیزیں ہیں:

(۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک کی نرم ہڈی ہے۔

(۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

204...... بچے کو شرم وحیا کی ترغیب دیں

ابتداء ہی سے بچے کی زندگی میں حیا پیدا کریں، عفت اور پاکدامنی کا تذکرہ کریں، بچے کو کشادہ لباس پہنائیں، ہم نے ابتداء سے اپنی بچیوں کو تنگ لباس پہنانا شروع کر دیا، بچیاں ہیں اور ان کی آستینیں پوری نہیں ہیں، آدھی آدھی آستینوں والا لباس ہے، لباس بہت تنگ ہے، جسم کی ساخت اس میں نظر آ رہی ہے، لباس بہت باریک ہے، جسم نظر آ رہا ہے، پھر یہی بچیاں جب کسی درندے کے ہاتھ لگ جاتی ہیں اور وہ اپنے حرص و ہوس کو پورا کر کے معاذ اللہ اِن بچیوں کو قتل کر دیتا ہے، پھر ساری زندگی ماں باپ پچھتاتے رہتے ہیں، اس کی وجہ خود والدین بنے، انہوں نے بچیوں کو گھر سے باہر بھیجا، نیم برہنہ لباس اُنہیں پہنایا اور معاذ اللہ! اس طرح کا لباس پہنا کر عام مجالس میں گھمایا تو یہی چیز بچیوں کی عصمت دری کا ذریعہ بنیں، اس لیے چاہیے کہ انسان لباس پورا پہنائے، بچوں کو لباس کشادہ پہنائے، کھلا لباس پہنائے جو اُن کے پورے جسم کو ڈھک دے، لباس کا مقصد قرآن نے بیان کیا:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾ (الأعراف: ۲۶)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے

جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں۔

اس لیے لباس جتنا کھلا ہوگا وہ زینت کا ذریعے بھی بنے گا اور وہ انسان کی عزت اور آبرو کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہوگا، تو بچوں کو شرم وحیا کی بچپن سے ہی ترغیب دیں اور اس کے فوائد وثمرات بتائیں اور سلف کے واقعات سنائیں کہ انہوں نے کس طرح حیا و پاک دامنی اور عفت وعصمت کے ساتھ زندگی گزاری۔

ایک نوجوان کا خوف الٰہی سے ترکِ زنا اور موت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان بڑا عبادت گزار تھا، جو زیادہ تر مسجد میں رہا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس نوجوان کا بوڑھا باپ تھا جس سے ملنے وہ عشاء کے بعد جایا کرتا تھا، اور اس راستے پر ایک حسین و جمیل عورت کا گھر تھا، اس نے اس نوجوان کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہوگئی اور اس کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے راستے میں بن سنور کر کھڑی ہوتی تھی۔

ایک رات وہ نوجوان اس عورت کے پاس سے گزرا تو وہ عورت اس کو بہکانے لگی حتی کہ وہ اس کے فریب میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پیچھے اس کے گھر کی طرف چلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے دروازے پر پہنچ گیا اور جب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو اس نوجوان کو اللہ یاد آ گیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾ (الأعراف: ۲۰۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا ہے، انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال

آ کر چھوتا بھی ہے تو وہ (اللہ کو) یاد کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو کر گر پڑا، اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور وہ دونوں اس کو اُٹھا کر اس نوجوان کے باپ کے گھر تک لے گئے، اور اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ بے ہوش ہے تو لوگوں کو تعاون کے لیے بلایا اور لوگوں نے اس کو اُٹھا کر گھر کے اندر پہنچایا۔

جب رات کا حصہ گزر گیا تو اس کو ہوش آیا، باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا، تو کہا کہ خیر ہے، باپ نے معاملہ پوچھا، اس نے قصہ سنایا، باپ نے دوبارہ وہ آیت اس سے سنی، وہ نوجوان اس کو پڑھ کر پھر بے ہوش ہو گیا، جب اس کو ہلایا گیا تو مر چکا تھا، الغرض غسل وکفن دے کر رات ہی میں اس کو دفن کر دیا گیا، اور صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی، تو تعزیت کے لیے تشریف لائے اور اس کے والد سے فرمایا کہ ہمیں کیوں نہیں جنازے کی اطلاع کی؟ اس نے کہا کہ رات کا وقت تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو اس کی قبر پر جائیں۔

پس آپ اور آپ کے ساتھی قبر پر آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کو خطاب کر کے کہا کہ اے فلاں! قرآن میں ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ (الرحمن: ۴۶)

ترجمہ: اور جو رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر سے اس نے جواب دیا کہ ہاں! مجھے اللہ رب العزت نے دونوں جنتیں عطا کر دی ہیں۔

ایک نوجوان نے محض پاک دامنی کی خاطر محل سے چھلانگ لگا دی

بنی اسرائیل میں ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا، اس جیسا حسین ان میں کوئی نہ تھا،

وہ ٹوکریاں فروخت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ دو ٹوکریاں اٹھائے چکر لگا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بڑے سردار کے گھر سے ایک عورت باہر آئی اور اس کو دیکھ کر جلدی سے واپس چلی گئی، اور سردار کی بیٹی سے کہا: میں نے دروازے پر ایک ٹوکری فروش ایسا نوجوان دیکھا ہے کہ اس سے حسین نوجوان میں نے کبھی نہیں دیکھا، سردار کی بیٹی نے کہا: اسے اندر بلاؤ، وہ گئی اور اسے اندر بلالیا اور دروازہ بند کروادیا، پھر اس بادشاہ کی بیٹی نے چہرہ اور سینہ کھول کر اس کا استقبال کیا۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تجھے محفوظ رکھے، پردہ کرلے، وہ بولی ہم نے تجھے اس کام کے لیے نہیں بلوایا بلکہ کسی اور کام کے لیے بلوایا ہے، اور اس کو ورغلانے لگی، اس نوجوان نے کہا اللہ سے ڈر، وہ بولی اگر تو نے میری چاہت پوری نہ کی تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو میرے پاس آیا اور زبردستی میری عزت لوٹنا چاہتا ہے۔ اس نوجوان نے وضو کا پانی منگوانے کا کہا، تو اس لڑکی نے باندی سے کہا اس کے لیے وضو کا پانی محل کے اوپر رکھنا کہ یہ بھاگ نہ سکے، جب یہ محل کے اوپر پہنچا تو کہا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ دُعِیْتُ إِلَی مَعْصِیَتِکَ وَإِنِّیْ أَخْتَارُأَنْ أُلْقِی نَفْسِیْ مِنْ هٰذَا الْجَوْسِقِ وَلَا أَرْكَبُ مَعْصِیَتَکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ مجھے ایک معصیت کی دعوت دی گئی ہے، اور میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس محل سے چھلانگ لگالوں گا لیکن گناہ کا ارتکاب نہ کروں۔

اس نے بسم اللہ پڑھ کر چھلانگ لگادی، اللہ کی رحمت کو جوش آیا، اللہ تعالی نے ایک فرشتہ اتارا، اس فرشتے نے اسے نرمی سے پکڑ کر زمین پر اتار دیا، جب وہ صحیح سلامت زمین پر پہنچ گیا تو دعا کی:

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب السابع والعشرون، ص ۴۵۴

اے اللہ! مجھے ایسی روزی عطا کر دے جو مجھے ٹوکریوں کے کاروبار سے بے نیاز کر دے، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور سونے کی ٹڈیوں کا ایک لشکر بھیجا، اس نے انہیں پکڑا اور اپنا کپڑا بھر لیا، اور کہا اے اللہ! اگر تو نے یہ رزق مجھے دنیا میں سے عطاء کیا ہے تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ آخرت میں سے کم ہوا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، آواز آئی یہ تیرے خود کو زمین پر پھینکنے کے اجر کا پندرہواں حصہ ہے، اس نے کہا: اے اللہ! مجھے اپنے آخرت کے اجر سے کم ہونے والے رزق کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا تمام ٹڈیاں واپس چلی گئیں۔

دیکھیں کیا حیا اور پاک دامنی ہے کہ گناہ سے بچنے کی خاطر محل سے چھلانگ لگا دی، اللہ تعالی نے گناہ سے بھی بچایا اور جان بھی محفوظ رہی اور غیبی رزق میں سونے کی ٹڈیوں کا لشکر بھی آیا۔

205......بچوں کو اللہ تعالی کی نعمتوں سے روشناس کرائیں

اللہ تعالی کی نعمتوں سے روشناس کرائیں، اللہ کی نعمتیں بتائیں، نعمتیں بتانے کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کے سامنے بیٹھے بات شروع کی، بیٹا! یہ آسمان اللہ تعالی نے بنایا ہے، دیکھ تو سہی اسی گز کا مکان ہے اس میں کتنے ستون موجود ہیں، اس کے بغیر یہ چھت نہیں کھڑی ہوسکتی، اللہ تعالی کی ذات وہ جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بنایا، جس نے اتنی بڑی زمین کو بچھایا، پہاڑوں کو گاڑھا، دریاؤں کو پیدا کیا، سورج کو وقت پر نکالا اور غروب کیا، چاند کو نہایت حسین اور منور بنایا، ستاروں کو جگمگاہٹ دی، پھولوں کو پودوں کو پیدا کیا اور طرح طرح کے اللہ نے ہمارے لیے پھول پودے سبزیاں پھل اگائے، یہ ساری نعمتیں جب بچوں کے سامنے آئیں گی اِن کے دل میں اللہ تعالی کی محبت آئے گی کہ اللہ تعالی کی ذات سب سے بڑی ذات ہے، وہ کتنی بڑی ذات ہے،

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اللہ تعالی کے وجود پر استدلال کرتے ہوئے فرمانے لگے: تم دیکھتے نہیں ہو کہ ان درختوں سے مختلف پرندے اور مختلف جانور فائدہ حاصل کرتے ہیں، ایک ہی درخت ہوتا ہے اس درخت کے پھولوں پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے تو شہد بنتا ہے، ریشم کا کیڑا بیٹھتا ہے تو اس سے ریشم پیدا ہوتا ہے، بکری کھاتی ہے دودھ پیدا ہوتا ہے، ہرنی کھاتی ہے مشک پیدا ہوتا ہے، گائے اور اونٹنی کھاتی ہے اللہ اس سے تروتازہ دودھ نکالتا ہے، ایک پھول اور ایک پتے میں جس نے اتنی تاثیر ڈالی ہے اُسے رب العالمین کہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا اللہ تعالی کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ فرمانے لگے کہ تم انڈے پر غور نہیں کرتے، اس انڈے کو دیکھو، یہ ہر طرف سے بند ہے کوئی راستہ نہیں، نہ آکسیجن اندر جانے کا نہ ہائیڈروجن کے باہر نکلنے کا، لیکن اس انڈے کے اندر اللہ نے ایک چوزے کو پیدا کیا ہے، جس کے دو آنکھیں بھی موجود، دو پاؤں بھی موجود، پَر بھی موجود، اللہ تعالی مرغی کو اتنا شعور دے دیتا ہے کہ وہ اس پر بیٹھتی ہے جب بچہ مکمل ہو جاتا ہے چونچ مار کر انڈے کو توڑ دیتی ہے، اس چوزے کو اتنا شعور کس نے دیا کہ بلی سے اپنے آپ کو بچانا ہے، اپنے ماں کے قریب رہنا ہے، اپنے دانے کو اس طرح چگنا ہے، اپنے رزق کو اس طرح حاصل کرنا ہے، جس رب نے یہ انتظام کیا اُسے رب العالمین کہتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا اللہ تعالی کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ فرمانے لگے کہ تم دیکھتے نہیں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر اب تک کروڑوں انسان دنیا میں آچکے ہیں، لیکن ہر انسان کا رنگ دوسرے سے الگ، ہر ایک کا مزاج دوسرے سے الگ، بولنے کا انداز الگ، چلنے کا انداز الگ، گفتگو کا انداز الگ، چہرے کی رنگت

الگ، تو جو یہ سب کچھ کر رہا ہے اسی کو رب العالمین کہتے ہیں۔ ❶

تو ہم نے بچے کو رب العالمین کی پہچان نہیں کروائی، ہم نے بچے کو لگا کہ دیا ٹارزن، تو بچہ سمجھ گیا کام تو ٹارزن کرتا ہے، یہاں سے وہاں اڑتا ہے نفع تو وہ دیتا ہے، یا ہم نے اس کو پپ جی گیم میں لگایا کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ سب کچھ تو یہ کرنے والا ہے، خدا کی ذات سے کچھ نہیں ہوتا، ہم نے ان کو ایسے گیم، ڈرامے لگا کر دیتے ہیں جس میں نیم برہنہ لباس ہے، صرف اس کا سینہ اور ستر چھپا ہوا ہے، بچہ یہ سمجھتا ہے لباس تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ صرف سینہ اور ستر چھپے باقی لباس تو نہیں ہونا چاہیے، تو میری ماں بہن بیٹی پورا لباس کیوں پہنتی ہے؟ ہماری والدہ سر پر دوپٹہ کیوں اوڑھتی ہے، لباس تو مختصر ہوتا ہے، لاشعوری طور پر ہم بچوں کے دلوں میں غیروں کی تہذیب وثقافت ڈال رہے ہیں۔

206......چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے درگزر کریں

بچے سے اگر کوئی معمولی غلطی ہو جائے راستے میں چلتا ہوا پاؤں لگ گیا، پانی گر گیا، چائے گر گئی، پلیٹ کے اوپر پاؤں آ گیا تو اس نے یہ عمداً نہیں کیا خطاء ہو گئی، اب ہر غلطی پر ڈانٹنا، ہر غلطی پر سر پر کھڑے ہو جانا اور تھپڑ اور مکے مارنا، بہرحال یہ زیب نہیں دیتا، بچہ ہے جب اللہ نے اس کو مکلّف نہیں بنایا تو آپ کیسے مکلّف بنا رہے ہیں، اس طرح معمولی باتوں پر اِن کو پہلی مرتبہ سمجھائیں، پہلی مرتبہ میں ترغیب دیں، بچہ محبت اور پیار کی زبان جلدی سمجھتا ہے، ہر بچے کی عزتِ نفس ہے، جیسے ہماری عزت نفس ہے ہم چاہتے ہیں کوئی ہماری توہین و تذلیل نہ کرے، تحقیر نہ کرے، بچہ بھی چاہتا ہے کہ میری عزتِ نفس ہے کوئی مجھے ذلیل نہ کرے، اس لیے نرم لہجے میں سمجھائیں کہ بیٹا یہ کام نہ کرو، امید ہے آئندہ وہ کام نہیں کرے گا۔

---

❶ التفسیر الکبیر: سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶ کے تحت، ج ۲ ص ۳۳۳، ۳۳۴

207......اچھی عادات کو سراہیں اور ان کی خوشیوں میں شریک رہیں

بچوں کی چھوٹی چھوٹی اچھی عادتوں کو سراہیں۔ان کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو منائیں جیسے کوئی نئی چیز سیکھنے پر شاباش کے ساتھ چھوٹا سا تحفہ یا چند روپے دیں۔مہینے یا دو مہینے میں ایک بار بچوں کے دوستوں کو بلا کر چھوٹی سی تقریب منعقد کریں۔جس میں اشیاء بانٹیں بغیر رکھیں اور بچوں کو آپس میں مل بانٹ کر کھانے کا کہیں۔اس سے آپ کا بچہ اپنی خوشی میں دوسروں کا خیال رکھنا سیکھنے کے ساتھ بانٹ کر کھانا بھی سیکھے گا جو آئندہ زندگی میں اسے فائدہ دے گا۔

208......بچوں کو حلال اور حرام کی تمیز سکھائیں

بچے کو بچپن سے سکھائیں کہ بچہ ایک چیز حلال اور ایک حرام ہوتی ہے، حلال وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے بتا دیا وہ حلال ہے ،قرآن وحدیث سے جس کی حرمت ثابت ہے وہ حرام ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جارہے ہیں ،حضرت حسن بالکل چھوٹے بچے ہیں، راستے میں انہوں نے کھجور لی اور منہ میں ڈال دی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا فوراً حضرت حسن سے فرمایا باہر نکالو، باہر نکالو، یہاں تک کہ وہ کھجور کا دانا ان کے منہ سے لے کر باہر نکلوایا،آپ نے فرمایا تمہیں نہیں پتہ کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ [1]

خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسول کے لیے زکوۃ لینا،صدقہ لینا جائز نہیں ہے، اِن کے لیے ہدیہ ہے، زکوۃ تو میل کچیل ہے اور آپ کا خاندان تو بہت اعلیٰ خاندان ہے اُنہیں کوئی دے گا تو ہدیہ اور تحفہ دے گا زکوٰۃ نہیں۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ،باب مایذکر فی الصدقة للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وآله،رقم الحدیث: ۱۴۹۱

دیکھیں اب حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو بچے تھے آپ چاہتے تو چھوڑ دیتے کہ چلو بچہ ہی تو ہے کھالیا تو کیا بات ہے، جیسے آج کل اگر بچہ سبزی والے کی دکان سے گاجر اٹھا لے ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں اس نے اجازت نہیں لی اٹھالی، ہم کہتے ہیں کوئی بات نہیں بچہ ہے، دکان پر گیا وہاں سے ٹافی اٹھالی، ادھر سے بسکٹ اٹھالیا، دوسری دوکان پر گیا وہاں سے پاپڑ اٹھالیے، اب دوکاندار تو خاموش ہوجاتا ہے والد کی وجہ سے اور والد خوش ہوتا ہے کہ دیکھو بیٹے نے کیسا ہنرمندی کا کام کیا، حالانکہ یہ عیب ہے، اس نے آج یہ چھوٹی چوری کی ہے آگے جاکر یہ بڑی بڑی چیزوں پر ہاتھ ڈالے گا، تو بہر حال بچے کو بچپن سے حلال اور حرام کی تمیز سکھائیں اور اُسے تنبیہ کرتے رہیں، اور انہیں حرام کے دنیاوی اور اخروی نقصانات بتاتے رہیں۔

حرام خوری کی دنیاوی سزا

اس سلسلے میں مجھے اپنا ''بی اے'' کا کلاس فیلو اکرام اللہ خان کبھی نہیں بھولا، یہ ایک تھانیدار کا بیٹا تھا، ''بی اے'' ایل ایل بی'' کرنے کے بعد سول جج بن گیا تھا، بدقسمتی سے اس کی دینی یا اخلاقی اعتبار سے ذرا بھی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے رشوت اور جلب زر میں کمال حاصل کیا، خوب دولت بنائی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں بیوی کے نام پر خاصا بڑا مکان بھی خریدلیا، ریس بھی کھیلتا تھا اور عیاشی کی دیگر صورتوں کو بھی جائز سمجھتا تھا۔

اور پھر دو بیٹیوں اور دو بیٹوں کے ہوتے ہوئے اکرام اللہ خان نے ایک نوجوان نرس سے اس وقت شادی کرلی جب اس کی عمر تقریباً اٹھاون سال تھی اور اس کے سارے بچے جوان ہوگئے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں ہنگامہ کھڑا ہوگیا، بیٹوں اور بیٹیوں نے باپ کی باقاعدہ پٹائی کی اور بیوی نے پستول کی نوک پر اس سے طلاق نامے پر

دستخط کرا لئے اور اس مکان سے اسے ہمیشہ کے لئے بے دخل کر دیا گیا جو اس نے بڑے شوق سے خریدا تھا۔

اب اکرام اللہ خان گزشتہ دس سال سے اپنی نرس بیوی کے ساتھ کرائے کے مکان میں رہتا ہے، دوسری بیوی سے اس کا ایک بیٹا ہے، ایک بیٹی ہے۔ بچوں کی عمریں بالترتیب چھ سال اور چار سال ہیں۔ بیوی ایک ہسپتال میں نرس ہے، وہ ملازمت پر چلی جاتی ہے تو یہ بچوں کی خبر گیری کے لئے گھر پر ڈیوٹی دیتا ہے، اور اڑسٹھ سال کی عمر میں اس کی زندگی مسائل اور مصائب کا ایک مجموعہ بن کے رہ گئی ہے اور یہ سارا وبال مالِ حرام کا اور بے وقت عشق بازی کا ہے۔ ❶

حلال کاروبار کی برکت اور حرام کاروبار کی نحوست

یہ آج سے تقریباً ۳۰ سال سے پہلے کا واقعہ ہے کہ میرے ابو جان کے گھر میں ایک خاتون کام کرتی تھی، ایک دن وہ کام کر کے نکلی تو کمر درد کی وجہ سے نڈھال تھی، میرے ابو نے فرمایا کہ خالہ گھروں میں کام کی بجائے ایک بھینس رکھ تو ماہانہ (۳۰) روپے کی بجائے (۱۵۰) روپے کما سکتی ہو اور کام کا بوجھ بھی کم ہوگا، کیونکہ ہمارے محلے میں ایک اور خاتون نے ایک دن ذکر کیا تھا کہ بھینس کے دودھ کی وجہ سے ہم ماہانہ (۱۵۰) روپے کما لیتے ہیں، تو اس خاتون جس کا نام اقبال تھا، اس نے کہا میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ بہر حال اس کو یہ تجویز پسند آئی، ایک دن بعد وہ میرے ابو کے پاس آئی اور کہا کہ اگر تین ہزار روپے کا بندوبست ہو جائے تو میں بھینس خرید سکتی ہوں، اس وقت (۳۵۰۰) روپے کی بھینس مل جاتی تھی، میرے ابو نے کہا فکر نہ کریں، میں آپ کو (۳۰۰۰) روپے دیتا ہوں تا کہ آپ کے روزگار کا بندوبست ہو جائے، بہر حال اس

❶ مکافات عمل: ص ۱۱،۱۲

نے بھینس خرید لی، اور دونوں میں ہی اس کا کاروبار چلنا شروع ہوگیا اور کچھ ہی عرصہ میں وہ اس قابل ہوگئی کہ اس نے دو بھینس اور خرید لی، شروع میں وہ دودھ میں پانی نہیں ملاتی تھی، تو اللہ نے بھی اس کی حلال کی کمائی میں برکت دے دی، اور وہ بہت خوشحال ہوگئی۔ میرے ابو جان ملازمت کے سلسلے میں بیرون میں زیادہ رہتے تھے، کچھ سالوں کے بعد جب ابو گھر آئے تو کسی نے بتایا کہ اب خالہ اقبال دودھ میں پانی ملا کر بیچتی ہے، میرے ابو جان نے اس کو گھر بلایا اور سمجھایا کہ دیکھو اللہ کی نافرمانی نہ کرو اور حلال کا رزق کماؤ لیکن اس نے یہ بات نہ مانی اور ملاوٹ شدہ دودھ بیچتی رہی، اب خدا کی قدرت دیکھیں جب تک وہ ایمانداری سے کام کرتی رہ تو اس کے کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی رہی، جب اس نے اللہ کی نافرمانی شرع کی تو فوراً اس کو اس کا پھل دنیا میں مل گیا۔ سب سے پہلے اس کی ایک بھینس بیمار ہو کر مرگئی، دوسری کو ایک زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا، جس کی وجہ سے وہ بھی مرگئی، تیسری بھینس نے خالہ اقبال کو ٹکر ماری تو خالہ اقبال کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور بھینس کی مناسب دیکھ بھال نہ کر سکنے کی وجہ سے اس نے وہ بھینس بھی بیچ دی اور پھر وہ اسی معذوری میں اس دنیا سے رخصت ہوگئی اس کا تمام کاروبار ٹھپ ہوگیا، یہ واقع جہلم کا نیا محلّہ کا ہے۔ ❶

دو ماہ تک حرام لقمے کی نحوست

دار العلوم دیوبند کے صدرِ مدرس حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کے استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کی دعوت پر اس کے گھر کھانا کھانے چلا گیا، ابھی صرف ایک لقمہ ہی کھایا تھا کہ یہ احساس ہوگیا کھانے میں کچھ گڑ بڑ ہے شاید یہ حلال کی آمدنی نہیں ہے، جب تحقیق کی تو معلوم ہوا

❶ مکافات عمل: ص ۵۱، ۵۲

کہ واقعتاً حلال کی آمدنی نہیں تھی لیکن وہ حرام آمدنی کا لقمہ نادانستہ طور پر حلق کے اندر چلا گیا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اس پر توبہ واستغفار کی لیکن اس کے باوجود دو مہینے تک اس حرام لقمے کی ظلمت محسوس ہوتی رہی اور دو ماہ تک بار بار یہ خیال اور وسوسہ آتا رہا کہ فلاں گناہ کرلوں اور فلاں گناہ کرلوں اور گناہ کے داعیے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کے دلوں کو مجلی اور مزکی فرماتے ہیں انہیں ان گناہوں کی ظلمت کا احساس ہوتا ہے، ہم لوگ چونکہ ان گناہوں سے مانوس ہوگئے ہیں اس لئے ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ ❶

مالِ حرام کے سبب دعاؤں کی قبولیت ختم ہوجاتی ہے

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم اُن پر مسلط ہوتا اُس کے لیے بددعا کرتے وہ ہلاک ہوجاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اُس نے ایک دعوت کی، جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو اُس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہوگیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی۔ ❷

حرام کاروبار کے سبب دو مرتبہ ٹرک اُلٹ گیا

پروفیسر احسان الحق چیمہ صاحب نے بتایا: میں نے ۱۹۷۰ء میں دوسری شادی کی۔ میری یہ اہلیہ نرسنگ کے شعبے سے وابستہ تھی، ۱۹۷۴ء میں اس کو مکہ مکرمہ کے ایک ہسپتال میں ملازمت مل گئی اور میں بھی وہیں چلا گیا، ۱۹۷۶ء میں مجھے سعودی عرب کا مستقل ویزہ مل گیا، میں ۱۹۹۰ء تک وہی مقیم رہا۔

سعودی عرب میں میں نے تجارت شروع کردی، جدہ سے چیزیں خریدتا اور مکہ اور

❶ اصطلاحی خطبات: اولاد کی اصلاح وتربیت، ج۴ص ۳۵

❷ فضائل رمضان: ۲۹

دوسرے شہروں میں سپلائی کرتا تھا۔ جدہ میں چاول کا ایک پاکستانی ڈیلر تھا، وہ باسمتی میں ملاوٹ کرتا اور مہنگے داموں میں بیچتا تھا۔ چونکہ اس میں منافع بہت تھا اس لئے لالچ میں آ کر میں نے بھی یہ چاول خریدا اور اپنے منی ٹرک میں ڈال کر مکہ آ رہا تھا کہ یہ ٹرک میقات میں الٹ گیا، سارا چاول ضائع ہوگیا، اور میں مرتے مرتے بچا، یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے، ۱۹۸۱ء میں دوسری بار اسی طرح کا حادثہ پیش آیا، اس مرتبہ بھی میں ملاوٹ والا چاول لے کر مکہ جا رہا تھا اور عین میقات کے مقام پر ٹرک الٹ گیا، اس مرتبہ بھی مشکل سے جان بچی۔

تب میں چونکا، مجھے احساس ہوا کہ میرا خدا مجھ سے ناراض ہے اور میری اصلاح چاہتا ہے، چنانچہ میں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور ۱۹۸۵ء میں جب پانچواں حج کیا تو عرفات کے میدان میں ہر طرح کے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کر لی، قرآن پاک سے گہری وابستگی قائم کر لی اور اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لئے وقف کر لیا، اس کے نتیجے میں اللہ نے مجھے متعدد وقیع کتابوں کا مصنف بنا دیا اور میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرما دیا۔ [1]

209......بچوں کے خوف کو کم کریں اور ان کو حوصلہ دیں

بعض بچوں میں طبعی ڈر ہوتا ہے، ان کے ڈرنے پر مذاق نہ اڑائیں، کسی بچے کو بار بار بزدل ڈرپوک کہنے سے بچے کی شخصیت کو ٹھیس لگتی ہے، پھر یہ بات رفتہ رفتہ پھیل جاتی ہے اور دیگر بڑے چھوٹے یہ جملہ کہہ کر اُس کا مذاق اڑاتے ہیں، اِس سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح بعض ماں باپ خود بعض چیزوں کا ڈر بچے کے دل میں ڈال دیتے ہیں جیسے ہمارے معاشرے میں ہم عموماً کہتے ہیں کہ کالی چڑیل آ گئی، کالا کتا

[1] مکافات عمل: ص ۵۴، ۵۵

آ گیا، فلاں چیز آ گئی وہ تمہیں کھا جائے گی تو بچے خوفزدہ رہتے ہیں، ڈرتے رہتے ہیں، اس طرح بچہ اندھیرے کمرے میں نہیں جا رہا، چھت کے اوپر نہیں جا رہا، تو ان کا خوف کم کرنے کا طریقہ یہ ہے ماں باپ اُن کے ساتھ جائیں، بیٹا! کوئی بات نہیں، آ ؤ میرے ساتھ ہاتھ پکڑ کر اوپر چھت پر لے کر جائیں لائٹ لگائیں دیکھو کچھ بھی نہیں ہے، وہ کمرے سے ڈر رہا ہے ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے کر آئیں لائٹ لگائیں بیٹا کچھ نہیں ہے، وہ چارپائی کے نیچے دیکھنے سے ڈر رہا ہے، لائٹ لگا کر دکھائیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہے، اس سے بچے کا خوف کم ہوگا، پھر جب بچے کا خوف ذرا کم ہو جائے تو آرام سے اُسے سمجھائیں کہ آیت الکرسی اور معوذتین پڑھنے کے بعد کسی گھر میں جن بھوت وغیرہ نہیں آ سکتے اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو ہماری حفاظت کیلئے مقرر کر دیتے ہیں۔ ان کی توجہ ان قرآنی آیات اور سورتوں کی طرف دلائی جائے، آج ہم خود بچوں کا خوف بڑھا دیتے ہیں، وہ کہتا ہے کوئی چیز ہے ہم دو باتیں اور لگاتے ہیں، ہاں واقعی ہے، اور یہ فلاں فلاں چیز ہو سکتی ہے، تو بچہ ابتداء سے بزدل ہو جاتا ہے ڈرپوک ہو جاتا ہے، اس کے دل میں مخلوق کا خوف آ جاتا ہے، چاہیے کہ اللہ کا ڈر پیدا کریں، خدا کا ڈر جب دل میں ہوگا، وہ اندھیرے کمرے میں ہوگا، ساری لائٹیں بند ہوں گی، لحاف کے نیچے ہوگا پھر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا، اُسے معلوم ہوگا کہ ”عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ“ اللہ کی ذات مجھے دیکھ رہی ہے، وہ بصیر اور خبیر ہے، ہر عمل سے واقف ہے، اس لئے بچوں کو مخلوق سے خوفزدہ نہ کریں۔

210......تربیت میں چار چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں

(۱) گھر کا اثر، بچہ سب سے زیادہ جو سیکھ رہا ہوتا ہے اپنے گھر سے سیکھتا ہے، اس لئے گھر کے اندر اگر ماحول اچھا ہوگا بچہ اچھا سیکھے گا، دیکھیں اگر ایک بچہ باہر اچھی تعلیم

سیکھ کر آئے مدرسے میں پڑھ کر آئے دینی تربیت ہو،لیکن جب گھر میں آئے انٹرنیٹ، کیبل کا ماحول ہو، فحاشی عریانی ہو، موسیقی چل رہی ہو، نیم برہنہ لباس ہو، تہذیب غیروں کی ہو،تو اس نے جو سیکھا ہوگا وہ ضائع ہو جائے گا،اس کی مثال یوں ہے جیسے کولر میں اوپر سے پانی ڈالو نیچے سے ٹوٹی کھول دو تو وہ پانی کولر میں ٹکے گا نہیں، کیونکہ جتنا پانی اوپر سے ڈالا نیچے سے ٹوٹی کھلی ہے وہ سارا نکل گیا، بچہ کتنے اچھے مدرسے میں پڑھے، کتنے اچھے ہائی فائی اسکول میں پڑھے، کیسے اچھی اس کی تعلیم اور تربیت ہو ،لیکن گھر کا ماحول اگر اس کے موافق نہیں ہوگا اس نے جو پڑھا ہوگا وہ اس طرح اس لئے پر لی چیز جو اثر انداز ہوتی ہے وہ گھر کا ماحول ہے۔

(۲) دوسری چیز جو اثر انداز ہوتی ہے وہ گلی محلّہ ہے، جس گلی میں بچے کی رہائش ہوتی ہے اور جس محلے میں وہ بچہ رہ رہا ہوتا ہے،تو چونکہ بچے نے بار بار گلی میں آنا ہوتا ہے تو گلی کے ماحول کو دیکھ رہا ہوتا ہے، آڑوس پڑوس کو دیکھ رہا ہوتا ہے تو جیسا گلی کا ماحول اور آڑوس پڑوس کا ماحول ہوتا ہے بچہ اس کو اپنی زندگی میں لاتا ہے۔

(۳) اسکول اور مدرسہ، بچہ جس جگہ جاتا ہے اس کا اثر لیتا ہے، اس میں اسکول ہے، اب اسکول میں جیسا ماحول ہوتا ہے بچہ وہی ماحول سیکھ کر آتا ہے، اس لئے دیکھیں بچیاں گھر میں آتی ہیں دروازوں پر لکھنا شروع کر دیتی ہیں، دیواروں پر لکھنا شروع کر دیتی ہیں، جیسے ٹیچر لکھ رہی تھی وہ بھی ٹیچر کی طرح لکھ رہی ہوتی ہیں، جیسے اس نے ہاتھ میں اسٹک پکڑی ہے گھوم رہی ہے تو بچی بھی گھر میں اسی طرح گلہ میں دوپٹہ ڈالا ہوا ہے، اپنی استادنی کی طرح گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں،تو معلوم ہوا کہ بچہ اپنے مدرسے اور اسکول کے ماحول سے سیکھ رہا ہوتا ہے۔

(۴) اپنے معاشرے سے، جس معاشرے میں بچہ رہ رہا ہوتا ہے تو چونکہ بچے کی

آمد ورفت معاشرے میں رہتی ہے کبھی بازار آنا ہے، کبھی گراؤنڈ میں آنا ہے، کبھی اس نے اس سے ہٹ کر کسی اور جگہ جانا ہے، تو معاشرے میں چلت پھرت رہتی ہے، سفر میں آنا جانا ہوتا ہے، تو یہ چار چیزیں بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

211......بچہ عشاء کے بعد بلا وجہ گھر سے باہر نہ جائے

بچوں کو پابند کریں کہ عشاء کی نماز کے بعد کوئی بھی بچہ گھر سے باہر نہ جائے، جب یہ پابندی ہوگی تو بچہ وقت پر سوئے گا صبح وقت پر اٹھے گا، فجر کی نماز کا عادی ہوگا، سب سے بڑھ کر اگلے دن کلاس میں اس کو نیند نہیں آئے گی، اب چونکہ بچے رات دو ڈھائی گھنٹے باہر گلیوں میں گھومے پھرے وہاں سے واپس آئے، موبائل دیکھنے میں لگ گئے، اب رات بارہ ایک بجے سو رہے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نیند پوری نہیں ہوتی، فجر کی نماز چلی جاتی ہے، اسکول جاتے ہیں تو کلاس میں غنودگی ہوتی ہے، جس سے پڑھائی متأثر ہوتی ہے، جب گھر میں ماں باپ کا ماحول ہوگا کہ عشاء کے بعد سونا ہے، عشاء کی نماز پڑھ لی فوراً تھوڑی دیر کے بعد سو گئے، لائٹیں بند، موبائل بند تو ماں باپ بھی فجر پڑھیں گے، بچہ بھی پڑھے گا، اگلے دن اس کی نیند پوری ہوگی، وہ ذہنی امراض کا شکار نہیں ہوگا، آج دیکھیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ذہنی امراض کا شکار ہے، ذہنی ٹینشنوں، ڈپریشن اور دماغی کمزوری میں مبتلا ہیں، بڑے بڑے چشمے اِنہیں لگے ہیں، آنکھوں کی بینائی کمزور ہوگئی، بات کرو تو ان کو بات سمجھ نہیں آتی، چہروں کی رنگتیں تبدیل ہوگئیں، مختلف امراض میں مبتلا ہوگئے، بنیادی وجہ کیا ہوئی نیند پوری نہیں ہوئی، تو جب بچے کی نیند پوری ہوگی تو بچہ امراض سے محفوظ رہے گا، انسان بغیر کھائے پیئے رہ سکتا ہے بغیر نیند کے رہنا مشکل ہے، بغیر نیند کی رہنے سے انسان کا دماغ متاثر ہو جاتا ہے، کھانے پینے کا تعلق معدے کے ساتھ ہے دماغ سے نہیں ہے، اس لیے اگر

ایک آدمی نے ایک دو وقت نہیں کھایا تو دماغ اپنا کام کررہا ہے، لیکن جب اپنے وقت پر سویا نہیں نیند پوری نہیں ہوئی تو اَب دماغ متاثر ہونا شروع ہو جاتا ہے، پھر انسان کی صلاحیتیں آہستہ آہستہ منجمد ہو جاتی ہیں، حفظ وذکاوت اور فہم وفراست میں کمی آجاتی ہے۔

212......بچوں کو کبھی اُن کی پسند کی چیز دلائیں

والدین کبھی کبھی بچے کو ان کی پسند کے مطابق چیز دلائیں اور کبھی بچے کی پسند کے مطابق خود کو سنواریں جیسے کسی تقریب میں جاتے ہوئے بچے سے پسند کرائیں کہ ان کپڑوں میں سے آپ کون سے پہنیں؟ اسی طرح بچوں کو اپنی پسند کے مطابق کپڑے پہنائیں۔ اس سے بچے کو دوسروں کو پسند و ناپسند کا خیال رکھنے کی عادت پروان چڑھے گی اور وہ دوسروں کی پسند کو بھی اہمیت دینا شروع کریں گے۔

213......بچوں کو گھر سے نکلنے اور عاق کرنے کی دھمکی نہ دیں

آج کے ماحول میں یہ دیکھا گیا ہے بچہ جب تھوڑا سا بڑا ہو جائے لڑکپن میں آئے، شعور کے اندر آجائے، اگر کوئی نافرمانی کردے تو ماں باپ فوراً دھمکی دیتے ہیں ہم تمہیں گھر سے نکال دیں گے، تمہیں عاق کردیں گے، تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، نکلو ہمارے گھر سے، بات بات پر دھمکی نہیں دینی چاہیے، اب بچپن کا زمانہ ہے جوانی شروع ہو رہی ہے، جوانی اور جنون ایک جیسا زمانہ ہے، اس میں ہر قوت اور طاقت مکمل ہوتی ہے، عموماً آدمی غلط فیصلے جوانی میں کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی عقل کامل نہیں ہوتی، اس کو اچھے لوگوں کی صحبت نہیں ملی ہوتی، وہ جن کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے ان کی عقل ناقص ہوتی ہے، تو اس لیے وہ ان کی سوچ پر فیصلے کررہا ہوتا ہے، اس لیے بات بات پر دھمکی نہ دیں، محبت سے سمجھائیں، بیٹا! ایسا کام نہ کرو یہ

بدنامی کا ذریعہ ہے، ان کو نیک لوگوں کی صحبت دیں، رزق حلال کھلائیں، گھر کے ماحول کو درست کریں اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں۔

214......اپنی پسند بچوں پر مسلط نہ کریں

یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے جو کھانا ماں باپ کو پسند ہے وہ چاہتے ہیں بچے بھی وہی کھائیں، جو لباس باپ کو پسند ہے وہ چاہتا ہے بیٹے بھی وہی کپڑا اسی رنگ کا پہنیں، جو ماں کی پسند ہو وہ ہی بیٹی کی پسند ہو، بلاوجہ اپنی پسند دوسروں پر مسلط نہیں کرنی چاہیے، اللہ نے ہر انسان کا مزاج الگ بنایا، ہر ایک کا مزاج اور انتخاب الگ الگ ہوتا ہے، انسان جب اپنا مزاج دوسروں کے اوپر مسلط کرتا ہے تو اس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، آج جو میاں بیوی کے جھگڑے، باپ بیٹے کے جھگڑے، ساس بہو کے جھگڑے، اس میں بنیادی وجہ ایک دوسرے کے مزاج کی رعایت نہ کرنا ہے، آپ دیکھیں مزاج میں تفاوت انبیاء علیہم السلام میں بھی رہا ہے، حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، ساڑھے نو سو سال انہوں نے دعوت دی، لیکن قوم کے لوگ جب ایمان لے کر نہیں آئے تو حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے لئے بددعا فرما رہے ہیں، اور اللہ رب العزت سے بددعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ (نوح:۲۳)

ترجمہ: اور (اپنے آدمیوں سے) کہا ہے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا۔ نہ ود اور سواع کو کسی صورت میں چھوڑنا، اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

حضرت نوح علیہ السلام دعا کر رہے ہیں:

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾ (نوح: ۲۶)

ترجمہ: نوح علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار! ان کافروں میں سے کوئی ایک باشندہ بھی زمین پر باقی نہ رکھیے۔

﴿إِنَّکَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَکَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (نوح: ۲۷)

ترجمہ: اگر آپ ان کو باقی رکھیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے، اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بدکار اور کافر ہی پیدا ہوگی۔

تو حضرت نوح علیہ السلام کا مزاج کیا تھا؟ یا اللہ! ایک کافر کو بھی نہ چھوڑو، سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دو، کوئی باقی نہ رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزاج بھی یہی تھا جب انہوں نے دعوت دی اور قوم کے لوگ ایمان نہیں لائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام محنت کرتے رہے اور ان کی سرکشی اور کفر بڑھتا رہا، اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر فوراً بددعا کی، اللہ تعالیٰ سے فرمایا، یا اللہ! اِن پر ایسا عذاب لے کر آ کہ اِن کے مالوں کو بھی تباہ کر دے اور ان کے دلوں کو بھی سخت کر دے:

﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾ (یونس: ۸۸)

ترجمہ: یا اللہ! اِن کے مالوں کو مٹا دے اِن کے دلوں کو سخت کر دے، تاکہ یہ ایمان لے کر نہ آئیں اور تیرا عذاب دیکھ لیں۔

تو ایک طرف دیکھیں کہ یہ حضرات دعا کر رہیں کہ یا اللہ! ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ سب کو عذاب دے، دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ رب العزت سے دعا فرما رہے ہیں، اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے ہیں، بڑی محنت کی قوم میں سے چند لوگ ایمان لے کر آئے باقی ایمان نہیں لائے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة: ۱۱۸)

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دیتا ہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردیں تو تو غالب ہے، حکمتوں والا ہے۔

یعنی یا اللہ اگر آپ معاف کر لیتے ہیں تیرے خزانے میں کمی کوئی نہیں، معاف فرمادے، حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرمارہے ہیں بتوں کے بارے میں بھی اور اسی طرح جو گمراہ کرنے والے سرکش تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (ابراھیم: ۳۶)

ترجمہ: یا اللہ! انہوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کردیا، جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، جو میری نافرمانی کرے یا اللہ تو بخشنے والا ہے رحم کرنے والا ہے۔

یہ نہیں کہا جو میری نافرمانی کرے اس کو جہنم میں ڈال دے، اس کو سخت عذاب دے، بلکہ فرمایا جو میری نافرمانی کررہا ہے تو غفور رحیم ہے، اب دیکھیں! انبیاء علیہما السلام کا مزاج الگ الگ ہے، انبیاء علیہما السلام کا مزاج الگ ہے، صحابہ کرام میں بھی مزاج کا فرق ہے، بدر کے قیدیوں کا مسئلہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مشورہ لے رہے ہیں، بدر کے قیدیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے رائے لی، انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! فدیہ لے کر چھوڑ دیں، ان میں بعض آپ کے بھی رشتہ دار ہیں، بعض ہمارے بھی رشتہ دار ہیں، بہتر ہے فدیہ لے کے چھوڑ دیا جائے، امید ہے ان میں سے بہت سے لوگ بعد میں ایمان لے آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق کی رائے پسند آئی، حضرت عمر رضی

اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہ! جو جس کا رشتہ دار ہے اس کو اسی کے حوالے کرو، ہر آدمی اپنے رشتہ دار کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرے، انہوں نے کیوں آپ کے خلاف تلوار اٹھائی، کیوں کفر کا ساتھ دیا؟ کسی کو مت چھوڑو، ہر کافر کو قتل کرو، تو دیکھیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج الگ ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مزاج الگ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین تھے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات پسند آئی، آپ نے ان پر فیصلہ دے دیا اور فدیہ لے کر اُن کو چھوڑ دیا، لیکن اللہ رب العزت کو جو بات پسند تھی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے تھی کہ کافروں کو قتل کیا جائے، تاکہ اِن کا زور اور ان کی طاقت ٹوٹ جائے، اس موقع پر قرآن کی آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (الأنفال: ٦٧، ٦٨)

ترجمہ: یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں (دشمنوں کا) خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو (جس سے ان کا رعب پوری طرح ٹوٹ جائے) تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آ چکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا، اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آ جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فیصلہ پر عذاب بالکل قریب آ گیا تھا، اگر یہ عذاب آ جاتا تو کوئی ہم میں سے نہ بچتا، دراصل جنگ بدر کا سارا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتبہ کفار

کی طاقت اور شوکت کا زور اچھی طرح ٹوٹ جائے ، اور جن لوگوں نے سالہا سال تک دین حق کا راستہ روکا اور مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم ڈھائے ، ایک مرتبہ مسلمانوں کا دبدبہ بیٹھ جائے ، اس کے لئے ضروری تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی نرمی کا معاملہ کرنے کے بجائے سختی کی جائے ، جنہوں نے تیرہ سال مکہ میں مسلمانوں پر ظلم وستم کیا۔

دیکھیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج الگ ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مزاج الگ ہے، تو میں نے ایک بات عرض کی مزاج میں تفاوت رہا ہے ، نیک لوگوں کے مذاق میں بھی تفاوت ہے، انبیاء علیہم السلام کے مزاج میں بھی تفاوت ہے، انسان اپنا مزاج ، اپنی پسند ناپسند سب پر مسلط نہ کرے، جب آدمی اپنا مزاج مسلط کرتا ہے تب جھگڑے ہوتے ہیں، شریعت کو مسلط کریں ، اللہ، رسول کا حکم نافذ کریں ، یہ نہیں کہ جو میں چاہتا ہوں، اس کا حکم دیں اور اس پر انہیں مجبور کریں۔

215......بچوں کے سامنے اپنے والدین کی قدر کریں

آپ کے والدین وہ بچوں کے دادادادی ہیں، تو بچوں کے سامنے ان کے دادادادی کی آپ قدر کریں ، جب انسان بچوں کے سامنے اپنے ماں باپ کی قدر کرتا ہے تو پھر یہ بچے بھی اِن بزرگوں کی قدر کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں، اور اپنے والدین کی بھی بڑھاپے میں قدر کریں گے، اور جب انسان اپنے والدین کو اہمیت نہیں دیتا، وقت نہیں دیتا، پھر ہم یہ امید رکھیں کہ یہ بچے ہمیں اہمیت دیں گے، ہماری مستقبل میں خدمت کریں گے کبھی ایسا نہیں ہوگا ، جب ہم اپنے والد کو وقت نہیں دے رہے، خدمت نہیں کر رہے اور ہم کہتے ہیں اپنے بیٹے سے دادا کی خدمت کرو، دادا کے پاؤں دباؤ، خود خدمت نہیں کرتے اور اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں دادا کے پاؤں دباؤ، خود باپ کے پاس بیٹھنے کا وقت نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے دادا کو

وقت دو تو ایسا کبھی نہیں ہوتا، یہ اولاد آپ سے سیکھے گی، آپ جتنا اچھا سلوک اپنے ماں باپ سے کریں گے یہ بچے دیکھیں گے تو یہ بھی اسی طرح کا سلوک آپ کے ساتھ مستقبل میں کریں گے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

اردو کی ایک کتاب ہے ''والدین کی اطاعت اور نافرمانی واقعات کی زبانی'' اس میں انہوں نے ایک واقعہ لکھا، ایک شخص تھا ان کی بیٹیاں اور بیٹے تھے، اللہ نے بہت دولت، پیسہ ساز وسامان دیا تھا، تو انہوں نے بچوں کی شادیاں کروا دیں، بیٹوں کی بیٹیوں کی شادیاں ہوگئیں، اب یہ دونوں میاں بیوی ایک مکان میں اپنے ایک بیٹے کے ساتھ رہتے تھے، تو انہوں نے اپنی زندگی میں اپنی میراث تقسیم کردی جو کچھ مال تھا اپنے بچوں کو دے دیا، تو اب یہ دونوں میاں بیوی ایک بیٹے کے ساتھ تھے، چند مہینوں کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا، اب یہ صرف اکیلا رہ گیا، سال گزرتے گزرتے وقت آیا بڑھاپے کا اِسے بیماریاں بھی لگ گئیں، اب جو بیٹا جس کے ساتھ یہ رہتے تھے اس کے بھی بچے آگے پیدا ہوگئے، تو اب اس کی بیوی بات بات پر اپنے سسر سے جھگڑتی تھی، سسر چونکہ معذور ہوگیا، بیمار ہوگیا، اپاہج ہوگیا، بستر سے اٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا، بستر پر بول و براز ہوتا تھا تو اس بہو کو بڑا غصہ آتا تھا کہ بستر پر پیشاب کر رہا ہے، تعفن ہے اور اِس سے بدبو آرہی ہے، اِس سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں، تو اس نے کہا میں تو اس کو صاف نہیں کروں گی، تو اس نے انکار کر دیا اور اس نے کہا اپنے شوہر سے یعنی اس کے بیٹے سے کہا تم صاف کرو وہ بھی نہیں کرتا تھا، وہ بھی کہتا تھا اس سے جراثیم لگتے ہیں، انہوں نے اپنے باپ کے لیے نوکر رکھا، نوکر سے کہا: تم یہ کام کرو اب وہ ایک نوکر ہوتا تھا، وہ بستر کو دھو لیتا اور اِس کی صفائی کر دیتا، باپ کو ہر دوسرے دن وہ

دھلاتا، اب چند دن گزرے اب جھگڑا شروع ہوا، بیوی نے کہا: بھائی! اس کو اوپر لے کر جاؤ، نیچے گراؤنڈ فلور میں مہمان آتے جاتے ہیں، یہاں تو بدبو ہوتی ہے، آخر کار یہ باپ کے پاس گیا باپ معذور تھا اس کو کہا: تجھے اوپر لے کر جاتے ہیں اوپر ہوا زیادہ ہوگی، روشنی ہوگی اور مختلف دلیلیں اس کو دینا شروع کر دیں، جب انسان معذور ہو جائے پھر تو اولاد کے ہاتھوں میں ہوتا ہے، پھر جو اولاد کرے وہ سہتا ہے، اب انہوں نے اوپر ایک عارضی سا کمرہ بنا کے بوڑھے باپ کو وہاں رکھ دیا، دو دو دن تین تین دن گزر جاتے تھے نہ بیٹا اوپر جاتا تھا نہ بہو اوپر جاتی تھی، اب انہوں نے نوکر رکھا وہ کھانا لے جاتا، اور کھانے کے لیے بھی برتن پلاسٹک کا لیا، پلاسٹک کی ایک پلیٹ لے لی، پلاسٹک کا ایک گلاس لے لیا، ایک پلاسٹک کا کپ اس میں بچوں کو منع کیا کہ کوئی بھی اس گلاس میں نہ پیئے، کوئی بھی اس کپ میں چائے نہ پیئے، اس پلیٹ میں نہ کھائے، کیونکہ دادا کھاتا ہے، اس کے جراثیم لگیں گے، بیماریاں لگیں گی، اب وہ نوکر جاتا تھا اوپر صفائی کر دیتا، کچھ وقت اس طرح گزر گیا، اب ایک وقت آیا کہ وہ بوڑھا اوپر ہوتا کوئی نہ آتا، آخر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے اس کا انتقال ہو گیا، جب انتقال ہو گیا جنازہ ہو گیا، دو تین دنوں کے بعد اب یہ بیٹا اوپر گیا تو اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی موجود ہے، یعنی اس میت کا پوتا جو چار سے پانچ سال کا تھا، اب بیٹا کمرے کا معائنہ کر رہا ہے کہ وہ بستر اور سامان وغیرہ ہٹا دے تاکہ کمرہ صاف ہو جائے، تو اس کا چھوٹا بچہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کوئی چیز تلاش کر رہا ہے تو اس نے پوچھا بیٹا! کیا تلاش کر رہے ہو؟ تو اس نے کہا: دادا جی کی پلیٹ تلاش کر رہا ہوں، اِدھر اُدھر دیکھی تو نیچے سے وہ پلاسٹک کی پلیٹ مل گئی، وہ پلاسٹک کا گلاس، کپ اور چمچ وغیرہ مل گئی تو اس نے پوچھا: بیٹا! اس کا کیا کرو گے، تو اس نے اس گلاس اور پلیٹ کو ایک شاپر میں ڈالا، اور وہ چھوٹا بچہ کہنے لگا

ابو جی ! جب آپ بھی دادا جی کی طرح بوڑھے ہو جائیں گے، بیمار ہو جائیں گے، ہم بھی آپ کو اوپر کمرے میں رکھیں گے، اس پلیٹ میں روٹی دیں گے اس گلاس میں پانی دیں گے اور ابو جی آپ کو اس میں چائے دیں گے۔ ❶

وہ پانچ سال کا بچہ ابھی سے نیت کر رہا ہے ابو جی جب آپ بوڑھا ہو گے اس پلاسٹک کے برتن میں آپ کو روٹی دیں گے، تو انسان جیسا کرتا ہے ویسا ہوتا ہے، اس لئے جب ہم اپنے ماں باپ کی عزت اپنی اولاد کے سامنے کریں گے تو ہماری اولاد بھی مستقبل میں ہماری عزت کرے گی ، جب ہم اپنے والدین کو حیثیت نہیں دیں گے پھر اپنی اولاد سے تمنا نہ رکھو کہ یہ ہمیں حیثیت دیں گے، اس لیے میں نے بڑی اہم بات عرض کی کہ بچوں کے سامنے والدین کی قدر کریں جتنی قدر ہو گی تو یہ بچے آپ سے سیکھیں گے اور اِن بزرگوں کے تجربات اور دعاؤں سے مستفید ہوں گے۔

216......نماز جمعہ اور عیدین میں بچے کو ساتھ لے کر جائیں

انسان عادت بنائے نماز کا وقت ہو بچے کو ساتھ لے کر مسجد جائیں اور نمازِ جمعہ میں خصوصی طور پر شریک کیا جائے ، اسے صاف ستھرے کپڑے پہنا کر خوشبو لگائی جائے ، البتہ پہلے بچے کو مسجد کے آداب کے متعلق تعلیمات سے آگاہ کیا جائے ، اور اسے بتلایا جائے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، جس میں کھیل کود اور شور وغل کرنا مناسب نہیں۔ تو جمعہ کے بعد جمعہ میں جو بات ہوئی ، اس حوالے سے پوچھا جائے ، امام صاحب نے کیا بات کی ، یا جس موضوع پر بات ہوئی اس موضوع کے حوالے سے بات چیت کی جائے تا کہ اندازہ ہو کہ اس نے کس حد تک بات پر غور کیا ہے اور اگر آپ کو محسوس ہو اس نے گفتگو پر غور نہیں کیا بلکہ کھیل کود میں مشغول رہا تو نرمی کے ساتھ اسے سمجھائیں۔

❶ والدین کی اطاعت و نافرمانی واقعات کی زبانی: ص ۱۱۶ تا ۱۲۰

217......بچوں کے ہر ضد پوری نہ کریں

اِس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ ایک چیز چاہ رہا ہے، اگر وہ کام جائز ہے نفع مند ہے پورا کر لیا جائے، لیکن ہر ہر بات ہر ہر خواہش پوری نہ کی جائے، ورنہ بچہ سمجھ جاتا ہے جس بات کو منوانا پڑے تو ضد کرو تو ماں باپ کر دیتے ہیں، ماں باپ وہ چیز خرید کے دے دیتے ہیں، اس لئے بچے کی ہر ضد پوری نہ کریں، ورنہ بچے کا مزاج ایسا بنے گا وہ خلاف شرع کام بھی آپ سے کروائے گا، ضدی بن کے بات بات پر ڈٹ جائے گا پھر کوئی چارہ کار نہیں ہوگا، اس لیے وہ کام اور حاجت اس کی پوری کی جائے جو اس کے حق میں نفع مند ہو اور اس سے اس کی شخصیت میں نکھار پیدا ہو۔

218......بچوں کے سامنے ان کے اساتذہ کرام کو برا بھلا نہ کہیں

یہ بڑی اہم بات ہے، جن کے بچے نہیں پڑھتے، چاہے وہ قرآن ہو، یا حدیث کا علم ہو، اس میں بہت بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ماں باپ اُن بچوں کے اساتذہ کی عزت نہیں کرتے۔ جو والدین بچوں کے استاذوں کی عزت کرتے ہیں اور بچوں کے سامنے ان استاذوں کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں، دعائیہ کلمات کہتے ہیں، تو بچے پڑھ لیتے ہیں، عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جو والدین اپنے بچوں کے کہنے پر بچوں کے استاذوں سے لڑنے کے لیے آ جاتے ہیں، لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، گالم گلوچ کرتے ہیں، اور بیٹا فخر سمجھتا ہے دیکھو میں نے والد کو کہا اور میرا والد لڑنے کے لئے آیا، استاذ جی سے لڑا، ٹیچر سے لڑا، تو بچے کا مزاج بن جاتا ہے وہ معمولی باتوں کو بہت بڑھا چڑھا کے پیش کرتا ہے، اور باپ آ کر اپنے بچے کا دفاع کرتا ہے، استاذ کے دل سے بددعا نکل جاتی ہے، اور وہ بچہ نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا رہتا ہے، اس لیے اگر بچہ استاذ کی کوئی بات گھر پہنچائے بھی اور آپ کو بھی شکایت ہو تو استاذ سے اکیلے میں ملیں، بچے کے سامنے

نہیں ملنا چاہیے، ایسی صورت میں بچے کی سرزنش کرنی چاہیے، استاذ نے تمہیں مارا ہے اچھا کیا ہے، واقعی تمہارے اندر کوئی قصور ہوگا، تمہاری کوئی غلطی ہوگئی، استاذ ویسے نہیں مارتے، اور پھر آپ تنہائی میں استاذ سے ملیں، اس طرح بچہ آیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات تھی، کوئی شکایت ہو تو مجھے بتائیں تو وہ استاذ آپ کو پوری بات بتا دے گا، ہم لوگ تصویر کا ایک رخ دیکھ کر فیصلہ کر لیتے ہیں، ایک بات سن لیتے ہیں دوسرے کی بات نہیں سنتے، حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے: اگر تمہارے پاس کوئی آدمی آئے اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہو اور وہ کہے فلاں نے کاٹا ہے تم فیصلہ نہ کرنا، جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو، ممکن ہے اس نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹے ہوں، یہ اس سے بڑا ظالم ہو، کسی کے آنسوؤں کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے بھائی کو کنویں میں ڈالا تھا اور جب سب آئے تھے تو روتے ہوئے آئے تھے، قرآن کریم نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

﴿جَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ﴾ (یوسف: ١٦)

ترجمہ: یہ لوگ عشاء کے وقت آئے سارے روتے ہوئے آئے۔

پھینکا بھی خود ہے، چال بھی خود چلی ہے اور رو بھی رہے ہیں، معلوم ہوا رونے والا مظلوم نہیں ہوتا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے سبائی تھے جو آج تک رو رہے ہیں، سینہ پیٹ رہے ہیں، عموماً یہی ہوتا ہے قاتل مار لیتا ہے پھر مگر مچھ کے آنسو بھی بہا رہا ہوتا ہے۔

اس لئے میں نے ایک بات عرض کی کہ بچوں کے سامنے اُن کے اساتذہ کو برا بھلا نہ کہیں، چاہے بچہ روتا ہوا گھر آئے، روتا ہوا آئے اُس سے وجہ پوچھیں، پھر استاذ سے اکیلے میں ملیں، بہت سے ساتھی ہم نے دیکھے جنہوں نے بچوں کے استاذوں کو

برا بھلا کہا، لعن طعن کیا، ہاتھ اٹھایا، طعن تشنیع کا نشانہ بنایا، بے عزتی کی اُن کے بچے نہ پڑھ سکے، یا پڑھتے پڑھتے چھوڑ دیا یا مکمل نہ کر سکے، یا آدھورا پڑھا پھر وہی بچے نافرمان اور بداخلاق ہوئے، اُن اساتذہ کے دل سے بددعا نکلی، نہ وہ دین کے رہے نہ وہ دنیا کے رہے، اس لئے بہر حال استاذ جو بھی ہو اس کی عزت کرنی چاہیے، بچوں کے دلوں میں استاذوں کی محبت اور ادب ڈالنا چاہیے، حضراتِ سلف کو اپنے اساتذہ سے بڑی محبت تھی اگر ان کا تذکرہ آتا تو سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے، کہیں استاذ کے تذکرے کے وقت ٹیک لگانا بے ادبی میں شمار نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ استاذ کا تذکرہ آتے ہی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ایک مرتبہ کسی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، گفتگو کے دوران ان کے استاذ ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) کا ذکر آیا، ان کا نام سنتے ہی امام احمد رحمہ اللہ فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

لَا يَنبَغِي أَنْ يُذْكَرَ الصَّالِحُونَ فَيُتَّكَأُ. [1]

ترجمہ: یہ نامناسب بات ہے کہ نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے اور ہم ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں۔

آج کے طالب علم کا حال

میں ایک جگہ جمعہ پڑھاتا تھا، تو پہلی صف میں ایک نوجوان ٹیچر ہوتا تھا تو ایک دفعہ ملا تو سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی، جمعہ کے بعد میں نے پوچھا کیا ہوا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہے، کہنے لگا: حضرت! ایک جگہ اسکول پڑھاتا تھا تو ایک بچے کو دو ڈنڈے مارے، تو جب

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: إبراهيم بن طهمان، ج٦ ص١٠٨/سير أعلام النبلاء: ترجمة: إبراهيم بن طهمان، ج٧ ص٣٨١

میں باہر نکلا تو اس نے غلیل میں پتھر لیا ہوا تھا اور نشان باندھ کر مجھے مارا جس سے دو ٹانکے آئے ہیں۔

یہ ہے آج کا شاگرد جو استاذ کو پتھر سے مار رہا ہے، پھر استاذ کے دل سے بددعا نہیں نکلے گی؟ یہ وقت کا امام ابوحنیفہ اور امام بخاری بنے گا یا ڈاکو، لٹیرا اور قاتل بنے گا؟ ایسے طالب علم کے لیے استاذ کے دل سے کبھی دعا نہیں نکلتی، تو بہرحال میں نے ایک ادب عرض کیا اگر بچہ استاذ کی شکایت کرے تو ماں باپ اس کی طرفداری نہ کریں، ہم نے کئی دفعہ دیکھا کہ اگر استاذ کسی کو تھپڑ مار دیتا ہے ماں باپ لڑنے کے لیے آجاتے ہیں، پہلے خود کہتے ہیں یہ زندہ آپ کا مردہ ہمارا، یہ گوشت آپ کا، ہڈیاں ہماری، لیکن پھر اگر گوشت پر نشان بھی آجائے تو آستین چڑھا دیتے ہیں، استاذ کا گریبان پکڑ لیتے ہیں، پھر ایسا بچہ پڑھ نہیں پاتا اور علم سے محروم ہو جاتا ہے، اور اگر پڑھ بھی لے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اُس کے علم کا فیض آگے نہیں پھیلتا۔

بے ادب طالب علم کا فٹ پاتھ پر جوتے پالش کرنا

ایک طالب علم تھا جو دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا، وہ عموماً اساتذہ کی شان میں گستاخیاں اور بدزبانی کرتا تھا، ایک دن اس طرح کی حرکت کی کہ استاذ کی بڑی بے ادبی کردی، جس سے اساتذہ کا دل دکھ گیا، چنانچہ استاذ نے اس کو ناراضگی کی حالت میں یہ کہہ دیا ''جا! تو اب جوتے ہی گانٹھے گا'' چنانچہ دیکھنے والوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ بعد وہ شخص دیوبند کی جامع مسجد کے پاس فٹ پاتھ پر بیٹھا، لوگوں کے جوتے چپل پالش کر رہا ہے اور موچی کا کام کر رہا ہے، چنانچہ وہ عالم بھی نہ بن سکا۔ ❶

❶ اہل علم کی زندگی: ص ۳۷۲

219......بچے سے کسی حال میں ناامید نہ ہوں

بچہ اگرچہ کمزور ہو بظاہر آپ کو لگ رہا ہے کہ یہ نہیں پڑھ سکتا ہے، لیکن پھر بھی ناامیدی نہ ہوں، اللہ رب العزت کی ذات قادر ذات ہے، بسا اوقات بعض بچے کمزور ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن سے دین کا بہت بڑا کام لے لیتا ہے۔

نہایت کند ذہن طالب علم کے ذریعے دین کا بڑا فیض پھیلا

عرب کے ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ریاض کے اندر ایک مدرسہ تھا، اس میں ایک آفریقہ کا طالبعلم پڑتا تھا، کہا وہ بہت کمزور طالب علم تھا، اساتذہ کرام بھی محنت کرتے، لیکن وہ ہر امتحان میں رہ جاتا تھا، تھا بڑا نیک، متقی، پرہیزگار لیکن ذہنی اعتبار سے بڑا کمزور تھا، اساتذہ کرام نے جب دیکھا کہیں بار یہ امتحان میں رہ گیا تو بعض نے مشورہ دے دیا کہ اس کو مدرسے سے نکال دیں، اس کے ماں باپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس کو پڑھائی سے ہٹادیں، یہ کمزور ہے تو جب انہوں نے آپس میں مشورہ کیا، حضرت تک بات پہنچی تو کہا بچے کو نہ نکالو بچے کو پڑھنے دو، بس جس طرح چل رہا ہے چلنے دو، درس نظامی کی تعلیم مکمل کرنے دو، اللہ اس سے دین کا کام لے گا، متقی ہے اللہ کے ہاں تقویٰ کا اعتبار ہے، استعداد کا اعتبار نہیں ہے، تو بہرحال اِس بچے نے یوں پڑھتے پڑھتے درس نظامی مکمل کرلی، حضرت فرماتے ہیں ایک عرصہ دراز کے بعد میرا افریقہ کا سفر تھا، تو میں جب وہاں پہنچا مختلف جگہ بیان ہوئے تو مجھ سے بعض لوگ ٹائم لینے کے لیے آئے کہ بھائی فلاں جگہ آپ نے ضرور جانا ہے اور ایک عالم ہے انہوں نے افریقہ میں بڑا دین کا کام کیا ہے، بڑے مدارس بنائے، بڑی مساجد بنائی، سینکڑوں لوگ ہدایت پر آگئے،

آپ اُن کے پاس ضرور جائیں، مولانا عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے دل میں بات آئی چلو میں بھی اس سے مل لیتا ہوں، حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ٹھیک ہے میں آؤں گا، تو انہوں نے بہت بڑا وہاں پروگرام رکھا، جب میں وہاں گیا میرا بیان ہوا تو وہاں جو مسجد کے امام تھے جس نے پورے علاقے کی فضا بدل دی تھی وہ جب میرے سامنے ملنے کے لیے آئے تو رو رہے تھے، تو انہوں نے کہا میں آپ کا شاگرد ہوں، آپ سے پڑھا ہوں، اور آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ نے مجھ سے اتنا کام لیا، فرمایا میں نہ پہچان سکا کہ تم کون ہو، کہا میں وہی طالب علم ہوں کہ بعض اساتذہ نے بھی رائے دی تھی کہ ان کو نکال دو، مشورہ بھی ہوا کہ یہ پڑھ نہیں سکتا کمزور ہے، غبی طالب علم ہے، لیکن آپ نے کہا نہیں اس کو پڑھنے دو، تو کہا آپ کی دعائیں تھیں، آج اللہ نے مجھ سے اتنا بڑا کام لیا، دین کا اتنا بڑا کام کیا افریقہ میں بیسیوں مساجد کی اُس نے بنیاد ڈالی، سینکڑوں لوگوں کو اللہ نے اس کے ذریعے ہدایت دے دی۔

اس لئے بچے سے ناامید نہیں ہونا چاہیے، بچہ کمزور بھی ہو اللہ کے ہاں تو کمی نہیں ہے، دعا کرتے رہو اللہ تعالی ذہن کو نہیں تقوی کو دیکھتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

ہوسکتا ہے اس کی نیکی اللہ کے ہاں قبول ہوجائے اور وہ لوگوں کے لئے مشعل راہ بن جائے۔

220......بچوں کے لئے گھر میں لائبریری بنائیں

جو بھی کوئی اچھی کتاب ملے، آسان، عام فہم ہو، بڑے بڑے علماء کی کتابیں جن میں صحابہ کے، سلف کے واقعات اور دینی رہنمائی ہو تو ایسی کتابیں خرید کر گھر لائیں، جب گھر میں ایسی کتابیں موجود ہوں گی تو بچے پڑھتے رہیں گے، جب ہمارے گھر میں موبائل، کیبل، نیٹ ہوگا، بڑی بڑی اسکرینیں ہوگی تو پھر بچے وہی دیکھیں گا، جیسا ماحول بچے کو دیں گے بچہ اسی میں آگے بڑھے گا، تو اس لیے گھر میں کتابوں کا دین کا ماحول بنائیں، خود بھی کتب بینی کریں تاکہ آپ کے بچے آپ کو دیکھ کر اُن میں بھی مطالعہ کا ذوق پیدا ہو۔

221......بچوں کو سلام میں پہل کرنا سکھائیں

آداب میں سے یہ ہے کہ انسان اپنی اولاد کو یہ تربیت دے کہ بیٹا جس سے بھی ملاقات ہو آپ نے سلام میں پہل کرنی ہے، سلام آپ کی طرف سے پہلے ہو، حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْ ءٌ مِّنَ الْكِبْرِ. ❶

ترجمہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔

اور بتائیں بیٹا! کہ آپ اس کا انتظار نہ کریں دوسرا ساتھی آپ کو سلام کرے، بلکہ خود آگے بڑھ کر سلام کریں اور سلام میں ”السلام علیکم“ کہنے کے دس نیکیاں ہیں، اور اگر لفظ ”ورحمة الله“ کا اضافہ ہو تو بیس ہیں اور اگر ”وبرکاته“ کا اضافہ ہو تو تیس، تو تیس نیکیاں ایک سلام میں مل رہی ہیں، تیس ساتھیوں سے اگر آپ کی

❶ شعب الإيمان: مقاربة أهل الدين ومو ادتهم وإفشاء السلام بينهم، ج ۱۱ ص ۲۰۱، رقم الحديث: ۸۴۰۷

ملاقات ہوگئی تو دن میں تین سو نیکیاں آپ کو مل گئیں، ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اس شخص کو دس نیکیاں ملی ہیں، پھر ایک اور صاحب آئے تو انہوں نے سلام کیا اور بولے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ان صاحب کو بیس نیکیاں ملی ہیں، پھر ایک صاحب آئے انہوں نے سلام کیا اور بولے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ان صاحب کو تیس نیکیاں ملی ہیں۔ [1]

ایک ادب بچوں کو یہ بتائیں کہ بیٹا! دونوں ہاتھوں سے سلام کرنا ہے، اور ہاتھ اس وقت ملانے ہیں جب سامنے والے کے ہاتھ میں سامان نہ ہو، موٹر سائیکل پر نہ ہو، ایسی طرح بسا اوقات استاذ محترم کے ہاتھ میں کتابیں یا سامان ہوتا ہے، یا اُن کو جلدی میں کہیں جانا ہوتا ہے، اب بعض بچے سلام کرنے کے لئے آگے بڑھ جاتے ہیں، استاذ کو کتابیں کسی اور کو دینی پڑتی ہے، سامان نیچے رکھنا پڑتا ہے، یا موٹر سائیکل پر بیٹھیں ہیں موٹر سائیکل کی ریس یا کلچ چھوڑنا پڑھتا ہے جس سے موٹر سائیکل بند ہو جاتی ہے، اس وقت صرف زبان سے سلام کرنا چاہیے، ہاتھ ملانا ضروری نہیں۔

اور بچے کو یہ بتائیں بیٹا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جس سے دوسرے کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے:

(۱) سلام میں پہل کرنے سے۔

(۲) مخاطب کو اچھے نام سے پکارنے سے۔

---

[1] سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب كيف السلام، رقم الحديث: ۵۱۹۵

(۳) مجلس میں دوسرے کے آنے پر اس کے لیے جگہ کشادہ کرنے پر۔ ❶

مصافحہ کرنے کے آداب

سلام کرتے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت اور افضل ہے۔ مصافحہ کرتے وقت مندرجہ ذیل آداب کا خیال کرنا چاہیے:

(۱) پہلے سلام اور پھر مصافحہ کرنا چاہیے، کیونکہ سلام کے بغیر صرف مصافحہ خلاف سنت ہے۔

(۲) مشغولی کے وقت مصافحہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) جو شخص تیزی سے جا رہا ہو اس کو مصافحہ کے لیے نہیں روکنا چاہیے۔

(۴) مجلس میں سب لوگوں کے بجائے صرف اسی آدمی سے مصافحہ پر اکتفاء کیا جائے جس کے ساتھ ملاقات کا ارادہ ہو، البتہ اگر باقی لوگوں سے بھی واقفیت ہو تو ان سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت رخصت ہوتے ہوئے کرنا چاہیے۔

(۶) مصافحہ کرتے وقت دوسرے کی راحت کا خیال کرنا چاہیے۔

(۷) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے۔

بہرحال سلام کرنا ایک مختصر عمل ہے اور اس پر فضیلت بہت زیادہ ہے اور اس کے بہت سے فوائد ہیں، اس لیے اِس عمل کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

222......بغیر بلائے کسی دعوت میں بچوں کو لے کر نہ جائیں

اگر کسی دعوت میں آپ کے بچوں کو دعوت نہیں دی گئی تو اپنے ساتھ اپنے بچوں کو دعوت میں مت لے کر جائیں، آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ والد کو دعوت ہوتی ہے تو وہ اپنے

---

❶ الزهد والرقائق لابن المبارك: ص ۱۱۹، الرقم ۳۵۲/شعب الإيمان: ج ۱۱ ص ۱۹۷

ساتھ اپنے بچوں کو لے جا رہے ہوتے ہیں، پوتوں کو ساتھ لے جا رہے ہوتے ہیں، یہ غیر مناسب ہے جس کو دعوت دی گئی ہے صرف اُسے ہی جانا چاہیے، ہمارے ہاں ایک معاشرہ اور رواج بن گیا کہ ہم اپنے ساتھ اپنے بچوں کو ہر جگہ لے کر جاتے ہیں اس سے دوسرے کے دل میں محبت کم ہوتی ہے، میں نے دعوت ایک کو دی اور یہ چار افراد آئے، بعض جگہ تو انسان کہتا ہے جی یہ میرا ڈرائیور ہے، یہ میرا محافظ ہے، یہ میرا بیٹا ہے، یہ میرا سیکرٹری ہے، یہ میرا دوست ہے، دعوت ایک کی تھی اور وہ پانچ افراد کو مختلف نسبتوں کے ساتھ مختلف ناموں کے ساتھ لے کر گیا جو جانے والے کے اوپر بوجھ بن گیا۔

223...... ہر ایک سے مسکرا کر ملیں

اولاد کو یہ اصول بتانا چاہیے کہ بیٹا! جس سے ملاقات ہو خندہ پیشانی سے ملو، آج جیسے ہم خود، خود غرض ہو گئے، ہماری اولادیں بھی خود غرض ہو گئیں، جس سے مقصد ہوتا ہے اس سے صحیح بات کریں گے، اچھے لہجے میں کریں گے، خندہ پیشانی سے کریں گے، جس سے کوئی دنیاوی نفع نہیں ہوگا اُس سے یا تو بات نہیں کریں گے، یا بات کریں گے تو چہرے پر ناگواری کے آثار ہوں گے تو یہ نہیں ہونا چاہیے، مسلمان کی علامت ہے جس سے ملاقات کرے خندہ پیشانی سے ملے، مسکراتے ہوئے ملے، چونکہ یہ عالی اخلاق میں سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا صدقہ ہے:

تَبَسُّمُکَ فِی وَجْهِ أَخِیکَ لَکَ صَدَقَةٌ. [1]

ترجمہ: اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے۔

---

[1] سنن الترمذی: کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی صنائع المعروف، رقم الحدیث: ۱۹۵۶

اس میں مال نہیں خرچ ہوتا اور مفت میں صدقہ کا ثواب مل جاتا ہے، اگر آپ غمگین بھی ہیں تو بھی اپنے ساتھی سے ملاقات کے وقت اپنے چہرے پر قصداً تبسم لے آئیں، دل نہیں چاہتا مسکرانے کو، لیکن ایک مسلمان کو خوش کرنے کے لیے اس سے مسکرا کر پوچھ لیں کہ بھائی کیا حال ہے؟ خیریت ہے؟ آج ہم پیٹ کے لیے تبسم کر لیتے ہیں، اللہ کو خوش کرنے کے لیے تبسم تو مفت کا صدقہ ہے۔

جب والدین دوسروں سے خندہ پیشانی سے ملیں گے، مسکراتے ہوئے ملیں گے، تو بچے بھی اسی کو اختیار کریں گے، تو بہرحال بچوں کو ادب سکھانا چاہیے، بیٹا! جس سے ملاقات ہو سلام میں پہل کرو، مسکراتے ہوئے ملو، اس سے مخاطب کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

224......بچوں کو نماز کا عملی طریقہ سکھائیں

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہماری یہ ذمہ داری ہے ہمارا بچہ جب سن شعور کو پہنچ جائے اور اسے چھوٹے بڑے کا پتہ چل جائے بچہ آمد و رفت اور چلت پھرت کے قابل ہو جائے، مسجد آنے کے قابل ہو تو بیٹے کو وضو کا طریقہ سکھانا چاہیے، نماز عملی طور پر سکھانا چاہیے، ہم نے یہ ذمہ داری قاری صاحب پر، مسجد کے امام پر ڈال دی ہے، قاری صاحب سکھائے گا، مسجد کا امام سکھائے گا، حالانکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے اوپر ذمہ داری ہے ہم والد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. [1]

ترجمہ: خبردار تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم

[1] صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، رقم الحديث: ۸۹۳

سے ہر شخص سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
کوئی کمی کوتاہی ہو تو محبت اور پیار سے اس کو بتائیں، یہ اس کے سیکھنے کا زمانہ ہے، ہم دنیا کی باقی چیزیں سکھا دیتے ہیں اور نماز جیسا اہم حکم ہے لیکن ہمیں اس کی فکر نہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے سوچئے آج زندگی کے چالیس پینتالیس سال ہو گئے، کبھی بیٹے کو بٹھا کر وضو کرنے کا طریقہ، نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا، دنیا کے کام کاج سکھاتے ہیں دین کا حکم نہیں سکھاتے، دنیا کا نقصان ہو جائے ڈانٹتے ہیں کہ بیٹا یہ کپ تیرے ہاتھ سے کیوں ٹوٹ گیا، یہ بیس روپے کا کپ تھا یہ بیس روپے کا گلاس تیرے ہاتھ سے ٹوٹ گیا تو باپ بھی مارے گا، ماں بھی غصہ کرے گی، نماز چھوٹ جائے کسی کو غم نہیں ہوتا، نماز چھوٹنے پر کوئی تنبیہ نہیں کرتے، ہم دنیا کے نقصان کو نقصان سمجھتے ہیں، دین کے نقصان کو نقصان نہیں سمجھتے، حالانکہ اصل نقصان دین کا نقصان ہے، دنیا چلی جائے لوٹ آتی ہے جو نماز فرض وقت پر نہیں پڑھی وہ لوٹ کر نہیں آتا۔
امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ سے ایک دفعہ تکبیر اولیٰ چھوٹ گئی تو امام ابو اسحاق الفزاری رحمہ اللہ اِن کے پاس تعزیت کے لئے آئے کہ حضرت آج ہم نے آپ کو دیکھا آپ سے تکبیر اولیٰ چھوٹ گئی، تو ان کو بہت افسوس تھا پھر کہنے لگے کہ دیکھو مجھ سے آج تکبیر اولیٰ چھوٹی ہے پہلی دفعہ ایک آدمی نے افسوس کیا، اگر میرے مال کا نقصان ہو جاتا دس ہزار آدمی میرے پاس آجاتے۔
یعنی سینکڑوں لوگ آتے اگر مال کا نقصان ہو جاتا کسی کا انتقال ہو جاتا تو کہا بیسیوں لوگ آتے نماز میں تکبیر اولیٰ مجھ سے چھوٹ گئی ایک آدمی میرے پاس آیا، تو فرمایا لوگ مال کے نقصان کو نقصان سمجھتے ہیں لیکن دین کے نقصان کو نقصان نہیں سمجھتے۔ ❶

❶ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الصلاة ومهماتها، باب فضلية السجود، ج ١ ص ١٤٩

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کے سبب آنکھوں کا علاج نہ کروانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جب بینائی کمزور ہوگئی تو لوگوں نے عرض کیا آپ اپنی آنکھوں کا علاج کروایں، لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنی پڑے گی کیوں کہ ان ایام میں حرکت سے نقصان ہوگا، چند دن تک چت لیٹنا پڑے گا، آپ نے یہ بات سن کر فرمایا یہ کام مجھ سے کبھی نہیں ہو سکے گا کیوں کہ میرے آقا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَکَ الصَّلَاةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَان. ❶

جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہایت غصہ اور غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا، لوگو! مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کو کیسے برداشت کروں گا۔

225......بچوں کو حفظ قرآن کی ترغیب دیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں

بچے کو ابتداء سے حفظ قرآن کی ترغیب دیں کہ بیٹا! آپ نے قرآن کریم حفظ کرنا ہے، آپ نے قرآن کا حافظ بننا ہے، جب وہ حفظ شروع کرے اس کی حوصلہ افزائی کی جائے، جتنا وہ کرتا رہے ایک سپارا کیا دو سپارہ کیے حوصلہ افزائی ہو، بیٹے نے دو سپارے کردیئے اس کو انعام دیں، ایک سپارہ اور ہوا پھر اس کو انعام دیں، بچوں کے درمیان حفظ کرنے والے بچے کی رعایت زیادہ ہو، اس کو اچھا کھانا کھلانا، اچھا لباس دینا، اور اس کی ضرورتوں کا خیال کرنا کہ یہ بچہ پڑھ رہا ہے، ہم پڑھنے والے بچے کی طرف توجہ

❶ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: کتاب الصلاة، باب فی ترک الصلاة، ج ۱ ص ۲۹۵ رقم الحدیث: ۱۶۳۲

نہیں کرتے کمانے والے کی طرف توجہ کرتے ہیں، جو چند پیسے کما کے لاتا ہے وہ سب کی نگاہوں کے اندر مقبول ہوتا ہے، منظور نظر ہوتا ہے، جو بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے اس کو ہم بوجھ سمجھتے ہیں، یہ تو بوجھ ہے، یہ کما کے نہیں لا رہا، بلکہ حقیقت میں آپ کی عزت اور وقار کا ذریعہ یہ ہی بچہ ہے، آپ نہیں ہوں گے تو اسی بچہ کے ذریعہ آپ کی نیک نامی ہوگی، یہ فلاں کا بچہ ہے جو مصلی پر قرآن سنا رہا ہے، یہ فلاں کا بچہ ہے جو منبر پر بیٹھ کر اللہ رسول کی بات کر رہا ہے، یہ فلاں کا بچہ جمعہ کی نماز پڑھا رہا ہے، دو ہزار آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، جب تک وہ ''اللہ اکبر'' نہیں کہتا کوئی نماز شروع نہیں کر سکتا، جب تک وہ ''السلام علیکم'' نہیں کہتا کوئی نماز سے نکل نہیں سکتا، تو اللہ نے عزت دین میں رکھی ہے، مال اور دولت سے ملنے والی عزت تو پائیدار نہیں ہوتی، مال و دولت فرعون اور قارون کی میراث ہے، علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے، سنن ابی داؤد کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. [1]

ترجمہ: بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہے، بلکہ ان کی وراثت علم ہے، پس جس نے علم حاصل کیا، اس نے بڑا وافر حصہ پایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تم کو کس چیز نے مجبور کر رکھا؟ لوگوں نے پوچھا کس شی سے؟ کہا: وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو! لوگوں نے پوچھا کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ کہا: مسجد میں! لوگ دوڑے دوڑے مسجد میں گئے، لیکن یہاں کوئی مادی

---

[1] سنن أبی داود: کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، رقم الحدیث: ۳۶۴۱

میراث نہ تھی، اس لئے لوگ لوٹ گئے اور کہاں کہ وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا، البتہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول ہیں، کچھ حلال وحرام پر گفتگو کر رہے ہیں:

وَيُحكُمْ، فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

بولے! تم لوگوں پر افسوس ہے یہی تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔

بہر حال میں نے عرض کیا بچوں کو حفظ قرآن کی ترغیب دیں، گھر سے جب بار بار ترغیب ہوتی ہے، حوصلہ افزائی ہوتی ہے، بچہ پڑھ لیتا ہے، ہمارے ماحول میں حوصلہ افزائی نہیں ہوتی، اول تو ہم جو بچے حافظ ہیں اُن کو توجہ نہیں دیتے، علماء کو توجہ نہیں دیتے، قاری صاحبان کو برا بھلا کہتے ہیں، جب ہم بچوں کے سامنے ان کے اساتذہ کو ان کے پڑھانے والوں کو طعن تشنیع کا نشانہ بنائیں گے، تو ان کے دل میں دین کی محبت کیسے ہوگی؟ جب ان کے سامنے دین والوں کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کریں گے، ان کے اساتذہ کا، علماء کا تذکرہ اچھے الفاظ میں ہوگا تو انہیں علوم نبوت سے محبت پیدا ہوگی، اچھا اور نیک انسان بننے کی وہ کوشش کریں گے، جب ہم ان کے سامنے لعن طعن کریں گے تو پھر وہ ان سے اعراض اور پہلو تہی کریں گے۔

226......بچوں کے اساتذہ سے ملتے رہیں اور ان کا اکرام کرتے رہیں

بچے کو جو پڑھانے والے ہیں وہ ان کے اساتذہ ہیں، چاہے اسکول کے ہوں یا مدرسہ کے یا ٹیوشن کے، ان سے ملاقات کرنی چاہیے، پوچھتے رہنا چاہیے، میرا بیٹا پڑھائی

❶ المعجم الأوسط للطبراني: ج۲ ص ۱۱۵، رقم الحديث: ۱۴۲۹/قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط وإسناده حسن،/مجمع الزوائد: كتاب العلم ،باب في فضل العلم، ج ۱ ص ۱۲۳، ۱۲۴، رقم الحديث: ۵۰۵

میں کیسا ہے، پڑھائی پر توجہ ہے یا نہیں، غیر حاضری تو نہیں کر رہا، استاذ کی حوصلہ افزائی ہو محبت سے ملا جائے، ان کے احسانات کو یاد رکھا جائے، ممکن ہو ان کو ہدیہ دیا جائے، ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے، وقتاً فوقتاً ملاقات سے، استاذ کو محبت دینے سے، ہدیہ دینے سے، استاذ آپ کے بچے پر زیادہ توجہ دے گا، ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے ہم اساتذہ سے ملتے نہیں ہیں، بچے کو بھیج دیا تین تین چار سال ہو گئے، بچہ ابھی تک پڑھ رہا ہے، کبھی پوچھا ہی نہیں، استاذ کون ہے، یعنی والدین کے پاس ہر چیز کے لئے وقت ہے اپنی اولاد کے لیے وقت نہیں ہے، چھ سے سات گھنٹے موبائل چلا سکتا ہے، دوستوں کی محافل مجالس میں شرکت کے لیے گھنٹوں نکال سکتا ہے، دس منٹ اپنے بچے کے استاذ سے ملاقات کے لیے نہیں نکال سکتا، کیونکہ اس کی اہمیت ہمارے دل میں نہیں ہوتی، اور یہ ایک اہم بات ہے جب اساتذہ کا اکرام کریں گے بچوں کے سامنے، بچے کے دل میں محبت پیدا ہوگی، ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے ہم ان کے استاذوں کو برا بھلا کہتے ہیں، بچے کے سامنے استاذ کو گالی دیتے ہیں، یہ تو ایسا ہے ویسا ہے، تو بچے کے دل سے استاذ کی محبت ختم ہو جاتی ہے، وہ استاذ سے نفرت رکھتا ہے بے ادبی کرتا ہے، اور یہ بے ادبی اس کے دین سے دوری کا ذریعہ بن جاتی ہے، وہ گستاخ بن جاتا ہے، اکثر دیکھیں جو بچے نہیں پڑھ سکتا اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے والدین یا خود بچوں نے اساتذہ کو برا بھلا کہا ہوتا ہے، اساتذہ کی عزت نہیں کی ہوتی، آج والدین بچوں کے سامنے ان کے استاذوں سے لڑ رہے ہوتے ہیں، کتنے اس طرح کے واقعات پیش آئے، استاذ نے ایک تھپڑ مار دیا گھر سے دادا دوڑتا ہوا آیا، کبھی باپ دوڑتے ہوئے آیا، استاذ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا، غصہ کیا، گالم گلوچ دے دی، تھوڑی دیر کے لیے سوچا نہیں کہ استاذ نے اگر مارا ہوگا آپ کے بچے کے فائدے کے

لیے مارا ہوگا، کوئی ذاتی بغض وعناد نہیں ہوگا، اس کو بچہ سے نفرت نہیں ہے، وہ پچپن ساٹھ بچوں کو پڑھا رہا ہے، آپ اپنے بچے کو ذرا پانچ منٹ پڑھاؤ تو صحیح، جو آپ کے نطفے سے پیدا ہوا ہے، جس کی پرورش آپ کے گھر میں ہو رہی ہے، آپ کو پتہ چل جائے گا بچے کو پڑھانا کتنا مشکل کام ہے، لیکن یہ قاری صاحبان تین سے چار ہزار روپے کی مختصر تنخواہ میں صبح سے شام تک پڑھاتے رہتے ہیں، حفظ کے اساتذہ کی چودہ سے پندرہ ہزار روپے تنخواہ ہے، فجر کے بعد کلاس لگتی ہیں عشاء تک، کسی سے سبقی سنتے ہیں، کسی سے منزل سنتے ہیں، کسی کو آگے پڑھاتے ہیں، کسی سے پیچھے سنتے ہیں ، پورا دن ان کا اسی طرح گزر جاتا ہے، اتنے معمولی معاوضے پر وہ دین کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں، ہمیں توفیق نہیں ہوتی کبھی ان کے ساتھ تعاون کر دیں، اللہ نے دیا ہے ان چٹائیوں پر بیٹھنے والوں کی خدمت کرو، یہ صبح وشام اللہ کا قرآن پڑھا رہے ہیں، ہمارا پیسہ عیاشیوں میں لگتا ہے، 2023 آ گیا تو نئے ماڈل کا موبائل لے لو، نئے ماڈل کی گاڑی لے لو، آج نیا لباس آیا وہ خرید لو، فلاں نے ایسا گھر بنایا اس سے اچھا گھر بنانا ہے، ایسا لباس ایسی گھڑی خریدنی ہے، یعنی سارا پیسہ عیش وعشرت میں لگتا ہے، رواج میں لگتا ہے، سارا پیسہ دکھلاوے میں، ریاکاری میں، شادی اور رسم ورواج میں لگ جاتا ہے، لیکن محسن اساتذہ کرام اور دینی تقاضہ پر خرچ کے لئے رقم نہیں ہوتی۔

227......بچوں کے سامنے علماء اور صلحاء کا ذکر خیر کرتے رہیں

بچوں کے سامنے علماء کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کریں، نیک لوگوں کا تذکرہ کریں، تبلیغی احباب کا تذکرہ کریں، جو دین کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے ہیں، ان کا تذکرہ کریں، جب بچے کے سامنے ان کا ذکر ہوگا اُنہیں پتہ ہوگا ہمارے لیے یہ لوگ آئیڈیل ہیں، یہ رہنما ہیں، یہ مقتداء ہیں، ان کی طرح ہم نے زندگی گزارنی ہے، تو بچہ اس

نمونے کو دیکھ کر زندگی گزارے گا، ہم بچے کے سامنے کھلاڑیوں کا، فلمی اداکاروں کا، گلوکاروں کا، سیاسی لیڈروں کا ذکر کرتے ہیں، تو پھر ہمارا بچہ بھی وہی بنتا ہے، یا کرکٹ کا کھلاڑی بننے کا شوق رکھتا ہے یا وہ گلوکار، اداکار، فنکار بننے کا شوق رکھتا ہے یا کوئی سیاسی لیڈر بننے کا شوق ہوتا ہے، جب ان کے سامنے نیک لوگوں کا تذکرہ ہوگا وہ ان کو مشعل راہ بنا کر ان کی طرح زندگی گزاریں گے۔

228......بلوغت کے بعد نکاح میں تاخیر نہ کریں

بچہ، بچی جیسے بالغ ہو جائے، فوراً نکاح کر دینا چاہیے، آج کے معاشرے میں انٹرنیٹ، کیبل عام ہو چکا ہے، فحاشی وعریانی، اور بے حیائی بڑھتی جارہی ہے، انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا معاذ اللہ! اس کی اپنی اولادوں کی راتیں انٹرنیٹ اور کیبل میں گزر رہی ہوتی ہیں، ان کی جوانیاں ضائع ہو رہی ہوتیں ہیں، غیر محرموں کے ساتھ دوستیاں اور تعلقات ہو جاتے ہیں، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ بچہ ابھی پاؤں پر کھڑا نہیں ہے، بچے کی عمر پچیس سال، اٹھائیس سال ہو گئی، جی پاؤں پر کھڑا نہیں ہے، پاؤں پر کھڑے ہونے کا کیا مطلب، وہ چالیس، پچاس ہزار روپے تنخواہ لے کر آئے، سرکاری نوکری لگ جائے، تب شادی کرائیں گے، تو گویا مسلمان کا پیسے پر ایمان ہے خدا کے وعدے پر نہیں، اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النور: ۳۲)

ترجمہ: تم نکاح کرو اگر تم فقیر ہو اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں اللہ نے ذمہ داری لی ہے میں ان کی مدد کروں گا، ان میں پہلا آدمی:

۱ ......اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

جواللہ کے راستے میں جہاد کرے۔

۲......وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءُ.

وہ مکاتب جو اس لئے محنت مزدوری کرے تا کہ مجھے آزادی مل جائے۔

۳......وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العَفَافَ.

جو نکاح کرے تا کہ پاک دامن ہو جائے۔❶

اللہ تعالی فرماتے ہیں میں اس کی مدد کروں گا، اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے، لیکن ہمارا ایمان اتنا کمزور ہے دس سے پندرہ ہزار کی تنخواہ لگ جائے تو ہمیں اس پر اعتماد ہوتا ہے اللہ کے وعدے پر نہیں ہوتا، تھوڑی دیر کے لئے ہم سوچیں ہمارا جب نکاح ہوا ہم کتنے پاؤں پر کھڑے تھے، اپنے آباؤ واجداد کے بارے میں دیکھیں، رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے، جو بچہ آتا ہے وہ اپنا نصیب اور رزق لے کر آتا ہے اور اللہ اس بچے کی وجہ سے والدین کے رزق کو بھی بڑھا دیتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَاتَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ﴾(الإسراء: ۳۱)

ترجمہ: اولاد کو قتل نہ کرو ہم اُنہیں بھی رزق دیں گے تمہیں بھی رزق دیں گے۔

اولاد کی وجہ سے نیک صالح بیوی کی وجہ سے رزق بڑھ جاتا ہے، جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے۔

بچہ اپنا رزق لے کر آتا ہے

ہمارا ایک ساتھی کہنے لگے جب تک میرا نکاح نہیں ہوا میری تنخواہ دس ہزار تھی، نکاح ہوا تنخواہ بڑھ گئی بارہ ہزار ہوگئی، ایک سال کے بعد بچہ پیدا ہوا تنخو دو ہزار اور بڑھی چودہ

❶سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی المجاهد والناكح والمكاتب وعون اللّٰه إياهم، رقم الحديث: ۱۶۵۵

ہزار ہوگئی، دوسرا بچہ ہوا تنخواہ سولہ ہزار ہوگئی، کہا بچے ہوتے رہے تو تنخواہ بھی بڑھتی رہی تو کہا: ماشاءاللہ سات بچے ہوگئے اب تنہا ستائیس ہزار تک ہوگئی ہے۔

تو اللہ تعالی بچے کے آنے سے پہلے رزق کا بندوبست کرلیتا ہے، رزق کا معاملہ، رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾(ھود: ٦)

ترجمہ: زمین پر جو بھی چوپایا ہے اس کی ذمہ داری ہم نے لی ہے۔

اللہ کسی کو بھوکا نہیں سُلاتا، کرونا کے دن تھے، لیکن پھر بھی کوئی بھوک سے نہیں مرا، مہنگائی کتنی بڑھ گئی لیکن دسترخوان کی رونقیں اسی طرح باقی ہیں، جو خدا پہلے کھلا رہا تھا آج بھی اسی طرح کھلا رہا ہے، اس لئے کہ رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے، تو میں نے ایک بات عرض کی نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، عموماً جو لوگ نکاح لیٹ کرتے ہیں ان کی جوانی خراب ہوجاتی ہے، اور پھر بعد میں وہ حقوق کی ادائیگی نہیں کرپاتے، ہم یہ سوچتے ہیں، یہ آنے والی بچی کہاں سے کھائے گی، جہاں آٹھ روٹیاں پکتی ہیں اگر نویں روٹی پک گئی تو کیا کمی آئے گی؟ ایک روٹی اگر مزید پک گئی تو کھانے میں کمی نہیں آئے گی، جہاں آٹھ آدمی کھا رہے ہیں نویں نے آکر کھالیا تو کیا کمی ہوگی؟ یہ نہیں سوچا کہ فائدہ کتنا ہوگا، یہی بہو آکر ساس کا ہاتھ بٹائے گی، گھر کا کام کاج کرے گی، سب سے بڑھ کر آپ کے بیٹے کی عزت محفوظ ہوجائے گی، اس کی نظریں جھک جائیں گی، اس کی شرمگاہ محفوظ ہوجائے گی، وہ بدنظری سے، زنا سے بچ جائے گا، وقت پر نکاح ہوگا اللہ اس کو نیک صالح اولاد دے دے گا، جو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی، بچہ گھر میں پیدا ہوتا ہے دادا دادی کو نئی زندگی مل جاتی ہے، ان کے کھیلنے کے لیے کھلونا آجاتا ہے، اور جو تاخیر کرتے ہیں تیس تیس پینتیس پینتیس سال

گزر جاتے ہیں پھر وہ جتنا بیٹے نے کمایا ہوتا ہے وہی ڈاکٹروں، عاملوں، طبیبوں پر خرچ کرتے ہیں کہ اولاد نہیں ہو رہی، پھر جو اس نے پندرہ سال کمایا تھا پھر کبھی ایک عامل کے پاس جاتے ہیں کبھی دوسرے عامل کے پاس جا رہے ہیں، جی! بیٹے کی اولاد نہیں ہے تو ایک کو دیا دوسرے کو دیا جو اس نے کمایا تھا پھر وہ سارا اسی جگہ خرچ ہو جاتا ہے، اور جب وقت پر نکاح ہو جاتا ہے اس کے بڑے فائدے ہوتے ہیں، سب سے بڑا فائدہ آج کے دور میں بچے کی عزت آبرو اور حیا محفوظ ہو جاتی ہے، ورنہ بے حیائی انسان کا ایمان بھی لے لیتی ہے، آج کتنے ہیں معاذ اللہ! جو زنا کے گناہ میں پڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَزْنِی الزَّانِی حِینَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ. ❶

ترجمہ: زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا۔ یعنی اس گناہ کے وقت انسان کا ایمان باقی نہیں رہتا۔

یعنی ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے، ایمان سائبان کی طرح اوپر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَعَ اللَّهُ مِنْهُ الْإِیمَانَ کَمَا یَخْلَعُ الْإِنْسَانُ الْقَمِیصَ مِنْ رَأْسِهِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس سے ایمان اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے۔

---

❶ سنن النسائی: کتاب الأشربة، ذکر روایات المغلظات فی شرب الخمر، رقم الحدیث: ۵۶۵۹

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الإیمان، وأما حدیث معمر، ج ۱ ص ۸۳، رقم الحدیث: ۵۷

مولانا صاحب! نکاح کے موضوع پر زیادہ بات کیا کریں

میں نے ایک جگہ بیان کیا مجھے ایک ساتھی نے خط دیا، وہ خط ایک نوجوان کا تھا، مولانا صاحب! آپ نکاح کے موضوع پر زیادہ بات کیا کریں، کتنے ہی نوجوان ہمارے ساتھی ہیں جو معاذ اللہ! زنا کے گناہ میں مبتلا ہیں، آپ نکاح پر بات زیادہ کیا کریں، تاکہ لوگ اس گناہ سے بچ جائیں۔ اور آپ ترغیب دیں کہ والدین نکاح میں تاخیر نہ کریں۔ اسلئے میں نے ایک بات عرض کی بلوغت کے بعد نکاح میں تاخیر نہ کریں۔

229...... بہو اور دوستوں کے سامنے اپنے بیٹے کی بے عزّتی نہ کریں

عموماً اولاد نافرمان کیوں ہوتی ہے؟ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب بچہ بالغ ہو گیا، شادی شدہ ہو گیا، اب اس کے بچے ہو گئے، اب باپ اٹھتا ہے اپنے اُس بیٹے کو اس کی بیوی بچوں کے سامنے برا بھلا کہتا ہے، بے عزت کرتا ہے، ذلیل کرتا ہے، تو پھر بچے کے اندر بغاوت آ جاتی ہے، ہر ایک کی عزتِ نفس ہے، وہ آپ کا بیٹا ہے، لیکن اگر آپ نے سمجھانا ہے تنہائی میں سمجھائیں، اکیلے میں سمجھائیں، اس کو اس کے بچوں اور بیوی کی نظروں میں گرا دینا یہ کمال نہیں ہے، یہ وہ والدین کرتے ہیں جن کے پاس شعور نہیں ہوتا، تعلیم کی کمی ہوتی ہے، اسلامی تعلیمات سے واقفیت نہیں ہوتی، وہ عموماً اس کو اپنی بڑی بہادری سمجھتے ہیں کہ میں نے جوان بیٹے کو مارا، میں نے اس کو دوستوں کے سامنے بے عزت کیا، آپ نے تو بے عزت کر دیا وہ خاموش رہا، لیکن اس کے دل سے آپ کی محبت ختم ہو گئی، اب وہ آپ کے بڑھاپے کا سہارا نہیں بنے گا، وہ مشکل وقت میں ساتھ نہیں دے گا، اس لئے بیٹے میں کوئی کمی ہو محبت سے اکیلے میں سمجھائیں، پیار کی زبان انسان بہت جلد سمجھتا ہے، محبت کی شیریں زبان جلد سمجھ آتی ہے، مار پیٹ سے نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔

230......بلوغت کے بعد اولاد کو اپنے کاروبار میں شریک کریں

بچہ جب بالغ ہو جائے تو بلوغت کے بعد اپنے بچے کو اپنے کاروبار میں شریک کریں، ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے بچہ بالغ بھی ہو جاتا ہے پھر بھی کاروبار کی ساری ذمہ داریاں باپ کے پاس یا دادا کے پاس ہوتی ہیں، بچوں کو اپنے کاروبار میں، معاملات میں شریک نہیں کرتے، کتنے واقعات ہمارے علاقے ہی میں پیش آئے کہ جنہوں نے اپنے بچوں کو بالکل اپنے کاروبار میں نہیں آنے دیا بالکل دور رکھا، اچانک باپ کا انتقال ہو گیا، اب بیٹوں کو پتہ ہی نہیں ہے باپ کے معاملات کس کے ساتھ تھے، لین دین کس کے ساتھ تھی، کس سے قرضہ لینا تھا، باپ کی جائیداد کتنی تھی، اس کی پراپرٹی کیا تھی، اس کے اکاؤنٹ کہاں کہاں ہیں، کاروبار کو کیسے چلانا ہے، اب اولاد ایسی جگہ کھڑی ہے نہ آگے کا راستہ ان کو پتہ ہے نہ پیچھے کا، اب جن سے لینا ہوتا ہے وہ بتاتے نہیں اور قرض دار قرضہ بڑھا چڑھا کر مطالبہ کرتے ہیں، اب اپنے اہل وعیال پریشان اور غیر مزے کر رہے ہیں، اس لئے عقلمند والدین وہ ہوتے ہیں کہ جب بچہ بالغ ہو جائے نکاح کرانے کے بعد انہیں اپنے کاروبار میں شریک کر کے معاون بنائیں، ہم غیروں پر اعتماد کرتے ہیں اپنی اولاد پر نہیں کرتے، دوسروں کو اپنا پارٹنر بناتے ہیں، شریک بناتے ہیں، بڑی بڑی تنخواہیں دیتے ہیں، لیکن اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرتے، حالانکہ بیٹا کاروبار میں سب سے زیادہ مخلص ہوتا ہے، اور اگر اس کو پیار اور اعتماد کے ساتھ چلائیں تو یہی بیٹا معاون بن کے کاروبار کو خوب آگے بڑھا دے گا۔

231......معاشرتی زندگی کے لیے محنت ومشقت کا عادی بنائیں

بچوں کی معاشرتی تربیت کے لیے انہیں محنت ومشقت کا عادی بنانا ضروری ہے۔ موجودہ صنعتی دور میں کامیابی اور ترقی تربیت یافتہ اور تجربہ کار افراد پر منحصر ہے۔ یہ

افراد خواہ اعلیٰ انجینئر ہوں یا عام مزدور، ان کا محنت و مشقت کے اصولوں اور دستی کام کی عظمت سے بخوبی روشناس ہونا لازمی ہے۔ ایسے ہنر مند نوجوان اسی صورت میں مل سکتے ہیں جب بچپن سے ہی گھریلو سطح پر اور تعلیمی ادارہ جات میں جدوجہد کرنے، محنت کرنے اور دستی کام میں دلچسپی لینے کی عملی تربیت دی جائے۔ جن بچوں کو ابتدائی دور میں محنت و مشقت کی موزوں تربیت میسر آتی ہے وہ بڑے ہو کر اپنے مسائل کو سمجھنے اور اپنی مشکلات کا حل ڈھونڈنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک المیہ ہے کہ اکثر متمول گھرانوں کے بچوں کی تربیت میں اس بنیادی پہلو کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اس لیے کہ ان گھرانوں میں ملازمین کی بہتات ہوتی ہے اور بالغ افراد اپنا کام خود کرنے میں ہتک محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹے بچے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی خادمین کے اس قدر محتاج ہو جاتے ہیں کہ ان میں اپنے ذاتی کام کرنے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے۔ بچے ہر چھوٹا بڑا کام مثلاً جوتے صاف کرنا، چائے بنانا، بستر درست کرنا، کپڑے استری کرنا وغیرہ تک نوکروں سے کرواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچے جب ملازمین کی نگہداشت سے نکل کر معاشرتی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو انہیں ماحول کے نئے تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ یوں جسمانی محنت و مشقت کا عادی نہ ہونے کی بنا پر بچے مایوسی اور محرومیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو محنت و مشقت اور جسمانی کام کی عظمت سے روشناس کرانے کے لیے گھریلو تربیت ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے لیے تعلیم کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ بچوں کے تعلیمی ادارے خالص کتابی ادارے ہی نہیں ہیں بلکہ ان کا کام بچوں کو زندگی کے تمام مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اگر تعلیم

کو فقط درسی نصاب تک ہی محدود رکھا جائے تو اس سے طلبہ معاش کمانے کے قابل تو ہو سکتے ہیں مگر ان کی شخصیت اور کردار کے وہ بلند اوصاف کبھی اجاگر نہیں ہو سکتے، جو جامع اور متوازن زندگی کے لیے ضروری ہیں۔

232......اپنی وصیت اور معاملات لکھ کر رکھیں

انسان جب سونے لگے تو اپنی وصیت لکھ کر سوئے، حدیث میں بھی آتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. [1]

ترجمہ: جس مسلمان مرد کے مال یا آپسی تعلقات کے معاملے میں کوئی بات وصیت کے قابل ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ دو راتیں بھی وصیت لکھے بغیر نہ گزارے۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو یا لوگوں کا کوئی معاملہ اس کے سپرد ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دو راتیں گزرنے سے پہلے وصیت نامہ لکھ کر رکھ لے، دو راتوں سے مراد عرصہ قلیل ہے، یعنی کم سے کم عرصہ بھی ایسا نہ گزرنا چاہیے کہ جس میں وصیت نامہ لکھا ہوا نہ رکھا ہو، کیونکہ انسان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ معلوم کس لمحہ زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے، کتنے ہیں رات کو سوتے ہیں صبح پتہ چلتا ہے انتقال ہو گیا، سوتے سوتے انسان کی روح قبض ہو جاتی ہے، اور پتہ ہی نہیں ہوتا، ضروری نہیں انسان بیمار ہو گا تو موت آئے گی، بڑھاپا ہو گا تو موت آئے گی، کتنے جوان ہیں جو دنیا سے چل بستے ہیں، چند منٹوں، سیکنڈوں میں دنیا سے چلے جاتے ہیں، اس لئے انسان اپنے معاملات کو اپنی وصیت کو لکھ کر اپنی اولاد کو بتائے تاکہ مستقبل میں ان کے لئے پریشانی نہ ہو۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الوصایا، باب الوصایا وقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: وصیة الرجل مکتوبة عنده، رقم الحدیث: ۲۷۳۸

233......بچوں کو بڑوں کی مجلس میں نہ بٹھائیں

بڑوں کی مجلس سے مراد ایک تو ہوتا ہے علماء کی مجلس، نیک لوگوں کی مجالس وہاں تو بچوں کو لے کر آنا چاہیے تاکہ بچے علماء سے، نیک لوگوں کی مجلسوں سے سیکھیں، ایک ہوتا ہے گھر کی مجلس کہ چار بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں، بھائی اور چچا بیٹھیں ہیں، اب یہ ان کی جو گفتگو ہوتی ہے، اپنی باتیں ہوتی ہیں، ایک دوسرے کی کمی کوتاہیوں کا بھی ذکر ہوتا ہے، کبھی سخت لہجے میں بھی بات ہوتی ہے، کبھی انسان اپنے چھوتے بھائی کو برا بھلا کہہ رہا ہوتا ہے، تو وہ بچہ وہاں سیکھ رہا ہوتا ہے کہ میرے تو اس چچا کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے، میرے والد نے تو اس کو گالی دی، اس کو غصہ کیا، تو چچا بچوں کی نظر میں گر جاتا ہے، اس لیے ایسی مجلسوں میں جن مجلسوں میں دوسرے کی اصلاح کرنا مقصود ہو ان میں بچوں کو نہیں بٹھانا چاہیے، ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنے بچے کو ساتھ بٹھا کر اپنے بھتیجے کو، بھانجے کو اور ساتھی کو برا بھلا کہہ رہے ہوتے ہیں، یہ بچہ یہی چیزیں سیکھتا ہے، پھر اس کی نظر میں اپنے اُن چچاؤں کا ادب واحترام نہیں رہتا۔

234......بچوں کے سامنے اپنے بھائیوں بہنوں اور عزیزوں کی خامیاں بیان نہ کریں

اولاد کے سامنے اپنے بھائیوں بہنوں کا مثبت پہلو بیان کریں، ہوتا یہ ہے کہ آج کے دور میں اگر بڑا بھائی کسی بہن کے ساتھ تعاون کر لیتا ہے تین ہزار چار ہزار روپے تو وہ گھر آ کر اپنی بیوی کو بتاتا ہے، اپنے بچوں کو بتاتا ہے، میں نے بڑے بھائی کو تین ہزار کا راشن ڈال کے دیا، میں نے بہن کو دو ہزار روپے دیے، چھوٹے بھائی کو اتنے پیسے دیئے، اب یہی بچے باہر نکلتے ہیں سب کے سامنے کہتے ہیں میرے ابو نے ہمارے چچا کو راشن دیا، وہ تو ہمارے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں، وہ تو میرے باپ کی کمائی کھاتے

ہیں، آپ نے اپنے بھائیوں کی عزت اپنے بچوں کے سامنے گرادی، تو ان کے سامنے ایسی بات بیان نہ کریں، ان کے مثبت پہلو رکھیں، ان کی خوبیاں رکھیں کہ بیٹا! یہ آپ کا چاچو ہیں یہ مستقبل میں کام آنے والے ہیں، یہ دست و بازو ہے، مشکل میں یہ ساتھ دیتے ہیں، کوئی خامی ہو بھی اپنے دل میں رکھیں اپنی بیوی بچوں کو نہ بتائیں، تاکہ ان کے دل میں آپ کے بھائیوں بہنوں کے لئے کوئی کدورت نہ ہو، ان کے دل میں محبتیں ہوں۔

آج دیکھیں! رشتے گھروں میں نہیں ہوتے، اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ خود ہم نے اپنے بیوی بچوں کے دل میں اپنے بھائیوں کی ایسی نفرتیں، بہنوں کی، خاندان کی ایسی نفرتیں ڈال دی، آج بیوی کہتی ہے رشتہ فلاں جگہ سے کرنا ہے، بچے کہتے ہیں نہیں فلاں جگہ سے کرنا ہے، حالانکہ ان کے چچا کی بیٹی موجود ہے، وہاں سے رشتہ نہیں کریں گے، خالہ کی بیٹی ہے وہاں سے نہیں کریں گے، ماں بچوں کے سامنے باپ اور باپ کے خاندان کو برا بھلا کہتی ہے، باپ بچوں کے سامنے اپنی بیوی اور بیوی کے خاندان کو برا بھلا کہتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے نہ اولاد باپ کے خاندان میں نکاح کرتی ہے اور نہ ماں کے خاندان میں، پھر وہ عشق معشوقی کر کے کورٹ میرج کرتے ہیں، پھر یہ اولاد بدنامی کا ذریعہ بنتی ہے، پھر وہ بوائے فرینڈ، گرل فرینڈ کا جو کلچر ہمیں غیروں نے دیا پھر وہ اس پر چلتے ہیں، اگر ہم اس چیز کی رعایت رکھیں تو ہماری اولاد نیک بنے گی۔

235......تصاویر اور سلفیاں بنانے سے گریز کریں

آج دیکھنے میں آتا ہے، کیا جوان، کیا بوڑھا، کیا بچہ، کیا مرد و عورت تقریباً ہر ایک سلفیاں بناتے نظر آتے ہیں، جہاں کہیں بیٹھتے ہیں تو سلفیاں شروع ہو جاتی ہیں، اِدھر کھانا کھا رہے ہیں، سلفی بن رہی ہیں، بازار میں سلفیاں، گاڑی میں سلفیاں،

باپ خود بیٹے کی سلفیاں بنا کر فیس بک پر ڈالتا ہے، وٹس ایپ پر شیئر کرتا ہے، بیٹا ایسے کھڑے ہو جاؤ آپ کی تصویر لینی ہے، افسوس کی بات ہے کہ آج کل لوگ حرم بھی جاتے ہیں حج اور عمرے کے لئے لیکن وہاں بھی سارا زور عبادت کے بجائے تصویر پر ہوتا ہے، آج حرمین شریفین میں تصویر کشی اور فوٹو گرافی نہایت عام ہوگئی ہے، بالکل اِسی اَنداز میں عین بیت اللہ شریف کے سامنے مرد اور عورتیں تصویریں کھینچتے اور کھنچواتے نظر آتے ہیں، جیسا کہ "تاج محل" وغیرہ تفریحی مقامات پر فوٹو گرافی کی جاتی ہے، گویا آج کے دور میں جو گناہ ہے اسے گناہ ہی نہیں سمجھا جا رہا حالانکہ حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ القِيَامَةِ المُصَوِّرُونَ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان کے لئے ہوگا جو تصویر بنانے والے ہوں گے۔

ہاں جہاں ضرورت ہے، جس طرح انسان شناختی کارڈ پر بنواتا ہے پاسپورٹ پر بنواتا ہے، اس کی ضرورت ہے، اسی طرح ایک عالم اگر کہیں بیان کر رہا ہے کہیں مجبوری ہے کہ دین کی دعوت کو آگے پھلایا جائے تو بعض اہل علم اس کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اس طرح کر سکتا ہے، لیکن جیسے آج کے معاشرہ میں ہو رہا ہے یہ درست نہیں، آج بچوں میں سیکھنے کا جذبہ نہیں ہے موبائل چلانے کا جذبہ ہے، بس کسی طرح موبائل میں گیم دیکھیں، فیس بک اور نیٹ دیکھیں، تو جب باپ ان کے سامنے تصویریں اور سیلفیاں بناتے ہیں تو اولاد میں بھی یہی چیزیں سرایت کر جاتی ہے۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة، رقم الحدیث: ۵۹۵۰

236......بچیوں کو پردے میں تعلیم دلوائیں

والدین کوشش کریں کہ بچیوں کی تعلیم ایسی جگہ پر ہو جہاں مخلوط ماحول نہ ہو، جہاں بچے بچیاں ایک ساتھ نہ ہوں، مخلوط ماحول میں پڑھنا فتنے کا باعث ہے۔ دین اسلام تعلیم دیتا ہے تزکیہ کی۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان پاکیزہ بنے۔ اس میں شرم وحیا بھی موجود ہو، خدا خوفی بھی ہو اور پاکیزہ نفسی بھی ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ﴾ (الأحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور جب تمہیں ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو، یہ بات تمہارے دلوں کے لئے بھی پاکیزہ تر ہے اور ان کے دلوں کے لئے بھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردے کا اہتمام

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے حجرے میں دفن تھے تو میں اتنا پردہ کر کے نہیں جاتی تھی چونکہ میرے شوہر دفن ہیں، جب میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، وہ بھی یہیں دفن ہوئے تو تب بھی میں اتنا پردہ کر کے نہیں جاتی تھی یعنی اپنے اوپر بڑی چادر نہیں ڈالتی تھی کہ ایک میرے شوہر ہیں، ایک میرے والد ہیں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دفنایا گیا، تو اب میں خوب پردہ کر کے جاتی ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ ❶

---

❶ مسند أحمد: ج ۴۲ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۲۵۶۶۰

دیکھئے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے سے پردہ کررہی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو دنیا سے چلے گئے فوت ہوگئے اور منوں مٹی کے نیچے ہیں، آج کا دانشور اور اسکالر ہوتا وہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کردیتا کہ انہیں معلوم نہیں کہ وہ منوں مٹی کے نیچے سے کہاں دیکھ سکتا ہے، لیکن ازواجِ مطہرات جوامت کی مائیں تھیں ان کی زندگی میں حیا اور پاکدامنی تھی کہ زندہ تو زندہ مردوں سے بھی پردہ کرتی تھیں۔

حضرت حفصہ بنت سیرین کا بڑھاپے کے دوران بھی خوب پردہ

حضرت عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم کبھی کبھی حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کے پاس استفادہ علمی اور حصولِ برکت کے لئے جاتے تھے، حالانکہ وہ بوڑھی ہوچکی تھیں لیکن ہمارے جانے پر وہ ایک بڑی چادر کو اوپر اوڑھ لیتیں یہاں تک کہ اس کا نقاب بنا کر چہرے پر گرا لیتیں۔ ایک دفعہ ہم نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے، قرآن پاک میں تو ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرُ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ.﴾ (النور: ٦٠)

ترجمہ: اور بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان پر کوئی حرج نہیں کہ اگر وہ اپنے زائد کپڑے اُتار رکھیں مواقع زینت کو کھولے بغیر۔

لہذا آپ کا چادر اوپر کر لینا جلباب ہے اور یہی کافی ہے نقاب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اس آیت میں آگے کیا ہے وہ بھی تو پڑھیں، ہم نے کہا آگے ہے ’’وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ‘‘ اگر وہ احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ فرماتیں اس میں منہ چھپانے کا اثبات ہے۔ ❶

❶ صفة الصفوة: ذکر المصطفیات من عابدات البصرة ترجمة: حفصة بنت سیرین، ج۲ ص ۲۴۱

237......بچوں کو اپنے قریبی رشتہ داروں کا تعارف کرائیں

آج کی نئی نسل قریبی رشتہ داروں سے واقف ہی نہیں، خاص طور پر جو رشتے دار گاؤں میں رہنے والے ہیں، دور کے رہنے والے ہیں، اُن کو پتہ ہی نہیں ہوتا یہ ہمارا تایا ہے، یہ پھوپھی کا بیٹا ہے، یہ چچا کا بیٹا ہے، اور یہ خالہ زاد ہے، یہ ماموں زاد ہے، یہ پڑ دادا ہے، نئی نسل رشتوں سے واقف ہی نہیں، نئی نسل کو صرف اپنا پتہ ہے، ماں باپ کا پتہ ہے، گھر کا پتہ ہے، موبائل کا پتہ ہے، اُنہیں باقی کسی چیز کا علم نہیں، تو ہم نے اپنی اولاد کو رشتوں سے واقف نہیں کرایا، عزیز و اقارب سے ملاقاتیں نہیں کروائیں، ان کو ساتھ لے کر نہیں گئے، اس وجہ سے وہ اِن سے واقف نہیں ہیں، اسلئے انہیں عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے واقف کرائیں، غمی اور خوشی میں ساتھ لے کر جائیں تاکہ وہ اپنے خاندان سے واقف ہوں۔

238......بال کٹوانے میں اغیار کی مشابہت نہ کریں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ آج کی نئی نسل بال رکھنے اور کٹوانے میں غیروں کی مشابہت اختیار کرتی ہے، کسی کے بال دیکھو تو، جی یہ کٹورہ کٹ ہے، بس وہ کٹورے جتنے بال ہیں باقی پورا سر خالی ہے، عید کے موقع پر نئے نئے فیشن نظر آتے ہیں، اِس سے اجتناب کیا جائے، بال کاٹنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سر کے چاروں اطراف سے بال برابر ہوں، ایک طرف سے چھوٹے اور ایک طرف سے بڑے بال رکھنا مکروہ ہے۔ حدیث میں اِس سے ممانعت آئی ہے:

نَهَى عَنِ الْقَزَعِ. ❶

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، باب کراهة القزع، رقم الحدیث: ۲۱۲۰

قزع کیا ہے؟ قزع کہتے ہیں کہ سر کے بعض حصہ کو مونڈا جائے اور بعض حصے کو چھوڑ دیا جائے، یہ فساق وفجار اور ناچنے گانے والوں کی علامت ہے وہ اس طرح کے چھوٹے بڑے بال رکھتے ہیں، یہ اسلامی طریقہ نہیں، بلکہ فاسق وفاجر اور بے دین لوگوں کا طریقہ ہے۔

اسی طرح آج نوجوانوں نے داڑھی کے ساتھ مذاق بنایا ہوا ہے، کسی نے داڑھی صرف اپنی تھوڑی پر رکھی ہے دائیں بائیں نہیں، کسی نے داڑھی کی ایک لکیر بنائی ہوئی ہے، یہ اللہ کے نبی کی سنت ہے اور ہم اس کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، تو بچوں کو بال کٹوانے میں، مونچھیں اور ڈاڑھی میں اِنہیں غیروں کی مشابہت سے بچانا چاہیے، وہ لوگ ہماری مشابہت کبھی نہیں کرتے ہم ان کی کرتے ہیں، اور ہم نے اِس کو ترقی سمجھا، ایک انگریز نے پینٹ پہنی کپڑا کم ہوگیا گھٹنے سے کاٹ دی، اگلے دن مسلمانوں نے کہا نیا رواج آگیا انہوں نے گھٹنوں سے پینٹیں کاٹ دیں، پچھلے دنوں میں دیکھا ایک کے پاس کپڑا کم ہوا اس نے اپنی پچھلے حصے کے جیب کو کاٹا اگلے دن رواج بن گیا، لوگوں نے جیبیں کاٹنی شروع کر دیں، اس کو آدھا کاٹ کے لٹکایا ہوا ہے وہ لٹک رہا ہے، یہ کیا ہوا؟ نیا رواج آگیا! آج جو اغیار لباس پہنتے ہیں جو وضع قطع رکھتے ہیں، جس طرح اٹھتے بیٹھتے ہیں، جو قول کہاوتیں کہتے ہیں، ہمارے بچے گلیوں میں وہی کہتے نظر آتے ہیں، انہوں نے کہاں سے سیکھا؟ تفریح کے نام پر ان غلاظت بھرے پروگراموں سے سیکھا، تو بہر حال بچے پر نظر رکھنی چاہیے، بال کے معاملے میں کہ وہ اپنے بال برابر رکھے، تاکہ کہیں سے گزرے پتہ چلے کہ مسلمان کا بچہ جا رہا ہے، عید اور خوشی کے مواقع پر آپ بچے کو دیکھ لو اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کی گفتگو، وضع قطع ایسی ہوتی ہے کہ نہیں لگتا کہ یہ کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔

239......جاندار کی تصاویر والا لباس نہ پہنائیں

بچوں کو ایسا لباس نہ پہنائیں جس میں جانداروں کی تصویر ہو، تصویر والا لباس، تصویر والا کھلونا خرید کر نہ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ. ❶

ترجمہ: اس گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصویر ہو۔

جب پورے لباس پر تصویر بنی ہوئی ہے تو رحمت کے فرشتے کہاں سے آئیں گے، آج ہمارے گھروں میں رحمت کے فرشتے کیوں نہیں، کیوں لڑائی جھگڑے ہیں، ساس بہو کا جھگڑا، باپ بیٹے کا جھگڑا، بھائی بھائی کا جھگڑا، اس لئے کہ بیس انچ کا ٹیلی ویژن رکھا ہوا ہے، سارا دن کیبل چل رہا ہے، سارا دن موبائل چل رہا ہے تو رحمت کے فرشتے کہاں سے آئیں گے ایسی جگہ رحمت کے فرشتے نہیں، بلکہ جنات اور شیاطین ہوں گے، سحر اور جادو ہوگا، آج دیکھو جس عامل کے پاس جاؤ اتنی رش کہ ٹائم نہیں مل رہا، عاملوں کے پاس لائن لگی ہوئی ہے، جی اس پر جادو ہے، اصل بات یہ ہے جب سے ہم نے گھر کی تلاوت چھوڑی، گھر میں نوافل پڑھنا چھوڑ دیئے، موبائل اور نیٹ آیا تو شیاطین وجنات ہمارے گھروں میں آ گئے، جب خدا کے سامنے نہیں جھکے اب غیروں کے سامنے جھک رہے ہیں، ایک کے پاس بیٹی کو لے جا رہے ہیں، دوسرے کے پاس بہن کو لے جا رہا ہے، جی اس پر جادو ہو گیا، جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا وہ در در پر جھکتا ہے، جس کا اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اللہ اس کو عزت دیتا ہے، اللہ اس کو کسی کے دروازے پر نہیں لے جاتا، اللہ کی ذات بڑی غیور ذات ہے، جب وہ دیکھتا ہے

❶ صحیح البخاری: کتاب اللباس، باب التصاویر، رقم الحدیث: ۵۹۴۹

میرے بندے کا میرے ساتھ تعلق ہے وہ اِس کی ضرورتوں کو اپنے غیب کے خزانوں سے پورا کر دیتا ہے۔

240......بچوں کو حسد کرنے سے بچائیں

حسد ایک ایسی بیماری ہے حدیث میں بھی آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. (1)

ترجمہ: تم حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ یقیناً حسد انسان کی نیکیوں کو یوں کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔

جس طرح آگ میں لکڑی ڈالنے سے لکڑی جل جاتی ہے، آگ اس کو ختم کر دیتی ہے، اسی طرح حسد سے نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

کسی مسلمان کے لئے اپنے دل میں بغض نہ رکھیں، یہ گناہ انسان کے نیک اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتا ہے، اوراس کے سبب اللہ کے ہاں اعمال قبول نہیں ہوتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے پیر کے دن اور جمعرات کے دن، ہر اس انسان کو اللہ معاف کر دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، مگر ایک آدمی کی مغفرت نہیں ہوتی "كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ" یہ وہ آدمی ہے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان میں کینہ اور بغض ہو، پس کہا جاتا ہے دیکھو یہاں تک کہ یہ صلح کر دے، اگر صلح کر دے ٹھیک ہے اور اگر نہ کرے تو ان کا عمل اللہ کے ہاں قبول

(1) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في الحسد، رقم الحديث: ۴۹۰۳

نہیں ہوتا۔تو اِس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے اعمال کو اللہ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے پیر اور جمعرات کے دن ، ہر انسان کا عمل قبول ہوتا ہے، سوائے مشرک آدمی کے اور ایک وہ آدمی کہ جو آپس میں بغض رکھتا ہو، تو ایسے آدمی کا عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا اور کہا جاتا ہے انتظار کرو یہاں تک کہ یہ صلح کرلے، اپنی نفرت کو ختم کردے، اگر کردے تو فبہا ورنہ ان کے اعمال اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتے۔ ❶

حسد کس کو کہتے ہیں؟ حسد کا مطلب ہے دنیا میں اگر اللہ نے کسی کو کوئی نعمت دی ہے تو انسان یہ کہے یا اللہ اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے، اس سے یہ نعمت زائل ہوجائے ، اس سے یہ نعمت ختم ہوجائے ، یہ حسد ہے۔تو حسد کرنے والا گویا اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا کہ فلاں کے پاس یہ عہدہ ، یہ گاڑی ، یہ علم کیوں ہے، تو وہ چاہتا ہے اِس سے یہ ختم ہوجائے یہ تو کتنا بڑا گناہ ہے کہ ایک مسلمان ہوکر خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہے، تو اگر انسان کو ضرورت ہے وہ دعا کرے یا اللہ! تو نے فلاں کو دولت پیسہ عہدہ علم دیا، عزت دی مجھے اور میری اولاد کو بھی اسے غبطہ کہتے ہیں، یہ جائز ہے، حسد کرنا جائز نہیں ہے، دنیا میں جو سب سے پہلا جو گناہ تھا وہ حسد کا گناہ تھا، ابلیس نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا وہ حسد کی وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے، میں آگ سے پیدا ہوا آگ میں علو ہے اور مٹی کے اندر پستی ہے، بلا میں کیوں اس کو سجدہ کروں، تو اس نے انکار کردیا، حسد کی وجہ سے قیامت تک کے لئے راندہ درگاہ ہوگیا۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن الشحناء والتهاجر، رقم الحديث: ۲۵۶۵

دنیا میں سب سے پہلا قتل قابیل نے جو ہابیل کو کیا حسد کی وجہ سے کہ وہ جس لڑکی سے میرا نکاح ہو رہا ہے یہ تو بدصورت ہے اور جس سے نکاح ہابیل کا ہوگا وہ خوبصورت ہے اس کو حسد ہوا، اس بنیاد پر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا، تو اس لیے بچوں کو حسد سے بچانا چاہیے، وہ اس طرح کہ بچہ دیکھتا ہے کہ اگر کسی کے پاس کھلونا ہے وہ اِس سے لڑائی کر کے کھینچنا چاہتا ہے، کوئی کھانے پینے کی چیز یا پیسہ ہو تو وہ لینا چاہتا ہے، اِس سے بچے کو روکیں، بیٹا! اللہ نے اس کو دیا ہے، آپ دعا کرو اللہ آپ کو بھی دے گا، آپ اُس سے لڑو جھگڑو نہیں، اس لئے بچہ جب حسد سے بچے گا اس کے لڑائی جھگڑے، رنجشیں، نفرتیں کم ہو جائیں گے۔

حسد کے سبب جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا

ایک بادشاہ کو اپنے ایک وزیر سے بڑی محبت تھی، وزیر بڑا ہی خدمت گار تھا، بادشاہ جو حکم دیتا وہ اسے پورا کرتا تو دیگر وزراء کو اس سے حسد ہو گیا، انہوں نے چاہا کسی طرح بادشاہ کا تعلق اس سے ختم ہو جائے اور یہ بادشاہ کی نظروں میں ذلیل ہو جائے، تو اب انہوں نے آپس میں ایک منصوبہ بنایا ان میں ایک شخص سرفہرست تھا جو اس سارے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا چاہ رہا تھا، وہ بادشاہ کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ یہ جو آپ کا وزیر ہے اس سے آپ کو محبت ہے، لیکن اس کے دل میں آپ کے لئے بڑی نفرت ہے، بادشاہ نے کہا وہ کیسے؟ کہا: جب یہ تمہارے پاس آتا ہے تو دیکھنا یہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے گا، یہ سمجھتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے، تو اس لئے یہ قریب جاتا ہے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتا ہے، تاکہ بدبو اس کی ناک میں نہ جائے، جراثیم اس کے منہ میں نہ جائیں، آپ تو اس سے محبت رکھتے ہو، لیکن یہ آپ سے محبت نہیں رکھتا اور اگر آپ کو میری بات میں شک ہو تو آپ اس کو اگلی نشست میں بلا کے دیکھ

لینا، بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، اب یہ شخص گیا ہے اور اس وزیر کی اس نے دعوت کی اور اسے اپنے ساتھ گھر کھانے میں لے کر گیا، کھانا بنوایا اور اس میں لہسن بہت زیادہ ڈالا، اب بہت زیادہ لہسن تھا تو اس وزیر کے منہ سے لہسن کی بد بو آنے لگی، تو اب اگلی نشست میں جب بادشاہ نے اس کو بلایا تو اس شخص نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا، تاکہ میری یہ لہسن کی بو بادشاہ کو نہ محسوس ہو، جب بادشاہ کے پاس گیا تو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا، بادشاہ یہ سمجھا کہ وہ جو وزیر نے کہا تھا کہ یہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور سمجھتا ہے بادشاہ سے بد بو آتی ہے تو بادشاہ سمجھ گیا کہ واقعی یہ مجھ سے نفرت کر رہا ہے، بادشاہ نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ یہ خط لے کر آنے والے کو قتل کر دو اور خط کو سر بمہر کر کے اس کو دیا اور کہا کہ گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔ جب یہ آدمی خط لے کر نکلا تو وہ آدمی باہر نکلا جس نے سازش کی تھی اور پوچھا کہ یہ کیا خط ہے؟ تو اس نے منت سماجت کی کہ بادشاہ نے غالبًا میرے لیے انعام کا پروانہ لکھا ہے اس نے کہا کہ یہ تم مجھے دے دو۔ اس نے اس پر رحم کر کے اُسے دے دیا، جب وہ اس کو لے کر عامل کے پاس گیا تو بادشاہ کے خط کے مطابق گورنر نے اس کو قتل کر دیا۔ [1]

معلوم ہوا کہ حسد سے جہاں اخروی نقصان ہوتا ہے وہیں دنیوی نقصان بھی ہوتا ہے، چنانچہ حسد کے سبب اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا اور آخرت کی جواب دہی الگ ہے۔ اس لئے گناہوں میں ایک بڑا گناہ حسد کرنا ہے، کوشش کرنی چاہیے کہ انسان اس گناہ سے بچے، اگر اللہ نے کسی کو اچھی حالت میں رکھا ہے اس کیلئے دعا گو ہوں اور اپنے لئے بھی دعا کریں اللہ کے خزانے میں کمی کوئی نہیں ہے، اللہ جب اُسے دے سکتا ہے تو ہمیں بھی دے سکتا ہے۔

[1] إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج ۳ ص ۱۸۹

241......بچوں کو بخل سے بچائیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِتَّقُوا الشُّحَّ'' تم اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ۔ ❶

والدین بچوں کے سامنے یا بچوں کے لیے بخل کا مظاہرہ نہ کریں، بچوں کے سامنے مال کا رونا نہ روئیں، ہر وقت مال کی کمی کا تذکرہ، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، ان کے سامنے گن گن کر رکھنا، اس سے بچوں میں بخل اور مال کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَاأَسْمَاءُ، لَا تُحْصِی، فَیُحْصِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ. ❷

ترجمہ: اے اسماء! گن گن کر خرچ نہ کرو ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔

دو خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہوسکتیں

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ، اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ. ❸

ترجمہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ مؤمن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایک تو بخل، دوسری بدخلقی۔

فائدہ: یعنی کوئی شخص مؤمن ہو کر بخیل بھی ہو اور بدخلق بھی یہ مؤمن کی شان ہرگز نہیں، ایسے شخص کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ اسی سے ہاتھ دھو بیٹھیں کہ جیسا ہر خوبی دوسری خوبی کو کھینچتی ہے ایسے ہی ہر عیب دوسرے عیب کو کھینچتا ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۲۵۷۸

❷ مسند أحمد: حدیث أسماء بنت أبی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہا، ج ۴۴ ص ۴۹۱، رقم الحدیث: ۲۶۹۲۲

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی السخاء، رقم الحدیث: ۱۹۶۲

والدین بچوں کے سامنے ایثار، سخاوت اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ کریں، بچوں کو ایثار اور سخاوت کے واقعات سنائیں، تاکہ بچپن سے ہی ان کی زندگی سے بخل جیسی بیماری نکل جائے اور ایثار اور سخاوت کا مادہ پیدا ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک شب میں دس ہزار دراہم تقسیم کرنا

حضرت ایوب بن وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک پڑوسی نے یہ قصہ سنایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، اور ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار (کل دس ہزار درہم) اور ایک جھالر والی چادر آئی، پھر وہ بازار گئے اور اپنی سواری کے لیے ایک درہم کا چارہ ادھار خریدا۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے (اس لیے میں بڑا حیران ہوا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے اور یہ ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے ہیں (اس لیے) میں ان کی باندی کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تم سچ سچ بتانا، کیا حضرت ابوعبدالرحمٰن (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار اور ایک چادر نہیں آئی ہے؟ اس نے کہا ہاں آئی ہے، میں نے کہا: میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے تھے۔ (تو یہ کیا بات ہے؟ اتنے مال کے ہوتے ہوئے وہ ادھار کیوں خرید رہے تھے؟) اس باندی نے کہا رات سونے سے پہلے ہی انہوں نے وہ دس ہزار درہم تقسیم کر دیے تھے اور پھر وہ چادر اپنی کمر پر ڈال کر باہر چلے گئے تھے اور وہ بھی کسی کو دے دی، پھر گھر واپس آ گئے:

فَقُلْتُ يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ مَاتَصْنَعُونَ بِالدُّنْيَا، وَابْنُ عُمَرَ أَتَتْهُ الْبَارِحَةَ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَضَحٍ، فَأَصْبَحَ الْيَوْمَ يَطْلُبُ لِرَاحِلَتِهِ عَلَفًا بِدِرْهَمٍ نَسِيئَةً. ❶

ترجمہ: میں نے (بازار میں جاکر) اعلان کیا اے تاجروں کی جماعت! تم اتنی دنیا کما کر کیا کرو گے؟ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دوسروں پر سارا مال خرچ کر دو) کل رات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دس ہزار کھرے درہم آئے تھے وہ (انہوں نے ایک ہی شب میں سارے خرچ کر دیے اس لیے) آج اپنی سواری کے لیے وہ ایک درہم کا ادھار چارہ خرید رہے تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا چار لاکھ دراہم فقراء کے درمیان تقسیم کرنا

حضرت سعدی فرماتی ہیں: ایک دن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس گئی تو میں نے ان کی طبیعت پر گرانی محسوس کی۔ میں نے ان سے کہا: "مَا لَکَ" آپ کو کیا ہوا؟ کیا ہماری طرف سے آپ کو کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر اس ناگوار بات کو دور کر کے آپ کو راضی کریں گے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم تو مسلمان مرد کی بہت اچھی بیوی ہو، میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے "وَلَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِ" اور مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ اس کا کیا کروں؟ میں نے کہا کہ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ "اُدْعُ قَوْمَکَ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ" آپ اپنی قوم کو بلا لیں اور یہ ان میں تقسیم کر دیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لڑکے! میری قوم کو میرے پاس لے آؤ۔ (چنانچہ ان کی قوم والے آ گئے تو سارا مال ان میں تقسیم کر دیا) میں نے خزانچی

---

❶ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: عبدالله بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۶، ۲۹۷

سے پوچھا: انہوں نے کتنا مال تقسیم کیا؟ خزانچی نے کہا: ''أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ'' چار لاکھ دراہم۔ ❶

242......بچوں کو زیادہ جیب خرچی نہ دیں

بچوں کو زیادہ جیب خرچی کا عادی نہ بنائیں، وقت اور جگہ کے لحاظ سے جو خرچہ مناسب ہو اس سے زیادہ نہ دیں، جب بچپن سے بچوں کو زیادہ خرچہ دی جاتا ہے پھر وہ فضول خرچی کا عادی بن جاتا ہے، عیاش بن جاتا ہے، فضول خرچی کرنے پر منع کریں اور بتائیں، بیٹا! یہ فضول خرچی ہے، اس سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (الإسراء: ٢٧)

ترجمہ: یقیناً فضول خرچی کرنے والے لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

خود والدین بھی فضول خرچی سے اجتناب کریں، فضول خرچی کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک لباس پہنتا ہے اس کی ضرورت ہزار، بارہ سو سے پوری ہو رہی ہے تو پانچ سے دس ہزار کا لباس استعمال نہ کرے، اس کے گھر کی ضرورت کم پیسوں میں پوری ہو رہی ہیں وہاں زیادہ رقم نہ لگائے، گھر کا بیت الخلاء چالیس پچاس ہزار روپے میں خوبصورت بن سکتا ہے اس پر پانچ سے چھ لاکھ روپے لگانا فضول خرچی ہے، سواری کیلئے گاڑی آٹھ سے دس لاکھ میں مل سکتی ہے اس پر ستر سے اسی لاکھ روپے لگانا فضول

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ١ ص ١١٢، رقم الحديث: ١٩٥ /تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: طلحة بن عبيدالله، ج ٢٥ ص ١٠٠، ١٠١

خرچی ہے، موبائل کی ضرورت پانچ سے سات ہزار کے موبائل پر پوری ہوسکتی ہے اس کیلئے دولاکھ کا موبائل لینا یہ فضول خرچی ہے، انسان کے لباس کیلئے پانچ جوڑے کافی ہیں اس سے زیادہ اٹھارہ بیس بناتا، یہ فضول خرچی ہے، تو شریعت اس سے روکتی ہے اگر انسان کو اللہ نے مال دیا ہے تو اپنے عزیز واقارب میں، رشتہ داروں میں اگر کوئی مستحق ہو ان پر خرچ کرے، ورنہ اس مال کے بارے میں بھی اس سے سوال ہوگا۔ زیادہ فضول خرچی غمی خوشی میں ہوتی ہے، آج کے دور میں شادی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ غریب تو غریب ایک متوسط درجہ کا آدمی بھی شادی کے نام پر ایک عرصہ سے رقم جمع کرتا ہے کہ کل کے روز بچیوں کی شادی کرنی ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں روپے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے، لاکھوں روپئے لڑکی کے زیورات کے لئے، لاکھوں روپے جہیز کے سامان کیلئے لگائے جاتے ہیں، ان فضول خرچیوں اور اسراف کی بدولت مسلمان تباہ و برباد ہو گئے، ایسی شادیوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ کیا ہوا! طلاق ہوگئی، عمر بھر کمائی ہوئی پوری پونجی ڈوب جاتی ہے، اور آدمی کنگال ہو کر رہ جاتا ہے۔ فضول خرچی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے، اس سلسلہ میں والدین کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَعظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیسَرُہ مَؤُنَۃً. [1]

یعنی سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم خرچہ اور تکلفات ہوں۔

لہٰذا تقریب نکاح کی مسنون صورت یہی ہوگی کہ اس میں تمام رسوم و رواج، تکلفات اور معاصی سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے اور ہر اعتبار سے سادگی کا مظاہرہ کیا جائے۔

---

[1] مسند أحمد: مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضى اللّٰه عنها، ج ۴۱ ص ۷۵، رقم الحديث: ۲۴۵۲۹

243......سیڑھیوں پر چھڑتے ہوئے ’’اللہ اکبر‘‘ اور اترتے ہوئے ’’سبحان اللہ‘‘ کہنے کی ترغیب دیں

بچوں کو بتائیں بیٹا! سیڑھیوں پر چھڑتے ہوئے گھر میں، اسکول میں، مدرسہ میں جہاں کئی ہوں ’’اللہ اکبر‘‘ اور اترتے ہوئے ’’سبحان اللہ‘‘ پڑھا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے کہنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا وہ سفر پر جانا چاہ رہا تھا، کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُوصِيکَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّکْبِيرِ عَلَى کُلِّ شَرَفٍ. ❶

ترجمہ: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور ہر بلندی پر تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

کُنَّا إِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. ❷

ترجمہ: جب ہم بلندی پر چڑھتے تو ’’اللہ اکبر‘‘ کہتے اور جب اترتے تو ’’سبحان اللہ‘‘ کہتے۔

244......بچوں کو درمیانی چال اور ایک طرف چلنے کی ترغیب دیں

بچوں کو ادب سکھانا چاہیے، بیٹا! جب چلو تو درمیانی چال چلو، آج کل بچے چلتے وقت بھاگ رہے ہوتے ہیں، بھاگتے ہوئے گر جاتے ہیں چھوٹ لگ جاتی ہے، یا بچے راستے کے درمیان سے چلتے ہیں، پیچھے سے گاڑیاں آتی ہیں جس سے انہیں تکلیف

❶ سنن ابن ماجه: کتاب الجهاد، باب فضل الحرس والتکبير في سبيل اللّٰه، رقم الحديث: ۲۷۷۱

❷ صحيح البخاري: کتاب الجهاد والسير، باب التسبيح إذا هبط واديا، رقم الحديث: ۲۹۹۳

ہوتی ہے، بسا اوقات ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے، تو آداب سکھانے چاہیے، معتدل انداز سے، راستے کے ایک کنارے پر چلیں، چیختے چلاتے ہوئے نہ گزریں، اگر یہ ان کی بچپن میں عادت بن گئی تو ساری عمر ان کی عادت برقرار رہے گی۔

245......بچوں کو جنت کی ترغیب دیں اور جہنم سے ڈرائیں

اِس کا مطلب ہے بچوں کے سامنے اعمال کا تذکرہ کریں، بیٹا اس عمل پر جنت ملتی ہے، اِن اعمال پر اللہ جنت دے گا، جنت کا بار بار ذکر کریں، تاکہ ان میں جنت کا شوق پیدا ہو، گناہوں کی نفرت پیدا کریں، جہنم سے دوری پیدا کریں کہ جب گناہ ہوگا، اللہ کی نافرمانی ہوگی جہنم میں ڈالا جائے گا، جہنم میں یہ عذاب ہیں، تاکہ بچے کو پتہ ہو وہ گناہ سے دور رہے، ہم نے بچوں کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا نہیں کیا، جہنم کا خوف پیدا نہیں کیا، بلکہ بچے کے دل میں کالی بلی کا، کالے کتے کا، مخلوق کا ڈر ڈال دیا، بچے کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کریں، اللہ کا ڈر ہوگا بند کمرہ ہوگا رات کا اندھیرا ہوگا وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا، میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، وہ بالکل سناٹے میں ہوگا، جنگل اور ویرانے میں ہوگا کوئی غلط حرکت نہیں کرے گا، اللہ بصیر ہے مجھے دیکھ رہا ہے، اس لیے بچے کے سامنے اللہ رب العزت کا ذکر، جنت اور جہنم کا تذکرہ بارہا کرتے رہیں تاکہ وہ اعمال کو اختیار کرے اور جہنم سے بچے۔

246......بچے کے دل میں ازواج مطہرات اور اہلِ بیت کی محبت پیدا کریں

والدین کو چاہیے کہ بچوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کا تذکرہ کرتے رہیں تذکرہ کرنے سے، بار بار نام لینے سے، ان کی قربانیوں کو ذکر کرنے سے بچوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوگی، محبت سکھانا یہ تو ماں کے اختیار میں ہے اس کا

طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی محبت سے متعلقہ واقعات سنائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے متعلقہ واقعات سنائیے۔ قرآن پاک کی محبت سے متعلق واقعات سنائیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں اور اہل بیت کے فضائل ومناقب اوران کے زہد وتقوی کے واقعات بیان کرتے رہیں تا کہ بچوں کو حضور کے خاندان سے محبت پیدا ہو، اُن کے سامنے حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے فضائل بھی بیان کریں اورانکی قربانیوں کے واقعات سنائیں تا کہ صحابہ کرام اور اہلِ بیت سے اِن کا تعلق مضبوط ہو۔

247......بچوں کی چھٹیوں میں والدین کی کیا ذمہ داری ہے؟

والدین بچوں کو چھٹیوں میں بے لگام نہ چھوڑیں، عموماً بچے چھٹیوں میں بد چلن اور آوارہ بچوں کے ساتھ چلنے کے عادی ہو جاتے ہیں، پھران کی پڑھائی میں دلچسپی نہیں رہتی، اس لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ چھٹیوں میں بچوں کی خوب نگرانی کریں۔ اور بچوں کی صحت مندی کے لیے چھٹیوں میں چند چیزوں کا اہتمام کریں:

۱......پیدل سفر کرنا: فطرت کو دریافت کرنے اور کچھ ورزش کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ بہت سے والدین اس کے لیے تعطیلات کے دوران پیدل سفر کی سرگرمیاں تلاش کرتے ہیں۔ یہ اُن کے لیے اور بچوں کے لیے بہت اہم صحت مند سرگرمی ہوتی ہے اور بچے اپنے آپ کو تر وتازہ محسوس کرتے ہیں۔

۲......سفر پر نکلنا: بچوں کے لیے مختلف ثقافتوں کے بارے میں جاننے، تجسس پیدا کرنے اور اپنے نقطہ نظر کو وسیع کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ والدین مختلف شہروں یا ممالک کے دوروں کا منصوبہ بنا سکتے ہیں، ہمارے ملک میں درجنوں ایسے خوبصورت اور پر فضا مقامات ہیں جہاں جایا جا سکتا ہے اور اپنے بچوں کو مختلف جگہوں

اور علاقوں کی تاریخ، تاریخی مقامات، مساجد، اہم دینی درسگاہ دکھائی جاسکتی ہیں، معزز و محبوب شخصیات سے ملاقاتیں اور صحبتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

۳......**مطالعہ کرنا اور لکھنا:** بچوں کے لیے چھٹیاں گزارنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ وہ ایسی کتابیں پڑھ سکتے ہیں جن میں ان کی دلچسپی ہو اور وہ اپنی پڑھنے کی صلاحیت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح لکھنے کا عمل بچوں کے لیے اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور ان کی تحریری صلاحیتوں کو بہتر بنانے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

248......بچوں کو گفتگو کے آداب سکھائیں

دیکھیں! جب بچہ سامنے آتا ہے بڑا اچھا لگتا ہے، پیار آتا ہے، محبت ہو جاتی ہے، لیکن جب وہ بچہ بولتا ہے تو کہتا ہے تو نے کہا، تم نے کہا، تو آدمی کے دل میں جو بچے کے لیے محبت ہے ایک دم ختم ہو جاتی ہے، انسانی شخصیت کا پہلا اندازہ چہرے کو دیکھنے سے ہوتا ہے اور دوسرا حتمی اندازہ اس کی گفتگو سے ہوتا ہے، ’’اَلْمَرْءُ تَحْتَ لِسَانِهٖ‘‘ (ہر آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے) پس انسان اپنی گفتگو ہی سے پہچان لیا جاتا ہے۔

بچے نے اپنے گھر سے یہ ہی سیکھا ہے، اگر ہم گھر میں یوں مخاطب کرتے ’آپ نے کہا، آپ نے یہ بات کی، آپ نے یوں کہا تو‘‘ ہمارا بچہ بھی ’’تو‘‘ کی جگہ ’’آپ‘‘ کا لفظ استعمال کرتا، اس نے یہ ماں باپ سے سکھا، جب گھر کے ماحول میں ہوگا ’’آپ نے یہ کہا‘‘ ’’بیٹا آپ نے یوں کیا، بیٹا آپ نے اس طرح کیا، تو بچے کی زندگی میں آپ کا لفظ اور محبت کے الفاظ آئیں گے وہ گفتگو سیکھے گا، ہم مخاطب کرتے ہیں گالی دے کر بلاتے ہیں، خبیث، کنجر، بے غیرت، کمینہ تو بچہ پھر وہی ہم سے سیکھتا ہے، جیسی ہماری زبان اور ماحول ہوتا ہے، بچہ خالی الذہن پیدا ہوا ہے، اس کی میموری میں وہی چیزیں آئیں گی جو آپ اس میں ڈالو گے، آپ نے اِسے اچھی گفتگو، وقار اور سنجیدگی سکھائی

تو وہی سیکھے گا اور اگر گفتگو اس کے علاوہ ہوئی تو وہی لب ولہجہ اور الفاظ سیکھے گا۔
گفتگو کے چند آداب ہیں اگر ان کی رعایت رکھ کر بات ہوگی تو اس کے اچھے فوائد ہماری انفرادی اور معاشرتی زندگی میں سامنے آئیں گے۔

۱...... گفتگو ہمیشہ نرمی سے کرنے کی کوشش کریں، چاہے بچوں سے کریں، چاہے والدین سے کریں، گفتگو میں نرمی ہونی چاہیے۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے زبان میں اسی لئے کوئی ہڈی نہیں بنائی تا کہ یہ نرم رہے اور اس سے نرمی سے گفتگو کی جائے۔

قرآن مجید کے الفاظ کو شمار کیا جائے تو درمیانی لفظ ''وَلْيَتَلَطَّفْ'' بنتا ہے، گویا قرآن مجید کا مرکزی پیغام یہی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے نرمی کا معاملہ کرے۔

۲...... گفتگو آہستگی اور مناسب آواز کے ساتھ کی جائے، بعض والدین بچوں کی طرح بے موقع چیختے رہتے ہیں، چیخ کر باتیں کرتے ہیں، چیخ چیخ کر بلاتے ہیں، پھر بچے بھی بہن، بھائی کو بلاتے ہوئے چیختے ہیں، یہ حماقت و جہالت کی دلیل ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ. (لقمان: ۱۹)

ترجمہ: اور اپنی آواز کو پست کرو کہ سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔

۳...... فضول باتوں سے پرہیز کریں، جو والدین فضول باتوں کے فضول گپ شپ کے عادی ہوتے ہیں، ان کی اولاد بھی اسی مرض میں مبتلا ہوتی ہے۔ فضول باتوں سے پرہیز کرنا، وقار کی نشانی ہے، قرآن مجید میں مؤمنین کی ایک صفت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. (المؤمنون: ۳)

ترجمہ: اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

انسان جو کچھ منہ سے نکالتا ہے فرشتے اس پر گواہ ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

مَا يَلْفَظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ. (ق: ۱۸)

ترجمہ: آدمی کوئی لفظ نہیں بولتا مگر ایک نگران اس پر حاضر رہتا ہے۔

حدیث میں ہے:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. ❶

ترجمہ: جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

2479...... بچے کو توحید کی تعلیم دیں

والدین بچے کے دل میں بچپن سے ہی ایمان کو مضبوط کریں، بچے کے دل میں اللہ پر توکل پیدا کرنے کی کوشش کریں، یہ ماں باپ کے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ ایسی تربیت کریں کہ بچے کے دل میں اللہ رب العزت کا ڈر بھی ہو، امیدیں بھی ہوں۔ محبت ہو تو اللہ کی ہو، توحید اس کے ذہن میں رچ بس جائے، بچہ اللہ سے والہانہ محبت کرنے والا بن جائے۔ پہلے وقت کی مائیں ان باتوں کا خاص خیال رکھا کرتی تھیں، لیکن اس معاملے میں موجودہ دور کے ماں باپ اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دیتے۔ اگر آج کے والدین اس طرح تربیت کا اہتمام کرے تو اس کی آغوش میں پلنے والے بچے بھی اللہ کے ولی اور نیک بنیں گے اور ایک ہی وقت پر ان کے لیے دارین یعنی اس دنیا کے

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، ج۸ ص ۱۱، رقم الحدیث: ۶۰۱۸

ساتھ ساتھ آخرت میں بھی راحت کا ذریعہ بنیں گے، بلکہ ان سے اس دنیا میں اللہ کی مخلوق کو بھی فائدہ نصیب ہوگا۔

والدین کی اہم ترین ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے تربیت میں امانت دادی کا معاملہ اختیار کریں، امانت داری یہی ہے کہ وہ صحیح تربیت کو اپنے بچوں میں جذب کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں تا کہ خدا کے دربار میں ان کی طرف سے حق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ لکھی جائے۔ والدین کو یہ ذمہ داری نبھانی ہے یعنی بچوں کی صحیح تربیت کرنی ہے، باقی ہدایت سے سرفراز کرنا اللہ رب العزت کا کام ہے۔

250...... بدچلن بے سلیقہ اور آوارہ لڑکوں سے دور رکھیں

معاشرے میں بعض ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کا اٹھک بیٹھک اوران کا چلنا پھرنا ان کی دوستی اچھی نہیں ہوتی، تو اگر آدمی کو معلوم ہو کہ میرا بیٹا اِن کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اوران کا کردار اچھا نہیں ہے تو اپنے بیٹے کو آگاہ کریں، بیٹا! ان کے ساتھ نہ جاؤ، اسی طرح بعض بے سلیقہ بچے ہوتے ہیں، جن میں تمیز نہیں ہوتی، ادب نہیں ہوتا، سنجیدگی نہیں ہوتی، اخلاق نہیں ہوتے، ایسے بچوں سے دور رکھا جائے، اس طرح بعض آوارہ لڑکے ہوتے ہیں علاقے میں کہ جن کی زندگی انٹرنیٹ اور کیفے میں گزر رہی ہوتی ہے، جن کی زندگی چوکوں چوراہوں پر گزر رہی ہے، اس سے اولاد کو دور رکھیں، انسان بہت جلد اثر لیتا ہے بچہ اگر تاجروں کے ساتھ بیٹھے گا تاجروں جیسے اوصاف آئیں گے، علماء کے ساتھ بیٹھے گا دین کے اوصاف آئیں گے، وہ اگر ایسوں کے ساتھ بیٹھا جو انٹرنیٹ کیبل چلانے والے وہ وہی سیکھے گا، اگر وہ بچہ عیاش لڑکوں کے ساتھ بیٹھا عیاشی سیکھے گا، اگر وہ بچہ فلم دیکھنے والوں کے ساتھ بیٹھا تو فلمی ڈائیلاگ، فلمی گانے سیکھے گا، اگر وہ کرکٹ کے کھلاڑیوں والوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ کھلاڑی بننا سیکھے گا، بچے کو جو ماحول

دیں گے بچہ اسی ماحول میں پروان چڑھے گا، تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو اچھا اور نیک ماحول دیں، تاکہ اس کی پرورش اچھے ماحول میں سامنے آئے۔

251......اللہ رب العزت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تذکرہ ادب سے کریں

والدین بچوں کو بتائیں بیٹا! اللہ تعالی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تذکرہ ادب سے کریں، جب بھی کوئی بات اللہ رب العزت کے حوالے سے کرنی ہوتو یوں کہیں کہ ''رب العالمین نے یہ ارشاد فرمایا'' ''اللہ رب العزت کا ارشاد ہے'' یہ ''باری تعالٰی کا قول ہے'' تو ہر مرتبہ اللہ رب العزت کے نام کے ساتھ ادب کے الفاظ ذکر کریں، اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں تو مکمل ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھیں بعض صرف یوں کہہ دیتے ہیں رسول نے فرمایا، حضور نے فرمایا، آپ نے فرمایا، درود شریف نہیں پڑھتے، یا بے ادبی سے نام لے لیتے ہیں ایسا نہ ہو، پورا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' نام لیں، اسلاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا کس قدر احترام تھا، سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا ایک خادم خاص تھا جس کا نام محمد تھا، بادشاہ اسے ہمیشہ اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک روز سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے اس کو ''تاج الدین'' کہہ کر آواز دی، خادم نے اس وقت تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور تین روز تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس کو طلب کیا اور اسکی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا، خادم نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ مجھے ''محمد'' کے نام سے پکارا کرتے تھے، لیکن اس دن آپ نے خلاف معمول تاج الدین کہہ کر پکارا، میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے اس

وجہ سے میں تین روز تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا، اور یہ سارا وقت انتہائی پریشانی اور بے چینی کے عالم میں بسر کیا، بادشاہ نے قسم کھا کر کہا، میں ہرگز ہرگز تم سے بدگمان نہیں ہوں، لیکن میں نے جس وقت تم کو تاج الدین کے نام سے پکارا تھا اس وقت میں باوضو نہ تھا، مجھے یہ نامناسب معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔ ❶

اور یہ بھی بتائیں بیٹا! اسکول، مدرسہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنا ہو تو پورا ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھیں، بعض بچے صرف ''ص'' لکھ لیتے ہیں، یہ درست نہیں، یہ خلاف ادب ہے، اسی طرح جب کسی صحابہ کا نام آئے تو اس کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' لکھائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِيلُ الَّذِى مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ. ❷

ترجمہ: وہ انسان بخیل ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ میرے اوپر درود نہ پڑھے۔

امام ابوعلی حسن بن علی عطّار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوطاہر نے حدیث پاک کے چند اَجزاء لکھ کر دیے، میں نے اُن میں دیکھا کہ جہاں بھی کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے بعد ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً كَثِيْراً'' لکھا کرتے تھے، میں نے پوچھا کہ اِس طرح کیوں لکھتے ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود نہیں لکھا کرتا تھا، میں نے ایک

❶ تاریخ فرشتہ: ج ا ص ۲۷۶

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب فی فضل التوبة والاستغفار، باب، رقم الحدیث: ۳۵۴۶

مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے سلام عرض کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرلیا، میں نے دوسری جانب ہوکر سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُدھر سے بھی منہ پھیرلیا، میں تیسری دفعہ چہرہ انور کی طرف حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ سے رُوگردانی کیوں فرمارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِس لیے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا، اُس وقت سے میرا یہ دستور ہو گیا کہ جب میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لکھتا ہوں تو "صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً كَثِيْراً" لکھتا ہوں۔ تو بہرحال درود شریف پڑھنے میں سستی نہ کریں، بچوں کو سکھائیں کہ جب بھی حضور کا نام آئے تو سب نے مل کر "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا ہے۔ ❶

252 ...... بچوں کی روزمرہ سرگرمیوں پر نظر رکھیں

بچوں کی اچھی اور بہترین پرورش کے لیے والدین کو ان کی روزمرہ سرگرمیوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ انہیں علم ہونا چاہیے کہ بچوں کی گھر کے اندر اور باہر کی مصروفیات کیا ہیں؟ اکثر والدین بچوں پر اعتماد کرتے ہوئے اتنی آزادی دے دیتے ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ وہ بُرائی کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی درج ذیل روزمرہ سرگرمیوں پر نظر رکھیں:

۱...... بچوں کا کمرہ الگ ہو تو والدین کو چاہیے کہ گاہے بگاہے ان کی زیرِ استعمال اشیاء کو غیر محسوس انداز سے چیک کرتے رہیں۔

۲...... والدین بچوں کے دوستوں سے وقتاً فوقتاً ملاقات کرتے رہیں تاکہ انہیں

❶ القول البدیع: الصلاۃ عند کتابۃ اسمہ، ص ۲۵۳

اطمینان رہے کہ ان کے بچے کسی برائی میں مبتلا تو نہیں ہو رہے۔

۳......والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے رویے اور اخلاق واطوار کا مشاہدہ کرتے رہیں تا کہ یہ جان سکیں کہ اگر وہ بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں یا بات بات پر غصہ کرتے ہیں تو اس کے پیچھے وجہ کیا ہے، پھر وجہ تلاش کر کے انہیں حکمت سے سمجھائیں۔

۴......والدین کو چاہیے کہ اگر ان کے بچے الگ کمرے میں سوتے ہیں تو انہیں سونے کے لیے اس وقت بستر پر جانے کی اجازت دیں جب ان کے سونے کا وقت ہو۔

۵......والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ان کی ضرورت سے زائد جیب خرچ دینے سے اجتناب کریں اور ان کے اخراجات پر نظر رکھیں۔

۶......والدین بچوں کو موبائل فون دینے سے گریز کریں۔ تعلیمی ضرورت کے پیشِ نظر یا بامرِ مجبوری اگر بچوں نے فون استعمال کرنا ہو تو والدین کے سامنے استعمال کریں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ کس دوست سے کیا بات ہو رہی ہے۔ اس طرح بچے فون کے غلط استعمال سے پرہیز کریں گے۔

۷......والدہ کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کی اخلاقی تربیت کے پیشِ نظر ان کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔ انہیں تنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ مارکیٹ جانے کی اجازت نہ دیں، خود ان کے ساتھ جائیں۔

253......بچوں کو تلاوت، نظم یا نعت کی لوری سے سلائیں

جب بچے کو سلانا ہو تو اس کے قریب تلاوت کریں، ماں اُس کے قریب کوئی نظم پڑھے، اللہ کا ذکر کرے درود شریف پڑھے تو بچے وہ لوری سنتے سنتے سو جاتے ہیں، پھر یہی بچے کے دلوں دماغ پر نقش ہو جاتا ہے، آج کی مائیں بچوں کو سلاتی ہیں انٹرنیٹ اور کیبل کے سامنے، گانا گاتے ہوئے سلا رہی ہیں، بچوں کو گیم لگا کے دیا اس کو دیکھتے

ہوئے سو رہا ہے، بچوں کو ڈرامہ لگا کے دیا اس کو دیکھتے ہوئے سو رہا ہے، وہی چیزیں اس کے دماغ پر نقش ہو رہی ہیں، پہلی مائیں بچوں کو دودھ پلاتی تھیں سلاتی تھیں تلاوت کرتے ہوئے، بچہ جب بولتا تھا اس کی زبان پر تلاوت ہوتی تھی۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب تھے، تو شیخ الحدیث صاحب کی دادی جب اپنے بیٹے مولانا یحییٰ رحمہ اللہ کو جو شیخ الحدیث صاحب کے والد تھے، جب اِن کو دودھ پلاتیں تو باوضو ہو کر قبلہ رُخ ہو کر تلاوت کرتے ہوئے دودھ پلاتی تھیں، تو شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد نے قرآن کریم کا کچھ حصہ اسی طرح سن سن کے زبانی یاد کر لیا تھا، ماں تلاوت کرتی تھی گود میں بچے کو دودھ پلاتے وقت بچہ تلاوت سنتا رہتا، جب بولنے لگا تو قرآن کریم کا کچھ حصہ اس کو زبانی یاد ہو گیا۔

آج تو بچوں کو سنبھالنے کے لیے عورتیں رکھی ہوئی ہیں، پانچ، چھ ہزار روپے ماہانہ دیا جاتا ہے، وہ ہی بچوں کو دودھ پلائیں، خدمت کریں، سلائیں، اس لیے بچے کے دل میں ماں باپ کی محبت ہی نہیں ہوتی، جب ماں نے اپنے سینے سے لگا کر اس کو دودھ ہی نہیں پلایا، تو ماں کے اخلاق و کردار بچے میں کیسے آئیں گے، بچیوں کی تربیت کون کر رہا ہے، آج گھروں میں؟ عموماً یا تو وہ غیر مسلم عورتیں رکھی ہوئی ہوتی ہیں، یا بے دین قسم کی ہوتی ہیں، بچہ ان کے ہاتھ میں پرورش پاتا ہے تو اِن عورتوں میں جو خامیاں کوتاہیاں اور گناہ ہوتے ہیں وہی بچے میں غیر محسوس طریقے پر سرایت کر جاتے ہیں، پھر ہم مستقبل میں کہتے ہیں بیٹا نافرمان ہے، کیا آپ نے کبھی بیٹے کو سینے سے لگا کر دودھ بھی پلایا؟ کبھی تربیت بھی کی، قرآن وسنت کی تعلیم دی؟ اس کو پاکیزہ ماحول فراہم کیا؟ اس لئے بچے میں شریعت کے اعمال واخلاق نہیں آئے۔

254......معذور بچوں کا زیادہ خیال رکھیں

اگر اللہ نے آپ کو اولاد دی چار پانچ بچے صحت مند ہیں ایک بچہ معذور ہے، مثلاً نابینا ہے دیکھ نہیں سکتا، چل نہیں سکتا ہے طاقت نہیں ہے، سن نہیں پاتا گونگا ہے، بہرہ ہے، اللہ کی طرف سے آزمائش ہے تو انسان اس بچے کا زیادہ خیال رکھے، ہوسکتا ہے اللہ نے مجھے جو کچھ مجھے عطا کیا شاید اس بچے کی وجہ سے اللہ دے رہا ہو، تو بعض جگہ دیکھنے میں آتا ہے بچہ معذور ہوتا ہے، والدین اس کی طرف توجہ نہیں دیتے، جو بچے سمجھدار ہوتے ہیں، پڑھتے لکھتے ہیں بولتے ہیں، ان پر توجہ ہوتی ہے، یہ کما کے دیں گے اور جو ذرا معذور ہو تو اس پر توجہ نہیں ہوتی، یا جس کا ذہن ذرا کمزور ہو اس پر توجہ نہیں ہوتی، حالانکہ وہ توجہ کا زیادہ مستحق ہے، دیکھیں ڈاکٹر کے پاس لوگ علاج کے لیے جاتے ہیں جو زیادہ بیمار ہوتا ہے اس کی طرف ڈاکٹر زیادہ توجہ کرتا ہے، ایک مریض ہے کینسر کا، ایک مریض نزلہ زکام کا، وہ کینسر والے کو توجہ دے گا، نزلہ زکام والے کو بعد میں دیکھے گا، جو بچہ ہماری توجہ کا زیادہ مستحق ہے وہ معذور ہے کہ اس کے دل میں بات آتی ہے کہ شاید میں دنیا میں چل نہیں سکتا، میرے اندر یہ کمی ہے اس کو بتانا چاہیے، نہیں، بیٹا! اللہ نے آپ کو اس حال میں رکھا ہے، چلو، آپ کے اندر ایک خامی ہے، فلاں فلاں خوبیاں تو اللہ نے آپ کو عطا کی ہیں، اسی طرح اپنے بچوں کو سکھانا چاہیے، بیٹا! دوسروں کا کبھی مذاق نہ اُڑاؤ، کوئی معذور بچہ نظر آئے اس کے ساتھ تعاون کرو، راستے میں کوئی نظر آجائے علاقے میں کوئی نظر آئے اس کا مذاق نہیں کرنا، کہیں اللہ اس مصیبت میں تمہیں، یا تمہاری اولاد کو مبتلا نہ کر دے۔

مکافاتِ عمل میں ایک واقعہ لکھا ہے دو دوست ہیں ایک کا نام حبیب اور دوسرے کا نام منظور تھا، ان دونوں نے ایک لڑکی کے ساتھ معاذ اللہ! زنا کیا، اور زبردستی کیا، اور وہ

لڑکی گونگی اور بہری تھی، تو انہوں نے زبردستی اس سے اپنی خواہش پوری کی، یہ اس فعل پر بہت زیادہ خوش تھے، اب وہ بچی اپنے گھر آئی رو رہی تھی، باپ کو تو بتا نہیں پا رہی تھی، کیسے سامنے ذکر کرے اور یہ اپنے فعل پر خوش ہوئے کہ ہم نے ایسا کارنامہ کیا، اللہ کرنا کہ معاذ اللہ! اسی لڑکے نے جب اپنا نکاح کیا حبیب نے تو اس کے چار بیٹے پیدا ہوئے چاروں کے چاروں گونگے بھی تھے، بہرے بھی تھے، اور دوسرے کے جو تین بچے پیدا ہوئے ان کے سر اتنے بڑے بڑے تھے، جیسے فٹ بال کی مانند، کبھی اِدھر اور کبھی ادھر ہو جاتے وہ کنٹرول نہیں کر سکتے تھے اپنے اختیار میں نہیں رہتے تھے۔ ❶

تو انہوں نے اُس معذور بچی کا مذاق اڑایا اور اس کے ساتھ یہ غلط حرکت کی اللہ نے دنیا میں سزا دے دی، یہ مکافات عمل ہے، ایک بات دل کی تختی پر لکھ لیں، اللہ ظالم نہیں ہے، اللہ ظلم نہیں کرتا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (یونس: ۴۴)

ترجمہ: میرے بندو میں تم پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا تم گناہ کر کے اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہو۔

اگر کوئی ایسی بات پیش آئے گی کوئی حادثہ کوئی واقعہ ہوا ہوگا وہ شاید آپ کے ماضی کے گناہ ہوں گے، وہ گناہوں کی اللہ نے آپ کو سزا دی ہوگی، ورنہ رب العالمین تو بہت زیادہ رحم اور شفقت کرنے والا ہے، اللہ تو بہت مہربان ہے۔

255......بچوں کو رازداری سکھائیں

والدین بچوں کو رازداری سکھائیں، خود والدین میں یہ صفت ہونا ضروری ہے، بلکہ ایک مسلمان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی دوسرے کا راز فاش نہ کرے،

❶ مکافاتِ عمل: ص

کسی کی پوشیدہ بات جاننے کی کوشش بھی نہ کرے اور ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، کیونکہ راز طاقت کا ایسا سرچشمہ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور راز ایسی فوج جسے شکست نہیں دی جاسکتی۔ بعض راز کسی ایک شخص بعض ایک خاندان اور بعض پورے معاشرے سے متعلق ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا تو میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا، جب میں آیا تو والدہ نے پوچھا تمھیں دیر کیوں ہوئی؟ میں نے کہا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کام کیا تھا؟ میں نے کہا: وہ ایک راز ہے۔ میری والدہ نے کہا تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی پر افشا نہ کرنا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اُس وقت اپنے شاگرد حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے) فرمایا:

وَاللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ. [1]

ترجمہ: اللہ کی قسم! اے ثابت! اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو تمہیں ضرور بتاتا۔

256......جمائی کے نبوی آداب سکھائیں

والدین بچوں کو بتائیں کہ بیٹا! آپ کسی مجلس میں ہوں، اسکول، مدرسہ میں ہوں، نماز کی حالت میں ہوں، جہاں کہیں ہوں جمائی آئے تو منہ خوب بند کرلیں یا ہونٹوں کو

[1] صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى اللّٰه عنه، باب من فضائل أنس بن مالك رضى اللّٰه عنه، رقم الحديث: ٢٤٨٢

دانتوں کے نیچے دبائیں،اس سے جمائی ختم ہو جائے گی،اور اگر کسی طرح نہ رُکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت منہ پر رکھیں،یہ کوئی خوبی نہیں بلکہ عیب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ. ❶

ترجمہ: جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان اگر منہ کھلا ہوا پاتا ہے تو اس میں گھس جاتا ہے۔

ایک روایت میں ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ :هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ. ❷

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لیتے ہو''ہا،ہا'' کہتا ہے تو تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔

جمائی کا آنا طبیعت کے بھاری پن اور اس کی کدورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ چیز غفلت و سستی و بدفہمی نیز طاعت وعبادت میں عدم نشاط کا باعث بنتی ہے، اس لئے جمائی کا آنا شیطان کی خوشی کا ذریعہ ہے اور اسی وجہ سے جمائی کے آنے کو شیطانی اثر قرار دیا ہے اور اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

257......چھینک کے نبوی آداب سکھائیں

بچوں کو چھینک کے آداب بھی سکھائیں، چھینک آنا، جمائی آنا اگرچہ معمولی اعمال ہیں مگر شارع علیہ السلام نے اس کے بھی آداب سکھائے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

❶ صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقاق ، باب تشمیت العاطس وکراھیۃ التثاؤب، رقم الحدیث: ۲۹۹۵

❷ صحیح البخاری: کتاب بدء الخلق،باب صفة إبليس وجنوده، رقم الحديث: ۳۲۸۹

۱......جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے اور سننے والا جواب میں ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' کہے تو پھر چھینکنے والا ''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ'' کہے۔ ❶

۲......چھینکنے سے بعض اوقات منہ سے یا ناک سے رطوبت یا بلغم وغیرہ آتی ہے، لہذا چھینکتے وقت منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لینا چاہیے، نیز چھینک کی آواز کو پست رکھنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا:

إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. ❷

۳......انسان کی بعض حالتیں وقار کے خلاف ہوتی ہیں، ان کو دیکھ کر ناگواری ہوتی ہے، مثلاً جمائی لینے میں انسان کا منہ کھل جاتا ہے، ''آہا'' یا ''ہاہا'' کی آواز نکلتی ہے، چہرے کی قدرتی ہیئت بدل کر ایک مضحکہ خیز شکل پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِذَا قَالَ: آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ. ❸

ترجمہ: جمائی شیطان کی جانب سے ہے، جب کوئی اس حالت میں ''آہ آہ'' کرتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ کے اندر سے اس پر ہنستا ہے۔

۴......بعض اوقات شیطان مکھی مچھر وغیرہ کو منہ میں داخل کر دیتا ہے۔ پہلا حکم تو یہی ہے کہ جمائی کو حتی المقدور روکیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے:

---

❶صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب إذا عطس کیف یشمت، رقم الحدیث: ۶۲۲۴

❷سنن أبي داود: کتاب الأدب، باب فی العطاس، رقم الحدیث: ۵۰۲۹

❸سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن اللّٰه یحب العطاس ویکره التثاؤب، رقم الحدیث: ۲۷۴۶

فَإِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ. ❶

258......بچوں کی گھریلو زندگی خوشگوار بنائیں

گھر ہی بچوں کا وہ پہلا معاشرتی ادارہ ہے جس میں وہ اپنے والدین کے زیرِ سایہ عمر کی مختلف منازل طے کرتے ہیں۔ اپنے والدین کو دیکھ کر وہ دوسرے افراد کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرتے اور آدابِ زندگی کے طریقوں سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ وہ سیکھتے ہیں کہ بڑے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے۔ یوں والدین کا معاشرے کے مختلف افراد سے اچھا طرزِ عمل بچوں کی معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

والدین بچوں کی معاشرتی زندگی بہتر بنانے کے لیے گھر کا ایسا ماحول بنائیں جس میں گھر کے تمام افراد یعنی والدین اور بہن بھائی ایک دوسرے کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کے کاموں میں خوامخواہ مداخلت نہ کریں۔ دوسروں کے احساسات کا احترام کریں۔ جو بچے ایسے گھریلو ماحول میں نشو ونما پاتے ہیں وہ محبت اور دوستی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

259......بچوں کو کیسے نمازی بنایا جائے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسانات کے بارے میں بچوں سے آسان اسلوب میں مثالوں کے ساتھ گفتگو کی جائے اور اس سلسلہ میں واقعات کو پیش کیا جائے، یہ بھی بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہے اور اس کے ہم پر کتنے احسانات ہیں، اس سے بچے کے اندر خود سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کا شوق پیدا ہو جائے گا

❶ سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن اللّٰه يحب العطاس ويكره التثاؤب، رقم الحديث: ٢٧٤٦

اور وہ نماز جیسی عبادت کی طرف مائل ہو جائے گا۔اس مرحلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذاتِ عالی، اس کی قدرت اور اسمائے حسنی اور صفاتِ الہیہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ گفتگو آسان اسلوبِ میں بیان کی جائے، اسی کے ساتھ اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری کی ضرورت اور اطاعت کے جمال وجلال کا بھی تذکرہ کیا جائے۔

بچے کے سامنے بہترین نمونہ رہنا ضروری ہے، اگر والدین کسی اکتاہٹ اور کاہلی وسستی کے بغیر پوری پابندی کے ساتھ پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں گے تو بچوں پر اس کا اثر نماز کی ادائیگی میں بہت بڑا ہوتا ہے اور یہی بچے کے سامنے بطورِ نمونہ کافی ہے، کیوں کہ یہ بچوں کی فطرت میں داخل ہے کہ آس پاس کے لوگ جو کام کرتے ہیں وہ ان کی نقل کرتے ہیں اور اپنے روزانہ کے سلوک و برتاو میں اپنی دیکھی ہوئی چیزوں کی نقل کرنا پسند کرتے ہیں۔نماز صرف ایک عادت نہیں ہے، بلکہ نماز کی عبادت کو باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں میں نماز کے تعلق سے بیداری پیدا کی جائے، اس کی اہمیت اور حقیقت بتائی جائے، تاکہ بچہ صرف عادت کے طور پر ہی نماز نہ پڑھیں، بلکہ اس کو عبادتِ خداوندی سمجھ کر ادا کریں، اس کے لیے سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسراء ومعراج کا واقعہ بچوں کو بتایا جائے، کیوں کہ اُسی موقع پر نماز فرض ہوئی تھی، صحابہ کرام اور سلف کے باجماعت نماز اور تکبیر اولی کے اہتمام کے واقعات سنائے جائیں۔

260......فرائض کے بعد نوافل پڑھنے کا عادی بنائیں

والدین بچوں کو فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کا عادی بنائیں، خود والدین بھی اس کا اہتمام کریں، بچے والدین کو دیکھیں گے کہ والد نماز کے بعد نوافل پڑھتے ہیں، تو پھر بچہ بھی پڑھے گا اور پھر زندگی بھر اس کا معمول رہے گا، اگر والد، والدہ فرض

اور سنتوں پر ہی اکتفاء کریں گے، تو پھر بچہ بھی اسی کو مکمل نماز سمجھے گا، بچہ سب سے زیادہ دیکھ کر سیکھ رہا ہوتا ہے، بچہ یہی سب کچھ مستقبل میں کرے گا جو دیکھ رہا ہے۔ ایک تو والدین خود اہتمام کریں دوسرا بچوں کو نوافل پڑھنے کی ترغیب دیں۔

حضرت عبید اللہ بن سلمان سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے ان سے بیان کیا: جب ہم نے خیبر کو فتح کیا تو لوگوں نے اپنی اپنی غنیمتوں کو نکالا، جس میں سامان بھی تھا اور قیدی بھی تھے، پس وہ آپس میں خرید و فروخت کرنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! آج میں نے اتنا نفع حاصل کیا ہے جتنا اس بستی کے لوگوں میں سے کسی نے آج تک حاصل نہ کیا ہوگا۔ آپ نے اس سے پوچھا، تو نے کتنا نفع حاصل کیا؟ وہ بولا میں مسلسل بیچتا رہا اور خریدتا رہا یہاں تک کہ تین سو اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) میں نے نفع میں کمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أَنَا أُنَبِّئُکَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رَبِحَ'' میں تجھے وہ آدمی بتاؤں جس نے تجھ سے بہتر نفع کمایا؟ وہ بولا یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: ''رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ'' جس نے فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ ❶

نوافل سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. ❷

ترجمہ: بندہ اپنے رب کے ساتھ سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب کہ بندہ سجدہ میں ہو، اس لئے تم سجدہ کی حالت میں خوب دعا کیا کرو کہ اس کے قبول ہونے کی

❶ سنن أبی داؤد: کتاب الجهاد، باب فی التجارة فی الغزو، رقم الحديث: ۲۷۸۵

❷ صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب ما يقال فی الركوع والسجود، رقم الحديث: ۴۸۲

بڑی امید ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے نوافل پڑھا کرو، جتنے نوافل زیادہ ہوں گے سجدے زیادہ ہوں گے۔

اللہ کا محبوب بندہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا. ❶

ترجمہ: میرے بندے کا میرے فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، (یعنی پھر انسان کے اعضاء وافعال سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جو رب العالمین کی خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔)

261......بچوں کو صابر اور شاکر بنائیں

والدین بچوں کی زندگی میں صبر اور شکر لے کر آئیں، بچوں سے صبر اور شکر والی زندگی اختیار کروائیں، خود والدین جب بات بات پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں گے، کھانا کھانے کے بعد شکر ادا کریں، اے اللہ! تیرا شکر ہے، پانی پینے کے بعد شکر ادا کریں،

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحديث: ٦٥٠٢

اے اللہ! تیرا شکر ہے، کام مکمل ہونے پر شکر ادا کریں، اے اللہ! تیرا شکر ہے، ہر نعمت پر جب والدین "الحمدللہ، الحمدللہ" کہیں گے تو پھر بچے بھی والدین کو دیکھ کر شکر کے کلمات ادا کریں گے اور شاکر بنیں گے، اگر والدین خود ہی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر کمی کے گیت گائیں گے، تو پھر بچے بھی ناشکرے ہوں گے، اس لیے بچپن سے ہی بچوں کو اللہ تعالی کی نعمتوں پر، چاہے ہمارے گمان میں کم ہیں یا زیادہ شکر کا عادی بنائیں، بتائیں بیٹا! آپ کا جو کام بھی پورا ہو، اسکول کا کام پورا ہو جائے، مدرسہ کا سبق یاد ہو جائے تو اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں، جو شکر کرتا ہے اللہ تعالی اس کی نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم:۷)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت بڑھا دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ.

ترجمہ: کھا کر شکر کرنے والا اس طرح ہے جس طرح صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والا۔

جیسے ایک آدمی مسلسل روزہ رکھتا ہے، مسلسل روزے رکھنے کا جو ثواب ہے، کھانا کھا کر شکر کرنے والے کا وہی اجر و ثواب ہے، اللہ تعالی اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ جب بندہ کھانا کھا کر پانی پی کر اللہ تعالی کی نعمت پر شکر ادا کرے، جیسے دنیا میں کوئی انسان دوسرے کے ساتھ تعاون کرے تو اس کے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ میرا شکریہ ادا کیا جائے، اور میرے اس تعاون کا تذکرہ کیا جائے، اللہ رب العزت بھی اس سے خوش ہوتے ہیں کہ بندہ اللہ کی نعمت کھا کر "الحمدللہ" کہے نعمت کا شکر ادا کرے۔ [1]

---

[1] سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض، باب، رقم الحديث: ۲۴۸۶

دنیا و آخرت کی بھلائی کس کو حاصل ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو چار چیزیں عطا کر دی گئیں اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی دے دی گئی۔(۱)''قَلْبٌ شَاكِرٌ'' شکرگزار دل۔(۲)''وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ'' ذکر کرنے والی زبان۔(۳)''وَبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ'' مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔(۴)''وَزَوْجَةٌ لَا تَبْغِيهِ خَوْنًا فِي نَفْسِهَا وَلَا مَالِهِ'' ایسی بیوی جو اپنی جان کے بارے میں اور شوہر کے مال کے بارے میں شوہر کی خیانت نہ کرے۔[1]

262...... بیت الخلاء اور قضائے حاجت کے آداب سکھائیں

بچوں کو بیت الخلا جانے کے آداب سکھانے چاہیے کہ بیٹا! جب تم بیت الخلاء میں جانے لگو تو بائیں پاؤں اندر رکھو، باہر نکلو تو دائیں پاؤں پہلے باہر رکھو، اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

اور جب باہر نکلو تو یہ دعا پڑھو:

اَلْحمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَذْهَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَعَافَانِيْ.

پہلی دعا میں کیا فرمایا جا رہا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنّوں اور جنّیوں سے، اللہ تعالیٰ دعا کی بدولت انسان کی ان جنات سے حفاظت فرما دیتے ہیں۔ دوسری دعا میں انسان اللہ کی تعریف کرتا ہے کہ تمام تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز (یعنی بول و براز) کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

یہ پیشاب و پاخانہ بظاہر تو کتنی معمولی سے چیز ہے اور کتنی غیر اہم ضرورت، مگر ذرا کسی حکیم و ڈاکٹر سے اس کی حقیقت تو معلوم کرکے دیکھ لیجئے، ایک طبی ماہر آپ کو بتائے گا

[1] شعب الإيمان: تعديد نعم الله عز وجل، ج٦ ص ٢٤٦، رقم الحديث: ٤١١٥

کہ ان معمولی چیزوں پر انسان کی زندگی کا کتنا دار و مدار ہے اور انسان کی موت و حیات سے اس کا کتنا گہرا تعلق ہے؟ اگر کسی آدمی کا کچھ عرصہ کے لئے پیشاب بند ہو جائے، یا کسی کا پاخانہ رک جائے تو اس کی زندگی کے لالے پڑھ جاتے ہیں۔

بہتر ہے جب بیت الخلاء بچہ جائے لباس پورا پہن کر جائے سر پر ٹوپی ہو، بچی ہے پورا لباس پہن کر بیت الخلاء میں جائے، عموماً بیت الخلاؤں میں جنات اور شیاطین ہوتے ہیں کیونکہ وہ جگہ ناپاک ہے، ناپاک جگہ پر ناپاک لوگ ہوتے ہیں، تو یہ سرکش جنات کی جگہ یہی بیت الخلاء ہوتی ہیں، تو جب گھر کی عورتیں اس میں بغیر دوپٹے کے جاتی ہیں اور اپنے لباس کا خیال نہیں رکھتی زیادہ وقت وہاں گزارتی ہیں تو اس کی وجہ سے جنات بچوں کے ساتھ عورتوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں، تو جب آدمی مسنون دعا پڑھ کے جائے، سر ڈھک کے جائے تو وہ ان کے شرور سے محفوظ رہتا ہے۔

263......بچوں کی کاپیاں ڈائری اور موبائل چیک کرتے رہیں

بچوں کی کاپیاں ڈائری اور موبائل پر والد کی نگاہ ہونی چاہیے، اِس سے پتہ چل جاتا ہے بچہ کیا پڑھ کر آیا ہے، ہم نے کبھی بچے کی کتابیں اور کاپیاں دیکھی نہیں، آیا پڑھتا بھی ہے یا نہیں، صرف آنا جانا تو نہیں ہے، آج اسکول کی کتابیں اتنی ہوتی ہیں کہ وہ غریب اٹھا نہیں پاتا، پہلے گاؤں دیہات میں ایک تختی ہوتی تھی اسی پر لکھتے تھے، جب صاف کرنی ہوتی مٹی ڈال کے صاف کر لیتے، اس وقت کا پانچ کلاس پڑھا ہوا آج کے میٹرک کا مقابلہ کر رہا ہے، آج جو ہمارا میٹرک کر کے آتا ہے اس کو اپنا نام اور ایڈریس صحیح طور پر لکھنا نہیں آتا، اخبار پڑھنا نہیں آتا، صحیح طور پر کوئی تحریر پڑھ نہیں پاتا، اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ کتابیں تو بہت ہو گئیں علم ختم ہو گیا، کتابیں بڑی بڑی آ گئیں بوجھ ان پر بہت لادا ہوا ہے اندر سے وہ خالی ہے، تو اس کی کاپیاں چیک کرنی

چاہئیں، تا کہ پتہ ہو کہ بچہ کیا لکھ رہا ہے کیا پڑھ رہا ہے، کسی سے غیر اخلاقی تعلق تو نہیں ہے، عموماً کسی سے اگر کوئی تعلق ہوتا ہے تو وہ ڈائریوں میں لکھتے ہیں، اشعار لکھتے ہیں، نام لکھتے ہیں، مختلف جملے لکھتے ہیں، موبائل میں میسج ہوتے ہیں، تو جب والد کی نگاہ اس کے موبائل اور ان چیزوں پر ہوگی تو بچے کی جوانی خراب نہیں ہوگی۔

264......بچوں میں پائی جانے والی چار بری عادتوں سے اپنے بچوں کو بچائیں

بچوں میں عموماً چار بری عادات ہوتی ہیں۔

(۱) پہلی بری عادت ہوتی ہے جھوٹ بولنا، بچہ عموماً جھوٹ بول رہا ہوتا ہے اور جتنا وہ زیادہ بولتا ہے اتنا اس کو کمال سمجھتا ہے، درحقیقت اپنے ماں باپ سے سیکھتا ہے، ماں باپ اس کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں، اور پھر اُسے ماحول بھی جھوٹ کا ملا، اس لئے بچہ جب جھوٹ بولے تو فوراً اس کو تنبیہ کریں، غصہ کریں کہ بیٹا! آئندہ جھوٹ نہیں بولنا۔

(۲) دوسری بری عادت ہوتی ہے گالم گلوچ کرنا، گالیاں دینا، آج کا بچہ معاشرے میں گلی کوچوں میں جا کر گالیاں سیکھ رہا ہے، یا بسا اوقات باپ کی زبان ایسی ہوتی ہے کہ باپ موبائل پر لگا ہے گالیاں دے رہا ہے، بات کر رہا ہے گالیاں دے رہا ہے، تو پھر بچے بھی وہی زبان، وہی لینگویج اپنے باپ سے سیکھ رہے ہوتے ہیں، تو اس طرح کوئی بچہ گالی دے اس کو تنبیہ کی جائے۔

(۳) تیسری بری عادت ہوتی ہے بچوں میں چوری کرنا، بچے کو عموماً بچپن سے چوری کی عادت پڑتی ہے، بس اس کو پیسہ ملنا چاہیے، چاہے جس کا ہو اور جس جگہ پر ہو اس کو اٹھا لیتا ہے، بس کوئی چیز ملنی چاہیے، تو بچہ جب بھی چوری کرے باہر سے کوئی چیز لائے ماں باپ کو تنبیہ کرنی چاہیے، بیٹا! یہ پیسے کہاں سے لائے، یہ کھلونا کہاں سے لایا، یہ

سامان کہاں سے لائے، اگر ابتداء سے تنبیہ ہوگی تو بڑا ڈکیت اور لٹیرا نہیں بنے گا، ابتداء معمولی چیز سے ہوتی ہے، پھر رفتہ رفتہ بڑا چور بن جاتا ہے اور پھر وہ مختلف سزاؤں تک پہنچتا ہے، پیچھے ماں باپ وجہ بنتے ہیں کہ ابتداء سے تنبیہ نہیں کی۔

(۴) چوتھی بری عادت ہوتی ہے بچے میں بے راہ روی اور آزادی، وہ چاہتا ہے کہ آزاد ہو جائے آوارلڑکوں کے ساتھ گھومے پھرے، اس لیے اگر کوئی بچے میں ایسی چیز ہو فوراً اس کو تنبیہ کرنی چاہیے۔

265......اولاد سے کبھی مایوس نہ ہو اور ہمیشہ ان کے لیے دعا کرتے رہیں

یہ بڑا اہم اصول ہے کہ اولاد سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، بچہ بظاہر آپ کو کمزور نظر آرہا ہے، ذہنی اعتبار سے کمزور ہو، علمی استعداد میں کمی ہو، یا بظاہر کسی گناہ میں مبتلا ہو اہو، اُس کی صحبت فی الحال اچھی نہ ہو، مایوس نہ ہوں اللہ کی رحمت سے ہمیشہ دعا کرتے رہیں، اللہ رب العزت نے والدین کی دعاؤں میں بڑی طاقت رکھی اور اللہ والدین کی دعا اولاد کے حق میں فوراً قبول کرتا ہے، حدیث میں آتا ہے:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ.

ترجمہ: تین دعائیں اللہ تعالی فوراً قبول کرتا ہے ان کی قبولیت میں شک کوئی نہیں۔

دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ. ❶

اولاد کیلئے والدین کی دعا۔

اولاد کے حق میں والدین جب بھی دعا کریں اللہ تعالی فوراً قبول کرتا ہے، اس لیے ہمیشہ جب بھی بچہ نافرمانی کرے اس کو بددعا نہ دیں، اولاد کو کبھی بددعا نہیں دینی

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی دعوة الوالدین، رقم الحدیث: ۱۹۰۵

چاہیے، ہم لوگ بددعا کے معاملے میں بڑے سخی ہیں دعا کے معاملے میں بخیل ہیں، اولاد کے لئے اتنی دعائیں نہیں کرتے جتنی بددعائیں دیتے ہیں، پھر اگر اُن پر کوئی مصیبت آجائے تو زندگی بھر روتے ہیں، پچھتاتے ہیں، اپنا ہی نقصان ہو جاتا ہے، قبولیت کا وقت ہوتا ہے بددعا لگ جاتی ہے، اس لئے ہمیشہ دعا کرنی چاہیے، خاص طور پر فرض نماز کے بعد، تہجد کے وقت، تلاوت کے بعد، کسی کو صدقہ دے کر، کسی کے تعاون کر کے اِن اوقات میں دعا کرنی چاہیے، آج نہیں تو ہوسکتا ہے بعد میں قبول ہو جائے، آپ کی نظروں کے سامنے قبول نہ ہو آپ کے جانے کے بعد ہو جائے، ٹھیک ہو جائے گا، نیک ہو جائے گا، آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا، اس لئے ہمیشہ اولاد کے حق میں انسان دعا گو رہے، ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو لمحوں میں زندگی پلٹ دے۔ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، شرط یہ ہے کہ انسان صدق دل کے ساتھ دعا کرے تو اللہ رب العزت فوراً دعا قبول فرماتے ہیں۔

دعا کے سبب خواب میں حضور کی زیارت اور بینائی کا لوٹ آنا

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے فرمایا کہ میں تیس (۳۰) سال سفر میں رہا ہوں، ایک مرتبہ مسافرت کی حالت میں خرچہ کے پیسے کم پڑ گئے، میں اس زمانہ میں پابندی سے رات کو لکھتا اور دن میں پڑھتا تھا۔

ایک رات جبکہ سردیوں کے دن تھے اور میں لکھنے کے لئے چراغ کی روشنی میں بیٹھا تھا اچانک میری آنکھوں میں پانی اتر آیا اور نظر آنا بند ہو گیا:

فبکیت علی نفسی لانقطاعی عن بلدی وعلی ما فاتنی من العلم فغلبتنی عیناي فنمت فرأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی النوم فناداني یا یعقوب! لم أنت بکیت فقلت: یا رسول اللّٰہ ذھب بصری

فتحسرت علی ما فاتنی فقال لی ادن منی فدنوت منه فأمر یده علی عینی کأنه یقرأ علیهما ثم استیقظت فأبصرت فأخذت نسخی وقعدت اکتب.❶

ترجمہ: میں اپنی اسی حالت میں خوب رویا کہ میں اپنے شہر سے بھی دور ہوں اور جس علم کو حاصل کرنے کے لئے آیا تھا وہ مقصد بھی فوت ہو گیا۔ روتے روتے میری آنکھ لگ گئی، تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے آواز دی یعقوب کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بینائی چلی گئی اس لئے مجھے افسوس ہے کہ جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ فوت ہو گیا، آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، میں آپ کے قریب ہو گیا، آپ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا، اس کے بعد جب میں سو کر اٹھا تو میری بینائی موجود تھی، اب میں نے کتاب کو اٹھایا اور لکھنے بیٹھ گیا۔

266......صبح وشام سات مرتبہ ”اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّار“ پڑھنے کا اہتمام کروائیں

والدین خود بھی صبح وشام سات مرتبہ ”اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ“ پڑھنے کا اہتمام کریں، اور بچوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیں، حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ، فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ، سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ مِنْ يَوْمِكَ ذٰلِكَ، كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ، وَإِذَا صَلَّيْتَ الْمَغْرِبَ، فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنَ

❶تهذیب التهذیب: ترجمة: یعقوب بن سفیان بن جوان، ج ۱۱ ص ۳۸۵

النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّکَ إِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِکَ تِلْکَ، کَتَبَ اللّٰهُ لَکَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ. ❶

ترجمہ: جب تم فجر کی نماز پڑھ چکو، تو کسی سے بات کرنے سے قبل سات مرتبہ "اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ" کہہ لیا کرو، اگر تم اسی دوران فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جہنم سے حفاظت کا فیصلہ لکھ دیں گے، اس طرح جب مغرب کی نماز پڑھ چکو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ "اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ" کہہ لیا کرو، اگر تم اسی رات میں فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جہنم سے حفاظت کا فیصلہ لکھ دیں گے۔

267...... باوضو سونے کا اہتمام کروائیں

والدین خود بھی اور بچوں کو بھی وضو کر کے سونے کی ترغیب دیں، حدیث شریف میں اس کی ترغیب دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَکَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَکَ لِلصَّلَاةِ. ❷

ترجمہ: تم جب سونے کا ارادہ کرو تو نماز کی طرح وضو کیا کرو۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ بَاتَ طَاهِرًا، بَاتَ فِی شِعَارِهِ مَلَکٌ لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَکُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِکَ فُلَانٌ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا. ❸

ترجمہ: وہ شخص جو رات کو وضو کر کے سویا تو ایک فرشتہ اس کے شعار میں رات گزارتا ہے جونہی وہ بیدار ہوتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو معاف کر دے۔

❶ مسند أحمد: حديث الحارث التميمی، ج ۲۹ ص ۵۹۲، ۲۹۳، رقم الحديث: ۱۸۰۵۴

❷ صحيح البخاری: كتاب الوضوء، باب فضل من بات على الوضوء، رقم الحديث: ۲۴۷

❸ شعب الإيمان: كتاب الطهارت، باب فضل الوضو، ج ۴ ص ۲۸۳، رقم الحديث: ۲۵۲۵

268......اپنے کام میں بچوں سے مدد لیں

بچے اپنی عمر سے بڑھ کر بڑے کام کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ والدین ان کی خواہش کے مطابق مختلف کاموں میں ان سے مدد لے سکتے ہیں، جیسے والد اگر اپنے بچے سے باغیچے میں گھاس کاٹنے اور والدہ بیٹی سے روٹی پکانے میں مدد لیتی ہے تو بہت سی گھاس ادھر اُدھر بکھر جائے گی اور بہت سا آٹا بھی ضائع ہونے کا امکان ہے، مگر ان تجربات سے بچوں کو سیکھنے کا جو موقع ملے گا اس کی قدر و قیمت والدین کی اس تکلیف کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوگی جو انہیں اس سلسلے میں اُٹھانا پڑے گی۔

269......بچوں کو سونے سے پہلے سورہ ملک پڑھنے کا اہتمام کروائیں

والدین بچوں کی عادت بنائیں کہ سونے سے پہلے سورہ ملک پڑھنے کا اہتمام کریں، پانچ سے چھ منٹ کا عمل ہے، حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. [1]

ترجمہ: قرآن کریم کی ایک سورت ایسی ہے جس میں تیس آیات ہیں، یہ انسان کے لیے شفاعت کرتی ہے، یہاں تک کہ انسان کی مغفرت کروا دیتی ہے۔

سورہ ملک عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنا خیمہ قبر پر کھڑا کر لیا، مگر انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے، چنانچہ ناگہاں انہوں نے سنا کہ اس (قبر) میں ایک شخص سورہ ملک پڑھ رہا

[1] سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب عدد الآيات، رقم الحديث: ١٤٠٠

ہے، یہاں تک کہ اس نے وہ سورت ختم کی اس کے بعد خیمہ کھڑا کرنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ'' کہ سورت ملک منع کرنے والی اور نجات دینے والی ہے، ''تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ [1]

سورہ ملک کی شفاعت قبول کی جائے گی

حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا (رات کے ابتدائی حصہ میں) اس سورت کو پڑھا کرو جو (قبر وحشر کے) عذاب سے نجات دینے والی ہے اور وہ سورت الم تنزیل ہے، کیونکہ (صحابہ سے) مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص تھا جو یہی سورت پڑھا کرتا تھا، وہ اس سورت کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا (یعنی اس سورت کے علاوہ اور کسی چیز کو بطورِ ورد کے نہیں پڑھتا تھا) اور وہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا، چنانچہ (جب اس شخص کا انتقال ہوا تو) اس سورت نے اس پر اپنے بازو پھیلا دیئے اور فریاد کی کہ اے میرے پروردگار! اس شخص کی بخشش فرما، کیونکہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں اس سورت کی شفاعت قبول فرمائی، اور فرشتوں کو حکم دیا کہ (اس کے نامہ اعمال میں) اس کے ہر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دو اور اس کے درجات بلند کر دو، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ بے شک یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے کہ ''اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ'' یا الٰہی! اگر میں تیری کتاب (قرآن کریم) میں سے ہوں جو

---

[1] سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة الملک، رقم الحدیث: ٢٨٩٠

لوح محفوظ میں لکھا ہے، تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، اور اگر (بفرض محال) میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں، تو مجھے اس میں سے مٹا دے۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ ملک پڑھے بغیر نہ سوتے تھے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الم تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. ❷

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''سورہ سجدہ'' اور ''سورہ ملک'' پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

270...... پڑھنے والے بچے کو زیادہ اہمیت دیں

اِس کا مطلب انصاف ہونا چاہیے، ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دینی چاہیے، اولاد کیوں باغی بنتی ہے، اس لئے کہ بعض والدین ایک بیٹے کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں، اور ترجیح بھی اس کو دیتے ہیں جو پیسے کما کے لاتا ہے، اس کی غلط باتیں بھی ٹھیک ہیں، وہ الٹا بھی کہے تو سیدھا ہے، کیونکہ وہ کمار رہا ہے اور جو بچہ نیک ہے، متقی ہے، پڑھ رہا ہے وہ ٹھیک بھی کہے تو وہ غلط ہے، دو پیسے دے رہا ہے اٹھ کر اس کا استقبال کریں گے اور جو پڑھ رہا ہے وہ آ بھی جائے تو منہ پھیر دیں گے، یہ تو صرف کھا رہا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے، اولاد میں عدل ہونا چاہیے، بعض کو اللہ نے کمانے کے لئے پیدا کیا، بعض کو اللہ نے تعلیم کے لیے پیدا کیا، جو آپ کی نیک نامی کا ذریعہ اور صدقہ جاریہ بنیں گے، اسی لئے شریعت کا حکم ہے اولاد کے درمیان عدل ہو۔

---

❶ سنن الدارمی : کتاب فضائل القرآن ،باب فضل سورةالم تنزیل و تبارک، ج۴ص ۲۱۴۴،رقم الحدیث: ۳۴۵۱

❷ سنن الترمذی :أبواب فضائل القرآن ، باب ماجاء فی فضل سورة الملک،رقم الحدیث: ۲۸۹۲

271......گھریلو کاموں میں بچوں کو شریک کریں

والدین بچوں کی معاشرتی تربیت کے لیے انہیں گھر کے کاموں میں حصہ لینے کے مواقع فراہم کریں، بالخصوص کسی تقریب یا تہوار کے موقع پر جو انتظامات کیے جاتے ہیں، اس میں بچوں کو بھی شریک کر کے ہاتھ بٹانے کا موقع دیا جائے۔ اس سے انہیں دوسروں کے ساتھ کام کرنے کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔

272......اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر کریں

اگر بچے بیمار ہیں، مصائب اور تکالیف میں ہیں، ان کو برداشت کریں، صبر کریں، ان کی صحت کے لئے دعائیں کرتے رہیں، انسان پر جب کوئی مصیبت اور تکلیف آئے اور وہ صبر کرے تو اللہ رب العزت اُسے اتنا اجر عطا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. [1]

ترجمہ: کسی مسلمان کو کوئی مشقت، کوئی تھکن، کوئی فکر، کوئی رنج، اذیت، پریشانی نہیں پہنچتی کہ جس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف نہ ہو جائیں۔

انسان کی زندگی میں حالات اور پریشانیوں کا آنا تو ہوتا ہی ہے، موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے، یقینی نہیں کہ انسان بوڑھا ہو کر ہی مرے گا، کبھی بچپن میں موت آجاتی ہے، کبھی جوانی میں، کبھی بچہ مرا ہوا پیدا ہوتا ہے، اگر بچے کی زندگی کم ہو بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو نوحہ نہ کیا جائے۔

---

[1] صحيح البخاري: كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض، رقم الحديث: ۵٦۴۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ. ❶

ترجمہ: اگر نوحہ کرنے والی توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے دن خارش کی وجہ سے تارکول کا کرتہ اور دوپٹہ پہنے اٹھائی جائے گی۔

صبر تو وہی کہلائے گا جو ابتداء مصیبت میں ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے، جو ایک قبر کے قریب چلا چلا کر رو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِيْ'' اللہ کے عذاب سے ڈرو! یعنی نوحہ نہ کرو، ورنہ عذاب میں مبتلا کی جاؤ گی اور صبر کرو۔ اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں، آپ کا ارشاد سن کر کہنے لگی کہ میرے پاس سے دور ہٹو، تم میرا غم کیا جانو! کیونکہ تم میری مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئے ہو۔ (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے) تو اُسے بتایا گیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے (پھر کیا تھا) وہ (بھاگی ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر حاضر ہوئی، اُسے دروازہ پر کوئی دربان و پہرہ دار نہیں ملا (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر دربان و پہرہ دار ہوتے ہیں، پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری گستاخی معاف فرمایئے) ''لَمْ أَعْرِفْكَ'' میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ''إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى'' صبر تو وہی کہلائے گا جو

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب التشدید فی النیاحة، رقم الحدیث: ۹۳۴

ابتداء مصیبت میں ہو۔ ❶

اولاد کی موت پر صبر کرنے کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی باتیں مردوں نے خوب حاصل کرلیں (اور ہم محروم رہی جارہی ہیں) لہٰذا اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے مقرر فرمادیں، جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ اُن معلومات میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں ہم کو بتادیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا) فلاں فلاں دن تم فلاں جگہ جمع ہوجانا، چنانچہ مقررہ دن اور جگہ پر صحابی عورتیں جمع ہوگئیں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کے دیئے ہوئے علوم میں سے بہت کچھ بتایا، پھر فرمایا:

مَـامِـنـكُـنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلاَ ثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ الـنَّـارِ ،فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے جو عورت اپنی زندگی میں تین بچے پہلے سے آخرت میں بھیج دے گی (یعنی تین بچوں کی موت پر صبر کرلے گی) تو یہ بچوں کا پہلے سے چلے جانا اُس عورت کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائے گا۔ ان میں سے ایک عورت نے سوال کیا: یارسول اللہ! اگر دو ہی بچوں کو آگے بھیجا ہو؟ یعنی کسی عورت کے دو ہی بچے فوت ہوئے اور انہی پر صبر کرنے کا موقع ملا، تیسرے کی موت کی نوبت ہی نہ آئی، تو کیا دو بچوں پر صبر کا بھی

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز ،باب زیارۃالقبور، رقم الحدیث: ۱۲۸۳

❷ صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب تعلیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم أمتہ من الرجال والنساء مما علمہ اللہ،رقم الحدیث: ۷۳۱۰

یہی مرتبہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک جواب نہ دینے پائے تھے کہ اس نے یہی سوال پھر دوہرادیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور دولڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے، دولڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے، دولڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے۔

بیٹی کے انتقال پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کلمات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ کو سفر کی حالت میں بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی سن کر ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا، پھر فرمانے لگے ایک پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پردہ دے دیا، ایک ذمہ داری تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہلکا کر دیا، اور اجر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف چلایا ہے پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ہم نے وہی کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ اور صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ (1)

273......علم کو ادب کے ساتھ حاصل کرنے کی تعلیم دیں

والدین بچوں کے دلوں میں علم کا ادب بٹھائیں، بیٹا! علم بغیر ادب کے نہیں آتا علم کے حصول کے لیے ادب انتہائی ضروری ہے۔

دیکھیں آج معلومات تو ہے ادب کی بڑی کمی ہے، استاذوں کا ادب نہیں، کتاب کا ادب نہیں، درسگاہ کا ادب نہیں، مسجد کا ادب نہیں، بڑوں کا ادب نہیں، تو پھر یہ علم کیسے نافع ہوگا، یہ دین سراسر ادب کا نام ہے، جتنا علم آپ میں آئے آپ کا ادب بڑھتا جائے، جتنا آپ کا ادب بڑھے گا اللہ رب العزت آپ کے علم میں برکت ڈالیں گے، علم محفوظ ہوگا اور آپ کا علم آگے پھیلے گا اور لوگ آپ سے استفادہ زیادہ کریں گے۔

(1) تنبیہ الغافلین: باب الصبر علی المصیبة: ص ۲۵۹

کتابوں کے ادب واحترام کے سبب مغفرت ہوگئی

اسماعیل بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الشاذ کونی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے مغفرت کا سبب پوچھا تو فرمایا:

كُنتُ فِيْ طَرِيْقِ أَصْبَهَانَ، فَأَخَذَنِيْ الْمَطَرُ وَمَعِيْ كُتُبٌ،وَلَمْ أَكُنْ تَحْتَ سَقَفٍ،فَانْكَبَبْتُ عَلَى كُتُبِيْ حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَغَفَرَ لِيْ بِذٰلِكَ. ❶

ترجمہ: میں ایک دن اصبہان کے راستہ میں چلا جارہا تھا کہ بارش شروع ہوگئی، میرے پاس کتابیں تھیں میں کسی چھت کے نیچے بھی نہیں کھڑا تھا، میں اپنی کتابوں پر جھک گیا (تاکہ وہ بھیگنے سے محفوظ رہیں) یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ نے اس بات پر میری مغفرت فرمادی۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور کتابوں کا ادب

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کتاب کو اپنے تابع نہیں کرتا، بلکہ خود ہی ہمیشہ کتاب کے تابع ہوکر مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ سفر وحضر میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ لیٹ کر مطالعہ کررہے ہوں، بلکہ کتاب کو سامنے رکھ کر مؤدب انداز سے بیٹھتے، گویا شیخ کے آگے بیٹھے ہوئے استفادہ کررہے ہوں۔

یہ بھی خود ارشاد فرمایا: میں نے سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو وضو کے بغیر ہاتھ نہیں لگایا۔ ❷

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو أيوب سليمان بن داود الشاذ كوني، ج١٠ ص ٦٨٢

❷ نقشِ دوام: کتاب کا احترام، ص ١١٥

274......سورہ واقعہ پڑھنے کا اہتمام کروائیں

بچوں کو رات مغرب اور عشاء کے درمیان سورہ واقعہ پڑھنے کا اہتمام کروایا جائے، یہ سورت گھر میں فقر فاقے سے نجات دلانے والی ہے۔

عبداللہ بن مسعود کے مرض الوفات کا سبق آموز واقعہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرض وفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''مَا تَشْتَكِي؟'' آپ کو کیا تکلیف ہے؟ تو فرمایا: ''ذُنُوبِي'' اپنے گناہوں کی تکلیف ہے، پھر پوچھا ''فَمَا تَشْتَهِي؟'' آپ کی کیا خواہش ہے؟ تو فرمایا: ''رَحْمَةَ رَبِّي'' یعنی اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''أَلَا آمُرُ لَکَ بِطَبِيبٍ؟'' میں آپ کے لیے کسی طبیب کو بلاتا ہوں، تو فرمایا: ''اَلطَّبِيبُ أَمْرَضَنِي'' مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے لیے بیت المال سے کوئی عطیہ بھیج دوں، تو فرمایا: ''لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ'' مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عطیہ لے لیجیے، وہ آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا، تو فرمایا: ''أَتَخْشَى عَلَى بَنَاتِي الْفَقْرَ؟'' کیا آپ کو میری لڑکیوں کے بارے میں یہ فکر ہے کہ وہ فقر وفاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی، مگر مجھے یہ فکر اس لئے نہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کریں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا. [1]

ترجمہ: جو شخص ہر رات سورۃ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

---

[1] تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۳۳ ص۱۸۶ / أسد الغابة: ج۳ص ۳۸۱/ تهذيب الأسماء واللغات: ج ۱ ص ۲۹۰/ تفسير ابن كثير: ج۷ص ۵۱۲

تو والدین بچوں کو یہ سورت سکھائیں، اور بچوں سے پڑوائیں، ایک اس میں فقر فاقے سے نجات، دوسرا بچوں کے لیے تعلیم ہے کہ فقر فاقے سے نجات اعمال سے ہوتی ہے، آئندہ مستقل میں جب بچوں کو فقر فاقہ کی صورت پیش آئی گی تو وہ اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے۔

275......مالی معاملات کنٹرول کرنا سکھائیں

بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ والدین بچوں کو مالی معاملات کنٹرول کرنا سکھائیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کو اپنی جیب خرچ سے کچھ پیسے بچا کر خیرات، زکوۃ، اور اسی طرح کے دیگر خیر کاموں پر خرچ کرنے کی ترغیب دیں۔ بازار میں خریداری کے لیے ساتھ لے کر جائیں، چیزوں کے انتخاب اور کم بجٹ میں بہتر چیز خریدنے کا طریقہ سکھائیں۔ بچہ اگر بڑا ہو تو اسے پارٹ ٹائم کام کرنا سکھائیں تاکہ اس میں اعتماد کے ساتھ خودداری پیدا ہو۔

276......بچوں کو ہر کام شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی ترغیب دیں

والدین جب خود ہر اچھے کام کے شروع میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کے عادی ہو گے، تو بچوں میں بھی یہ عادت منتقل ہو گی، تو والدین بچوں کے سامنے ہر اچھے کام کے شروع میں تھوڑا بلند آواز سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھیں، تاکہ بچوں کو آواز آجائے، پڑھتے ہوئے بتایا جائے بیٹا! کھانا کھا رہے ہو، پانی پی رہے ہو، سبق یاد کرتے وقت، سبق لکھتے وقت، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو، اِس سے اللہ رب العزت اُس کام میں برکتیں ڈال دیتے ہیں اور پھر وہ کام پائے تکمیل تک پہنچتا ہے، ادھورا نہیں رہتا اور جس کام کے آغاز میں رب العالمین کا تذکرہ نہیں ہوتا وہ کام ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔

بعض بچے''۷۸٦'' لکھ دیتے ہیں، اس سے گریز کیا جائے، اسکولوں میں عام طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ''۷۸٦'' لکھا جاتا ہے، اس سے وہ ثواب نہیں ملے گا جو ثواب''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پر ہے، اس میں کل حروف جو بنتے ہیں وہ اُنیس ہیں اور ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں تو جو آدمی''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ لیتا ہے تو گویا اس کو ایک سو نوے نیکیاں ملتی ہیں، اب کوئی اگر اس کی جگہ''۷۸٦'' لکھے تو کے گا ایک سو نوے نیکیوں کا حقدار نہیں ہوگا۔

خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا آپ نے جتنے مشرکین کو خطوط لکھے تو آپ نے ان کے شروع میں''بسم اللہ'' لکھا، حالانکہ آپ وہ خط غیر مسلم کو لکھ رہے ہیں، آج تو انسان مسلمان کو خط لکھتا ہے، اپنی کاپی میں تحریر لکھتا ہے، آپ نے غیر مسلموں کو لکھا تب بھی تسمیہ لکھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط قرآن میں ہے:

﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾(النمل: ٣٠)

ترجمہ: وہ سلیمان کی طرف سے آیا ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو رحمٰن ورحیم ہے۔

ملکہ بلقیس کو خط لکھ رہے ہیں، حالانکہ اُس وقت وہ مسلمان نہیں تھی، اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے آغاز کس سے کیا؟ بسم اللہ سے کیا! تو بہر حال بچوں کو ترغیب دیں کہ وہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کریں۔

277......بچوں میں علمی انہماک اور علمی جستجو پیدا کریں

بچوں میں بچپن سے ہی علمی جستجو اور علمی انہماک پیدا کریں، فارغ اوقات میں بچوں کو موبائل اور بلا دینے سے بہتر ہے کتاب دی جائے، والدین کتاب تو نہیں دیتے اور امیدیں بڑی بڑی رکھتے ہیں۔

ایک شاعر کا قول ہے:

لَوْ كَانَ هَذَاالْعِلْمُ يُدْرَكُ بِالْمُنَى   مَا كَانَ يَبْقَى فِي الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ

ترجمہ: اگر یہ علم محض تمناؤں اور آرزوؤں سے حاصل ہو جایا کرتا تو مخلوق میں کوئی جاہل نہ رہتا۔

علم کی طلب اور تلاش میں کیفیت ایسی ہونی چاہیے، جیسے اس شخص کی ہوتی ہے جو اپنی قیمتی اور محبوب شیٔ کے گم ہو جانے پر اس کی تلاش میں گلی در گلی کوچہ در کوچہ گھومتا ہے، ساری چیزوں سے بالکلیہ بیزار ہو کر اسی کی دھن میں حیران و سرگرداں ہوتا ہے، جب تک اُسے پا نہ لے چین نہیں آتا، ہر وقت ہاتھ میں کتاب ہے، چرچا ہے تو علم کا کتاب کا، سوچ ہے تو علم کی، مجلسیں ہیں تو علم کی، دوستی ہے تو علم سے، اس کے علاوہ میں اس کا جی ہی نہیں لگتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی علمی طلب اور جستجو

امام مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے پوچھا گیا ''كَيْفَ شَهْوَتُكَ لِلْعِلْمِ؟'' علم کے ساتھ تمہارا اشتہاء اور چاہت کیسی ہے؟ تو فرمایا: جب علم کی کوئی نئی بات میں سنتا ہوں تو میرے کان ایسے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر دیگر اعضاء بھی یہ تمنا کرنے لگتے ہیں کہ کاش ان کے بھی کان ہوتے اور یہ تلذذ حاصل ہوتا۔ پوچھا گیا ''فَكَيْفَ حِرْصُكَ عَلَيْهِ؟'' علم پر تمہاری حرص کیسی ہے؟ تو فرمایا ''حِرْصُ الْجَمُوْعِ الْمَنُوْعِ فِي بُلُوْغِ لَذَّتِهِ لِلْمَالِ'' یعنی بہت زیادہ مال جمع کرنے والے بخیل کی مال کو حاصل کرنے میں جو حرص ہوتی ہے، پوچھا گیا ''فَكَيْفَ طَلَبُكَ لَهُ'' علم کے لئے تمہاری طلب و جستجو کیسی ہے؟ تو فرمایا ''طَلَبُ الْمَرْأَةِ الْمُضِلَّةِ وَلَدَهَا لَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ'' یعنی اس

عورت جیسی طلب جس کا صرف اکلوتا لڑکا ہو اور وہ گم ہو جائے، جس کے فراق میں یہ حیران و سرگرداں پھرتی رہے۔ ❶

امام مسلم رحمہ اللہ کا علمی انہماک

امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) سے مجلسِ مذاکرہ کے دوران ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا، سوئے اتفاق کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو وہ حدیث یاد نہ تھی، وہاں سے اٹھ کر مکان پر تشریف لائے، اور اپنے مجموعۂ حدیث میں اس کی تلاش و جستجو شروع کر دی، حدیث کی تلاش و چھان بین میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ سامنے کھجوروں کا بھرا ہوا ایک ٹوکرا رکھا تھا، اس میں نکال نکال کر کھاتے جاتے تھے، لیکن حدیث کے انہماک اور فکر میں اس کی مطلق ان کو خبر نہیں ہوئی کہ اس بے خودی کی حالت میں کتنی کھجوریں کھا گئے، آخرکار وہ حدیث مل گئی، لیکن کھجوروں کا پورا ٹوکرا ختم ہو گیا اور یہی واقعہ ان کی وفات کا سبب بن گیا۔ ❷

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا بچپن میں علمی انہماک

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵۸ء) اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ لوگ لڑکپن کا زمانہ کھیل کود میں بسر کرتے ہیں، مگر بارہ تیرہ برس کی عمر میں میرا یہ حال تھا کہ کتاب لے کر کسی گوشہ میں جا بیٹھتا اور کوشش کرتا کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہوں، کلکتہ میں آپ نے ڈلہوزی اسکوائر ضرور دیکھا ہوگا، اسے عام طور پر لال ڈگی کہا کرتے تھے، اس میں درختوں کا ایک جھنڈ تھا کہ باہر سے دیکھئے تو درخت ہی درخت ہیں، اندر جائیے

---

❶ مناقب الشافعي للبيهقي: ج ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴ / منطلقات طالب العلم: علامات الهمة العالية، ص ۱۱۷

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري، ج ۱۰ ص ۱۲۷

تو اچھی خاصی جگہ ہے اور ایک بینچ بھی بچھی ہوئی ہے، معلوم نہیں اب بھی یہ جھنڈ ہے کہ نہیں، میں جب سیر کے لئے نکلتا تو کتاب ساتھ لے جاتا اور اس جھنڈ کے اندر بیٹھ کر مطالعہ میں غرق ہو جاتا، والد مرحوم کے خادم خاص حافظ ولی اللہ مرحوم ساتھ ہوا کرتے تھے، وہ باہر ٹہلتے رہتے اور جھنجلا جھنجلا کر کہتے اگر تجھے کتاب ہی پڑھنی تھی تو گھر سے نکلا کیوں؟ اکثر سہ پہر کے وقت کتاب لے کر نکل جاتا اور شام تک اس کے اندر رہتا، اب وہ زمانہ یاد آ جاتا ہے تو دل کا عجیب حال ہوتا ہے:

عالم بے خبری طرفہ بہشتے بوداست
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

کچھ یہ بات نہ تھی کہ کھیل کود اور سیر و تفریح کی کمی ہو، میرے چاروں طرف ان کی ترغیبات پھیلی ہوئی تھیں، اور کلکتہ جیسا ہنگامہ گرم کن شہر تھا، لیکن میں طبیعت ہی کچھ ایسی لے کر آیا تھا کہ کھیل کود کی طرف رخ ہی نہیں کرتی تھی، والد مرحوم میرے اس شوقِ علم سے خوش ہوئے مگر فرماتے یہ لڑکا اپنی تندرستی بگاڑ دے گا، معلوم نہیں جسم کی تندرستی بگڑی یا سنوری مگر دل کو ایسا روگ لگ گیا کہ پھر کبھی پنپ نہ سکا۔ ❶

278......بچوں کو خوف یا لالچ دے کر کام کے لیے آمادہ نہ کریں

آج بچوں کو پانچ دس روپے دے کر کام کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے، یہ انتہائی بری عادت ہے، اس عادت کو شروع میں گھر کے افراد ہی رواج دیتے ہیں، کام کاج سے بچنے والے پانچ دس روپے بچے کو دے دیتے ہیں، بچہ پھر ان پیسوں کا عادی بن جاتا ہے، بعد میں پھر پیسوں کے بغیر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، اس لیے بچوں کو خوف یا لالچ دے کر کام کرنے کی طرف آمادہ نہ کریں، ورنہ وہ ساری عمر خوف یا لالچ

❶ غبار خاطر: ص ۱۳۹، ۱۴۰

کے زیر اثر زندگی گزار دے گا، مزید دشواریوں کا شکار ہو جائے گا اور آپ کو بھی اس کا حصہ بنا لے گا۔ اس کو جو سکھانا ہے، جو تربیت کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ اسے جو کچھ کرنا ہے بحیثیت انسان کرنا ہے اور انسان بھلائی کا کام کرتا ہے۔

279......بچے میں قوت برداشت پیدا کریں

اس کا مطلب یہ ہے، جب ہم بات کر رہے ہوتے ہیں اور اچانک بچہ آ جائے تو ہم اپنی بات چھوڑ کر اس کی سننے لگتے ہیں۔ ہمیں چاہیے ہم اسے کہیں بیٹا! پہلے ہم بات مکمل کر لیں پھر آپ کہیے گا، یوں اس میں تہذیب، سنجیدگی اور قوت برداشت پیدا ہوتی ہے۔

280......بچوں سے محبت اور شفقت سے پیش آئیں

والدین بچوں کو محبت دیں، محبت بھرے لہجے میں بات کریں، یہ صرف اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ دنیا بھر کے مذاہب کی تعلیم ہے، انسان تو انسان حیوان بھی بچوں سے محبت کرتے ہیں، اژدھوں اور شیروں جیسی خوفناک مخلوق بھی اپنے بچوں سے محبت کرتی ہے، جب حیوانات بھی بچوں سے محبت کرتے ہیں تو انسان کیوں نہ کرے وہ تو اشرف المخلوق ہے۔ اور اس میں ماں کی شفقت و محبت بچے میں خود اعتمادی بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بچے سے اچھی باتیں کریں کہ تم بہت بہادر ہو اور بہت ذہین ہو، ہمیں آپ پر بڑا فخر ہے، موقع محل کے مطابق فوراً بچے کی تعریف کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اور ہر جگہ بچوں سے محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ جب آپ سفر سے واپس آتے تو بچے آپ کے استقبال کے لئے دوڑتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پیار کرتے، محبت کرتے، بعض کو اپنے ساتھ سوار کر لیتے اور اپنے اصحاب سے بھی کہتے کہ ان بچوں کو اپنے ساتھ سوار کر لیں اور اسی حالت میں شہر میں داخل ہوتے۔

ایک صاحب لکھتے ہیں : ماں باپ کی نظر میں میری کوئی اہمیت نہ تھی، جب میں بچہ تھا تو اکثر میری توہین اور سرزنش کرتے رہتے، کسی کام میں مجھے شریک نہ کرتے اور اگر میں کوئی کام سرانجام دیتا تو اس میں کیڑے نکالتے اور دوستوں کے سامنے میری بے عزتی کردیتے۔ جس سے میں احساس کمتری میں مبتلا ہوگیا اور اپنے آپ کو ایک فضول چیز سمجھتا ہوں اور کوئی بھی اپنے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں، اپنے آپ پر مجھے اعتماد نہیں، دوسروں کی موجودگی میں مجھ سے کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی توہین، تضحیک اور تذلیل بچے کی شخصیت کو تباہ کردیتی ہے۔
جن والدین کو اپنی اولاد سے پیار ہے انہیں چاہیے کہ اپنے بچوں کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں، کیونکہ بچہ بھی مکمل انسان ہے اور ہر انسان کو اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے اس کی قدر کریں، اس کے احساسات کا خیال رکھیں، اس کو وہ اپنی قدردانی سمجھتا ہے۔ بچے کے وجود کو اہمیت دینا اس کی تربیت میں سے ایک اہم عمل ہے، جن بچوں کو احترام میسر ہو وہ نیک سیرت اور شریف بنتے ہیں اور اپنے مقام کی حفاظت کے لئے برے کاموں سے بچتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اچھے کام کر کے دوسروں کی نظر میں اپنا اہم مقام بنائیں۔ جن بچوں کے والدین ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں بچے بھی ان کی تقلید کرتے ہیں۔
بصورت دیگر جن بچوں کے والدین اپنے بچوں کی توہین وتحقیر کرتے ہیں بچوں کے دل میں ان کے خلاف کینہ پیدا ہوجاتا ہے، جس سے وہ جلد اور بدیر وہ سرکش اور نافرمان ہوجاتے ہیں، مگر بدقسمتی سے بہت سے ایسے والدین ہیں جو بچے کے احترام کو تربیت کے منافی سمجھتے ہیں۔ اگر انہوں نے بچوں کا احترام کیا تو وہ بگڑ جائیں گے اور ان کا احترام نہیں کریں گے۔ دراصل وہ بچے کی شخصیت کو کچل دیتے ہیں اور ان کے

دل میں احساس کمتری پیدا کر دیتے ہیں جو کہ بہت بڑا نقصان ہے۔
والدین کو چاہیے کہ نہ صرف اپنے بچوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آئیں بلکہ ان کو اپنی محبت کا احساس دلائیں۔ ان سے "تم یا تو" کہنے کی بجائے "آپ" کہہ کر بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کے دو فوائد ہیں کہ بچہ ہر کسی سے عزت کی امید رکھے گا، دوسرا دوسروں سے بھی اسی طرح مخاطب ہوگا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ عادت مزید نکھر جائے گی۔ مار بچے میں آپ کا ڈر پیدا کر سکتی ہے لیکن عزت نہیں۔
کسی دانشور کا قول ہے:
بچے کا ذہن ایک ایسی خوبصورت سلیٹ کی مانند ہے جسے دنیا کی ہر شی خوبصورت دکھائی دیتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دنیا کی سب رنگینیاں اسی پر لکھ دی جائیں۔

281...... جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھنے کا اہتمام کریں

والدین خود بھی سورہ کہف پڑھنے کا اہتمام کریں اور بچوں سے بھی پڑھنے کا اہتمام کروائیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. ❶

ترجمہ: جس شخص نے سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ. ❷

❶ سنن أبي داود: كتاب الملاحم، باب خروج الدجال، رقم الحديث: ۴۳۲۳
❷ سنن الدارمي: كتاب فضائل القرآن، باب: في فضل سورة الكهف، رقم الحديث: ۳۴۵۰

ترجمہ: جو شخص جمعہ کی رات میں سورہ کہف کی تلاوت کرے گا یہ سورت اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور بن جائے گی۔

یہ روایت موقوف ہے۔

282......بچوں کو ہم عمر اور ہم عصر دوستوں کے ساتھ میل جول کی ترغیب دیں

والدین بچوں کو بڑوں کے ساتھ میل جول رکھنے پر تنبیہ کریں، آپ کے بچے اسکول میں بڑی کلاس اور مدرسہ میں بڑے درجات کے طلبہ کے ساتھ اختلاط رکھیں تو انہیں تنبیہ کریں اور بتائیں بیٹا! اپنے ہم درس طلبہ اور ہم عمر ہم عصر بچوں کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھو، بڑے بچوں کے ساتھ میل جول نہ رکھو، اس سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں، اور انسان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے اور دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے دور کے محدث اور فقیہ ہیں، انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بازار سے گزر رہا ہے، اپنے ساتھ ایک خوبصورت لڑکے کو لے جا رہا ہے، تو انہوں نے فوراً پوچھا: "مَا هٰذَا مِنْکَ" یہ کون ہے تمہارے ساتھ؟ انہوں نے کہا "ابْنُ أُخْتِيْ" یہ میرا بانجھا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: "لَا تَجِيْءُ بِهِ إِلَيْنَا مَرَّةً أُخْرَى وَلَا تَمْشِ مَعَهُ فِي طَرِيقٍ لِئَلَّا يَظُنَّ بِكَ مَنْ لَا يَعْرِفُكَ" آئندہ اِسے لے کر بازاروں میں مت چلنا، ہماری مجلسوں میں مت لے کر آنا، کہیں ایسا نہ ہو کوئی تمہارے بارے میں بدگمانی کر دے جو اس کو پہچانتا نہ ہو۔ ہر ایک کو معلوم نہیں ہے کہ یہ تمہارا بانجھا ہے، اس لئے اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کرو، تو تہمت کی جگہوں سے بھی انسان اپنے آپ کو بچائے۔ [1]

---

[1] الكبائر: الكبيرة الحادية عشرة: اللواط، ص ۵۹

283......بچوں کو چائے کا عادی نہ بنائیں

آج کل گھروں میں چائے کا کوئی وقت نہیں ہے، جب جی چاہا چائے بنالی، صبح دوپہر، شام ہروقت چائے، اگر گھروں میں اس طرح کی ترتیب ہوگی جب جی چاہا چائے بنالی تو پھر بچے بھی عادی بن جائیں گے، تو مہمانوں کے سامنے بھی ''چائے چائے'' کہیں گے، لہذا بچوں کو چائے سے دور رکھیں، چائے کا عادی نہ بنائیں، یہ صحت کے لیے مضر ہے، معدہ اور ہاضمہ اس سے خراب ہوتا ہے، اس سے اعصاب کمزور ہوجاتے ہیں، جگر خراب ہوجاتا ہے، مثانہ کمزور ہوجاتا ہے، معدہ سست ہوجاتا ہے، بھوک نہیں لگتی اور کچھ کھایا جائے تو اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا، اس سے دماغ اور آنکھوں کی بینائی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ آج کل جو پتی چائے میں استعمال ہوتی ہے، وہ اصل نہیں ہوتی ، بلکہ متعدد قسم کی اشیاء اس میں داخل کر کے اِسے بنایا جاتا ہے، لکڑی کا برادہ اور چنے کے چھلکے رگڑ کر اس میں ملائے جاتے ہیں، جو صحت کے لیے انتہائی مضر ہے، اسلئے اس کے کثرت استعمال سے اجتناب کیا جائے، اور اس کی جگہ بچے کو خالص نیم گرم دودھ پلایا جائے، یا دودھ میں پکا کر کوئی دلیا، کسٹر یا کھیر وغیرہ کھلائی جائے۔

284......بچے کی بری عادات کو رفتہ رفتہ بدلنے کی کوشش کریں

بچوں میں بعض عادات بری ہوتی ہیں، جیسے کھڑے ہوکر پانی پینا، کھانے پینے میں جلدی کرنا، بڑوں کی باتوں میں مداخلت کرنا، والدین آہستہ آہستہ ان پر قابو پانے کی کوشش کریں، مثال کے طور آپ کا بچہ کھڑے ہوکر پانی پی رہا ہے کھانا کھا رہا ہے، تو بتائیں بیٹا! کھڑے ہوکر کھانا پینا اچھے بچوں کا شیوہ نہیں ہے، اچھے انداز اور نرم لہجہ میں بچوں کی عادات کو بدلنے کی کوشش کریں، مار پیٹ، گالم گلوچ اور تلخ کلامی سے بچیں، پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ سمجھیں، اور احادیث سے ترغیب وترہیب ساتھ بیان کرتے رہیں۔

285......بڑوں کے معاملات میں مداخلت سے روکیں

بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بڑوں کی باتوں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں یہاں تک کہ اگر بڑے بات کر رہے ہوں تو وہ درمیان میں مداخلت پر اتر آتے ہیں انہیں بتائیں کہ یہ نہایت غیر اخلاقی بات ہے، بعض بچے گھر کی باتیں بھی باہر دوستوں سے کرتے ہیں انہیں اس چیز کا موقع نہ دیں ضروری نہیں کہ گھر کی تمام باتیں بچوں کے علم میں ہوں۔

286......بچوں کو علم دین حاصل کرنے کی ترغیب دیں

جب بچہ حافظ بن جائے، اس کا حفظ مکمل ہو جائے تو اسے آگے علم دین حاصل کرنے کی ترغیب دی جائے، آج ہوتا کیا ہے حفظ کی کلاس میں تیس سے پینتیس بچے ہوتے ہیں، ان کا حفظ ہونے کے بعد مشکل سے چار سے پانچ بچے آگے علم دین حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں، بقیہ بچے دنیا اور مختلف کام کاج میں لگ جاتے ہیں، پھر ماحول نہ ہونے کی وجہ سے آخر ایک دن قرآن انہیں بھول جاتا ہے، آج قرآن کے حافظ تو بہت ہیں، ہر گلی محلّہ میں ایک نہیں کئی حفاظ ہیں، لیکن یاد کتنوں کو ہے، حافظ تو بن جاتے ہیں پھر مشغلہ ایسا اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے قرآن بھول جاتے ہیں، خود والدین دو پیسوں کی خاطر بچوں کو دین سے محروم کر دیتے ہیں، آج کے والدین بچپن سے ہی بچوں کے دل و دماغ میں پیسے کی اہمیت ڈال دیتے ہیں، پیسہ ہی زندگی ہے، پیسہ ہی عزت ہے، پیسہ ہی کمال ہے۔

آج کی اس دنیا میں بہت کچھ چہل پہل، زیب و زینت اور ٹیپ ٹاپ ہے، عہدے ہیں، حکومتیں ہیں، دولتیں ہیں، عزتیں ہیں، عیش کا سامان ہے، بلند عمارات ہیں، مگر یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ محبوب ہیں نہ مقبول ہیں، نہ ان کی کوئی قدر و قیمت

ہے، اور صرف یہی نہیں کہ بے قدر و قیمت ہیں، بلکہ پوری دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے، سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے دور ہے، اللہ کی پھٹکار میں ہے، بارگاہ الٰہی سے دھتکاری ہوئی چیز کو ملعون کہتے ہیں۔ اللہ کی نسبت اور تعلق والی چیز دنیا میں کیا ہے (جو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول اور قیمتی ہیں؟) اس کا جواب حدیث شریف میں ہے:

إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ. ❶

یعنی اللہ کا ذکر اور وہ باتیں اور وہ چیزیں جو اللہ کے ذکر سے متعلق ہیں، علم دین کا واقف (عالم) اور علم دین کا حاصل کرنے والا (طالب علم)۔ یہ اللہ کے یہاں مقبول ہیں۔

یاد رکھیں! یہ پیسہ، مال و دولت، حسب و نسب، قبیلہ و برادری، رشتہ داری، عزیز و اقارب، ان چیزوں کا تعلق انسان کی حیات کے ساتھ ہے، موت کے بعد یہ چیزیں کام نہیں آتیں، لیکن علم ایک ایسی دولت ہے کہ اس کی عزت دائمی ہے، دنیا و آخرت دونوں میں اس کا فائدہ ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❷

ترجمہ: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے، البتہ تین طرح کے اعمال کا ثواب بدستور جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اُٹھایا جارہا ہو، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء في هوان الدنیا علی اللّٰه عزوجل، باب، رقم الحدیث: ۲۳۲۲

❷ صحیح مسلم: کتاب الهبات، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحدیث: ۱۶۳۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. ❶

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس دنیا میں جسے مال و دولت ملے، حکومت وسلطنت ملے، ضروری نہیں کہ اللہ پاک اس کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتے ہوں، لیکن جسے تفقہ فی الدین مل جائے، دین کی سمجھ نصیب ہوجائے، اس کے بارے میں قسم کھا کر یعنی یقینی طور یہ کہا جا سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر مطلق کا نہیں، بلکہ خیرِ کثیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔

آج کے والدین خیر کثیر دکانداری، مالداری، وزارت، لیڈری، گورنری کو سمجھتے ہیں، نہیں نہیں دین کی سمجھ، سب سے بڑی نعمت اور خیر کثیر ہے، اس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ ہیں اور یہ اللہ تعالی کا خصوصی انعام ہے۔

یہ مالداری، لیڈری، گورنری کے ساتھ اگر دین داری نہ ہوتو پھر والدین کے لیے یہ اولاد دنیامیں وبال ہے۔

مغربی ممالک کے بارے میں تو ایسے واقعات بہت سنتے تھے کہ بوڑھا باپ نرسنگ ہوم میں پڑا ہوا ہے، وہاں ایک باپ کا انتقال ہوگیا وہاں کے منیجر نے صاحب زادے کو فون کیا کہ جناب آپ کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، تو جواب میں صاحب زادے نے کہا کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ براہِ کرم ان کی

❶ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقه فى الدين، رقم الحديث: ۷۱

تجہیز وتکفین کا انتظام کر دیں، اور براہ کرم بل مجھے بھیج دیجئے میں بل کی ادائیگی کر دوں گا۔ وہاں کے بارے میں تو یہ بات سنی تھی، لیکن اب ایسے یہ واقعات پاکستان میں بھی سننے میں آرہے ہیں، پاکستان کے مختلف شہروں میں نرسنگ ہوم قائم ہوگئے ہیں۔ جہاں بوڑھوں کی رہائش کا انتظام ہے، کراچی کا واقعہ ہے، ایک صاحب کا وہاں انتقال ہوگیا، اس کے بیٹے کو اطلاع دی گئی بیٹے صاحب نے پہلے تو آنے کا وعدہ کرلیا، لیکن بعد میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تو اس وقت فلاں میٹنگ میں جانا ہے، اس لئے آپ ہی اس کے کفن دفن کا بندوبست کر دیں میں نہیں آسکوں گا، اکاونٹ نمبر بھجوادیں میں کفن دفن کی رقم بھیج دوں گا۔ اگر اولاد کو دیندار نہ بنایا پھر یہ حال ہوگا۔ اولاد کو دین کی طرف لانے کی فکر اتنی ہی لازمی ہے جتنی اپنی اصلاح کی فکر لازم ہے، اولاد کو صرف زبانی سمجھانا کافی نہیں۔ جب تک اس کی فکر اس کی تڑپ اسی طرح نہ ہو جس طرح اگر دھکتی ہوئی آگ کی طرف بچہ بڑھ رہا ہو اور آپ اس کو لپک کر جب تک اٹھا نہیں لیں گے اس وقت تک آپ کو چین نہیں آئے گا، اسی طرح کی تڑپ یہاں بھی ہونی ضروری ہے، تب بچہ کمال کو پہنچتا ہے۔

287......بچوں کو احساس دلائیں کہ گھر میں ان کی انفرادی حیثیت ہے

بچوں کے وجود کو اہمیت دینا اور قبول کرنا ان کی ذہنی تربیت میں سے ایک اہم عمل ہے۔ والدین بچوں کو محبت دے کر انہیں اپنے خاص ہونے کا احساس دلائیں کہ گھر میں ان کی اپنی ایک انفرادی حیثیت ہے۔ اسی طرح انہیں ''تم'' یا ''تو'' کہنے کی بجائے آپ کہہ کر بلائیں۔ گھر کا ماحول اس طرح تشکیل دیں کہ بچے از خود محسوس کریں کہ ان کا اپنا ایک مقام ہے اور گھر کا ہر فرد انہیں عزت دے رہا ہے۔

288......حصول علم کے لیے بچوں پر مال دولت خرچ کریں

بچوں کے علم کے لیے مال خرچ کرنا پڑے ،علاقہ بستی چھوڑنا پڑ جائے تو چھوڑ دیں،آج والدین زیب زینت پر ہزاروں روپے لگا دیتے ہیں، غیر ضروری، لایعنی اشیاء پر، رسم ورواج، آرائش وزیبائش پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں، لیکن بچوں کی تعلیم پر خرچ نہیں کرتے، کوشش ہوتی ہے کہ ایسی جگہ داخلہ دلوائیں جہاں فیس نہ ہو، بس بچے کا آنا جانا لگا رہے، یا سرکاری اسکولوں میں لگا دیتے ہیں جہاں کئی کئی ہفتہ استاذ نہیں آتے، جہاں برائے نام پڑھائی ہوتی ہے، تو بچے کی عمر اور استعداد ضائع ہو جاتی ہے۔

ہمارے اسلافِ اُمت حصولِ علم کے لئے کس قدر مال ودولت خرچ کرتے تھے، حضرت خلف بن ہشام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۹ھ) خود فرماتے ہیں:

أَشْكَلَ عَلَيَّ بَابٌ مِنَ النَّحوِ فَأَنْفَقْتُ ثَمَانِيَنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ حَتَّى حَذِقْتُهُ. ❶

ترجمہ: مجھ پر نحو کا ایک باب مشکل ہو تو میں نے علم نحو کی حصولی میں اسی ہزار درہم خرچ کیئے، یہاں تک کہ میں نحو میں ماہر ہو گیا۔

طلبِ علم اور اشاعتِ علم پر اسی ہزار درہم خرچ کیئے

امام محمد بن سلام بن فرج سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) فرماتے ہیں:

أَنْفَقْتُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ أَرْبَعِيْنَ أَلْفاً،وَأَنْفَقْتُ فِي نَشْرِهِ أَرْبَعِيْنَ أَلْفاً، يَقُوْلُ:إِنِّي لَأَحْفِظُ نَحوًا مِنْ خَمْسَةِ آلَافٍ. ❷

ترجمہ: میں نے علم کی طلب میں چالیس ہزار درہم خرچ کیئے، اور علم کی اشاعت میں بھی

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: خلف بن هشام بن ثعلب البغدادي، ج١٠ ص٥٧٨

❷تهذيب الكمال: ترجمة: محمد بن سلام بن الفرج السلمى، ج٢٥ ص٣٤٣

چالیس ہزار درہم خرچ کئے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً پانچ ہزار احادیث یاد کیں۔

تمام میراث حصولِ علم میں خرچ کردی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے! جان لو کہ میرا والد بہت مالدار تھا، وہ ہزاروں کے حساب سے مال چھوڑ کر گئے تھے، جب میں بالغ ہوا تو لوگوں نے مجھ کو بیس ہزار (۲۰۰۰۰) دینار اور دو گھر دیئے کہ یہ تیرے والد کا ترکہ ہے، میں نے بیس ہزار دینار پر علم کی کتابیں خرید لیں اور دونوں گھروں کو فروخت کر کے اس رقم کو طلب علم پر خرچ کر دیا، میرے پاس اس مال میں سے کچھ نہیں بچا، تیرا والد کبھی طلب علم میں ذلیل نہیں ہوا اور نہ کبھی واعظوں کی طرح شہروں میں چکر لگانے کے لئے نکلا اور نہ کبھی کسی سے کچھ طلب کرنے کے لئے رقعہ بھیجا، تمام امور صحیح طریقہ سے برابر چل رہے ہیں۔ ❶

289......بچوں کو تحفہ اور ہدیہ دیں

والدین کبھی کبھار بچوں کو تحفہ اور ہدیہ دیا کریں، ہدیہ کا انسانی طبیعت پر اچھا اثر ہوتا ہے، خاص طور سے بچوں کی طبیعت پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی آپس میں محبت کا ایک اصول ہی یہ بیان فرمایا ہے:

وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا. ❷

ترجمہ: آپس میں ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

❶ صید الخاطر: اقتنع تعزّ، ص ۵۰۹، الرقم: ۱۷۲۵

❷ موطأمالک: کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المهاجرة، ج۵ ص ۱۳۳۴، رقم الحدیث: ۳۳۶۸

جب موسم کا پہلا پھل لایا جاتا تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِینَتِنَا، وَفِی ثِمَارِنَا، وَفِی مُدِّنَا، وَفِی صَاعِنَا بَرَکَۃً مَعَ بَرَکَۃٍ، ثُمَّ یُعْطِیہِ أَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہُ مِنَ الْوِلْدَانِ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے شہر میں، ہمارے پھلوں میں، ہمارے مُد اور صاع میں برکت ہی برکت رکھ دے، اور پھر وہ پھل سب سے کم عمر بچے کو جو موجود ہوتا دے دیتے تھے۔

290......بچوں کو دائیں کروٹ پر سلائیں

بچوں کا دائیں کروٹ پر سلائیں، ایک مسلمان کی زندگی میں دائیں کروٹ پر سونا بھی صحت وتندرستی کا ایک اہم رکن کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس میں صحت کے لیے بہت سے فائدے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اس عمل کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے اور یہ دعا پڑھتے:

رَبِّ قِنِی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ. ❷

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اس دن کے عذاب سے بچالے جس دن کہ تو مردوں کو اٹھا کر زندہ کرے گا۔

291......بچوں کے لیے نیک صالح استاذ اور اچھے مکتب کا انتخاب کریں

والدین بچوں کے لیے نیک صالح استاذ اور اچھے مکتب کا انتخاب کریں، سلفِ صالحین اپنے بچوں کے لیے نیک صالح استاذ کا انتخاب کرنے پر انتہائی توجہ دیا کرتے تھے، اس لیے کہ استاذ ایک آئینہ کی طرح ہوتا ہے جس کا بچوں کے ذہن اور طبیعت پر بڑا اثر

❶ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب فضل المدینة ودعاء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فیھابالبرکة......الخ، رقم الحدیث: ١٣٧٣

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء إذاأدی إلی فراشه، رقم الحدیث: ٣٣٩٩

پڑتا ہے، اور وہ بچوں کے لیے حصول علم کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ اسی بناء پر اسلافِ امت اپنے بچوں کو علم کے حصول سے پہلے ادب و آداب کی تحصیل کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بچہ میں مطلوبہ آداب پہلے سے موجود ہوں گے اور وہ استاذ کے پاس حصول علم کے لیے جائے گا تو ایک تو اس کے دل میں اس کا احترام ہوگا اور دوسرا یہ کہ بغیر کسی دباؤ اور مشقت کے کھلے دل سے تعلیم حاصل کرے گا اور والدین کے ذمہ بچہ کے جو تعلیمی اخراجات ہوتے ہیں اگر بچہ کی صحیح معنی میں علمی وفکری تعمیر و تربیت پہلے سے ہوئی ہو تو ماں باپ کے لیے قیمتی سے قیمتی تر مال و دولت کا خرچ کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ بچہ کے لیے ایسے استاذ کا انتخاب ہونا چاہیے جو عقلمند، دیندار، اخلاقی اُمور کی بصیرت رکھنے والا، بچوں کی تربیت کا ماہر اور باوقار ہو اور اس میں خسیس پن اور غصہ کا عنصر زیادہ نہ ہو اور وہ بچوں کی موجودگی میں غیر سنجیدہ نہ ہو، اور نہ خشک مزاج ہو اور یہ کہ شیریں مزاج، سمجھدار، بامروت اور نظافت و نزاہت کی صفت سے متصف ہو۔

290......بچوں کے درمیان کھیل کے مقابلے کروائیں

بچوں کے مابین کھیل کے مقابلے کروانا ایک ایسی چیز ہے جس سے بچوں کی جسمانی تعمیر و تربیت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے چچازاد بھائیوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بچوں) کے مابین دوڑ کا مقابلہ کرایا تھا اور کامیاب ہونے والے کو انعام دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن حارث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بچوں) کی صف بندی کی پھر فرمایا کہ: جو پہلے میری طرف دوڑ کر آئے گا اُسے اتنا انعام ملے گا:

فَيَسْتَبِقُوْنَ إِلَيْهِ، فَيَقَعُوْنَ عَلَى ظَهْرِهِ وَصَدْرِهِ، فَيُقَبِّلُهُمْ، وَيَلْزَمُهُمْ. ❶

چنانچہ سب بچے دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی پشت مبارک اور سینہ پر آ کر گرے، آپ نے ان سب کو بوسہ دیا اور اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ آپ نے اپنی محبت کو ان سب پر تقسیم فرمایا اور ان سب کو بوسہ دیا، صرف کامیاب ہونے والے سے محبت کا اظہار نہیں کیا، بلکہ سب کی رعایت ملحوظ رکھی کہ ایسا نہ ہو کہ ان میں حسد وغیرہ پیدا ہو اور آپ نے سب کی جسمانی تربیت وتعمیر کی۔

293......بچوں سے گھریلو امور میں مشورہ لیں

بچوں کی ذہنی نشو ونما کے پیشِ نظر والدین کو چاہیے کہ ان سے گھریلو امور میں مشورہ لیں تاکہ اس کے ذریعے ان میں مسائل حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو، وہ اپنے آپ کو فیملی کا فرد سمجھیں اور خود کو الگ تھلگ محسوس نہ کریں۔

294......بچوں کے اساتذہ سے باقاعدہ رابطے میں رہیں

والدین کو چاہیے کہ تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے بچوں کے اساتذہ سے رابطے میں رہیں، اکثر والدین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ان کے بچے دوسری سرگرمیوں میں تو بہت آگے ہیں، مگر تعلیم کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں۔ بچوں کی تعلیم میں دلچسپی نہ لینے کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ان میں ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرپرست بچوں کے اساتذہ سے رابطے میں نہیں ہوتے، بچے کیا پڑھ رہے ہیں، کیسا پڑھ رہے ہیں، بس داخل کروا دیتے ہیں، ان کی تعلیمی معاملات سے بالکل بے خبر ہو رہتے ہیں۔ والدین

---

❶ مسند أحمد: مسند بني هاشم، ج۳ ص۳۳۵، رقم الحديث: ۱۸۳۶/ قال الهيثمي: رواه أحمد وإسناده حسن/ مجمع الزوائد: ج۹ ص۱۷، رقم الحديث: ۱۴۲۰۳

کو چاہیے کہ اساتذہ سے رابطے میں رہیں، تا کہ اپنے بچوں کی کارگردگی کے حوالے سے معلومات حاصل کرتے رہیں۔ کیونکہ جو والدین بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بچے پڑھائی میں زیادہ چست نہیں ہوتے، اور پھر ایسے بچوں پر اساتذہ بھی کما حقہ توجہ نہیں دیتے، والدین کی توجہ سے اساتذہ بھی فکرمند رہتے ہیں۔

295......بچوں کی کامیابی پر اِن کی حوصلہ افزائی کریں

بچوں کو چھوٹے چھوٹے ایسے کام دیے جائیں جنہیں وہ آسانی سے سرانجام دے کر کامیابی حاصل کرسکیں۔ ان کی تکمیل پر والدین موقع کی مناسبت سے محبت کے ساتھ ان کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔ اس سے بچوں میں مسرت اور خوشی کے احساسات بیدار ہوں گے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور انہیں نئے جذبے سے سرشار کرنے کا باعث بنیں گے۔

296......راستے کے آداب سکھائیں

عموماً دیکھنے میں آتا ہے بچے راستے میں کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں، یہ بری عادت ہے جو کھایا اس کا پیپر راستے میں پھینک دیا، پھل کھایا اس کا چھلکا راستے میں پھینک دیا، مختلف چیزیں بچے کھا رہے ہوتے ہیں اس کا کچرا راستے میں پھینک دیتے ہیں، اس سے گندگی پھیلتی ہے، لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے ستتر شعبے بیان فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً" ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں۔ **"فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"** سب سے افضل شعبہ "لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ" پڑھنا ہے۔ یعنی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا ہے. **"وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى**

عَـــنِ الـــطَّـــرِيـــقِ" اور سب سے ادنی شعبہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔
"وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" اور ایمان کا ایک بڑا شعبہ حیاء ہے۔ ❶
تو دیکھیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا ایک شعبہ اس کو قرار دیا کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹایا جائے، اسلئے راستے میں کچرا پھینکنا نہیں ہے راستے سے کچرا اٹھانا ہے، تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کرنا ہے، راستے میں کوئی پتھر نظر آئے اسے کنارے پر کرنا ہے، کوئی کانٹا، ٹہنی نظر آئے اس کو ہٹا دینا ہے، کوئی کچرا نظر آئے اسے کنارے پر کرنا ہے، شریعت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ انسان کسی کو اذیت نہ دے، اسلام میں یہاں تک احکامات بتائیے کہ حجر اسود کا بوسہ لینا ایک مستحب عمل ہے اور یہ وہ پتھر ہے جو جنت سے آیا ہے جس کے بوسہ لینے سے انسان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، لیکن اگر اس کے بوسہ دینے میں بھی لوگوں کی تکلیف کا ذریعہ بنے، لوگوں کو دکھا دینا پڑے تو یہ قطعاً جائز نہیں، اس لئے کہ یہ ایذائے مسلم ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

تکلیف دینے والی ٹہنی ہٹادینے کے سبب مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَـرَّ رَجُـلٌ مُـسْـلِـمٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ، لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَغُفِرَ لَهُ. ❷

ترجمہ: ایک شخص گزر رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک درخت کی ٹہنی پر پڑی، اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ کسی مسلمان کو گزرتے ہوئے تکلیف نہ ہو، بس اس عمل کے سبب اس کی مغفرت ہوگئی۔

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب شعب الإيمان، رقم الحديث: ۳۵
❷ الأدب المفرد: باب إماطة الأذى، ص ۹۰ رقم الحديث: ۲۲۹

297......گھر میں رہنے کی عادت ڈالیں

والدین بچوں کوزیادہ وقت گھر میں رہنے کی عادت ڈالیں،خصوصاً چھٹیوں کے ایام میں بچے آوارہ ہوجاتے ہیں،بہتر ہے گھر میں ہی کوئی ایسی مصروفیت یا کام ہوجس میں بچے مصروف رہیں،تاکہ گھر سے باہر نہ جائیں،اورانہیں گھر میں مطالعہ کا،گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کا درس دیتے رہیں۔

298......بچوں کے دل میں والد کی ہیبت ورعب باقی رکھیں

ماں کو چاہیے کہ اولاد کے دل میں والد کی ہیبت اوررعب براقرار رکھے،اورانہیں تنبیہ کرتی رہے کہ آپ کے والد اِس کام سے ناراض ہوں گے اورآپ کوسزادیں گے،تو بچہ کبھی غلط حرکت نہیں کرے گا،اس لئے کہ میرا والد موجود ہے وہ مجھ سے پوچھنے والا ہے،بازپرس کرنے والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَرْفَعِ عَصَاکَ عَنْ أَهْلِکَ، وَأَخِفْهُمْ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ:اولاد کو(دین سکھانے اوردین دار بنانے) کیلئے ان پر سے لاٹھی نہ اٹھاؤ،اور انہیں اللہ کے معاملہ میں ڈراتے رہو۔

لیکن کوڑا صرف خوف دلانے کے لئے ہونا چاہیے،ماں پر لازم ہے کہ جب بچہ نافرمانی کرے تو اپنی بے بسی اورنرمی کا اظہار نہ کرے کیونکہ یہ چیز بچے کو بگاڑتی ہے۔ بلکہ بچے پر غصہ کرے اورانہیں ڈرائے کہ آپ کے والد آئیں گے تو میں انہیں بتاؤں گی تاکہ بچہ بے ادبی اور بدتمیزی سے بچے۔

---

❶الأدب المفرد:باب یبر والدیه مالم یکن معصیة،ص ۲۰،رقم الحدیث:۱۸

299......بچوں کو نئے تجربات سے مت روکیں

بعض والدین بچوں کو نت نئے تجربات کرنے سے روکتے ہیں، ان کے خیال میں ایسا کرنے سے ان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ روک ٹوک بچوں کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے اور انہیں خوابیدہ صلاحیتوں کی بیداری سے محروم کر دیتی ہے۔ وہ حد سے زیادہ نازک مزاج اور ڈرپوک بن جاتے ہیں۔ ان کی شخصیت میں کچھ نہ کر سکنے کا خوف مختلف پیچیدگیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو آئندہ زندگی میں کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔

300......بچوں میں نماز استخارہ کی عادت ڈالیں

والدین بچوں میں نماز استخارہ کی عادت ڈالیں، جو کام پیش آئے اس کے لیے استخارہ کی تعلیم دیں، تاکہ بچے ابھی سے نماز استخارہ کے عادی ہو جائیں، استخارہ اللہ سے مشورے کا نام ہے، اللہ سے خیر طلب کرنے کا نام ہے، اس لئے اہم امور میں استخارہ کرنے کا اہتمام کریں، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ. [1]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہر اہم معاملات میں استخارہ کی تعلیم اس طرح (اہمیت سے) دیتے تھے جس طرح قرآنِ کریم کی کسی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ

[1] صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارۃ، رقم الحدیث: ۶۳۸۲

الْغُيُوبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مقصود کا تصور کرے) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مطلب کا خیال رکھیں) شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے خیر طلب کرتا ہوں، آپ کے علم کے واسطے سے اور قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کی مدد سے، اور سوال کرتا ہوں آپ کے فضل کا۔ پس بے شک آپ قدرت رکھنے والے ہیں، اور میں عاجز اور کمزور ہوں، اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا، اور آپ پوشیدہ باتوں کو بخوبی جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر یہ کام جو آپ کے علم میں ہے میرے لیے میرے دین، معاش اور آخرت کے لیے خیر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور آسان فرما دیجیے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دیجیے اور اگر آپ کے علم میں اسکے اندر شر ہے میرے دین اور معاش اور آخرت کے لیے تو اس کو مجھ سے دور کر دیجیے اور مجھ کو اس سے دور کر دیجیے اور جہاں خیر ہو اس کو میرے لیے مقدر کر دیجیے اور مجھ کو اس پر راضی کر دیجیے۔

استخارہ کا طریقہ

پہلے دو رکعت نفل پڑھیں، اسکے بعد استخارہ کی مسنون دعا پڑھیں، استخارہ کے بعد دل کے اطمینان کو دیکھیں، جس جانب دل کا رجحان ہے اُسی کے موافق عمل کرنا چاہیے، اگر ایک دفعہ میں اطمینان نہ ہو تو دوسری اور تیسری دفعہ کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ رجحان اور اطمینان حاصل ہو جائے گا، استخارہ کے بعد سونا اور خواب دیکھنا ضروری نہیں ہے، البتہ بعض مرتبہ خواب کے ذریعے اطمینانِ قلبی حاصل ہو جاتا ہے، تو بچوں کو چاہیے کہ

ہر اہم امر میں استخارے کا اہتمام کریں اور استخارے کی دعا کو زبانی یاد کرنے کی کوشش کریں، اور اگر دعا یاد نہ ہو تو دیکھ کر پڑھ لیں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں دہرا کر اللہ رب العزت سے دُعا کریں۔

301......بچوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں

بچوں کی صفائی ستھرائی کا خیال انہیں بہت سے جراثیم اور وائرس سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب بچہ پیٹ یا گھٹنوں کے بل چلنے لگے تو دھیان رہے کہ فرش مکمل طور پر صاف ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ بچے کے بستر کو صاف رکھنا، روز کپڑے تبدیل کروانا، نہلانا، کمرے کی صفائی رکھنا بھی ضروری ہے۔

جب بچے تھوڑے بڑے ہو جائیں تو ان کو جسمانی صفائی وصحت کا خیال رکھنے کی تربیت دینا بھی ضروری ہے۔ گھر میں داخل ہوتے ہوئے، کھانا کھانے سے پہلے، بیت الخلاء سے باہر نکل کر ہاتھ دھونے کی عادت ڈالیں۔ گھر کے اندر کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے گریز کیا جائے بلکہ اسے باقاعدگی سے نکالا جائے۔ گھر ہوادار ہو اور سورج کی روشنی بھی آتی ہو تو اس سے بھی صحت پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

302......اچھے کام پر تعریف کریں

ماں کی تھوڑی سی توجہ بچے کو ایک کامیاب انسان بنا دے گی۔ ماں کی عدم توجہی اس کی معاشرے میں ٹھوکروں کا سبب بھی بن سکتی ہے، بچوں کی فطرت ہوتی ہے کہ جب اچھے کام پر ان کی تعریف ہوتی ہے تو ان کے اندر مزید کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور ان کی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے۔ نیز اگر وہ کوئی نیکی کرے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس میں مزید نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا جب بچہ کوئی اچھا کام کرے یا خوش اخلاق بنے یا نماز کی پابندی کرے، قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرے یا کوئی دینی

کام کرے تو بچے کی تعریف کریں اس کو شاباش دیں، بلکہ کوئی چھوٹا سا تحفہ بھی اس کو دیں تاکہ اس کی ہمت افزائی ہو اور دوبارہ ایسا کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔

303......بچوں کو بلاوجہ مکمل آزادی نہ دیں

عصرِ حاضر میں آزادی کا رجحان غلط سمت اختیار کر گیا ہے۔ اکثر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ آزادی بچوں کا حق ہے، اس لیے وہ ان کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں کرتے۔ بچوں کی سرگرمیاں کیا ہیں، ان کی سوچ کے دھارے کس سمت بہہ رہے ہیں، کون سی چیزیں ان کے زیرِ استعمال ہیں۔ ان تمام امور میں وہ بچوں کو مکمل آزادی دے دیتے ہیں اور اسی آزادی کا غلط استعمال کر کے بہت سے بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

304......بچوں کو سیرت النبی سے روشناس کروائیں

والدین بچوں کو سیرت النبی سے روشناس کروائیں، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین اپنے بچوں کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ کرنے کے لیے قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ باقاعدگی سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے تھے۔ چنانچہ والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو آپ کی سیرت سے روشناس کرائیں۔ انہیں بتائیں کہ آپ مکہ میں پیدا ہوئے، قیامت تک آنے والے تمام جن و بشر کی طرف مبعوث ہوئے اور مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ اقدس ہے، آپ کی اطاعت واجب ہے، آپ کے ساتھ محبت ایمان کا جز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت، اخلاص، شجاعت و بہادری، ایمان و یقین، صداقت و دیانت، نرمی، خوش اخلاقی، عفو درگزر، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات انہیں سنائیں۔

305......بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزاریں

والدین ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور اپنے بچوں کے ساتھ بچہ بنیں۔ان کے ساتھ کھیلیں انہیں کہانیاں سنائیں اوران کی کہانیاں سنیں۔اس سے نہ صرف آپ کو دلی خوشی وسکون حاصل ہوگا بلکہ بچے بھی اس سے خوش ہوں گے۔اس کے ساتھ آپ کو اپنے بچے کی زبان والفاظ سے اس کی صحبت کا بھی پتہ چلے گا اور بچے کی پسند و ناپسند کا بھی۔

306......بچوں میں خوداعتمادی پیدا کریں

اکثر والدین بچوں کی خود انحصاری پر اعتمادی نہیں کرتے۔اگر بچے کسی مشکل یا پریشانی کا شکار ہو جائیں تو وہ فوراً ان کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔حالانکہ مصائب کا سامنا کرنے اور مشکلات کو برداشت کرنے سے بچوں کی پوشیدہ صلاحیتیں کھل کر سامنے آتی ہیں اور ان میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔والدین کی جذباتی، سماجی یا مالی مدد کی وجہ سے نہ تو بچوں میں خوداعتمادی آتی ہے اور نہ ہی وہ مشکلات سے نمٹنے کا ہنر سیکھ پاتے ہیں۔یوں ان کی تربیت میں ایک ایسی خلیج حائل ہو جاتی ہے جو انہیں کامیاب انسان نہیں بننے دیتی۔یہ اس وقت زیادہ نقصان کا باعث بنتی ہے جب بچے والدین کے بعد تنہا رہ جاتے ہیں۔

307......دوسروں کا غصہ بچوں پر مت اتاریں

والدین اس کا بھی خیال کریں کہ دوسرے کا غصہ بچوں پر مت اتاریں،غصہ تو کسی پر بھی کیا جائے اس سے ماحول خراب ہوتا ہے اور بچوں سے ہر وقت غصے سے پیش آنا اُن پر منفی اثر ڈالتا ہے۔بچے مایوس رہنے لگتے ہیں اور آپ سے دور بھی ہو جاتے ہیں۔جہاں تک ممکن ہو بچوں سے پیار سے پیش آئیں انہیں اکیلے بیٹھ کر محبت سے سمجھائیں۔غلط بات پر غصہ آنا لازمی ہے مگر غصے پر قابو پانا بھی ضروری ہے،غصہ آئے

تو دو منٹ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ پانی پئیں، غصّے میں اکثر غلط بات نکل جاتی ہے، جس کا پچھتاوا ہوتا ہے اور خاموش رہنے کا اثر بچوں پر ہوتا ہے، جب وہ اپنی غلطی کی تلافی کریں تب آپ تحمل سے اُن کو ان کی غلطی بتائیں۔

عموماً غصے کی وجہ سے بچہ خوفزدہ ہو جاتا ہے۔خوف کی وجہ سے وہ آپ کی بات تو مان لیتا ہے مگر اس کے فیصلہ کرنے کی قوت متاثر ہو جاتی ہے۔اور دوسرا یہ کہ غصے سے دی گئی آواز یا حکم اس کے دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے اور وہ کم فہم ہو جاتا ہے اور دوسروں سے اپنے فیصلے کی تصدیق کا محتاج ہو جاتا ہے۔اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بچوں کو شرارت یا غلطی کرنے پر ڈانٹنے یا غصّہ کرنے کی بجائے پیار سے سمجھائیں۔انہیں احساس دلائیں، انہیں سمجھداری سے روکیں۔

308......والدین کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو

والدین کے قول و فعل میں تضاد بھی بچوں کی اچھی تربیت میں ناکامی کا سبب بنتا ہے، مثلاً والدین اپنے بچوں کو سگریٹ نوشی سے منع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ صحت کے لیے مضر ہے، مگر خود بچوں کے سامنے اس کا استعمال کرتے ہیں۔اسی طرح بچوں کو جھوٹ بولنے سے تو منع کرتے ہیں مگر ان کے سامنے اسی برائی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ایسے دیگر بے شمار عوامل ہیں جو روزمرہ زندگی میں والدین سے سرزد ہوتے ہیں، جن میں واضح طور پر تضاد پایا جاتا ہے۔اس سے بچوں کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

309......بچوں کو توجہ دیں

والدین بچوں کی ہر ہر بات اور حرکت پر نظر رکھیں، انہیں بتائیں کہ آپ ہمارے لیے بہت اہم ہیں، اگر بچے کہیں رہ کر آئیں تو انہیں بتائیں کہ آپ نے ان کو بہت یاد کیا،

اس طرح بچہ خوشی محسوس کرے گا اور اس کا رویہ ہر ایک کے ساتھ محبت بھرا اور اہمیت دینے والا ہو جائے گا۔ اسی طرح ہر بچے کو انفرادی توجہ دیں۔ بہنوں کو بھائیوں کے سامنے سراہیں اور بھائیوں کو بہنوں کے سامنے۔ اس سے جہاں ان کے دل میں ایک دوسرے کی اہمیت کا احساس ہوگا وہیں یہ رویہ ان کے درمیان مضبوط تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

310......بچوں کی دل کی باتیں سنیں

والدین بچوں کی باتیں سنیں اور سمجھیں، اگر آپ کو بچے کی کوئی بات نہ بھی سمجھ میں آئے تو اس صورت میں بھی خوشی کا تاثر دیں۔ بچوں کی بات سنتے وقت صرف انہیں کی طرف دیکھیں، بات دھیان سے مکمل بات سنیں اور درمیان میں مت کاٹیں۔ اگر بچہ پوری بات نہیں کر پارہا تو اس کی مدد کریں، کچھ الفاظ آپ خود جوڑیں تاکہ بات مکمل ہو سکے، بات مکمل ہونے پر ان کو جواب بھی ضرور دیں۔ انہیں پیار کریں اور خوشی کا اظہار کریں کہ اُنہوں نے آپ کو یہ بات سنائی، اس سے بچے میں اگلی کی بات سننے کی عادت پیدا ہوگی۔ اس کے برعکس اگر آپ اپنے بچے کی بات دھیان سے نہیں سنیں گے، یا بات سنتے ہوئے اپنے موبائل میں مصروف رہیں گے تو بچے کے اندر منفی جذبات آئیں گے، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی بات ہی ادھوری چھوڑ دے، اس سے آپ اور آپ کے بچے میں دوری پیدا ہوگی، بچہ اپنی مشکلات بتانا بھی چھوڑ دے گا۔ ایسے بچے شر پسند افراد کا آسان شکار بن جاتے ہیں۔

311......بچوں کے ساتھ مساوی سلوک رکھیں

بعض والدین اپنی اولاد کے ساتھ یکساں سلوک روا نہیں رکھتے۔ ایک بچے کے ساتھ زیادہ شفقت اور پیار کا رویہ رکھتے ہوئے دوسرے بچے کی حق تلفی کرتے ہیں۔ جس کی

وجہ سے اس بچے میں ضد، ہٹ دھرمی اور خودسری کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ جبکہ دوسرا بچہ احساس کمتری کا شکار ہوکر منفی سوچتا ہے اور اس میں حسد کا جذبہ بڑھتا ہے۔

312......بچوں کی نفسیات سمجھیں

والدین کے لیے بچوں کی نفسیات سے متعلق بنیادی اصولوں سے آگاہی نہایت ضروری ہے۔ بچوں کے ذہن کی گتھیاں سلجھانے کے لیے نفسیاتی اُمور سے جان کاری بنیادی ضرورت ہے۔ والدین کے بعد بچوں کی تعلیم و تربیت کا اگلا ذریعہ اساتذہ ہوتے ہیں۔ ماں کی آغوش بچے کے لئے پہلی درس گاہ ہے، بچے کو اِس عمر میں کسی کتاب یا دیگر علمی ذخیرے کے بغیر براہِ راست آغوشِ مادر سے علم و نور کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔ اِس حوالے سے والدین، خصوصاً والدہ کی اَوّلین ذمہ داری اِسلامی تعلیمات اور بچوں کی نفسیات کے مطابق اُن کی تربیت کرنا اور انہیں تعلیم دینا ہے۔

تو بہر حال بچوں کو مضبوط بنایا جائے، انہیں اعتماد دیا جائے، انہیں مسائل حل کرنے کا گر سکھائے جائیں، بحثیت والدین آپ پر بھاری ذمہ داری ہے، آپ اِن کو ایک مضبوط، پراعتماد انسان بنائیں۔ دین اسلام نے بھی بچوں کے حقوق میں سے ایک حق ان کی اچھی تعلیم و تربیت کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ علم اور تربیت ہی وہ ذرائع ہیں جو اولاد کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قوموں کا معمار بناتے ہیں۔

313......منزل کا تعین سکھائیں

والدین بچوں کو منزل کا تعین کرنا سکھائیں انہیں اپنی زندگی کے مقاصد متعین کرنے کی ترغیب دیں، پھر ان سے کہیں کہ اسے پورا کریں تا کہ ان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہو، بڑے ہوکر وہ ان ہی اصولوں پر کاربند رہیں گے۔

ان اصولوں کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعا مانگتے رہنا چاہیے جو کہ اس مالکِ کریم

نے ہمیں سکھائی ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(البقرة: ۲۰)

ترجمہ: اور انہی میں سے ایسے بھی ہیں جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

یہ دنیا وآخرت کی بھلائی کے لیے ایک جامع دعا ہے۔

314......بچوں کو اللہ تعالی کی ناراضگی پر معافی کا طریقہ بتائیں

والدین بچوں کو ہر وہ عمل جو اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب بنے اِس کے بارے میں بتائیں، جس طرح بچوں میں جھوٹ ہے، چغل خوری ہے، اور اسی طرح بچوں کا آپس میں لڑنا ہے، مثلا: اگر بچہ کسی سے لڑ پڑیں تو آپ دیکھیں غلطی کس کی ہے اس کو پیار سے سمجھائیں کہ غلطی کی معافی مانگ لو تاکہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے تمہاری یہ غلطی پیش نہ ہو، بچے کو معافی مانگنے کی فضیلت سنائیں، معافی مانگنے کا طریقہ بتائیں تاکہ وہ بلا جھجک ہو کر معافی مانگنے کا عادی ہو جائے۔ غلطیاں چھوٹوں سے بھی ہوتی ہیں اور بڑوں سے بھی، بچے کو سمجھائیں کہ جب بھی غلطی ہو جائے تو اسی وقت معافی مانگ لینی چاہیے، اپنے بہن بھائیوں سے اگر بدتمیزی کرے یا ان کو تکلیف دے یا جھگڑا کرے تو ان سے بھی معافی مانگے۔ اس کے بعد اس سے کہیں اللہ سے بھی معافی مانگ لو تاکہ اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض نہ ہوں۔ ہر وقت اللہ کی ناراضگی کے بارے میں یہ بات ڈالنا کہ نیک کام کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور لڑائی جھگڑے اور برے کاموں سے اللہ ناراض ہوتا ہے، حتی کہ بچے کے دل میں یہ حقیقت اُتر جائے کہ اللہ

کی ناراضگی سب سے بری چیز ہے۔ یہ بچے کی تربیت کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کے برعکس آج یہ ہوتا ہے کہ اگر اپنا بچہ کسی دوسرے بچے سے جھگڑ پڑے تو اپنے بچے کی غلطی کے باوجود دوسرے کے بچے کو ڈانٹا جاتا ہے اور ناحق اپنے بچے کی غلطی سے چشم پوشی کی جاتی ہے، جس سے یہ لڑائی چھوٹوں سے شروع ہو کر بڑوں تک پہنچ جاتی ہے۔

315......محبت اور لاڈ کی حد کیا ہے؟

بچے کی تربیت چھوٹی چھوٹی چیزوں سے شروع ہوتی ہے، اس سے اس کا ذہن بنتا ہے، اسی سے اس کی زندگی بنتی ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آج کل یہ عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ ماں باپ کے اندر بچوں کو غلط باتوں پر ٹوکنے کا رواج ہی ختم ہو گیا ہے۔ آج سے پہلے بھی ماں باپ بچوں سے محبت کرتے تھے، لیکن وہ عقل اور تدبیر کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ آج کل یہ محبت اور لاڈ اس درجے تک پہنچ چکا ہے کہ بچے کتنے ہی غلط کام کرتے رہیں، غلط حرکتیں کرتے رہیں، لیکن ماں باپ ان غلطیوں پر ٹوکتے ہی نہیں، ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نادان بچے ہیں ان کو ہر قسم کی چھوٹ ہے، ان کو روک ٹوک کی ضرورت نہیں۔ سوچنا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر بچے نادان ہیں مگر والدین تو نادان نہیں ہیں، لہٰذا ان کا فرض ہے کہ ان کی تربیت کریں، اگر کوئی بچہ ادب کے خلاف یا شریعت کے خلاف کوئی غلط کام کر رہا ہے تو اس کو بتانا ماں باپ کے ذمے فرض ہے۔ اس لئے کہ وہ بچہ اگر اسی طرح بدتہذیب بن کر بڑا ہو گیا تو اس کا وبال والدین کے سر ہے کہ انہوں نے اس کو ابتداء سے ہی اس کی عادت نہیں ڈالی۔

316......بچوں پر اپنی مرضی مسلط نہ کریں

والدین کا بچوں پر اپنی مرضی مسلط کرنا ان کی اچھی پرورش میں ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ ڈاکٹر بننا چاہتا ہے مگر اس کے والدین اسے پائلٹ بنانا چاہتے ہیں۔

حاکمانہ اور جابرانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے زبردستی پائلٹ بننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بچہ اپنے والدین سے متنفر ہو جاتا ہے اور اس میں ضد اور نفرت جیسی خصلتیں جنم لینے لگتی ہیں۔

317......بچوں کو ذمے دار اِنسان بننا سکھائیں

والدین بچوں کو ذمے دار اِنسان بننا سکھائیں، ایک ذمے دار شخص ہونے کا کیا مطلب ہے؟ جو لوگ ذمے دار ہوتے ہیں، اُن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر اُنہیں کوئی کام دیا جائے تو وہ اُسے اچھی طرح سے اور وقت پر پورا کرتے ہیں۔

حالانکہ چھوٹے بچے کچھ زیادہ تو نہیں کر سکتے لیکن وہ پھر بھی ذمہ دار بننا سیکھ سکتے ہیں۔ بچوں کی پرورش کے بارے بتایا جاتا ہے، جب بچے (15) مہینے کے ہوتے ہیں تو وہ تب سے ہی ماں باپ کی بات ماننے کے قابل ہوتے ہیں۔ اور جب وہ (18) مہینے کے ہو جاتے ہیں تو اُن میں وہی کام کرنے کی خواہش ہوتی ہے جو اُن کے ماں باپ کر رہے ہوتے ہیں۔

اس کے لیے والدین بچوں کو گھر کے کام کاج کرنے کو دیں، بچوں کو اپنے ماں باپ کے ساتھ کام کرنا اچھا لگتا ہے، لہٰذا اِس بات کا فائدہ اُٹھائیں اور اُنہیں گھر کے چھوٹے موٹے کام کرنے کو کہیں، لیکن کچھ ماں باپ ایسا کرنے سے جھجکتے ہیں کیونکہ اُنہیں لگتا ہے کہ بچوں پر تو ویسے ہی پڑھائی کا اِتنا بوجھ ہے اِس لیے اُنہیں بچوں کو گھر کے کام کاج دینے سے اُن پر اَور بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے، مگر دیکھا گیا ہے کہ جو بچے گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں، وہ پڑھائی بھی اچھی طرح سے کر پاتے ہیں۔ گھر کے کام کرنے سے وہ یہ سیکھتے ہیں کہ اُنہیں جو کام دیا گیا ہے اُنہیں وہ پورا کرنا چاہیے۔ اگر ہم بچوں سے چھوٹی عمر میں ہاتھ بٹانے کے لیے نہیں کہتے جب ان میں ایسا کرنے

کی خواہش بھی ہوتی ہے تو انہیں لگے گا کہ دوسروں کی مدد کرنا ضروری نہیں ہوتا۔انہیں یہ بھی تاثر مل سکتا ہے کہ اُن کے سارے کام دوسروں کو کرنے چاہئیں۔

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ جب بچے گھر کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں تو وہ لوگوں کی مدد کرنا سیکھتے ہیں اور خودغرض نہیں بنتے۔ساتھ ہی ساتھ انہیں اِس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ گھر میں اُن کی بھی اہمیت ہے اور گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا اُن کا فرض ہے۔

318......اپنے بچوں کی غلطیوں پر پردہ مت ڈالیں

غلطی کرنے پر جو دُکھ یا شرمندگی ہوتی ہے، اُس کا بچے سامنا کر سکتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر آپ کا بچہ غلطی سے کسی کا کوئی نقصان کر دیتا ہے تو اُسے اُس شخص سے معافی مانگنے کے لیے کہیں اور اگر ہو سکے تو اُسے اُس نقصان کی تلافی کرنے کو بھی کہیں۔اگر بچوں کو یہ احساس ہوگا کہ اپنی غلطی کے لیے وہی قصوروار ہیں تو وہ اپنی غلطی چھپانے کی بجائے اِسے مانیں گے، اپنی غلطیوں کا اِلزام دوسروں پر نہیں ڈالیں گے، اپنی غلطی کے لیے بہانے پیش نہیں کریں گے، معافی مانگنے کے لیے تیار رہیں گے اور طریقہ کار بھی پوچھیں گے۔

319......بچوں کے کردار پر توجہ دیں

والدین بچوں کے کردار پر خصوصی توجہ دیں، ایک جملہ ہم اکثر سنتے آ رہے ہیں کہ بڑے لوگوں کی طاقت ان کا ''کردار'' جبکہ عام لوگوں کی طاقت ان کی ''زبان'' ہوتی ہے۔ابتدائی دورِ تعلیم بچوں کی شخصیت اور مزاج کی تعمیر میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ابتدائی تعلیم میں صرف خواندگی فراہم کرنا شامل نہیں ہے بلکہ بچوں کا متوازن انداز میں نشو نما پانا ابتدائی تعلیم کا ایک بڑا جز ہے۔اچھے معاشرے بچوں کی اخلاقی تربیت اور کردار کی بلندی سے بنتے اور پھلتے پھولتے ہیں اور یہ کام ماں باپ سے کہیں

زیادہ پڑھانے والے اساتذہ کا ہوتا ہے، بچے کسی بھی قوم کا مستقبل اور بیش قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان بچوں کی اعلیٰ تربیت، عمدہ تعلیم، مناسب پرورش، مہذب نگہداشت اور خصوصی دیکھ بھال والدین اور اساتذہ کی اوّلین ذمہ داری ہوتی ہے۔

بچوں کے کردار کی مثبت تعمیر کیلئے بچوں کے ساتھ رویہ دوستانہ رکھیں تا کہ وہ آپکے ساتھ اپنی ہر بات شیئر کرسکیں۔ بچوں کے ذہن میں سوال پیدا ہونا فطری ہے، اگر آپ انہیں سوال کرنے پر ڈانٹ دیں گے تو انکا تجسس ختم نہیں ہوگا، وہ کسی اور سے اس کے بارے میں پوچھیں گے۔ وہ کس سے پوچھیں، اگلا بندہ کیا جواب دے، یہ آپ کو معلوم نہیں۔ کچھ والدین شرم کے مارے ان باتوں پر بچوں سے بات نہیں کرتے۔ ہوتے ہوتے والدین اور بچوں کے درمیان جھجک کا ایسا پردہ حائل ہو جاتا ہے جسکو پھاڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آپکو لگتا ہے کہ آپ کے لئے اپنے بچے کے ساتھ یہ باتیں کرنا ممکن نہیں تو لاوارث چھوڑنے کی بجائے کسی خالہ، پھوپھو، کوئی بڑا بہن بھائی، کزن، کوئی ایسا بندہ جو بچے سے نزدیک ہے، اسکو اس طرف لگائیں اور ان سے بچے کے بارے میں آگاہ رہیں۔ بہتر یہی ہے کہ خود بات کی جائے۔ انہیں آپ سے اتنا اعتماد ملنا چاہیے کہ وہ جھجکے بغیر آپ سے جو دل میں آئے پوچھ لے۔ جواب سچائی اور حکمت پر مبنی ہونا چاہیے۔

320......بچوں کے بدلتے رویوں پر نظر رکھیں

کوئی بات، کوئی عمل، کوئی غیر متوقع ری ایکشن، ڈراؤنے خواب، ہنستے کھیلتے بچے کا ایک دم چپ چپ سا ہو جانا، غصہ کرنا، یا کسی سے نفرت یا ناپسندیدگی کا اظہار کرنا جو آپکی نظر میں بہت اچھا انسان ہو، ایسی کسی بھی صورت میں غیر محسوس طریقے سے کریدنے کی کوشش کریں، بچے کی رائے کو مقدم رکھیں۔

321......تربیت کا تعلق تعلیم سے نہیں ماحول اور معاشرت سے ہے

آج کے والدین بچوں کی اس طرح تربیت نہیں کر سکتے جتنا کہ آج سے بیس، پچیس سال پہلے کے والدین کرتے تھے۔حالانکہ آج کے والدین زیادہ پڑھے لکھے اور ٹیکنالوجی سے لیس ہیں لیکن پھر بھی بچوں کی تربیت کمزور ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تربیت کا تعلق تعلیم سے ہے ہی نہیں، ایسا ممکن ہے کہ کسی انسان کی تعلیم تو کم ہو مگر وہ دوسروں کی تربیت بہترین انداز میں کر سکتا ہو اور ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی انسان پی ایچ ڈی کر چکا ہو لیکن اس کے اندر تربیت کرنے کا مادہ ہی نہ ہو۔اصل بات یہ ہے کہ تربیت ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہونے والی چیز ہے۔پرانے زمانے میں یہ چیز والدین کی طرف سے اولاد کو ملتی تھی، جس کو رسم و رواج اور اقدار و روایات کہا جاتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ اگر چہ اس زمانے میں تعلیم اور ٹیکنالوجی زیادہ نہیں تھی لیکن پھر بھی اولاد کی تربیت بہترین ہوا کرتی تھی۔

322......بچوں کے بگاڑ کی تین اہم وجہیں

آج کے بچے زیادہ تعلیم یافتہ، وسائل یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بگاڑ بھی بہت زیادہ ہے۔اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

ا......رزق حرام: ہر وہ انسان جو اپنا کام ایمان داری سے نہیں کرتا، جو ظلم کرتا ہے، جو دوسروں کا حق مارتا ہے، جو مقررہ اصولوں کی خلاف ورزی کر کے رزق کماتا ہے تو وہ حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔یہی رزق جب اس کی اولاد کھاتی ہے تو پھر اس کا اثر بھی بگاڑ کی صورت میں نکلتا ہے۔

۲......والدین کی گستاخی: ہر وہ انسان جو اپنے والدین کا گستاخ ہو تو اس عمل کا انجام وہ مرنے سے پہلے اس طرح دیکھتا ہے کہ اس کی اولاد گستاخ اور نافرمان بن جاتی ہے۔

۳......بچپن میں بے جا سختی: اگر کوئی انسان اپنے بچوں کو اس قدر سختی میں اور دبا کر رکھتا ہے کہ ان کے بچپن کو بدترین بنا دیتا ہے، تو پھر جب بھی بچوں کو تھوڑی سی آزادی ملتی ہے وہ اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسی وجہ سے بگاڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

323......بچوں کو بات کرنے میں آزادی دیں

ماں، باپ اور بچہ کا آپس میں رشتہ ایک ہی چیز مضبوط بنا سکتی ہے اور وہ ہے بہترین گھر کا ماحول، گھر کا ماحول ایسا ہونا چاہیے جس میں ہر انسان کو بولنے کی آزادی ہو، وہ اپنے دل کی بات زبان پر لا سکے اور کسی سے کوئی شکایت ہے تو اس کو بھی بتا سکے۔ جب اس طرح گفتگو کرنے اور دوسرے فرد کو سننے کی گنجائش ہو گی تو پھر یہ رشتہ اور بھی زیادہ مضبوط رہے گا۔

324......کیا آپ کو اپنے بچے سے شکایت ہے؟

والدین کو عموماً اپنی اولاد سے شکایت ہوتی ہے، اس شکایت کا سبب عموما والدین خود ہوتے ہیں، جب بچے کی عمر ماں کی آغوش سے تربیت لینے اور پرورش پانے کی ہوتی ہے تو اسے اسکول مدرسہ کے حوالے کر دیا ہے اور جب بچے نے آپ کو تنگ کیا آپ نے اسے کسی کھلونے یا موبائل سے بہلا دیا، آپ پورا دن اپنی سہیلی یا دوست سے بات کر سکتے ہیں، مگر کوئی کہانی، قصہ، نظم یا واقعہ اپنے بچے کو نہیں سنا سکتے اس کی توجہ کسی اچھی چیز کی طرف مبذول کرنے میں آپ ناکام ہیں، اب وہ موبائل کا عادی بن گیا ہے۔

کیا آپ بحیثیت ماں اس کی نشو ونما کے ابتدائی دنوں میں کاپی پینسل لے کر اس کے ساتھ بیٹھیں؟

کیا آپ نے اسے سکھانے کے لیے خود سے کوئی لائین کھینچی کوئی اسکیچ بنا کر دکھایا اور جواباً اسے ویسا ہی کرنے کو کہا؟

کیا آپ نے اسے کھانا کھلاتے وقت دعاؤں کا اہتمام کیا؟ کھانے کے دیگر آداب سکھائے؟

کیا آپ نے اس کے سامنے پانی پینے کے آداب دوہرائے؟

کیا آپ نے اسے اللہ سے محبت کرنا سکھائی؟

کیا آپ نے اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیلا؟

کیا آپ نے اس کے ساتھ کوئی مقابلہ کیا؟

کیا آپ نے کبھی اسے کہانی سنا کر، اس سے کہانی سننے کی فرمائش کی؟

کیا آپ نے اس کے سامنے مطالعہ کیا؟ اسے اپنے عمل سے بتایا کہ مطالعہ ذہن کو کس طرح جلا بخشتا ہے؟

پھر ایسے والدین کیوں شکایت کرتے ہیں، جب انہوں نے ایک لمحے کے لیے اپنی اولاد کو محبت کا درس نہیں دیا!!

325......چھوٹے بچوں میں لچک پیدا کریں

آج کل بہت سے والدین کو اپنے بچوں سے شکایت ہے کہ وہ ان کا کہنا نہیں مانتے، اپنی من مانی کرتے ہیں، یاد رکھیں! بچے عموماً رویوں میں گھر میں اپنے ماں باپ و دیگر اہلِ خانہ کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر والدین میں خود اعتمادی، نرمی اور لچک کی کمی ہو اور وہ بات بات پر غصہ اور اپنی مرضی اور پسند ناپسند پر بچوں کو چلانا چاہیں تو نتیجے میں بچے ضدی، خودسر اور ہر کام میں اپنی من مانی کرنے والے بن جاتے ہیں۔ بچوں میں لچک پیدا کرنے کے لیے والدین کو اپنا رویہ لچکدار رکھنا ہوگا۔ اور اگر بچوں سے کسی معاملے میں بار بار غلطی ہو رہی ہو تو ان کو غصہ کرنے، مار پیٹ کرنے، دھمکیاں دینے، برا بھلا کہنے یا پھر سخت نکما کہنے کے بجائے بچوں کو اپنی غلطی سنوارنے کا موقع دیں اور ساتھ

ساتھ ان کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔آج چھوٹے بچوں کے اندر لچک پیدا کرنا ایک بہت اہم ضرورت ہے۔ یہ ایک وہ عمر ہے جس میں چھوٹے بچوں کو بہت ساری مشکلات اور مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔جیسا کہ پہلی دفعہ سکول میں داخلہ لینا، نئے لوگوں سے ملنا، اپنے چھوٹے یا بڑے بہن بھائیوں کیساتھ وقت گزارنا اور معاملات کرنا، دوست بنانا، روزانہ کی روٹین کا تبدیل ہونا، مختلف قسم کے لوگوں سے ملنا، گھر میں آنے والے مہمانوں سے ملنا، اس میں بچوں کے لیے بہت سارے سنجیدہ اور غیر سنجیدہ تجربات ہیں جو کہ بچوں کے اندر لچک یا سختی پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔اس عمر میں بچوں کو والدین اور خاندان کے دیگر افراد کی معاونت ، رہنمائی اور مدد کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بچے سیکھنے کے عمل اور وقت سے گزر رہے ہوتے ہیں۔اس عمر میں بچے تجربے کے ذریعے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے اندر لچک یا سختی پیدا کرنا سیکھتے ہیں۔اور جب بچے ایک بار لچک یا سختی کی قدریں سیکھ جائیں تو وہ ان کی زندگی کا خاصہ بن جاتی ہیں۔مگر ہم جتنی جلدی بچوں کے اندر لچک پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کے نتائج بڑے خوشگوار ہوتے ہیں اور اس سے بچے ترقی کی منازل کامیابی سے طے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک بہترین تحفہ ہے جو والدین اپنے بچوں کو دے سکتے ہیں جبکہ ابھی وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

326......بچے کو مسلسل سزا دینے کے نقصانات

۱......بار بار سزا ملنے پر بچہ ذہنی وجسمانی طور پر متاثر ہوتا ہے۔

۲......مسلسل سزا برداشت کرنے سے بچے کا رویہ باغیانہ ہوجاتا ہے۔

۳......بچہ پڑھائی لکھائی سے بیزار اور اچھے کاموں سے متنفر ہوجاتا ہے۔

۴......سزا ملنے سے بڑی عمر کے بچے منشیات کے عادی ہوجاتے ہیں۔

۵...... مسلسل سزا ملنے سے بچوں میں دوسروں کو اذیت دینے کے ارادے کو تقویت ملتی ہے۔

۶...... بار بار مار برداشت کرنے سے بچوں کے اندر بڑوں کا احترام ختم ہو جاتا ہے۔

۷...... مسلسل مار پڑنے سے وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور ان پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی۔

۸...... بچے کا اعتماد کمزور پڑ جاتا ہے۔ وہ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۹...... سزا کا اثر بچے پر تا عمر رہتا ہے۔

327...... بغیر سزا کے بچوں کے اصلاح کے طریقے

والدین کہتے ہیں اگر بچوں کو سزا نہ دی جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ کس طرح سے بچوں کو سمجھایا جائے؟ اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ جسمانی سزا بچوں کیلئے مضر اور بڑوں کے لئے تذلیل کا باعث بنتی ہے۔ بچوں کو انوکھی سزا دیں جس سے انہیں چوٹ بھی نہ آئے اور بری عادت بھی چھوٹ جائے۔ چند طریقے درج ذیل ہیں:

۱...... گھر میں ایک بکس رکھیں: بچوں سے غلطی ہونے پر ان کی پاکٹ منی کے مطابق اس میں جرمانہ کے طور پر پیسے ڈلوائیں۔ بعد میں بچوں کے ذریعے ہی وہ پیسے کسی ضرورتمند کو دیئے جائیں۔

۲...... غلطیاں کرنے پر انوکھی سزا دیں: انہیں گھر یا باہر کے کام کروائیں، جیسے کہ صفائی کرنا، اشیاء کو ترتیب سے رکھنا، کپڑوں کو تہہ کرنا، سودا سلف لانا وغیرہ۔ ان کی عمر کی مناسبت سے کام کروائیں اور کام ہونے کے بعد انہیں شاباشی دیں۔

۳...... غلطی ہونے پر سزا نہ دے کر کھیل کا دورانیہ کم کر دیں: اس کے علاوہ سیر و تفریح کے لئے انہیں لے جائیں۔ ان کا پسندیدہ کھلونا کچھ دیر کے لئے اپنے پاس رکھ لیں، اس طرح وہ آپ کی بات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

۴......ناراضگی کا اظہار کریں: تھوڑی دیر کے لئے ان سے بات نہ کریں، چونکہ بچے کو ماں باپ سے ہر بات کہنے کی عادت ہوتی ہے تو اس طریقے سے وہ اپنی غلطی دہرانے سے باز رہیں گے۔

۵......بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف کریں: انعام دیں اور حوصلہ افزاء باتیں کریں، والدین کی حوصلہ افزائی پا کر بچے مزید بہتر کام انجام دینے کی کوشش کریں گے۔

۶......بچوں کو بار بار روکنا ٹوکنا ٹھیک نہیں ہے: کبھی کبھی انہیں اپنی غلطی سے بھی سیکھنے کا موقع دیں۔

ان طریقوں سے بچے میں مثبت اور خوشگوار تبدیلی رونما ہوگی۔ والدین بچوں کو کوئی بھی بات نرمی سے سمجھائیں کہ آپ انہیں بار بار اس لئے روکتے ہیں کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچیں، خیال رہے کہ نرمی سے کی گئی بات بچے جلد سمجھتے ہیں۔

328......بچوں کو اچھے انداز میں بلائیں

والدین بچوں کو اچھے اور پیارے انداز سے بلائیں، بات کرتے ہوئے، بلاتے ہوئے سخت لہجہ اختیار نہ کریں، بہترین لہجہ نرم لہجہ ہے، اگر بچوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو اُن پر غصّہ نہ کریں، بے وقوف کہہ کر نہ بلائیں، مار پیٹ اور بدمزاجی والا رویہ نہ اپنائیں، بلکہ اچھے انداز میں سمجھائیں، اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ والدین بچوں کو سمجھاتے کم ہیں اور اُن پر غصہ زیادہ کرتے ہیں، یہ طریقہ غلط ہے۔ زیادہ غصّہ کرنے سے بچے ضدی ہو جاتے ہیں اور اپنی مرضی چلاتے ہیں، اور والدین کے غصے کی وجہ سے بچے اپنی چھوٹی بڑی باتیں اُن سے چھپانے لگتے ہیں جو والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ماں باپ کو چاہیے کہ وہ جو کچھ بچوں سے کروانا چاہتے ہیں پہلے وہ خود کریں۔ چیخنے چلانے سے بہتر ہے کہ بچوں کے سامنے نرم لہجے میں اپنی بات کا اظہار کریں،

اس سے بچہ بھی اپنی بات بہتر انداز میں کہنا سیکھے گا۔

329......بچوں کے لیے دین پر استقامت کی دعا کرتے رہیں

والدین کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت رکھی ہے، تقریباً ہر والدین ہی اپنی اولاد کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے ہیں، ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتے رہیں، اے اللہ! میری اولاد کو دین مستقیم پر قائم اور دائم رکھنا، اسی دین مستقیم پر انہیں موت عطا کرنا، ان کا خاتمہ اچھا فرمانا، اگر انسان اپنے بچوں کو اعلیٰ قسم کی تعلیم دلوائے، معیاری ادارے میں تعلیم دلوائے، ہزاروں، لاکھوں روپے اس کی تعلیم پر لگائے، لیکن وہ دین مستقیم سے پھر جائیں تو یہ والدین اور خود بچے کے لیے بہت ہی گھاٹے کا سودہ ہے، اس لیے والدین بچوں کی کامیابی کے ساتھ ساتھ دین پر استقامت اور حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعاؤں کو اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اسے قبول کرتا ہے اور اُن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں:

دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ. ❶

ترجمہ: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) والدین کی دعا اولاد کے لئے۔

دین پر استقامت کی نعمت ایک بہت بڑی نعمت ہے، قرآن کریم کی ایک آیت ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ لْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۸)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو کج نہ کر دیجئے اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت دی، اور ہمیں اپنے پاس سے بڑی رحمت عطا فرمایئے، بیشک آپ بہت بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الصلاة، باب الدعاء بظهر الغيب، رقم الحديث: ۱۵۳۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر بطورِ دعا کے یہ فرمایا کرتے تھے۔
''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ '' اے قلوب کو پھیرنے والے ! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ! میں نے کہا یا رسول اللہ ! ہم آپ کے لائے ہوئے دین وشریعت پر بھی ایمان لائے ،تو کیا اب بھی ہمارے بارہ میں آپ ڈرتے ہیں(کہ کہیں ہم گمراہ نہ ہوجائیں)''قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللہِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَآءُ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک قلوب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں (یعنی اس کے تصرف واختیار میں ہیں اور جس وہ طرح چاہتا ہے ان کو گردش میں لاتا رہتا ہے۔)
حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بالکل معصوم اور محفوظ ہیں۔نعوذ باللہ کسی گمرائی کا شائبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر نہیں آسکتا، ظاہر ہے کہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ہی کرتے ہوں گے کہ کہیں ہم دنیا کے چمک دمک میں پھنس کر اپنے دین وایمان سے گمراہ نہ ہو جائیں،تو کیا ایسی شکل میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی صداقت کا اعتقاد رکھتے ہیں، نیز ہمارے قلوب ایمان وایقان کی حقیقی کیفیت سے سرشار ہیں، ہمارے گمراہ ہونے کا کیا خدشہ ہوسکتا ہے، اس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ قلوب کے رخ اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیرتا رہتا ہے، نہ معلوم کس کے قلب کا رخ گمراہی کی طرف کب ہو جائے ،اس لئے اپنے لیے بچوں کے لیے دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دل کو ہمیشہ سلامتی کی راہ پر لگائے رہے اور گمراہی

کی طرف نہ مڑنے دے۔ ❶

330......بچوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہیں

والدین اپنے لیے اور بچوں کے لیے حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہیں، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ يَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّه وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّار وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ. ❷

ترجمہ: بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے لیکن وہ جنتی ہوتا ہے اور جنت والوں کے سے کام کرتا ہے لیکن وہ دوزخی ہوتا ہے، کیونکہ (نجات وعذاب کا) دارومدار خاتمہ کے عمل پر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا اعمال سابق کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ ان اعمال کا اعتبار ہوگا جس پر عمل کا خاتمہ ہوا ہے، اس لئے کسی کی نجات وعذاب کا دارومدار اس کے خاتمہ پر ہوگا، خاتمہ بالخیر ہوگا تو اللہ کی نعمتوں اور اس کی جنت کی سعادت سے نوازا جائے گا اور اگر خدانخواستہ خاتمہ خیر پر نہیں ہوا تو پھر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

تو بہت نیک انسان بھی بہک سکتا ہے اور گمراہ ہوسکتا ہے اور بہت بُرا آدمی بھی موت سے پہلے پہلے صحیح ہوسکتا ہے، ہدایت پر آ سکتا ہے، جب تک انسان زندہ ہے کوئی گارنٹی نہیں دی جاسکتی، سوائے نبیوں کے کہ اُن کے بارے میں اعتماد اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ جو کام کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں اور اُن کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا اور اُن لوگوں کے بارے میں بھی کہا جاسکتا ہے جن کے بارے میں نبیوں نے خبر دے دی

---

❶ سنن الترمذی: أبواب القدر، باب ماجاء أن القلوب بین أصبعي الرحمن، رقم الحديث: ۲۱۴۰

❷ صحیح البخاری: کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم، رقم الحديث: ۶۶۰۷

ہے۔ اِس کے علاوہ کسی کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ کوئی دعوی نہیں کر سکتے، معلوم نہیں کہ خاتمہ کس حالت پر ہوگا، اسلئے ہمیشہ ہر نماز کے بعد، تلاوت کے بعد یہ دُعا کیا کرو کہ اللہ تعالی ایمان والی موت عطا فرمائے۔ شیطان بڑا خبیث ہے یہ چاہتا ہے کہ انسان کسی طرح کفر پر مر جائے، جاتے جاتے بھی یہ بے ایمان کرنے کی بڑی کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح یہ کفر پر مر جائے اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلا جائے۔

ایک بزرگ کے انتقال کا وقت تھا، لوگ انہیں کلمہ کی تلقین کر رہے تھے کہ کلمہ پڑھ لے، اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ہم تو آپ کو کلمہ پڑھا رہے تھے، لیکن آپ کہہ رہے تھے ابھی نہیں، ابھی نہیں، کیوں کہہ رہے تھے؟ فرمایا کہ شیطان مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ تو نجات پا گیا، میرے ہاتھ سے نکل گیا اور میں یہ کہہ رہا تھا کہ ابھی تو روح جسم میں ہے، ابھی میں نے تجھ سے نجات نہیں پائی، جب کلمہ پر میرا خاتمہ ہو جائے اور روح کلمہ لے کر ایمان کے ساتھ جسم سے الگ ہو جائے اس وقت میں تجھ سے نجات پاؤں گا۔ تو میں شیطان سے کہہ رہا تھا: ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی جسم میں جان باقی ہے، ابھی تو مجھ کو بہکا سکتا ہے۔

شیطان نے ایک عالم سے کہا کہ تم اپنے علم سے بچ گئے، اس اللہ والے عالم نے کہا: اپنے علم سے نہیں اللہ کے فضل اور رحمت سے بچ گیا۔ کہا کہ کمبخت! جاتے جاتے بھی مجھے چکر دے رہا ہے کہ اپنے علم سے بچ گئے، تا کہ میری نظر اپنے علم پر ہو جائے اور اللہ کی رحمت و فضل پر نہ رہے۔

دیکھئے! اس طرح یہ خبیث خاتمہ خراب کرانا چاہتا ہے، اس لئے ہمیشہ اللہ تعالی سے دعا کریں کہ اللہ رب العزت خاتمہ ایمان پر کرے، اور موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

تالیفات

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب حفظہ اللہ

نمبر شمار	کتاب کا نام
1	قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت
2	معارف ام القرآن
3	قوائد التفسیر
4	قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک اعمال کو ضائع کرنے والے گناہ
5	قرآن کریم کی روشنی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
6	کتبِ حدیث کا تعارف
7	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو سنہری ارشادات
8	مقدمہ صحیح بخاری
9	درسِ بخاری
10	حفظِ حدیث
11	خلیفہ اول
12	خلیفہ دوم
13	خلیفہ سوم
14	خلیفہ چہارم
15	کتبِ سیرت کا تعارف

جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

اصلاحی خطبات و رسائل

کامل ۱۰ جلد

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

ادارۃ المعارف کراچی